

# جَائِسُ الْوَارِعَةِ

جلد اول



مُتَرَجمٌ

مُؤَلِّف

موسى بيج نجفي

ذِيْنَجَ اللَّهُمَّ حَارِقْ

بسم الله الرحمن الرحيم

## مجالس الواعظين

### مترجم: موسیٰ بیگ نجفی

### فهرست

شمارہ نمبر	صفحہ نمبر شمارہ نمبر	صفحہ نمبر	شمارہ نمبر	عنوان
1	مجلس 1: وہ آیت یہ روزہ کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے	16	10	ریاء کی اور سمعت کی حرمت
2	مجلس 2: آیہ شریفہ کا تتر	17	17	ریاء کی فتمیں اور اس کے احکام
3	مجلس 3: آیہ "شهر رمضان" کی تشرع	18	24	مجلس 13: "الصوم جدفن من النار" کا معنی
4	مجلس 4: آیہ "أَحِلَّ لَكُمْ لِيَلَةُ الصِّيَامِ"	19	29	حد کے مفاسد اور اس کی فتمیں
5	مجلس 5: آیہ "كُلُوا وَاشْرُبُوا" کی تشرع	20	31	چند چیزیں جو حسد کا موجب بنتی ہیں
6	مجلس 6: واجب اور غیر واجب روزے کی فتمیں	21	35	حد کی بیماری کا علاج کا طریقہ
7	مجلس 7: خاص روزے کے باقی شرائط	22	42	مجلس 14: مومن کے روزہ سے شیطان کا چہرہ سیاہ
8	مجلس 8: خصوصی روزے کے باقی شرائط	23	49	مجلس 15: راہ غدایں دوئی اور دشمنی کرنا
9	مجلس 9: خصوصی روزے کی چھٹی شرط	24	55	روزے کے طبق فوائد
10	مجلس 10: عقلی اعتبار سے روزہ واجب ہونے کی علت	25	62	مجلس 16: "وَاسْتَعِينُوا بِالصَّابِرِ وَالصَّلُوةِ" کا معنی
11	عبدالله بن ابی حذافیہ کی تاریخ کی طرف اشارہ	26	63	علی کے بارے میں ضرار کی گفتگو
12	محمد بن ابی حذیفہ کی تاریخ	27	64	مجلس 17: روزہ دار کے لئے ملائکہ کا دعائیا گناہ
13	ان بزرگان میں ایک محمد بن ابی عیسیٰ ہے.....؟	28	65	دعا کیوں قبول نہیں ہوتی ہے.....؟
14	مجلس 11: روزہ کے شرعی طور پر واجب ہونے کی علت	29	67	مجلس 18: روزہ دار کے منہ کی خوبیوں کے بیان میں
15	مجلس 12: "الصوم لِي" کے معنی کے بارے میں	30	74	امام حسینؑ کے قاتلوں کی حکایت

31	مجلس 19: روزہ دار کے لئے دخوشیاں ہوتی ہیں	شیخ صناعہ کا برائجام	55	114
32	تسبیح ارواح کے دعویٰ کا بطلان	پولس کی شقاوت	56	115
33	مجلس 20: روزہ پارچے ارکان میں سے ایک ہے	شر، بن، ذی الجوش کی شقاوت	57	118
34	خلافت امیر المؤمنین علیہ السلام	مجلس 31 تمام مخلوق کے مرزاں کی کیفیت	58	120
35	مجلس 21: عمل میں اخلاص	چند گروہ کا ختن عذاب	59	123
36	امام حسینؑ کے اشعار دنیا کی پستی کے بارے میں	قیامت کی ہولناکیوں سے نجات کا باعث	60	127
37	مجلس 22 روزہ دار کے بدن کے بالوں کا تشیع کرنا	مجلس 32 ماہ رمضان میں رسول اکرمؐ کی چار ہدایتیں	61	128
38	موجودات کی تشیع	وہی میں صدقہ دینے کے آثار	62	129
39	مجلس 23 ماہ رمضان میں روزی تقسیم ہوتی ہے	انفاق کے آداب	63	131
40	محمد بن ابی بکر کی تاریخ	مجلس 33 بزرگوں کا احترام کرنا	64	132
41	مجلس 24: روزہ دار کے لئے صابرین جتنا اٹاوب ہے	چوتھی ہدایت صدر حجی کرنا	65	136
42	حضرت ایوبؑ کا صبر	قطع حجی کرنا	66	138
43	مجلس 25: آخری شعبان کے جمع کے خطبہ کی تعریج	مجلس 34 قیموں کے ساتھی نیکی کرنا	67	141
44	شیخ مفید کی تاریخ کی طرف اشارہ	اصفہان میں شاہ شجاع کا واقعہ	68	142
45	مجلس 26: ماہ رمضان میں روزہ دار خدا کے مہمان ہیں	قیموں کے بارے میں ہدایات	69	145
46	رسول خدا کو مہمان بنانا	مجلس 35 ماہ رمضان میں توبہ کرنا	70	146
47	مجلس 27: ماہ رمضان کا ہمیہ تمام ہمینوں سے افضل ہے	آدم ابوالبشر کی توبہ	71	149
48	قصاص اور قتل کے درمیان فرق	مجلس 36 حضرت اور لیں کی قوم کا توبہ	72	150
49	مجلس نمبر 28: روزہ دار کا سانس لینا تشیع ہے	حضرت یونسؑ کی قوم کا توبہ	73	152
50	مجلس 29: خدا سے دعا مانگنا	مجلس 37 حضرت یوسفؐ کے بھائیوں کا واقعہ	74	156
51	علیؑ کی شکایت اصحاب کے بارے میں	مجلس 38 یوسفؐ کے بھائیوں کا واقعہ	75	160
52	انسان کی حقیقت	مجلس 39 نعم اعمال کے گردی ہیں	76	158
53	مجلس 30 ماہ رمضان میں سب کی مغفرت ہوتی ہے	یوسفؐ کے بھائیوں کا واقعہ	77	162
54	برسیسا عابد کی شقاوت	مجلس 40 نماز پڑھنے والے کو عذاب نہیں دیا جائے گا	78	164

311	پوس بن عبد الرحمن کی تاریخ	103	239	حضور قلب	79
314	مجلس 55 قرآن کے فضائل کے بارے میں	104	242	مجلس 41 حضور قلب کیلئے جو اسباب فائدہ مند ہیں	80
316	علیؑ کا خطبہ قرآن مجید کے بارے میں	105	243	مقدمات نماز کے راز	81
318	مجلس 56 فضائل اور ابوحنیفہ کا واقعہ	106	247	مجلس 42 واجبات نماز کے رازوں کے بارے میں	82
321	مجلس 57 قرآن مجید کے فضائل	107	251	اصحاب سنت کا واقعہ	83
322	قیامت میں قرآن کی شفاعت	108	253	مجلس 43 ماہ رمضان میں اظہاری دینے کی فضیلت	84
324	قرآن اور اہل بیتؑ کی فضیلت	109	255	شان نزول "ھل آتی"	85
326	مجلس 58 تلاوت قرآن کی فضیلت	110	258	مجلس 44 حسن خلق کے بارے میں	86
327	حضرت علیؑ کی شکایت اپنے اصحاب کے بارے میں	111	261	ایک یہودی کا واقعہ	87
329	مجلس 59 رسول اکرمؐ کا خطبہ جمہر شعبان کے آخر میں	112	264	مجلس 45 امیر المؤمنین علیؑ کے خلق کے بارے میں	88
330	تفقاو قدر کے بارے میں	113	265	امیر المؤمنین علیؑ اور ایک یہودی کا واقعہ	89
331	عدل اور اس کی فضیلت	114	269	مجلس 46 حسینؑ اور امام زین العابدین علیؑ کا اخلاق	90
333	عدل اور بادشاہ کی نیت	115	273	حضرت موسیؑ کی مناجات اور عاشورا	91
335	حضرت علیؑ کا بیان عدل کے بارے میں	116	275	مجلس 47 امام زین العابدین علیؑ کا حسن اخلاق	92
339	مجلس 60 ظلم کے مفاسد اور اس کے اثرات	117	278	ایک فقیر کا عجیب واقعہ	93
348	ظلم اور تجاوز کے اثرات	118	279	حضرت امام جواد علیؑ کا مجزہ	94
349	ظالم بادشاہ کی حکایت	119	281	مجلس 48 غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ نزی کرنا	95
352	انو شیر و ان عادل کی حکایت	120	284	رسول خداؓ کا معاملہ غلاموں کے ساتھ	96
359	سُلح کا واقعہ	121	286	مجلس 49 نماز شب کی فضیلت	97
361	عہد الدو لہ اور قاضی کی خیانت کا واقعہ	122	291	مجلس 50 باقی نوافل کے بارے میں	98
365	قاضی کی خیانت اور سلطان محمود	123	296	مجلس 51 قرآن مجید اور قرأت کی فضیلت	99
367	امیر کی خیانت اور درزی کا اذان دینا	124	301	مجلس 52 پیغمبر اسلام پر درود	100
372	شاه شجاعؑ کی عدالت اور آثار کی حکایت	125	305	مجلس 53 قرآن کا اغیار	101
373	ملک شاہ سلوٹی کی عدالت اور آثار کی حکایت	126	309	مجلس 54 قرآن کے اعجاز کے بارے میں	102

380	حکایت "من حرف بتراؤ فقد وقع فيه"	131	373	سلطان محمود کا عدل اور اس کے آثار	127
381	معضم کے وزیر سے بھی ایسا واقعہ پیش آیا	132	375	رائے ہندو کی عدالت اور آثار کی حکایت	128
382	اس شخص کی حکایت کہ جس نے اپنی بیوی کو قتل کیا	133	376	سلطان بخار بن ملک کی حکایت	129
383	اس شخص کی حکایت کہ جس نے اپنے میزبان کو قتل کر دیا	134	377	سامانیان کی حکومت اور سبب زوال کی حکایت	130
386	اس چور کی حکایت کہ جس نے ایک مسلمان کو قتل کیا	135			

## پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَظَمَ عَلَى عِبَادِهِ الْمِنَةَ اذْ جَعَلَ الصَّوْمَ حَسَنًا لِأَوْلَائِهِ  
وَجَنَّةً وَدَفَعَ عَنْهُمْ كَيْدَ الشَّيْطَانِ وَفَتَنَتَهُ وَرَدَ أَمْلَهُ وَخَيَّبَ ظَنَّهُ ثُمَّ الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَى صَاحِبِ الْكِتَابِ وَالسَّنَةِ سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا أَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدَ الدَّاعِيِّ عَبَادَ اللَّهِ  
إِلَى الْجَنَّةِ سَيِّدِاَبْنِ عَمِّهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ حَامِلِ السَّيفِ وَالْأَسْنَةِ وَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى  
أَعْدَاءِهِمْ مِنَ الْآنِ إِلَى يَوْمِ الْقَارِعَةِ وَالرَّثْنَةِ۔

اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھے ” مجلس الوعظین“ جلد اول کا ترجمہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اس کی تین جلدیں ہیں لیکن مطالعہ کے بعد پہلی جلد پسند آئی چونکہ اس میں اول سے آخر تک روزے کے بارے میں بحث کی گئی ہے اگر چہ روزے کے موضوع پر میری ایک دوسرا کتاب بھی منظر عام پر آنے والی ہے جس کا نام ”تحفۃ الصائیفین“ ہے اس میں ایک بہت بڑی خوبی یہ پائی جاتی ہے کہ مسائل فضائل اور مصائب کو منابت سے بیان کئے گئے ہیں۔

البته ” مجلس الوعظین“ کی فہرست کو دیکھ کر آپ اندازہ لگائیں گے کہ یہ کتاب کتنی عظیم ہے اس کتاب سے تمام واعظین مقررین اور ذاکرین فائدہ اٹھاسکتے ہیں آپ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں پھر خریدیں چونکہ کتاب کا ترجمہ کرنے سے پہلے غور سے مطالعہ کرتا ہوں اس کے بعد ترجمہ کرتا ہوں باری تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ مجھے توفیق دے تاکہ زیادہ سے زیادہ دین کی خدمت کر سکوں اور ایسی کتابوں کا ترجمہ کروں کہ جو مؤمنین کے لئے زیادہ مفید ہو۔

## محتاج دعا

### موسیٰ بیگ بخفی

فَارِغُ التَّحْصِيلِ جَامِعَةُ النَّجَفِ عَرَاقُ

وَمَدِرسَ حَوْزَهُ عِلَّمِيهِ جَامِعَةُ الْمُنْتَظَرِ ماؤُلَ ثاؤُنْ لَا ہور

پُرْسِلِ جَامِعَةِ خَدِيجَةِ الْكَبْرِيِّ ماؤُلَ ثاؤُنْ لَا ہور

## تُحَفَةُ الْوَاعِظِينَ

**منجانب:- پروفیسر مظہر عباس**

”مجاہدُ الْوَاعِظِينَ در حقیقت تُحَفَةُ الْوَاعِظِینَ“ ہے۔ انشاء اللہ واعظین اس سے خود بھی مستقید ہوں گے اور اپنے سامعین کو بھی مستفیض فرمائیں گے۔ میرے خیال میں اس فارسی کتاب کا اردو ترجمہ بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ یہ کئی معلومات کا ایک ذخیرہ ہے جن میں سے اکثر معلومات ہمارے ہاں موجود کتب مجالس میں موجود نہیں ہیں۔ اس پیش بہا کتاب کی اشاعت سے ہمارے یہاں راجح کتاب مجالس اور منعقد ہونے والی مجالس و محافل میں پائی جانے والی فرسودگی، تکرار، رسمی موضوعات اور سلطی نکات کا خاتم ہونے کے چند امکانات ہیں۔

جستہ الاسلام آقائے موسیٰ بیگ بخوبی مدخلہ نے آقائے حاج شیخ عبداللہ موسیانی اصفہانی کے دائرہ المعارف کی طرح کے اس دائرہ المجالس کا اردو ترجمہ کر کے اپنی علمی روایت کو آگے بڑھادیا ہے اب جبکہ اس کتاب کا ترجمہ منتظر عام پر آئے والا ہے اور کچھ دیگر پبلشرز نے بھی ملتے جلتے ناموں سے اس کتاب کو اپنی فہرست کتب میں زیریطع کے عنوان سے شامل کرنا شروع کر دیا ہے۔ کاروباری ذہنیت کے حامل نام نہادند ہی پبلشرز ایسے اوچھے ہتھے کنڈے اکثر استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ ترجمہ بہت مشکل کام ہے۔ لیکن سرقہ بہت آسان۔ یقیناً سارق دنیا و آخرت میں اپنے انجمام کو پہنچیں گے، کیونکہ خدائے متعال دلوں کے حال بہتر جانے والا ہے۔ وہ ذات اخلاص کی قدر دان اور بد نتی سے سخت تنفس ہے۔ قبلہ بخوبی صاحب ایسے سارقین سے پہنچنے والے مالی نقصانات سے بے نیاز رہ کر اپنے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا اپنا ہی ایک حلقة قارئین اور سامعین ہے اور واعظین بھی گروہ در گروہ ان سے سیرابی حاصل کر رہے ہیں۔ انہوں نے آج تک جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا ہے اللہ رب العزت نے انہیں اپنی برکات سے نوازا ہے۔ چنانچہ مجالس الْوَاعِظِینَ بھی ایک ایسا سنگ میل ثابت ہو گا جس سے آنے والی نسلیں اپنی متازل کے تعین میں رہنمائی حاصل کریں گی۔ ”مجالس الْوَاعِظِینَ“ کی اس غیر روایتی تقریبی میں بطور مصحح یہ عرض کرنا بھی ضرور سمجھتا ہوں کہ جامعہ المنشر میں المنشر کی ادارت کے وقت سے لیکر آج تک جس کی کوپرا کرنا میں ضروری جانتا ہوں وہ کسی جزوی طور پر جامعہ ہذا کے ایک ذمہ دار مدرس اور ایک اشاعتی ادارہ کے سرپرست کے طور پر قبلہ موسیٰ بیگ بخوبی صاحب سے پوری کرنا شروع کر رہی

ہے۔ میری مراد ہے اردو زبان و ادب سے استفادہ۔ ان کے اس خوش آئنداقدام سے ہم پر امید ہیں کہ مستقبل قریب میں اس حوزہ علمیہ کے شایان شان اردو زبان و ادب سے بھی استفادہ شروع کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ابلاغ کے اس دور میں رابطہ کی زبان کو سیکھنا اور اہمیت دینا نہایت ضروری ہے۔

کتاب مستطاب مجالس الوعظین کی نوک پلک سنوارنا کما حقد تو ممکن نہیں البتہ امید ہے کہ قارئین اس کے مطالب و مفہوم سے بآسانی اور بخوبی مستفید ہو سکیں گے..... مجالس کے اس مجموعے میں کئی مجالس ماہ رمضان المبارک کی مناسبت سے شامل کی گئی ہیں کیونکہ یہ عبادت اور رحمت و مغفرت کا مہینہ ہوتا ہے لہذا واعظین ماہ صیام میں اپنے خطبات کو بھی ان بیانات سے مزین کر سکتے ہیں۔ جہاں تک منابع و مآخذ سے استفادہ کا تعلق ہے تو قرآن حکیم، کتب حدیث خصوصاً اصول کافی، بخار اور مولائے کائنات کی فتح البلاغ سے بہت فائدہ اٹھایا گیا، لہذا جو واعظین ان کتب کا براہ راست مطالعہ نہیں کرتے وہ بھی ان کے پیشتر مطالب سے آگاہ ہو سکتے ہیں اور اپنے سامعین کو بھی آگاہ کر سکتے ہیں۔

کتاب ہذا میں ہمیں متعدد حکایات و روایات بھی ملتی ہیں جن میں انبیاء کرام، بادشاہوں مثلاً اوشیروان، عضد والہ وغیرہما کے تفصیلی واقعات بیان کئے گئے ہیں یہ سب نتیجہ خیز تاریخی واقعات ہیں۔ گویا مجالس الوعظین قرآن، حدیث تاریخ اور فرقہ کا ایک مرقع ہے..... آخر میں ان نوادر کا تذکرہ بھی ضروری ہے جو اس کتاب میں موجود ہیں اور مؤلف کے کثیر المطالعہ ہونے پر مہر قدمیت بثبت پر کرتے ہیں۔ ان نوادر کی تفصیل یہاں بیان نہیں کی جا سکتی۔ کتاب پڑھ کر ہی ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

الغرض ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ قبلہ موسیٰ ہیگ بخنزی صاحب نے اس کتاب کا ترجمہ کر کے ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جو دیگر اہل علم کے لئے لا اق تقليد ہے۔ اللہ رب العزت موصوف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ان کا یہ سایہ تاریقوں کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## مجلس نمبر ۱

وَهٗ آیہ جو روزہ کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے

سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كِتَبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كِتَبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لِعَلْمٍ تَقُولُونَ۔ سورہ بقرہ آیہ ۱۸۳

ترجمہ:- اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تاکہ تم متقیٰ ہو۔

صاحب معرفت نے کہا ہے ”ان لذة النداء اذهب التعب والعناء“ تحقیق نداء کی لذت تھکاوٹ اور رنج کو دور کرتی ہے۔ گویا فرماتے ہیں کہ اس محبت انگیز خطاب اور محبت آمیز نداء کے ساتھ اے وہ جماعت کہ جو ایمان کے علم کے نیچے جمع ہیں اور ایمان کے وصف کے ساتھ متصف ہیں کہ تمہارے اوپر روزہ واجب کیا گیا ہے

**دوسرانکته** :- جو اس آیہ میں پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ عذرخواہی کے مقام پر مجہول کے صیغہ کے ساتھ فرمایا گیا ہے: كُتُبَ عَلَيْكُمْ، اور اپنی معلوم کے ساتھ ”كَتَبْنَا“، نہیں فرمایا چونکہ اس میں رنج ہے حالانکہ اپنی طرف حوالہ دیکرنیں فرمایا۔ لیکن رحمت کہ جس میں راحت ہے اس کا اپنی طرف حوالہ دیا جیسا کہ ارشاد ہوا: كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (سورہ انعام آیہ ۲۱) وَسَقَاهُمْ رَبِّهِمْ شَرًا بِأَطْهُورًا، سورہ انسان (دھر آیہ ۲۱) ترجمہ۔ نہیں نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا، اور جہاں کہیں رنج عذاب ہے اس کو اپنی طرف نہست نہیں دی جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَسَقُوا مَاءً حَمِيمًا، ترجمہ۔ نہیں کھوتا ہو اپنی پلائیا جائے گا (سورہ محمد آیہ ۱) اس میں نُسْقِيَهُمْ کے ساتھ تعبیر نہیں فرمایا۔ تفسیر ابوالفتوح میں فرماتے ہیں کہ لکھنے والے چار ہیں ایک قلم ہے بنَ وَالْقَلْمِ وَمَا يَسْطَرُونَ، (سورہ قلم آیت ۱) ترجمہ۔ نون قلم اور اس چیز کی جو لکھتے ہیں۔ دوسرے سفرہ ہیں ”فِي“

**صُحْفٍ مَّكَرِّمَةً قَرْفُوعَةً مَّطَهَّرَةً يَأْيَدِي سَقْوَةً كِرَامٍ بَرَزَةً** ” (سورہ عبس آیت ۱۳) ترجمہ۔  
معزز صحیفوں میں لکھا ہوا ہے جو بلند مرتبہ اور پاک ہیں۔

تیسرا ہے حظہ ہیں ”وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَامًا كَاتِبِينَ“، (سورہ انفال آیت ۱۰) ترجمہ۔ حا  
لانکہ تم پر غصبان مقرر ہیں لکھنے والے (کراما کاتبین)

چوتھا حق تعالیٰ ”كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ“ (سورہ النعام آیت ۴۵) ترجمہ۔ خدا نے اپنے  
اوپر رحمت کو لازم قرار دیا ہے۔ قلم احوال کو لکھتا ہے۔ سفرہ ارزاق کو لکھتے ہیں حظہ اعمال کو لکھتے ہیں اور خداوند تعالیٰ رحمت  
کو۔ ان تین میں تغیر و تبدل پیدا ہو سکتا ہے بخلاف رحمت کہ اس میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔ چنانچہ قرآن مجید میں خبر دی گئی  
کہ جو کچھ قلم نے لکھا ہے میں اس کو مٹا دیا ہوں ”يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ“  
(سورہ الرعد آیت ۳۹) ترجمہ۔ خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس (لوح  
حفوظ) موجود ہے۔ سفرہ جو کچھ لکھتے ہیں اس کو بھی تبدیل کرتا ہوں۔ ”وَإِذَا بَدَّلَنَا آيَةً مَكَانَ أَيْهَ“ (سورہ  
جح ۱۰۱ آیت ۱۰۱) ترجمہ۔ اور (اے رسول) ہم جب ایک آیت کے بدے دوسری آیت نازل کرتے ہیں۔ اور جو کچھ  
حظہ لکھتے ہیں اس کو تبدیل کرتا ہوں ”فَأَوْلَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتِ“ (سورہ فرقان آیت  
۷۷) ترجمہ۔ اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتا ہے اور جو کچھ میں لکھتا ہوں کوئی مٹا نہیں سکتا۔ ”مَا يُبَدِّلُ  
الْقَوْلَ لَدَّى لَا مُبْدِلَ لِكَلْمَاتِهِ“ (سورہ ق) میں فرماتے ہیں ”مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلَ لَدَّى وَمَا أَنَا  
بِظَلَامٍ لِلْعَيْدِ“ ۲۶ وہ خدا کہ جو تمام لوگوں کی نسبت اپنے بندوں پر مہربان ہے کیا سزا اوار ہے کہ یہ روزہ کہ جس کا فائدہ  
انسان کی طرف لوٹا ہے اس کو بجانہ لائے۔

تیسرا نکتہ کہ جو اس آیہ میں فرمایا ہے ”كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ“ جس  
طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا گویا یہ ایک اور عذر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف کو صرف تمہارے اوپر ہی فرض  
نہیں کیا ہے بلکہ تم سے پہلی امتیں بھی روزہ رکھتی تھیں۔ تم سب سے پہلے لوگ نہیں ہو کہ جن سے یہ خطاب ہوا ہو۔ پس یہ  
آیا ہے کہ تم دینے کے لئے آئی ہے تا کہ تمہیں یہ تکلیف آسان ہو۔ مثلاً کہا جاتا ”أَلَيْلَاءُ إِذَا عَمِّتْ طَابَتْ“ بلا  
جب عام ہوتا پھر محسوس نہیں ہوتی۔ تفسیر ابو الفتوح اور منجع الصادقین میں آیا ہے کہ نصاریٰ ماں رمضان میں مامور تھے کہ  
روزہ رکھیں جب ماہ رمضان گریبوں میں واقع ہوا تو ان کے علماء اکھٹے ہو گئے اور انہوں نے اتفاق کر کے روزہ کو فصل

بھار میں قرار دیا اور دس دن مزید بڑھا دیا تاکہ تبدیل کرنے کا کفارہ ہو جائے پھر ان کے بادشاہ کو منہ کی تکمیل ہوئی تو مزید سات روزوں کا اضافہ کر دیا تو سنتا لیں روزے ہو گئے۔ پھر ایک دوسرا بادشاہ آیا تو کہنے لگا: ان روزوں کی دھائی کو کمپل کیا جائے۔ چنانچہ تین روز کا اضافہ کیا گیا تو یہ پچاس ہو گئے۔ آج تک نصاریٰ کے روزے پچاس روز ہیں۔ ادیان آسمانی میں یقیناً روزہ واجب تھا اس میں کسی کوشش و شبہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بناؤٹی نہ ہوں میں بھی روزہ رکھتے تھے۔ چنانچہ جب اللہ اسلام آقائے میر سید احمد روضانی نے روزہ کے فلفل کے رسالہ میں اشارہ فرمایا ہے ”یہاں تک کہ ہندوستان کے بت پرست اپنے درمیان روزہ کی رسوم کو محترم شمار کرتے تھے۔ اسی طرح بودائی اور مانی نقاش کے آئین میں جو کہ سمجھی اور صابئین سے مخلوط ہے ہندوستان میں ودائی برہمنی اور جو کیاں کے آئین اور باقی ساختہ ادیان میں اس روزہ کی کیتی اور کیفیت کے اختلاف کے باوجود روزہ رکھتے تھے اور قدیم مصری اپنی بت پرستی کے دنوں میں بھی روزہ رکھتے تھے روزہ وہاں سے یونان کی مملکت میں منتقل ہوا اور یونانی بھی روزہ کو واجب جانتے تھے خصوصاً عورتوں کے لئے۔ اسی طرح رومانیہن بھی روزہ کو اہمیت دیتے تھے۔ اسلام سے پہلے عربستان میں یعنی جاہلیت کے زمانے میں روزہ کو اہم عبادت میں سے شمار کیا جاتا تھا۔

چنانچہ سید محمد شکری آلوی نے اپنی کتاب (بلوغ الارب فی معرفة احوال العرب ج ۲ ص ۲۸۸) میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے یہاں تک کہ مخلة اور کثیف جماعتیں (بابیت اور بہائیت) کہ جو دنیا میں سب سے بدترین لوگ ہیں انہوں نے بھی اپنے لئے انہیں روز کے روزے مقرر کئے تھے۔ اس جماعت نے اپنے فارمولہ کا جزء قرار دیا ہے بلکہ اپنے آپ کو ان جھوٹے مراسم انجام دینے کا پابند بنایا ہے۔

کلی طور پر روزہ ہر دین میں آسمانی ادیان کا عظیم رکن شمار کیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اسلام سے پہلے کے برنامد کا بھی جزء شمار کیا جاتا تھا۔ تورات کے جو آج کل یہود یوں کے درمیان پائی جاتی ہے حضرت موسیٰ کی طرف سے چالیس روزے بیان کرتی ہے۔ ہمارے زمانے کے یہودی ایک ہفتہ یہ وہ مسلم کے خراب ہونے اور وہاں پر قسر ف کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔

نیز مہینہ میں ایک دن صرف پانی کا روزہ رکھتے ہیں اس کے علاوہ ایک روزہ ایسا بھی ہے کہ جو دن رات یعنی چوبیس گھنٹے روزہ رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور روزہ بھی ہے کہ جو صرف دن کو رکھتے ہیں نہ کہ رات کو۔

نصاریٰ کے نزدیک بھی روزہ عبادات میں سے ایک عبادت شمار ہوتا ہے نصاریٰ کا سب سے مشہور روزہ صوم کبیر

ہے وہ عید فتح سے پہلے ہے۔ عید فتح عیسائیوں کے نزدیک ایک عید ہے کہ جب حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر گئے اور یہو دیوں کے نزدیک یہ بھی ایک یادگار ہے کہ نبی اسرائیل مصر سے نکلے۔ یہ وہی دن ہے کہ موسیٰ اور عیسیٰ اس دن روزے سے تھے۔ لیکن نصاریٰ کے علماء نے اپنے دین میں اور دونوں کا اضافہ کر لیا۔ نصاریٰ کے مختلف جماعتیں اور مختلف مذاہب کے درمیان ان روزوں کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک مسلک وہ ہے کہ جو گوشت کھانے سے محظیٰ کھانے سے مرغیٰ کا انتہا کھانے اور دودھ پینے سے روزہ رکھتے تھے۔ شروع میں روزہ رکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ دن اور رات میں کہ ایک دفعہ کھانا کھاتے۔ اس کے بعد نصاریٰ کے علماء نے اس کو تبدیل کر دیا آدمی رات سے آدھے دن تک روزہ رکھتے تھے۔ البتہ حضرت موسیٰ کی تورات اور حضرت عیسیٰ کی انجیل میں دونوں طرف کے خائن علماء نے اتنا تصرف کیا کہ بطور کلی اصلی صورت کو ختم کر دیا۔ اب یہ کتابیں تحریف کی وجہ سے لوگوں کی نظر وہیں سے گرنگی ہیں۔

لہذا اب انکو آسمانی کتابیں نہیں کہا جاسکتا لیکن ان نقائص کے باوجود دونوں نے روزہ کی قصرع کی ہے۔ روزہ واجب ہونے کا فلسفہ اور بدن کی صحت جیسا کہ شروع میں بتایا گیا ہے کہ آیہ "لَعَلَّكُمْ تَتَّقَوْنَ،" کہ شاید روزہ رکھنے کی وجہ سے تقویٰ کے قیمتی موتی روزہ دار کے لئے حاصل ہو جائیں۔ چونکہ پیغمبروں کے آنے کا مقصد اور دین کے احکام بیان کرنے کا مقصد لوگوں کے اخلاق کو ٹھیک کرنا اور افراد بشر کو بدائل اخلاقیوں کی کشافت سے پاک کرنا ہے۔ یہ صرف تقویٰ اور پرہیز گاری کے ضمن میں پایا جاتا ہے کہ روزہ ان کو پاک کرتا ہے روزہ قوہ شہوانی کو توڑ دیتا ہے اور قوہ قدیس کا مددگار ہے۔ روزہ انسان کے دلوں کو پاک کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ بہت مشہور روایت ہے "صُومُوا تَصِحُوا" روزہ رکھو تو کتم سالم ہو۔ یہی دلیل کافی ہے بھوکا رہنا اور کھانا کھانا تاکہ علم و حکمت ہاتھ میں آجائے۔ یہ اس بادل کی طرح کہ جو برستا ہے جبکہ سیر ہوتا اور پیٹ بھر کر کھانا زیری کی اور داتائی کو ختم کر دیتا ہے بلکہ تمام فتنے سیر ہونے میں ہے۔ ہم شیخ حرامی کی کتاب فصول الہمہ میں امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا "إِنَّمَا فَرَضَ اللَّهُ الصِّيَامَ لِيَسْتَوِيَ بِهِ الْغُنْيَى وَالْفَقِيرُ،" یعنی اللہ نے روزہ کو واجب قرار دیا ہے تاکہ بھوک کے برداشت کرنے میں امیر اور فقیر برابر ہو جائیں ایک روزہ دار انسان جب روزہ رکھے بھوک اور پیاس غالب آجائے تو وہ شخص فقیر اور بیگ دست کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ان کی مدد کرنے لگتا ہے۔ پس روزہ کا فلسفہ ایک دولت مند اور فقیر کے درمیان مساوات پیدا کرنا ہے۔ روزہ رکھنے کا دوسرا فلسفہ بدن کی صحت ہے یہ تو واضح ہے کہ یہاں بشر پر کھانے پینے کی وجہ سے پیدا ہونتی ہیں۔ اس لئے خدائے متعال نے قرآن مجید میں انسان کی تندرتی کے لئے اختصار

کے ساتھ فرمایا ہے ”**كُلُوا وَأَشْرُبُوا وَلَا تُسْرِفُوا**“، کھاؤ پیو اور اسراف نہ کرو۔ اس مطلب کی دلیل عقلی ہے کہ زیادہ کھانا بیماری کے ظاہر ہونے کا سبب نہ تھا ہے اور مرض کا وجود زندگی کے کم ہونے کا سبب ہے اور انسان کو عبادات کے انجام دینے اور واجبات دینی کے بجالانے سے روکنے کا سبب نہ تھا ہے۔

رسول خدا نے فرمایا ”**الْمِعْدَةُ يَئِتُ كُلَّ دَاءٍ**“، معدہ ہر بیماری کا گھر ہے اور پرہیزگاری ہر شفاء کا سر یا ہر شفاء کی دوائے ہے۔ یہ بھی خود روزہ کے واجب ہونے کا فلفل ہے کہ معدہ میں ایک سال کے اندر جو غذا باقی رہتی ہے ماہ رمضان میں ایک مہینہ روزہ رکھنے کی وجہ سے اسے دور کرتا ہے۔ انسان کے مزاج کی سلامتی کا ضامن نہ تھا ہے ایک فرانسیسی ذاکر کہتا ہے: جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہواں کے لئے ضروری ہے کہ ہر ہفت میں ایک دن روزہ رکھتا کہ بدن سالم رہے۔ لقمان حکیم اپنے فرزند کو وصیت کرتا ہے ”**يَا بُنَيَّ إِذَا أَمْتَلَاءَتِ الْمِعْدَةُ نَامِتِ الْفِكْرَةُ وَخَرَسِتِ الْحِكْمَةُ وَقَعَدَتِ الْأَعْضَاءُ عَنِ الْعِبَادَةِ**“، اے میرے فرزند! جب تمہارا معدہ غذائے بھرا ہوا ہوتا تو تمہاری فکرنا کا رہ ہو جاتی ہے اس میں علم اور دانش نہیں آ سکتے اور تمہارے اعضاء خدا کی عبادات کرنے سے رہ جاتے ہیں۔

**چوتھا نکتہ:** اس آیہ میں لعلکم تقوون کہہ کر گویا یہاں پر ایک اور عذر پیش کرتے ہیں کہ اس روزہ کا فائدہ انسان کو پہنچتا ہے نہ کہ خدا کو۔ چونکہ عبادات کا بجالا نا ایک لطف ہے خدا کا بندوں پر۔ اس سے فتح اور منکرات ترک ہو جاتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کو کہ جہاں فرماتا ہے: **إِنَّ الْصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ**، کہ نماز برائیوں سے روکتی ہے اور یہ بھی جانتا چاہئے کہ تمام نیکیاں تقویٰ کی وجہ سے ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے تقویٰ کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور تقویٰ بجالانے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں دو سچیتیں مقامات پر تقویٰ اور متقین کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ تمام انسانوں کی روحانی ترقی تقویٰ کے ساتھ ہے اور ہمارے دعویٰ کے اثبات کے لئے بارہ آیتیں کافی ہیں۔

+ **(پہلی آیت) إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَقَوَّلُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا**۔ آل عمران آیہ 120۔ ترجمہ: اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو ان کا فریب تمہیں کچھ بھی ضرر نہیں پہنچائے گا یہاں پر حفظ اور حراست کو تقویٰ کے ساتھ مر بوط کیا گیا ہے۔

+ «دوسری آیت» **وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلُ لَهُ مَخْرَجًا وَيَنْزُفُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔» سورہ الطلاق آیہ 3**

ترجمہ:- جو خدا سے ڈرے گا تو خدا اس کے لئے نجات کی صورت نکالے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کے وہم و مگان بھی نہ ہو۔ یہاں پر شدائد سے خلاصی اور حلال رزق کو تقویٰ کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔

+ «تیسرا آیت» **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ أَتَقُوا،** (سورہ نحل آیہ 128)

یہاں پر اپنی نصرت اور تائید کو متفقین کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ گویا اسی مطلب کو خداوند عالم نے سورہ بقرہ آیت 194 میں بیان کیا ہے۔ **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ** تحقیق خدا پر ہیز گارلوگوں کے ساتھ ہے۔

+ «چوتھی آیت» **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُوْلُوْقُوْلَأَ سَدِيدًا يُصلِحُ كُلُّمَ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرُ لَكُمْ ذَنُوبَكُمْ** - سورہ احزاب آیہ 70

اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جب کہو تو درست بات کہا کرو اور وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ یہاں پر اصلاح عمل اور گناہوں کی بخشش کو تقویٰ کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔

+ «پانچویں آیت» **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ** سورہ توبہ آیہ 7

اللہ پر ہیز گاروں کو درست رکھتا ہے یہاں اپنی محبت اور معیت کو متفقین کے ساتھ کر دیا ہے۔ جیسا کہ ان کے کلمہ سے استفادہ ہوتا ہے۔

**﴿چھٹی آیت﴾ إِنَّمَا يَنْتَقِبُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ** مائدہ آیہ 27

اللہ تو صرف پر ہیز گاروں کے اعمال قبول کرتا ہے۔ یہاں پر اعمال کے قبول ہونے کو متفقین پر منحصر کیا ہے جو کہ انساکے کلمہ سے ظاہر ہے۔

+ «ساتویں آیت» **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقَاكُمْ** (سورہ جبرات 13)۔

تحقیق تم لوگوں میں خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہی ہے جو سب سے زیادہ پر ہیز گار ہے۔ یہاں پر اعلان فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم صرف وہی لوگ ہیں جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

+ «آٹھویں آیت» **الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ** (سورہ یونس آیہ 63) تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے ہیں ان ہی

لوگوں کے لئے دنیوی زندگی اور آخرت میں بھی خوبخبری ہے۔ یہاں اپنی بشارت کو تقویٰ اختیار کرنے والوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔

+ ﴿نویں آیت﴾ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتَّمًا مَقْضِيًّا ثُمَّ نُنْجِيَ الَّذِينَ اتَّقَوا - (سورہ مریم سورہ 19، آیہ 72)

تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جہنم سے ہو کر نہ گزرے۔ کیونکہ پل صراط اسی پر ہے یہ تمہارے پروردگار کا حقی اور لازمی وعدہ ہے۔ پھر پرہیز گاروں کو بچائیں گے یہاں پر طراط سے نجات متقین کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ اسی آیہ کی طرح ہے یہ آیہ ”تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِتُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا“ (سورہ مریم 63) یہ دوی بہشت ہے کہ ہمارے بندوں میں سے جو پرہیز گار ہو گا ہم اسے اس کا وارث بنائیں گے۔

+ ﴿دسوبیں آیت﴾ وَأَذْلِفْتُ الْجَنَّةَ لِلْمُتَّقِينَ (سورہ شعرا آیہ 90)

اور بہشت متقین کے لئے نزیرت دی گئی ہے یہاں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

+ ﴿گیارہویں آیت﴾ إِنْ تَصِرُّوْا وَتَنْقُوا فَإِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْاَمُورِ (سورہ آل عمران 186) اگر تم ان مصیبتوں پر صبر کرتے رہو گے اور پرہیز گاری کرتے رہو گے تو بے شک بڑی ہمت کا کام ہے۔ اس آیہ میں پرہیز گاروں کی تعریف کی گئی ہے۔

+ ﴿بارہویں آیت﴾ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبَصِّرُونَ - (سورہ الاعراف آیہ 201) بے شک جو لوگ پرہیز گار ہیں جب کبھی انہیں شیطان کا خیال بھی چھو جائے تو چونکہ پڑتے ہیں اور فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ اس آیہ میں شیطان کے مکر سے محفوظ رہنے کو تقویٰ کے ساتھ منسلک کیا گیا ہے۔



## مجلس نمبر 2

### آیہ شریفہ کا تنقیہ

**پانچواں نکتہ:-** اللہ تعالیٰ کا قول "أَيَامًا مَعْدُودَاتٍ" سورہ بقرہ آیہ 184،

گویا یہ ایک اور عذر ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور فرماتا ہے یہ روزے چند دنوں میں ہیں۔ جب عدد میں آجائے تو چند آتا ہے اس کے بعد کتنا یہ ہے کہ کثرت کا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے "وَإِنْ تَعْدُوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تَحْصُوْهَا" (سورہ بقرہ 18)۔

اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو اس قدر زیادہ ہیں کہ تم شمار نہیں کر سکتے ہو اعمالوا یسیر ا تو جرو کثیر ا، یعنی روزہ رکھو جو کئی گھنٹوں سے زیادہ نہیں ہے۔ تا کہ تمہیں ثواب دوں اس دن میں کہ جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ اب دین اسلام کے روزہ کو یہود اور نصاریٰ کے روزہ کے ساتھ مقایس کرلو۔ یہود کا روزہ ظہر کے بعد پانچ بجے سے لیکر دوسرے دن ظہر کے بعد شام تک باقی رکھا جاتا ہے۔ اس بناء پر اس کی مدت 26 گھنٹے ہوئی اور اس کو روزہ کیسپور نام دیتے ہیں کہ قربان کے دن یا گناہوں کا کفارہ۔ نصاریٰ کا دوسرਾ روزہ قتل ز کریا کا روزہ ہے اور بیت المقدس کے خراب کا روزہ ہے جو ظہر کے بعد نوبجے سے لیکر دوسرے دن کے دس بجے تک سخت گرمیوں کے دنوں میں انعام دیا جاتا ہے۔ لیکن عیسائیوں کے روزے جیسا کہ پہلی مجلس میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کے بہت سے روزے ہیں انہیں کی چند جگہوں پر روزہ کے بارے میں گفتگو ہوئی اور وہ عیدِ شیعیت سے لیکر چالیس دن تک روزے رکھتے تھے اسی طرح ہفتہ اور بدھ کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ لیکن ان کے علمانے ان سب کو تبدیل کر دیا۔ اب دین اسلام کی خصوصیات کے مطابق روزہ جو اسلام میں مقرر ہے تمام ادیان سے زیادہ کامل قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسلامی روزوں کے اوقات بہت زیادہ منظم ہیں۔ یعنی سے لیکر رات کی تاریکی تک ہے۔ لیکن یہود اور نصاریٰ کا روزہ منظم نہیں ہے اور اس کی ابتداء اور انتہا کی معرفت صحرائیں رہنے والوں کے لئے اور جن کے پاس گھڑی نہ ہو، بہت مشکل ہے۔ بسا اوقات ممکن ہے کہ اس حالت سے دینی و سوسائیتی امور

⊗ **چھٹا نکتہ:** کہ جو اس آیہ میں پایا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قول ”فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّهُ مِنْ أَيَّامِ أُخْرَ“ ہے گویا یہ ایک اور عذر ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے میں تمہارے اوپر دور نہ نہیں رکھتا پس جب بھی کوئی مسافر یا یہاں ہو تو روزہ نہ رکھے، مسافرت سے واپس آنے تک یا یہاں سے تدرست ہونے تک۔ اور جاننا چاہئے کہ سفر میں روزہ رکھنا چاہے اس میں مشقت ہو یا نہ ہو باطل اور حرام ہے۔ جبکہ اس کے حرام ہونے کا علم ہوا اگر حرام ہونے کا علم نہ ہو تو پھر روزہ صحیح ہے۔ چند مقامات پر سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے پہلا نہ رکھوں گا کہ اس نے منت مانی ہو کہ فلاں مہینے میں روزہ رکھوں گا۔ اگر چہ سفر میں بھی ہو یا منت مانے کہ اس روزہ کو سفر میں رکھوں گا۔ دوسرا تین دن کے روزے مدینہ منورہ میں حاجت روائی کیلئے مسافر یہ روزہ رکھ سکتا ہے اور افضل یہ ہے کہ وہ تین دن بدھ بحیرات اور جمعہ کے ہوں تیرے تین روزے اس کے لئے کہ جو حج تمعن بجالانے کے بعد قربانی دینے کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ چونکہ انہارہ دن روزہ رکھنے کے جو شخص غروب سے پہلے جان بوجھ کر عرفات سے باہر آئے اور یہ اونٹ کی قربانی کے بد لے میں رکھے جاتے ہیں۔ چونکہ اونٹ خخر کرنے سے عاجز ہے۔ انہارہ دن روزہ رکھنے کے اگر چہ سفر میں ہو۔

اب جہاں تک یہاں کا حکم ہے تو وہ یہ ہے کہ اس کے لئے اگر روزہ رکھنا ضرر رساں ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا حرام ہے۔ اس کو چاہیے کہ افطار کرے یہاں تک کہ اگر روزہ رکھنے سے آنکھ میں تکلیف ہوتی ہو یا روزہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہو یا روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کی یہاںی بھی ہونے کا خدشہ ہو تو اس کو چاہیے کہ روزہ افطار کرے۔ یہاں ایسی دو تسمیں ہیں۔ ان میں سے بعض یہاں ایسی ہیں کہ جن میں روزہ رکھنا ان کے لئے ضرر رساں نہیں ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ ان کے لئے واجب ہے کہ وہ افطار کریں۔ دوسری قسم یہاں کی ایسی ہے کہ روزہ رکھ سکتے ہیں لیکن ان کے لئے روزہ رکھنا دشوار ہے۔ جماعت کے لئے جائز ہے کہ افطار کرے اور ہر روزہ کے بد لے میں ایک مد طعام فقیر کو دے دے بعد میں جب قادر ہو تو اس کی قضاۓ بھی بجالائے۔ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی کہ جہاں فرمایا ”وَعَلَى الَّذِينَ يُطْيِقُونَهُ فِدَيْةً طَعَامٌ مِّسْكِينٌ“ جیسے بوزہ حامر داول بوزہ گھری عورت اور وہ عورت کہ جو بچ کو دودھ پلاتی ہے یا حاملہ ہے کہ جس کا وضع حمل قریب ہے یا جس شخص کو زیادہ پیاس لگتی ہے اور وہ پانی میں کوئی چھوڑ سکتا احتیاط یہ ہے کہ اس قسم کے اشخاص ہر دن کے بد لے دو مد طعام

دیں۔

قول تعالیٰ ”فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لِهِ وَأَنَّ تَصُومُوا أَخْيَرُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ“ پس جو نیکی کو زیادہ بجالائے وہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اگر جان لو۔ تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر جان لو جن میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے اگر افظار کریں تو ایک مسکین کا کھانا ہے روان جاوید میں فرماتے ہیں کہا گیا ہے کہ صدر اسلام میں لوگوں کو روزہ رکھنے کی عادت نہیں تھی تو روزہ اور فدیہ کے درمیان تجیر کا حکم پایا جاتا تھا ہر روز کے لئے کہ آدھا صاع یا ڈیڑھ کلو فدیہ دیتے تھے۔ بعد میں منسوخ ہوا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ساتھ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلِيَصُمُّهُ“

ساتواں نکتہ:- اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے ”بِرِيدُ اللَّهِ بِكُمُ الْحِسْرُ وَلَا يَكُنُمُ الْعُسْرَ“ یعنی اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تمہارے اوپر دشواری نہیں چاہتا۔ بعد واں مجلس میں اس آیہ کی طرف اشارہ ہو گا اب آپ اللہ کے حرم کرم کو دیکھیں کہ ایک محض عبارت کہ جس کا فائدہ بندا کو ہوتا ہے کس انداز کا خطاب کس قدر عذر خواہی کرتا ہے۔ کیا سزاوار ہے کہ فرمانِ الہی کو چھوڑ دیں اور لوگوں کی نظر وہیں اس کو اہمیت نہ دیں۔ کیا ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا احاطہ کر رکھا ہے اور دنیا کی محبت نے ہمارے دل کو اندھا کر دیا ہے اور آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔

توبیادلا زدی باب گذرو فاندارد  
که دنائت است اصلش بجز از جفاندارد  
بگذار عزو جاہش که چه برق میگر بزد  
بسوئی فنادم مادم رود و بقاندارد  
منگر بچشم ظاهر بطرافت جمالش  
که یکی صفات نیکو به برایں دغاندارد  
دل خود بد لبری ده که نظیر او نباشد  
که تمام مهر بانی بود و فنادارد

## منفر است عاقل زبقاء عیش دنیا

چوتھام کشت زارش بجز از هواندارد

البتہ کامل اور ہوشیار آدمی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو احاطہ کرنے والا ہے قرآن مجید میں کئی جگہوں پر اس مطلب کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ سورہ سبایں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ“ (سورہ سبایں آیہ 3)، جس سے ذرہ برابر نہ آسان کی کوئی شے چھپی ہے اور نہ زمین کی۔  
نیز فرمایا ہے : وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رِبِّكَ مِنْ مِثْقَالٍ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ” (سورہ یونس آیہ 61)، تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر کوئی چیز غائب نہیں رہ سکتی نہ زمین کی اور نہ آسان کی۔

نیز فرمایا : يَعْلَمُ مَا يُلْجِ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا“ (الحدید آیہ 4)، خدا جانتا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے اور جو چیز آسان سے نازل ہوتی ہے اور جو اس کی طرف بلند ہوتی ہیں۔ وہ سب کو جانتا ہے۔ یعنی خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ آسان سے میں اگر چہ ایک ذرہ مثقال ہو خدا جانتا ہے۔ جو کچھ زمین پر نازل ہوتا ہے اور جو کچھ زمین سے نکلتا ہے جو کچھ آسان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ آسان کی طرف چلا جاتا ہے وہ پوشیدہ نہیں۔ تیرے پروردگار سے زمین اور آسان کا ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں۔ پس واجب ہے کہ انسان اپنے تمام حالات کو یاد کرے اپنے تمام حالات کی طرف متوجہ ہو اور تمہارا یہ عقیدہ ہو کہ خدا نے ملائکہ کی بعض قسموں کو اس پر مقرر کیا ہے جو اس کے ساتھ ہیں اس کی خدمت میں مشغول ہیں جہاں کہیں بھی ہواں کی حفاظت کے لئے مامور ہیں۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار اس معنی کو ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ”إِنَّ رَسُولَنَا يَكْتَبُونَ مَا تَمَكَّرُونَ“ (سورہ یونس آیہ 21)، ”وَقُلْ لَهُمْ أَنَّا لَنَا لَاسْمٌ سَرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلِى وَرَسُولُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتَبُونَ“ (سورہ زخرف آیہ 80)، ”وَقُلْ لَهُمْ أَنَّا لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوْسِوْسُ بِهِ نَفْسُهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ“ (سورہ ق آیہ 16)۔

”وَقُلْ لَهُمْ أَنَّا لَكُنَا نَسْتَسْخِنُ مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ“ اور سورہ زخرف آیہ 11 میں ہے اذیتلقی المتقیان عن الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ قَعِيدٌ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدِيْهِ رَقِيبٌ عَيْتَدٌ“ (سورہ ق آیہ 18)، ”وَقُلْ لَهُمْ أَنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ كِرَاماً كَاتِبِينَ“ (سورہ افطار آیہ 11)۔

وَقُلْ لِهِنَّاٰلِيٰ وَمَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كَنَا عَلَيْكُمْ شَهُودًا۔ ” (سورہ یونس آیہ 61) ” اس کے علاوہ بھی آیات ہیں کہ جو اس معنی پر دلالت کرتی ہیں۔

اور امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللَّهِ أَنَّ عَلَيْكُمْ رَصْدًا مِنْ أَنفُسِكُمْ وَعَيْوَنًا مِنْ جَوَارِ حِكْمٍ وَحُفَاظَ صِدْقٍ تَحْفَظُونَ أَعْمَالَكُمْ وَعَدَّدَ أَنفَاسِكُمْ لَا تَسْتَرُكُمْ مِنْهُمْ ظُلْمًا لَيْلٌ دَاجٌ وَلَا يَكُنْ مِنْهُمْ بَابٌ ذُورٌ رَاجٌ ”

اور آپ نے فرمایا: اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بَعْيَنِهِ وَنَوَا صَيْكُمْ بِيَدِهِ وَتَقْلِبُكُمْ فِي قَبْضَتِهِ إِنَّ أَعْلَمُتُمْ كَتَبَهُ وَإِنْ أَسْرَرْتُمْ عَلِمَهُ قَدْ وَكَلَ بِكُمْ حَفْظَتَهُ كِرَامًا لَا يَسْقُطُونَ حَقًّا وَلَا يَثْبُتُونَ بَاطِلًا ”

اور دعا کامل میں فرمایا: وَكُلُّ سَيِّئَتِهِ أَمْرَتَ بِأَثْبَاتِهَا الْكَرَامُ الْكَاتِبِينَ الَّذِينَ وَكَلَتْهُمْ بِحَفْظِ مَا يَكُونُ مِنْيَ وَجَعَلْتُهُمْ شُهُودًا عَلَىٰ مَعْجَوَارِ حِلْمٍ وَكُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَىٰ مِنْ وَرَائِهِمْ وَالشَّاهِدُ لِمَا خَفِيَ عَنْهُمْ ”

اور وہ تمام برائیاں جن کو نامہ عمل میں لکھنے کا تو نے کرام کاتبین کو حکم دیا ہے کہ جنہیں تو نے میرے اعمال کو ثبت کرنے پر مامور کیا ہے، اور میرے اعضا، کیسا تھا میرے اعمال کا گواہ بنایا ہے، اور تو نگران ہے مجھ پر ان کے ماوراء، اور جو کچھ ان پر مخفی ہے اس سے تو باخبر ہے۔ ان آیات اور ویاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کو چاہیے کہ وہ انتہائی توجہ کے ساتھ رہیں۔ کہیں شیطان ان کو خواب غفلت اور شہوت کی متی میں گرفتار نہ کر دے میا اپنے سروں کو جہنم کے گریبان سے باہر نکالیں چونکہ غفلت کی متی شراب کی متی سے سخت تر اور شدید تر ہے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بت پرست بادشاہ تھا لیکن وہ انتہائی شفیق رعیت پرور اور ان کی مدد کرتا تھا اس کا ایک خدا پرست وزیر تھا جو پرہیز گار تھا جب بھی وہ بادشاہ کے پاس آتا اپنی جان کی حفاظت کے لئے تقویۃ بادشاہ کے سامنے سجدہ کرتا اور اس کی تعظیم کرتا تھا بادشاہ اس پر انتہائی شفیق اور مہربان تھا اس کے ہمیشہ گراہ ہونے کی وجہ سے غلیظین تھا اپنے دیندار بھائیوں کے ساتھ مشورہ کیا۔ بادشاہ کو ساتھیوں کے ضرر کا باعث بنے اگر آپ جان لیں کہ یہ ہدایت کے قابل ہے تو اپنے حکمت کے کلمات سے اس کو آگاہ کر دیں ورنہ اس کے ساتھ بات نہ کریں۔ بصورت دیگر بادشاہ کے غصب سے محفوظ نہیں ہو گے۔ اس کے بعد وزیر ہمیشہ

اس فکر میں تھا کہ کوئی موقع ہاتھ آئے کہ اس کو ہدایت کریں یہاں تک کہ ایک رات بادشاہ نے وزیر سے کہا اٹھوا اور سوار ہو جاؤ، شہر میں سیر و تفریح کریں اور دیکھیں کہ لوگوں کی حالت کیا ہے بارش کے آثار ان دونوں میں ان پر پڑے ہیں وزیر بادشاہ کے ساتھ سوار ہوا حالانکہ سب لوگ سوئے ہوئے تھے۔ جب شہر سے باہر آئے تو سیر کے دوران ایک گندگی کی جگہ پر پہنچے۔ شہر کے جاروب کش اس کو اٹھا کئے ہوئے تھے۔ بادشاہ کی نظر روشنی میں اس کوڑا کر کٹ کے ڈھیر پر پڑی۔ اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ اس روشنی کے پیچے جانا چاہئے اور اس کی حالت کا پتہ لگانا چاہیے۔ پس دونوں اپنے گھوڑوں کے ذریعے اس روشنی کی تلاش میں لگئے اور ایک ایسے سوراخ کے پاس پہنچ کے جہاں سے روشنی آتی تھی۔ جب انہوں نے دیکھا تو اس کے آخر میں ایک شخص تھا جو بد صورت تھا اور جس کے کپڑے پھٹے ہوئے بہت پرانے تھے دیکھا کہ اس نے اپنے کپڑوں کو گندگی پر ڈال دیا ہے اور گندگی کے ڈھیر کو اپنا تکیہ بنایا ہوا ہے اس کے سامنے شراب سے بھرا ہوا ایک برتن ہے ایک موسیقی کا آلہ اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے اور اس کے سامنے بدشکل عورت پر انالباس پہن پیٹھی ہوئی ہے۔ جب بھی وہ شراب طلب کرتا ہے وہ عورت اس کو شراب پلاتی ہے اور جب بھی موسیقی کے آلات استعمال کرتا ہے وہ عورت ناچتی ہے۔ جب بھی وہ شراب پیتا ہے عورت اس کو سلام کرتی ہے اور اس کی بہت زیادہ تعریف کرتی ہے جس طرح بادشاہوں کی تعریف کی جاتی ہے اور وہ مرد بھی اپنی عورت کی تعریف کرتا ہے وہ اس کو سیدۃ النساء کے ساتھ خطاب کرتا ہے اور تمام عورتوں پر اس کو فضیلت دیتا ہے دونوں ایک دوسرے کے "حسن و جمال" کی تعریف کرتے ہیں اور انہائی خوش حال زندگی گزارتے ہیں۔ بادشاہ اور وزیر کافی دیریک وہاں کھڑے رہے اور دیکھتے رہے اور ان کی اس خوشی پر جو کہ اس کی ثیف حالت میں دیکھی ان کو بڑا تجуб ہوا۔ اس کے بعد وہاں سے لوٹے بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ یہ تمام عمر جو ہماری گزری ہے اور جو خوشی اور لذت ہمیں حاصل ہوئی ہے اس مرد اور عورت کی خوشی اور لذت کی طرح ہو۔ ہر رات اس کام میں مشغول ہیں۔ وزیر نے ان باتوں کو بادشاہ سے سناتے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا: اے بادشاہ! میں ڈرتا ہوں کہ یہ ہماری دنیا اور تمہاری حکومت اور یہ خوشی اور سرور اور لذت جو اس دنیا میں حاصل ہے اس جماعت کی نظر میں کہ جو خدا پرست اور اہل آخرت ہیں ایسی ہو جیسے ہم اس مرد اور عورت کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ یہ عالی قسم کے محلاں اور تصور کہ جن میں ہم رہتے ہیں ان کی نظر میں یہ چیزیں اس گندگی کی طرح ہوں اور اس پاکیزگی اور نظافت اور قیمت کی نعمتیں کہ جن میں ہم ہیں ان لوگوں کی نظر میں کہ جو جمال معنوی کو سمجھتے ہیں وہ ہماری نظروں کی طرح جو کہ جوان دونوں کو دیکھ کر کہتے ہیں۔ ان کے تجعب کو ایسے سمجھیں جیسا کہ ہمیں اس عورت اور مرد کی لذت اور خوشی کو دیکھ کر تجعب ہوا۔ بادشاہ

نے کہا کہ یہ صفت کہ جو تو نے بیان کی ہے یہ کون لوگ رکھتے ہیں ان کو جانتے ہو؟ وزیر نے کہا: ہاں جانتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: یہ کوئی جماعت ہے۔

وزیر نے کہا: یہ وہ جماعت ہے کہ جو دینِ الہی پر ایمان رکھتی ہیں اور آخرت کی بادشاہی اور اس کی لذت کو جانتی ہیں ہے اور ہمیشہ آخرت کی سعادت کی طالب ہے بادشاہ نے کہا کہ یہ آخرت کا جہاں کیسا ہے؟ وزیر نے کہا: ایک نعمت اور لذت ہے کہ جس میں فخر اور کڑواپن نہیں پایا جاتا۔ یہ ایک ایسی خوشی ہے کہ جس کے بعد کوئی غم و غصہ نہیں ہے اور صحت ہے کہ جس کے بعد کوئی بیماری نہیں ہے۔ وہ شخص محفوظ ہے اور شروت مند ہے کہ جو ذلت اور احتیاج سے آلوہ نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی زندگی ہے کہ جس کے بعد موت نہیں ہے یہ ایسا گھر ہے کہ جو ہرگز خراب نہیں ہو گا جس کے احوال میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ جس میں بڑھا پا تھا کوٹ ظلم بھوک اور پیاس نہیں پائے جاتے۔ یہ آخرت کے ملک کی صفت ہے جو میں نے بیان کی۔ بادشاہ نے کہا: کیا اس گھر میں داخل ہونے کے لئے آپ کی نظر میں کوئی طریقہ ہے؟ وزیر نے کہا وہ گھر آمادہ ہے اس شخص کے لئے کہ جو اس کو طلب کرے۔ بادشاہ نے کہا: وہ راستہ کونسا ہے؟ وزیر نے کہا خدا پر ایمان لانا اور بت پرستی کو ترک کرنا تم نے اس سے پہلے اس کی راہنمائی کیوں نہیں کی اس کے اوصاف کو کیوں بیان نہیں کیا؟ وزیر نے کہا: آپ کی جلالت اور بیعت سے ڈر کر بیان نہیں کیا۔ بادشاہ نے کہا: اگر یہ چیز کہ جو تم نے بیان کی ہے تو پھر ہمارے لئے سزاوار نہیں ہے کہ اس کو ضائع کریں اور چاہیے کہ اس خبر کی تحقیق کریں تاکہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔ وزیر نے کہا: اگر آپ اجازت دیں تو میں آخرت کے اوصاف آپ کے سامنے اس سے زیادہ بیان کروں۔ وہ بادشاہ اس وزیر کی بادشاہ نے کہا: میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ شب و روز میرے لئے آخرت کے اوصاف بیان کرو۔ وہ بادشاہ اس وزیر کی برکت سے راہ ہدایت پر آ گیا اور کفر و بت پرستی سے نجات پائی جیسا کہ زہیر بن القین کا واقعہ ہے۔ حالانکہ اس کا شروع میں عقیدہ اپھانیں تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کو صرف دو کلمات کہے ان میں ایسی مقناعی قوت تھی کہ جس نے اس کو اپنی طرف کھینچ لیا اس نے اپنا ہاتھ مال و عیال سے اٹھا لیا اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے ہم رکاب ہو کر حسینی ہوا۔ یہاں تک کہ شہادت کے درجہ پر فائز ہوا اور حیات ابدی کے لباس کو پہننا سلام اللہ علیہ۔



## مجلس نمبر 3

### آیہ ”شهر رمضان الذی“ کی تشریح

دوسرے اجزاء اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَىٰ**  
**وَالْفَرْقَانَ فَمَنْ شَهَدَ مِنْكُمْ فَلَيَصُمِّمْ وَمَنْ كَانَ مُرِيضًا فَأَوْ عَلَىٰ سَفَرٌ فَعَدَةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخْرَىٰ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ**  
**الْبَسْطَرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمْ الْعُشُرَ وَلَتَكُمْلُوا الْعِدَةَ وَلَنُكَبِّرَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا هَدَكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشَكُّرُونَ۔** (سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: ماہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن کولوگوں کی ہدایت کیلئے نازل کیا گیا ہے اس میں ہدایت کی نشانیاں ہیں اور یہ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہے۔ پس تم میں سے جو بھی اس ماہ رمضان میں موجود ہو اس مہینے میں اس کو روزہ رکھنا چاہیے۔ پس جو یہار ہو یا سفر میں ہو اس پر واجب ہے کہ اتنے دن دوسرے دنوں میں روزہ رکھے۔ خداوند تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تمہارے لئے دشواری نہیں چاہتا اور یہ کہ اس تعداد کو مکمل کرلو اور خدا کی بزرگی کو یاد کرو۔ اس نے تمہاری ہدایت کی ہے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔ کلمہ شهر رمضان کی طرف مضاف ہے اور یہ اضافہ تشریفیہ ہے۔ کافی کی روایت کے مطابق جو امام باقرؑ سے منقول ہے: رمضان خدا کا نام ہے اور آنحضرت نے روکا ہے کہ لوگ فقط رمضان نہ کہیں بلکہ شهر رمضان کہیں۔ کم سے کم اس نبی کو راہت پر محبوں کیا جائے گا۔ بعض نے کہا ہے کہ رمضان رمع سے مشتق ہے۔ رمع یعنی رمضان حركت کے ساتھ جب اس کی گرمی زیادہ سخت ہو جو نکہ رمضان کے معنی شدید گرمی کے ہیں۔ جب مہینوں کے ناموں کو قدیم لغت سے نقل کیا تو ماہ رمضان سخت گرمی میں واقع ہوا، اس لئے اس کو رمضان کہتے ہیں۔ چونکہ کوئی مہینہ جس موسم میں واقع ہوا اسی نام سے اسے پکارا جاتا تھا۔ بعض نے اس کو میض سے لیا ہے جو اس بادل اور بارش کو کہتے تھے کہ جو گرمی کے آخر میں اور اذل خریف میں واقع ہو۔ چونکہ یہ میں کو گرد و غبار سے

پاک کرتا ہے اسی طرح ماہ رمضان کو رمضان اسلئے کہتے ہیں کہ بدنوں کو گناہوں سے دھوتا ہے اور پاک کرتا ہے۔ اس باب میں ایک حدیث رسول خدا سے مقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: رمضان کو رمضان اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ رمضان بدنوں کو گناہوں سے پاک کرتا ہے۔ اسی باب سے ہے رمضان النصل رمضان یعنی تیر کو دو پھر وہ کے درمیان گاؤ دیا چونکہ ماہ رمضان میں روزہ دار شخص اپنے آپ کو دو پھر وہ کے درمیان سے مراد بھوک اور پیاس کو قرار دیتا ہے۔ اس لئے ماہ رمضان کو رمضان کہتے ہیں اس کی جمع رمضانات اور رمضانے ہیں چونکہ اس میں الف اور نوں زائد ہے۔ علیت کے ساتھ غیر منصرف ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **الَّذِي أَنْزَلَ فِيهِ الْقُرْآنَ**۔ کافی میں باب فضل قرآن میں روایت ہے جسکی سند امام صادقؑ تک پہنچتی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ سارا قرآن ایک دفعہ ماہ رمضان میں بیت المعمور میں نازل ہوا اس کے بعد میں سال کی مدت میں رسول خدا پر نازل ہوتا رہا اور امام صادقؑ نے فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ ابراہیمؑ کے صحیفے اول ماہ رمضان میں اور تورات چھٹے ماہ رمضان میں، انجیل تیرہ رمضان میں، زبور اخبارہ رمضان میں، قرآن مجید تینیس رمضان میں، نازل ہوا۔ تفسیر شقی میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول: **نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ**۔

شاید اس سے قرآن کا نزول مراد ہو کہ جو رسولؐ کے قلب اطہر پر نازل ہوا اس کے بعد میں سال کی مدت میں نبیؐ کے مقدس دل پر نازل ہوتا رہا اور پھر اس کو جریئلؐ کے توسط سے مبارک زبان پر جاری ہو کیا جو کہ الفاظ کے نزول کا واسطہ تھا۔ باری باری جریئلؐ نے مختلف آیات حضرتؐ کے لئے تلاوت کیں۔ بعض نے کہا ہے کہ نزول قرآن درماہ رمضان سے مراد اس کا پہلا نزول ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ ازال سے مراد یہ ہے کہ مکمل طور پر دنیا کے آسمان اور بعد میں آہستہ آہستہ پیغمبرؐ پر نازل ہوا اور منجع الصادقین میں اس قول کو ایک روایت کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ بعض نے کہا ہے آیہ میں ازال سے مراد یہ ہے کہ ماہ رمضان میں جو وجوب روزہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ماہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس کے نزول کے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے کہ جو دلالت کرے روزہ کے وجوب کے حکم پر گویا جو اس مہینے کی شرافت اور قدرو منزالت پر دلالت کرتا ہے کہ مہینوں کے درمیان اس مہینے کو عبادت کی وجہ سے زیادہ اہمیت کا حامل قرار دیا۔ برعکس میں قرآن مخلوق کا ہادی اور حلال و حرام کے حدود اور احکام کو بیان کرنے والا ہے۔ حق اور باطل کے درمیان فرق رکھنے والا ہے اور امام صادقؑ سے روایت ہے کہ قرآن مکمل کتاب ہے اور فرقان حکم ہے جو کہ واجب عمل ہے۔

خاص سے یہ کہ جو بھی ماہ رمضان میں حاضر ہو اور مسافرنہ ہو اس کو چاہیے کہ اس مہینہ میں روزہ رکھے۔ اور تہذیب میں حضرت امام صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ جب ماہ رمضان داخل ہو جائے تو خدا کی طرف سے اس میں شرط ہے کہ جو حاضر ہو یعنی مسافرنہ ہو اس کو چاہیے کہ روزہ رکھے پس انسان سفرنہ کرے مگر صحیح یا عمرہ یا ایسے مال کے لئے کہ جس کے ضائع ہونے کا اندر یہ ہے کہ ایکسی مومن کو نجات دینے کے لئے کہ جس کے بلاک ہونے کا خوف ہوا اور اپنے مومن بھائی کے مال کو ضائع کرنے کے لئے لٹکنا جائز نہیں ہے۔ جب تمہیوں کی رات گزر جائے تو اس کو سفر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اگر کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اتنے دن دوسرا دنوں میں روزہ رکھے۔ فمن کا ن منکم مربضاً او علی سفر یہ بار بار اس لئے ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم الازمی ہے یعنی جائز نہیں ہے ان دو صورتوں میں کہ روزہ رکھے چونکہ تکرارتا کید پر دلالت کرتی ہے اور رخصت میں تاکید نہیں ہوا کرتی۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ حکم بطور عزیمت ہے یعنی سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ کافی میں حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ خدائن احسان کیا ہے بیماروں اور مسافروں پر کہ ان کو نماز قصر کا حکم دیا ہے اور روزہ افطار کرنے کا حکم دیا ہے۔ کیا یہ سزاوار ہے کہ کوئی تمہارے اوپر احسان کرے اور تم اس کے احسان کو رد کر دو نصال (شیخ صدوق) میں رسول خدا سے روایت کی گئی ہے کہ خدائے میرے لئے اور میری امت کیلئے ہدیہ بھیجا ایسا ہدیہ یہ پہلی امتوں میں سے کسی کے لئے نہیں بھیجا گیا۔ یہ خدا کی طرف سے ہمارے لئے اکرام ہے۔ عرض کیا گیا ہے کہ وہ اکرام کیا ہے؟ فرمایا: سفر میں افطار اور سفر میں قصر۔ پس جو بھی اس کی مخالفت کرے اس نے خدا کے ہدیہ کو اپس کر دیا اور اگر سفر میں روزہ رکھنے تو اس کی قضاۓ کو جلاانا چاہیے بعض نے علم کی صورت میں اس روزہ کی قضاۓ کا حکم لگایا ہے (یعنی پتہ ہو کہ سفر میں روزہ صحیح نہیں ہے) اور بعض روایات میں مریض کے روزہ کے بارے میں سوال ہوا ہے اس کا جواب دیا گیا ہے۔ بہر صورت اگر روزہ رکھنا اس کے لئے ضرر سا ہو اس صورت میں افطار کرنا واجب ہے اور بعض میں ضرر کا خوف ہوا اسی پر اکتفاء کیا ہے لیکن سفر کی حد کہ جو افطار کا موجب بنتی ہے آنے اور جانے کا آئندھ فرخ ہو یا صرف جانے میں آئندھ فرخ ہو۔ لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ کہیں دس دن کا قصداً قامد کی وجہ سے سفر قطع نہ ہوا ہو۔ یا اس کا گزر اپنے طن سے نہ ہوا ہو یا کسی جگہ میں دن تردد میں نہ گزارے ہوں ان شرائط کے تحت کہ جن کی تفصیل کو فہمی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ شریعت میں قضاۓ بجالانے کے حکم سے ماہ رمضان کے دنوں کی تکمیل مقصود ہے۔ اس رمضان کے مہینے میں جتنے دن افطار کر پکے میں ماہ رمضان کے بعد سال میں اتنے دنوں کی قضاۓ کریں۔ ولتکملوا: میں میم کو تشدید کے ساتھ پڑھا گیا ہے یا اسلئے ہے خدا

کی تجوید اور تعظیم کرو کر اس نے تمہاری ہدایت کی ہے اور اس کا شکر کرنا کہ خدا نے تمہارے کام کو آسان کر دیا۔ خلاصہ یہ کہ تمہاری ہدایت ہوئی اور تمہارے روزے کی تعداد بھی مکمل ہوئی۔ ایک تو یہ ہے کہ اس کو سہولت کے ساتھ انعام دیا ہے پھر شکر کا مقام بھی ہے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ منعم کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ عقلی طور پر جب بھی کوئی انسان کسی انسان کو محروم نہیں دیکھے کہ منی پر قسم قسم کی تکالیف اور بیماریوں میں بتتا ہے اور زندگیوں میں پڑا ہوا ہے اور اپنی زندگی سے مکمل طور پر مالیوں ہے۔ اس انسان اس کو اخا کا پنے گھر میں لے آیا ہے۔ اپنے نوک اور اہل دعیاں کو حکم دیا ہے کہ اس کی خبر گیری کریں طبیب دوا اور غذا دینے میں کوتاہی نہ کریں یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے تو اپنے اہل دعیاں تک پہنچا ایسے موقع پر عقل حکم لگاتی ہے کہ یہ شخص جب تک زندہ ہے اس شخص کا احسان مند ہے۔ اگر وہ شخص ان تمام احسانات کے باوجود اسکے دشمنوں سے جا کر ملے، ان کی مدد کرے اور جس نے اس پر احسان کیا ہے۔ اسکی توہین میں کوتاہی نہ کرے تو ہاں عقل حکم لگاتی ہے کہ یہ شخص عذاب اور سزا کا مستحق ہے۔ اب جس رو دگار نے "لقد کرمنابنی آدم" کا تاج اس کے سر پر کھا اور تحت الخڑی سے لیکر لموجِ ثریا تک اسکے لئے فائدے قرار دیے اور ادھر انسان کی ساخت میں عجیب و غریب چیزیں رکھی ہیں کہ جس سے انسان کی عقل جیوان ہے۔ اس عمارت کو چار طبیعتوں پر کہ جو مزاج کا سبب ہیں۔ نہ کہ جو ہر قرار دیا اور قلعہ پر تھام دس درجوں پر مشتمل ہے کہ جس کے دوسرا ذلتیں عمود قرار پائے۔ سات سو چھاس رگیں اس کیلئے ایجاد کیں اور اس میں گیارہ خرز ہے جو اہرنفیس کے پائے جاتے ہیں۔ اور تین سو ساٹھ راستے اس کے آرام کے لئے قرار دیئے اور تین سو نوے نالیاں بنائی ہیں یہ سورا اور قلعہ پر مشتمل ہے اور اس کے بارہ روشن دان ہیں اور اس کی بناء مرکب ہے تیرہ قسموں سے کہ جو موجودات کی قسمیں ہیں۔ طبیعتیں چار قسم کی ہیں۔ (۱) حرارت، برودت، رطوبت، بیوست (۲) عناصر اربعہ پانی، ہوا، ٹینی، آگ، (۳) اخلاط اربعہ، سوداء، صفراء، بلغم، خون (۴) نو قسم کے جواہر، بابل، کھال، گوشت، بڈی، ناخن، رگیں، اعصاب، مغز، خون ہیں۔ (۵) اس قسم کے اعضاء سر، گردن، سینہ، پیٹ، پیٹ کے اندر کا حصہ، پبلو، سرین، ران، پنڈلی، قدم، (۶) اڑتا لیس ستون (۷) سات سو چھاس رگیں کہ جنہوں نے اعضاء کو ایک دسرے کے ساتھ باندھ دیا ہے (۸) گیارہ خزانے ہیں، دماغ، حرام مغز، پیچھہ رہا، دل، جگر، ٹلی، پتہ، معدہ، آئینیں، دونوں گردے، دونوں خصیتیں، (۹) تین سو چھیاسٹھ مساک اور شوارح ہیں اس سے مراد رگیں ہیں (۱۰) ساکن رگیں کہ جو تین سو نوے تک پہنچتی ہیں۔ (۱۱) اس کے بارہ دروازے ہیں۔ دونوں کان، دونوں آنکھیں ناک کے دو سوراخ، بیٹشاپ و پا خانہ کے دو سوراخ، پستان کے دو سوراخ، ناف، منہ (۱۲) پانچ قسم کے پاسبان حافظ ہیں

کہ اس سے مراد حواسِ خمسہ ہیں یعنی قوتِ ذاتی، قوتِ شامہ، قوتِ باصرہ، قوتِ سامعہ، قوتِ لامسہ۔ (۱۳) دوستوں سے مراد دونوں پاؤں ہیں کہ انسان ان دوستوں پر استوار ہے۔ کئی کاری گر اور صنعت گر اس ساختمان میں اپنے کام میں مشغول ہیں اور خوشی کے خواب میں اور اپنے کام میں مشغول ہیں۔ جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ کیا یہ سزاوار ہے کہ ایک جزئی عبادت کہ اس سے مراد رمضان کے تمیں روزے ہیں وہ بھی تمام حالتوں میں نہیں۔ حالانکہ ان کا فائدہ انسان کی طرف لوٹتا ہے۔ کیا اس کے باوجود ہم ان کو بجاند لائیں؟۔ غور کرو! دیکھو! اللہ تعالیٰ نے ایک قوت تمہارے بدن کے سانچے میں قرار دی ہے۔ جو اس رنگ دینے والے کی طرح ہے کہ جو کپڑے کو رنگ دیتا ہے۔

اس غذا کے لفظ کو کہ جس کو تناول کرتے ہو اس میں سے کچھ سرخ رنگ کے ساتھ خون میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ دوسری قوت کو قصار یعنی کامنے والے کی طرح قرار دیا ہے کہ جو کپڑے کو سفید کرتا ہے وہ خون کو سفید دودھ میں تبدیل کر کے عورتوں کے پستان میں بچ کے لئے تیار کرتا ہے۔ انسان میں دوسری قوت وہ ہے جو بچہ نے والے تیل سے لی جاتی ہے اور اس غذا کے جو ہر کوئی جگر کے حوالہ کرتا ہے۔ انسان میں ایک اور قوت ہے وہ بکری میں مقدم عادل کے ہے کہ اس جو ہر غذائے تمام رگوں کے درمیان تقيیم کرتی ہے۔ انسان میں ایک اور قوت ہے کہ جو سقا کا کام دیا ہے اس کے بعد بدن اس پانی سے استفادہ کرتا ہے اس کو مثاثہ تک پہنچا دیتا ہے انسان میں ایک اور قوت ہے جاروب کش کی طرح کہ اس کے بالوں کو صاف کرتی ہے۔ اس غذا کے فضلات کہ جو اس بدن کیلئے کام نہیں آتے تکی اور راستے سے نکال دیا جاتا ہے۔

انسان میں ایک اور قوت رکھی گئی ہے کہ جو ترازو کی مانند ہے۔ جو دردوں کو بیجان میں لے آتی ہے۔ انسان میں ایک اور قوت ہے جو ریس عادل کی طرح ہے کہ جو دردوں کو برطرف کرتا ہے چنانچہ خیال کے گھوڑے کو اس میدان میں دوڑا اور وادیوں میں سے ایک وادی کو طینیں کر سکو گے۔ یہ سارے کارگر اس خدمت میں مشغول ہیں اور تم خواب غفتہ میں ہو۔ اس نعمت کا کفران سعادت ابدی سے محروم ہونے کا موجب ہے وَلَمْ شَكُرْتُمْ لَازِيْدَنَّكُمْ وَلَانَ كَفَرْتُمْ أَنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ جب امام حسین گھوڑے سے زمین پر گرے تو ایک منادی نے آسمان اور زمین کے درمیان ندادی ایہا الامة المُتَحِيرَة لَا وَفِقْهَ فِي الْفِطْرِ وَلَا فِي الصَّحَّى پھر تم موقن نہیں ہو گئے کہ نماز عید فطر اور عید قربان کو امام مفترض الطاعۃ کے پیچھے پڑھ سکو یہ جنایت کہ جو تم کر پکھے ہو اس کے سبب سعادت تم سے سلب ہو گئی ہے کہ تم نے اپنے رسولؐ کے فرزند کو قشنہ لب شہید کر دیا ہے۔



## مجلس نمبر 4

### آیہ "احل لكم لیۃ الصیام"

**اَحَلَّ لَكُمْ لِيَلَةَ الصِّيَامِ الرَّفُثُ اِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٍ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٍ لَهُنَّ عِلْمُ اللَّهِ أَنَّكُمْ لَمْ تَخْتَانُونَ انفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَى عَنْكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ** (سورہ بقرہ آیت ۱۸۷)

ماہ رمضان کی رات اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرنا حلال ہو۔ وہ تمہارے لباس میں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔ خدا نے جان لیا کہ تم اپنے آپ کے ساتھ خیانت کرتے تھے پھر اس نے تمہای توہہ کو مقول کر لیا اور تمہیں معاف کر دیا۔ اب تم اپنی عورتوں کے ساتھ مبارشرت کر سکتے ہو۔ یہ ایک دوسری رحمت ہے اور دوسری سہولت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس امت پر فرمائی ہے۔ چونکہ شروع میں ماہ رمضان کی راتوں میں کسی کو اجازت نہیں کہ جماع کرے۔ رفت کے معنی جماع کے ہیں۔ اور اس کا اصلی معنی پر دھچاک کرنا ہیں اور یہ اس اعتبار سے کہ جماع کرنا ایک قسم کا پر دھچاک کرنا ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے جوان اپنی عورتوں کے ساتھ جماع کرتے تھے اور اس کو چھپاتے تھے۔ منہج الصادقین میں روایت کی گئی ہے کہ عمر بن الخطاب نے ماہ رمضان کی رات اس عمل کو انجام دیا کیسے بعد رسول خدا کے پاس عذر پیش کیا اور اقرار کیا کہ میں نے یہ حرام کام اپنی بیوی کے ساتھ عشاء کے بعد انجام دیا ہے اس کے بعد چند اور لوگوں نے جرأت کی اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ تفسیر ثقہ میں ہے کہ اس خیانت اور معصیت کی بنا پر جس کے عمر متکب ہوئے عامہ پر ثابت ہو گیا۔ آیہ شریفہ کی نص کے مطابق کہ سب سے پہلا جس نے اقرار اس گناہ کا کیا ہے وہ عمر تھا حالانکہ جوان بھی نہیں تھا کہ اپنے آپ کو اس گناہ سے نر و کستا خدا اور پیغمبر سے شرم نہیں آئی اور حرام کا مرتكب ہوا اس کے علاوہ اس نے جرأت کی اور معصیت کا اقرار کیا یوں اپنے گناہ پر ایک اور گناہ کا اضافہ کیا۔ میں نہیں جانتا کہ اس نے پیغمبر سے کیوں معدترت کی حالانکہ اس کو چاہیے تھا کہ خدا سے معدترت کرتا۔ بہر حال خداوند عالم جانتا تھا کہ لوگ ظلم اور خیانت کرتے ہیں اور اپنے نفشوں کو عقاب الہی کی جگہ پر ذال دیتے ہیں اور ثواب سے اپنے حصہ کو کم کرتے ہیں پس خدا

وَنَدَعَ الْعَالَمَ نَأْكُلُ تَوْبَةً كَرِبَلَى جَبَّانِهُوْنَ نَتَوَبُ كَيْ أَوْرَادَنَ فَضْلَ وَكَرْمَ سَاسَ حَكْمَ كَوَاخَالِيَا اُورَمَاهَ رَمَضَانَ كَيْ رَاتَوْنَ مِنْ أَنْتِي  
 عَوْرَتوْنَ كَسَاتِھَ جَمَاعَ كَرْنَے کَيْ اِجَازَتَ دَيْ هَيْ - خَالِقَ نَهَمَارَے لَتَيْ يَهْ اُورَآ سَانَ كَرْدَيَا اُورَانَ كَيْ گَنَاهُوْنَ كَوْجَنَشَ دِيَا جَوْ  
 گَنَاهَ كَمَرْتَبَ هَوْ چَلَّتَ تَحْتَ - صَادِقِيَنَ سَمَرْدَيِيَهْ كَهْ هَرْمِينَيَهْ كَيْ پَهْلَى رَاتَ جَمَاعَ كَرْنَمَكْرَوَهَ هَيْ مَگَرَ مَاهَ رَمَضَانَ كَيْ پَهْلَى رَاتَ كَوْ  
 مَسْتَحَبَ هَيْ چَوْنَکَهَ رَخْصَتَ پَرْعَلَ كَرْنَمَطَلَوبَ الْهَبَيْهْ هَيْ - يَهْ اِيكَ قَسْمَ كَاشْكَرَ اُورَخَوْشَخَرَيَهْ هَيْ اِسَخَنَصَ كَلَتَيْ كَهْ جَوْخَدَيَهْ كَيْ نَعْمَتوْنَ پَرْ  
 شَكَرَ بَجَالَيَهْ - غَذَا كَا اِيكَ لَقَرَهْ بَهَارِي نَظَرَ مِنْ اِتْنِي زِيَادَهَ اِهْبَيْتَ كَا حَالِ نَبِيْنَ هَيْ - اِسَ کَيْ پَيْدَائَشَ مِنْ بَهْتَ سَهْ مَوْجُودَاتَ كَا  
 عَمَلَ اِسِيْ عَالَمَ مَحْسُوسَ مِنْ دَخَالَتَ هَيْ جَبَيْتَ حَرَاتَ، سَورَجَ كَانُورَ، هَوا، دَرِيَا، بَادَلَ، زَمِينَ كَچَھَ حَيَوانَاتَ سَهْ اُورَدَوْسَرِيْ مَخْلُوقَاتَ كَيْ  
 دَخَالَتَ هَيْ، يَهَاںَ تَكَهْ كَيْ چَخَصَرَ لَقَمَهْ بَهَارَے تَاتِھَ مِنْ آيَا هَيْ اُورَهَمَ اِنْتَبَأَيَ جَهَاتَ اُورَنَادَانَيَ كَسَاتِھَ يَهْ سَوْچَيْ كَيْ یَهْ لَقَمَهَ کَيْسَا  
 تَهَا کَهَاںَ سَهْ آيَا هَيْ اُورَ کَيْسَهْ پَيْدَاهَا هَيْ حَيَوانَوْنَ کَيْ طَرَحَ كَهْ صَرَفَ كَهَانَے کَعَلاَوَهَ اُورَاسَ لَقَمَهَ کَوْمَنَهَ مِنْ ڈَالَنَے کَعَلاَوَهَ کَوْنَیَهْ  
 فَکَرَنَبِيْنَ هَيْ - پَسَ سَزَادَارَهْ كَهْ کَچَھَ خَدَادَيَهْ قَدَرَتَ كَهْ بَارَے مِنْ غَوْرَ وَفَلَرَ كَرِيْسَ - سَبَ سَهْ پَهْلَيَهْ يَدِیْکَھِیْسَ كَهَانَے پَمِنَے کَلِيْهَ  
 جَسَ قَدَرَ مَنَهَ کَيْ ضَرُورَتَ هَيْ اِتَنَاهِيْ قَرَارَدَيَا هَيْ - چَنَچَهَ مَنَهَ اُورَمَنَهَ کَفَاضَأَكَوْبَرَے حَيَوانَ سَهْ لَیَکَرَ چَھَوَئَے حَيَوانَ تَكَهْ لَقَرَهْ  
 رَکَھِیْسَ تَوْدِیْکَھِیْنَ هَيْ كَسَيْ مَقَامَ پَرْ كَوَئَیْ غَلَطِیَ وَاقِعَ نَبِيْنَ هَوْئَیَ - هَمَ کَسَيْ اِيكَ حَيَوانَ کَوَنَبِيْنَ پَاتَتَ هَیْنَ کَهْ اِسَ کَامَنَهَ اِسَ کَيْ اِحْتِیَاجَ سَهْ  
 زِيَادَهَ کَلَا هَوْيَا بَهْتَ زِيَادَهَ تَنَگَهْ هَوْ - دَوْسَرَاهِيَهْ كَهْ دَانَتَ جَوَاسَ شَکَلَ مِنْ دِیْکَھِیْتَهْ هَیْ اِنَ مِنْ بَعْضَ کَانَے کَلَتَهْ اُورَبَعْضَ چَباَنَے  
 کَلَتَهْ هَیْ اُورَ اِيكَ کَوَنَابَ سَهْ مَقَامَ پَرْ اُورَمَنَابَ شَکَلَ مِنْ قَرَارَدَيَا گَيَا هَيْ - وَهَ حَيَوانَ کَهْ جَوَشَکَارَسَهْ اِتَنَیَ غَذَا تَیَارَ كَرَتَهْ هَیْ اِنَ  
 اِنَ کَهْ دَانَتَ تَیَزَ اُورَمَصْبُوْطَ شَکَلَ مِنْ اِيجَادَ کَتَهْ جَيْسَهْ دَرَنَوْنَ کَهْ اُورَکَچَھَ حَيَوانَوْنَ کَهْ دَانَتوْنَ کَهْ جَوَنَبَاتَاتَ سَهْ غَذَا حَالَ  
 كَرَتَهْ هَیْ، کَوَانَ کَيْ اِحْتِیَاجَ کَهْ مَطَابِقَ اِيجَادَ کَيْ - اُورَبَعْضَ وَهَ هَیْنَ کَهْ جَنَ مِنْ دَانَتوْنَ کَيْ ضَرُورَتَنَبِيْنَ هَيْ اِنَ کَوَاسَ عَطِيَهَ سَهْ  
 محْرُومَ رَكَھَا - عَامَ طَورَ پَرْ اِنسَانَ کَيْ غَذَا گَوَشَتَ اُورَنَبَاتَاتَ دَوْنَوْنَ پَرْتَنَیَهْ هَيْ چَنَچَهَ اِسَ کَهْ دَانَتوْنَ کَوَاسَ طَرِيقَهَ پَرْ قَرَارَدَيَا هَيْ كَهْ  
 جَسَ سَهْ دَوْنَوْنَ عَمَلَ کَوَانَجَامَ دِيَا جَاسَتَهْ -



## مجلس نمبر 5

### آیہ "کلو اوشربوا" کی تشریح

**کُلُو اَوَاشِرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِقُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ** (سورہ بقرہ آیہ ۱۸۳) میں ارشاد فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک تہارے لئے ظاہر ہو جائے یاہ دھاگہ سفید دھاگہ سے یعنی صح صادق ہونے تک۔ پس روزہ کورات تک تمام کرو بھرت کے پانچ سال تک بھی حکم تھا کہ اگر کوئی افطار کرنے سے پہلے سو جائے تو پھر اس کے لئے افطار کرنا جائز نہیں تھا۔ یہاں تک کہ رسول خدا خندق کھونے میں مشغول ہو گئے ان لوگوں میں سے کہ جنہوں نے خندق کھونے میں شرکت کی خواتین انصاری تھا جب وہ رات کو گھر آیا تو اس وقت کھانا موجود نہیں تھا اس کے گھر والوں نے اس سے کہا: تھوڑی دیر صبر کریں تاکہ کھانا تیار ہو جائے اس نے تکیہ پر سر کھا تو اس کو نینڈ آگئی۔ کھانا حاضر کرنے کے بعد اس سے کہا گیا: اب فظا نہیں کر سکتے ہو۔ اس نے رات بھوک کی حالت میں گزاری۔ دوسرے دن بھی خندق کھونے میں مددگار ہو یہاں تک کہ غش کھا گیا۔ پنجمبر کا اس کے پاس سے گزر ہوا تو اس کی حالت کو دیکھا۔ پس گذشتہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

منہج میں ہے کہ بعض اصحاب سفید اور سیاہ دھاگہ اپنے پاس رکھ لیتے تھے۔ جب روشنی کی وجہ سے ایک دوسرے سے تمیز حاصل ہوتی تھی تو پھر چیزوں کے کھانے سے اجتناب کرتے تھے۔ لہذا من الفجر آیہ نازل ہوئی تاکہ سفید اور سیاہ کا پہنچ جائے کلام اللہ میں پہلا نزول صرف یہ بیان تھا کہ خطاب ابیض سے مراد فجر ثانی ہے کہ جو افق میں پھیل جاتی ہے اور لیل سے مشرق کی طرف سے سرخی کا زائل ہونا ہے کہ بھی شرمنی مغرب ہے روزہ کی انتہا یہاں تک ہے اور یہ حکام نہ کوئی ہم رمات اللہ ہیں کہ ان کو حدود سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یعنی غرق ہونے کی جگہ اور خداوند کے غرق گاہ اس کے محمرات ہیں جو بھی گردش کرے غرق گاہ کے اطراف میں محفوظ نہیں ہے اس سے کہ اس میں واقع ہو خبر میں ہے: **وَمَنْ يَرَعَ حَوْلَ**

الْحِمَى يُوشِكَ أَنْ يَقْعُ فِيهَا

اب انصاف کرنا چاہئے کہ یہ سب لطف اور رحمت اللہ کی طرف سے اپنے بندوں کے لئے ہیں۔ کیا ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرنا چاہئے اور شکر گزاری حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے صانع الہیہ اور اس کی ظاہری اور باطنی ہر قسم کی نعمتوں کی معرفت اور غور و فکر کرنا چاہئے۔ دوسرا یہ کہ دین میں اپنے سے پست کی طرف نظر کرنا۔ تیسرا یہ کہ قبرستان میں جو دفن ہیں ان کی طرف نظر کرے اور یہ یاد کرے۔ ان کے مطلب کی انتہا یہ ہے کہ یہ دنیا میں لوٹیں اور عبادات کی مشقت اور ریاضت کو برداشت کر لے تاکہ آخترت کے عذاب سے نجات پالے یا اس کا ثواب دگنا ہو۔

پس اپنے آپ کو نہیں سے فرض کر لے اور اس طرح تصور کرے کہ تم نے دنیا کی طرف لوٹنے کی آرزو کی ہے اور دنیا کی طرف آئے ہو۔ پس تم اپنی عمر کو ایک بے حدود کام میں صرف نہ کرو اور شکر و عافیت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دو۔ مولا امیر المؤمنین فرماتے ہیں خدا کی قسم اگر تم نالہ کرو جس طرح ایک اوثنی اپنے گشہ بچ کے لئے کرتی ہے یا کبوتر نالہ کرتا ہے یعنی یا کریم کہہ کر صبح تک چیختا ہے یا جیسے بنی اسرائیل کے راحب کرتے ہیں اور فریاد نالہ سے آرام نہ ہوا ہو اور خدا کی طرف رخ کرو اور اپنی آنکھیں اموال اور اولاد سے ہٹا دو۔ اس لئے کہ خدا کے نزد یہکہ ہو جاؤ تاکہ تمہارے ثواب کا درجہ بلند ہو یا تمہارے گناہ کہ جن کو ملائکہ نے لکھا ہے بخش دیا جائے۔ ہر آئندہ تمہارے عمل کم ہیں اس کے مقابلہ میں کہ جس کا میں تمہارے لئے ثواب کا امیدوار ہوں اور میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں خدا کے عقاب سے۔

خدا کی قسم اگر تمہارے دل نمک کی طرح پانی ہو جائیں اور آنسو کے بد لے تمہاری آنکھوں سے خون جاری ہو جائے خدا کی طرف رغبت یا عذاب کے خوف سے اس گے بعد دنیا میں جتنی دیر زندہ رہو رہو ہو عبادت اور اطاعت میں کسی قسم کی کوتا ہی نہ کرو تو خدا نے تمہیں جو نعمتیں دی ہیں اس کی جزا نہیں ہو سکتی۔ خدا نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت کی ہے اور یہ عظیم نعمت تمہیں دی ہے۔ پس تم کوشش کرو کہ خدا کی نعمتوں کا کفران نہ کرو اور کفران نعمت کا مطلب یہ ہے کہ نعمتوں کو نہ پیچانا اور اس پر خوش نہ ہونا اور اس نعمت کو دہاں پر خرچ نہ کرنا کہ جہاں پر وہ راضی ہے۔ جیسے کان احکام الہی سننے کے لئے ہے۔ اگر اس کان کو موسیقی اور غنا کے سننے میں استعمال کرے تو یہ باری تعالیٰ کی نعمت کا کفران ہے۔ آنکھ کے شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی مسلمان میں کوئی عیب دیکھے اس کو نظر انداز کر دے۔

خلاصہ نعمتوں کا شکر محمرات سے اعتناب کرنا اور تمام شکر الحمد للہ کہنا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مردی ہے کہ جب بھی تمہیں خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یاد آ جائے تو اپنے رخسار کو منی پر کھکھلا کر خدا کا شکر ادا کرو اور اگر سوال ہے

ہو تو اتر جاؤ اور اپنے رخسار کو مٹی پر رکھو۔ اگر بچپن میں آسکتے یا بچپے آنے میں کوئی خوف ہے تو زین کے اس قربوس پر رخسار رکھو۔ اگر یہ بھی نہیں کر سکتے ہو تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بند کرو اور پیشانی کو اس پر رکھو۔ مرراج السعادہ میں رسول خدا سے ایک روایت کی گئی ہے اگر کوئی شخص کوئی چیز کھالے اور اس کا شکر ادا کرے تو اس کا اجر اس مریض کے اجر کی طرح ہے کہ جو صبر کرے اور غنی شاکر کا اجر فقیر قانع کی طرح ہے۔ نیز فرمایا: قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ حمد کرنے والے انھیں اور ایک جھنڈا ان کے لئے نصب کیا جائے گا اور ان کو بہشت میں داخل کریں گے۔ عرض کیا گیا کہ حمد کرنے والے کون ہیں؟ فرمایا: جو لوگ خدا کا ہر حال میں شکر ادا کرتے ہیں:

از دست وزبان کہ بر آید

کنز عہدہ شکرش بدر آید

روایت میں ہے کہ تمہارے ہر سانس کیلئے شکر ادا کرنا ضروری ہے بلکہ ہزار شکر یا اس سے پیشتر کم سے کم شکر یہ ہے کہ نعمت کو خدا کی طرف سے جانو اس کے دینے پر راضی ہو جاؤ اس کی نعمت کی وجہ سے اس کی معصیت نہ کرو اور بندہ کے شکر کی غایت یہ ہے کہ جان لے کہ شکر الہی بجالانے سے عاجز ہے۔ البتہ نعمت کا شکر منعم کے شکر کو تلزم ہے اور پھر ان چیزوں کا پیچانا بھی ضروری ہے کہ جس میں رضا الہی ہو جو جس کو خدا دوست رکھتا ہے تاکہ کفر ان نعمت میں بدلانا ہو جائے اگر ان چیزوں کو پیچانا چونکہ پیدا کرنے والے کے کمال وہی شخص جانتا ہے کہ جو پیدا ہونے والے کے کمال کو پیچانے جیسے نقاش کہ جو نقاشی کے رموز سے آگاہ ہے لیکن دوسرے سوائے صورت کے نہیں دیکھتے ہیں۔

چونکہ نقاش جانتا ہے کہ نقاش نے کس قسم کا ہنر کھینچا ہے یا معمار جانتا ہے کہ فلاں معمار نے اپنی عمارت میں کتنی مہارت سے کام لیا ہے۔ لیکن دوسرے کہ جو اہل فن نہیں ہیں وہ اس چیز سے بے خبر ہیں۔ اس بناء پر افلاؤں کا جانے والا جانتا ہے۔ ان معلق ستاروں کے بارے میں کہ جن میں نور ہے، آؤ بیزاں ہے۔ خالق نے کس قدر اپنی قدرت کو انجماد دیا ہے گھاس کا ماہر جانتا ہے کہ گھاس کی قسموں میں کس قدر عجیب و غریب قسم کی گھاس پیدا کی ہے تشریح کرنے والے جانتے ہیں کہ ہر جیوان کے اعضاء میں کس قسم کی چیزیں رکھی ہیں۔ اب گندم کے دانہ کو جو کہ ہر روز کمی میلیں انسانوں کی خوار کہے اس میں دیکھنا چاہیے کہ وہی دانے کئی ہزار اپنی مانند پانی اور مٹی کے ساتھ ملنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہی نطفہ کہ جو آدمی میں اور دوسرے جانوروں میں ہے۔

ازدواج کے نتیجہ میں اپنے جیسے پیدا کرتا ہے گندم کا دانہ اور دوسرے قیچ جب کارگروں کے ہاتھ سے پڑ جائیں تو

اپنے جیسوں کو پیدا کرتے ہیں۔ نیز اس میں ایک قوت ہے یعنی جو جڑوں کی وجہ سے کہ اپنے لئے پانی اور مشی سے ندا حاصل کرتا ہے۔ اس کے بڑھنے کا سبب وہی ہے لیکن یہ بھی جانا چاہیے کہ ہر زمین میں نہیں آگتا۔ جہاں پر بھی پڑ جائے نہیں آگتا۔ بلکہ زمین ہموار اور نرم ہو کہ پانی اس تک پہنچ جائے اور اس کے اندر ہو جائے اور جہاں ہو اخود خود زمین کے اندر نہیں جاتی وہاں اللہ تعالیٰ ہوا کو پیدا کرتا ہے اور وہ زور کے ساتھ اندر چلی جاتی ہے تاکہ اس کی گہرائی تک پہنچ جائے۔ گندم کے ہر دانہ کی غذا چار چیزوں پر محصر ہے، زمین، پانی، ہوا، حرارت۔ گندم کا دانہ اگر بھون دیا جائے تو یہ قوت اس سے سلب ہو جاتی ہے دوبارہ بزرگ نہیں ہوتا۔ پس اس قوت کے بارے میں غور و فکر کرنی چاہیے کہ خداوند عالم نے اس میں کیا رکھا ہے اور اس ذات متعال کی معرفت حاصل کرنی چاہیے اور پھر اس کی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے۔



## مجلس نمبر 6

### دا جب اور غیر دا جب روزے کی فتمیں

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ: وَلَا تَبْشِرُوْ هُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حَدُودُ الدَّلَّهِ فَلَا تَحْقِرُوْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقَوْنَ۔

(سورہ بقرہ آیہ 186)

صوم لغت میں اسک کے معنی میں ہے اور اصطلاح میں اسک از منظرات ہے۔ قصد قربت کی نیت سے اس بناء پر چار قسموں میں تقسیم ہو جاتا ہے، دا جب، مستحب، حرام، مکروہ۔ یعنی اگر روزہ رکھ لے تو اس کا ثواب کم ہے اور دا جب آٹھ قسموں میں تقسیم ہوتا ہے: اول: ماہ رمضان، دوسرا: اس کی قضا۔ تیسرا: کفارہ کہ اس کی بہت سی فتمیں ہیں، چوتھا: بد لے میں روزہ یعنی جو شخص حج کے دنوں میں قربانی نہ سے محفوظ اس کو چاہیے کہ تین دن دہائی روزے رکھے اور جب واپس اپنے گھر پہنچ جائے تو سات دن روزے رکھے۔ چنانچہ سورہ بقرہ آیہ ۱۹۵ میں خدا نے فرمایا ہے: فَمَنْ لَمْ يَجْدِ فِصَامًا ثَلَاثَةِ يَوْمٍ فِي الْحَجَّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةً كَامِلَةً<sup>۱</sup> جس سے قربانی ناممکن ہو پس تین دن روزے حج میں رکھے اور سات دن جب گھر واپس جائے تو یہ مکمل دس دن ہو گئے۔ پانچواں نذر اور عہد فتم کا روزہ چھٹا اجارے کا روزہ اور اس جیسے روزے مثلاً عقد، نیج و شراء یادگیر عقود لازم کے ضمن میں بطور شرط ذکر کیا جائے۔ اسکا دا جب ہے ساتواں ماں باپ کے وہ روزے کہ جو کسی عذر کی وجہ سے قضاء ہوں۔ بڑے بیٹے پران کا ادا کرنا دا جب ہے۔ جس کی تفصیل فتحی کتابوں میں موجود ہے۔ آٹھواں اعتکاف کے تیسرا دن کا روزہ وہ اعتکاف جو ماہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے میہنے میں ہو۔ آیہ مذکورہ میں اس روزے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ تم اپنی عورتوں کے ساتھ مباشرت نہ کرو، جس وقت تم مسجد میں اعتکاف کی حالت میں ہو۔ چونکہ اعتکاف کا معنی یہ ہے کہ چار مسجدوں میں سے ایک میں یعنی مسجد الحرام یا مسجد النبی یا مسجد کوفہ یا مسجد بصرہ میں توقف

کرو۔ اور تین روز سے کم نہ ہو جان بوجھ کر اختیاری حالت میں مسجد سے باہر نہ نکلے جب دو دن مسجد میں نہ رہے تو تیسرا دن واجب ہو جاتا ہے تو عورت کے ساتھ مباشرت یہاں تک مس کرنا شہوت کے ساتھ بوسے لینا حرام ہے اعتكاف کے ایام میں یہاں تک کہ رات کو بھی حرام ہے اسی طرح پھول اور یا حین کا سونگھنا اور خرید فروخت بلکہ مطلق تجارت مگر ضرورت اقتداء کرے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح نزاع اور جھگڑا کرنا حرام ہے اگر ہوا کوئی محربات میں سے کوئی شخص بجالائے تو اس کا اعتکاف باطل نہیں ہوتا۔ مگر جماعت اعتكاف کو باطل کرتا ہے اور اس پر ضروری ہے کہ اگر واجب معین نہیں ہے تو چاہیے کہ اس کی قضاۓ کرے اگر واجب معین نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ اول سے اعتکاف پیش کر یہ خدا کے حدود ہیں کہ ان سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو لوگوں کے لئے ظاہر اور آشکار کرتا ہے تاکہ لوگ تقویٰ اور پرہیز گاری کے طریقے کو پانائیں۔ جب معرفت اور تقویٰ آجائے تو روزہ کی بڑی قدر و قیمت ہوتی ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ روزہ کے تین درجے ہیں۔

### روزے کے درجات

④ پہلا درجہ۔ عام روزہ اس سے مراد کہ دس چیزوں کے افظار سے اپنے آپ کو روکنا ہے۔ کھانا، پینا، جان بوجھ کرنے کرنا، گاڑھے غبار کا حلقت تک پہچانا، خدا اور رسول پر جھوٹ باندھنا اور اسی طرح باقی ائمہ طاہرین پر، سرکوپانی میں ڈبونا، جماعت کرنا، استمناء کرنا، حقنہ کرنا، جنابت کی حالت میں صبح تک رہنا، لیکن خاص روزہ حواس خمسہ کا امساک ہے تمام گناہوں سے۔

⑤ دوسرا درجہ یہ روزے کا ہے کہ کمال بلکہ اس کی صحت چھ چیزوں کے بجالانے میں ہیں۔ اول آنکھ کو نامعمون اور ہر اس چیز سے کھدا کی نظر میں مغضوب ہے (یعنی شرم گاہ مثلاً کسی کی بھی دیکھنا اگرچہ حرم ہی کیوں نہ ہو) اور عینی کی انجلیں میں نامحرم کی طرف نظر کرنا زنا قلبی کہا گیا ہے اور سید الانبیاء کی شریعت میں زہر آسود تیر اور الیس کے تیروں میں سے ایک تیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

روایت میں موجود ہے: جب کوئی اپنی آنکھ نامحرم سے ہٹا دے تو اس کو ایمان دیا جاتا ہے کہ اس کی حلاوت کو چکھے اور جو اپنی آنکھ کو کھلا چھوڑ دے تو وہ زیادہ حرست اور افسوس کرے گا یہی وہ نظر ہے کہ جوانوں کو قہوہ یہ خانوں اور سینماوں میں سرگردان کرتی ہے یہی نظر ہے کہ دلوں کے لئے شکاری ہے اور انسانی جانوں کے لئے بھلی ہے اور بدنوں کو گرفتار کرنے کا آلہ ہے اور خواہشات کا مقناطیس ہے۔ یہی نظر ہے کہ گھروں کو دیران اور ناظرین کو بے سرو سامان کر دیتی

ہے۔ یہی نظر ہے جو قناعت آمیز و خوبیز ہے۔ یہی ہے کہ جو دلوں کو کتاب بتادیتی ہے اور آنکھوں کو آنسوؤں سے پر کر دیتی ہے اور گھروں کو خراب کرتی ہے۔ یہی نظر ہے کہ جو دلوں کو خراب کرنے والی اور حسرتوں میں اضافہ کرنے والی ہے۔ یہی نظر ہے کہ جو جوانوں کو جنون کرنے والی ہے یہی نظر ہے کہ جوزنا کی بخی ہے اور زنا وہ ہے کہ جو نسل کو ختم کرنے والا ہے۔ یہی نظر معاشرہ پر ایک ضربت فاجعہ ہے۔ حقیر نے اس موضوع کو کتاب کشف الغور میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور وہ کتاب چھپ پکھی ہے۔

دوسرے کافیوں کو موسیقی، غنا اور غائبت سننے سے محظوظ رکھنا۔ روایت میں آیا ہے ایک شخص نے حضرت امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ میرے ہمسائے ہیں ان کی کنیزیں ہیں سارا دن گانے بجانے میں گزارتی ہیں آلات موسیقی استعمال کرتے ہیں۔ میں کبھی بیت الخلاء میں جاتا ہوں تو اس کو سننے کے لئے کافی طول دیتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا یہ کام نہ کرو۔ اس مرد نے کہا خدا کی قسم یہ وہ کام نہیں ہے جس کے لئے چل کر جاتا ہوں۔ یعنی سننے کے لئے نہیں جاتا ہوں بلکہ کسی اور کام کے لئے جاتا ہوں۔ صرف میں سنتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان السمع والبصر والفؤا کل اولنک کان عنہ مسؤلا۔ کان آنکھ دل ہر ایک سے پوچھا جائے گا اس مرد نے کہا: گویا اب تک یا آیہ میرے کان میں نہیں پہنچی تھی۔ میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں اور خدا سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ اس وقت آنحضرتؐ نے فرمایا انہوں نے غسل کرو اور دور کعت نماز بجالا۔ تم بدترین حالت میں تھے اور برے کام میں مشغول تھے۔ اگر اس حالت میں تمہیں موت آ جاتی تو بدترین حالات میں مرتے اب استغفار کرو اور خدا کی طرف لوٹ آؤ اور ہر ناپسند چیز سے توبہ کرو۔ خدا فتح چیز کو پسند نہیں کرتا ہے اس چیز کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دو فان لکل اہلا۔ اب آپ انصاف سے بتائیں کہ مرد اپنے پاؤں سے چل کر غناۓ کی مجلس میں نہیں گیا اس کے باوجود امام صادقؑ اس کو تهدید کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: خصوصاً اگر اس حال میں مر گئے ہو تو بدترین حالت میں ہوتے۔ پس کیا پوچھتے ہو اس شخص کے بارے میں کہ جوش و روز موسیقی اور گانے سننے میں مشغول ہے۔ وہ لوگ کہ جو آلات موسیقی خریدتے ہیں۔ ناج اور گانا سننے میں اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ کان کے سوراخ اس لئے کہ ان سے معرفت اور عرفان کے لئے اپنے دل کے گھر کو کھول دے۔ لیکن اس سے لہو و لعب سنتا ہے۔ پوچھانے کے راستے سب کے سب بند ہیں۔ آیات و احکام اور مواعظ سننے سے بہرے ہیں۔ لیکن موسیقی کے آلات سننے کے لئے صحیح تک تیار ہیں۔ اور کسی سستی کے بغیر سننے ہیں اس بات سے غافل ہے کہ موسیقی کا سنسنہ مصحف کو بچ کر موسیقی کے آلات خریدنے کے مترادف ہے۔ اپنی

زندگی کو گانا گانے والوں کے لئے صرف کرنا یہ کام گویا نجات پر خطا کھینچنے کے مترادف ہے۔

کل اس موسمیت کے بد لے صحرائے محشر میں آہونالہ و فریاد کی آواز پر کرنے گی اور عمل صالح سے خالی اور اپنی عمر کو ایسی چیزوں میں صرف کیا کہ جو موجب عذاب بنی ہیں۔ روز قیامت افسوس کرو گے اور حکم خدا آیا خُذُوهُ فُلُوهُ کہ انہیں پکڑو اور جہنم میں ڈال دو۔ اس کے بارے میں مؤلف نے کتاب ”ساحل نجات“ میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اور وہ چھپ چکی ہے۔

امیر المؤمنینؑ اپنے بعض کلمات میں فرماتے ہیں: کل قیامت کے دن جب سر قبر سے باہر نکالو گے حالانکہ تو پسینے نے گردن تک تمہیں گھیرا ہو گا نہ تمہارے لخراش نالے پر رحم کیا جائے گا کہ آنسوؤں کے سیلا ب کا موجب ہو گا اس پر کسی کا دل نہ جلے گا اور کوئی جھتوں کو کوئی بھی نہیں سنے گا جب تم اپنے نامہ اعمال کو دیکھو گے تو تمہاری برائیاں آشکار ہو جائیں گی۔ آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں اور باقی اعضاء اس ضرر پر گواہی دیں گے اور سوا کریں گے۔ (مولانا کے فرمان کو ہم نے صیغہ عربی طب میں پیش کیا ہے) چنانچہ خدا تعالیٰ سورہ فصلت کی انسیوں آیت میں فرماتا ہے: حم سجدہ

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءَ وَهَا شَهَدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجَلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَقَالُوا لَجَلُودُهُمْ لِمَ شَهَدْتُمْ عَلَيْتُمْ أَلَمْ أَنْطَقْنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقُكُمْ أَوَّلَ مَوْرَةً وَاللَّهُ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ

جب وہ آتش جہنم میں گواہی دے گا جو کچھ اس نے نا اس کے خلاف اس کے کان گواہی دیں گے جو کچھ اس نے سنا ہے حق کی دعوت اور اس سے اعراض کیا ہے۔ انہوں نے آنکھوں سے جو کچھ دیکھا وہ آیات جو خدا کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں لیکن اس پر ایمان نہیں لائے۔ باقی اعضاء بھی اسی طرح گواہی دیں گے ان پر کہ جو برے وہ اعمال کر چکے ہیں اور کافر تجہب کرتے ہوئے اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف ہمارے ضرر پر کیوں گواہی دی؟ حالانکہ ہم دنیا میں تم سے آفات کو دور کرتے تھے۔

اعضاء کہیں گے ہمیں عتاب اور ملامت نہ کرو ہم اپنی مرضی سے نہیں بولے بلکہ خدا نے ہم سے کلام کرایا ہے۔۔۔ اس نے تمہیں پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہے۔ تمہارے لئے ممکن نہیں تھا کہ خود کو اپنے اعضاء سے چھپائے رکھو کہ آج تمہارے خلاف گواہی نہ دیں۔ تم لوگوں سے اپنے قیچی اعمال کو چھپانے سکے اور تم مگن نہیں کرتے تھے کہ یہ

اعضاء تمہارے خلاف گوئی دیں گے اور تم نے ایسا خیال کیا کہ خداوند تعالیٰ باقی اعمال سے آگاہ نہیں ہے۔ وہ تمہارے پوشیدہ کردار سے بے خبر ہے۔ مختصر اعلانِ شخص اپنے آپ کو ہوا اور ہوس کا اسی نہیں بناتا ہے کسی شاعرنے کیا خوب کہا ہے۔

فرد از تو مشکلات حل می طلبند  
از تو نہ ترانے و غزل می طلبند  
آواز فکر ندای کار آسان است  
اینہا هم صوتست عمل می طلبند

اس غزل سرائی کے بدلے میں کیوں اپنے خدا کے ساتھ رات کی تاریکی میں رازوی یا زنہیں کرتے ہو اور اپنے مولیٰ کی اقتدا کیوں نہیں کرتے ہو حدیث ابوالدرداء کو سنو اور عبرت حاصل کرو۔ ہشام بن عروہ بن زبیر اپنے باب عربہ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم کچھ لوگ رسول خدا کی قبر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اہل بدر کے اعمال اور اہل بیت کے اعمال کا تذکرہ ہوا تو ابو درداء نے کہا: اے قوم آیا تجھ کو خبر دوں اس شخص کے بارے میں کہ جس کا مال سب سے کم اور درع اور تقویٰ سب سے زیادہ ہے؟ کہا گیا وہ کون ہیں کہا: امیر المؤمنین علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

ہشام نے کہا خدا کی قسم تمام اہل مجلس نے اپنے چہروں کو ابو درداء سے پھیرا اور اس بات سے ان کو غصہ آگیا؟ النصار میں سے ایک شخص نے کہا: اے ابوالدرداء تم نے بات تو کی ہے۔ لیکن کسی نے تیرا ساتھ نہیں دیا۔ ابو درداء نے کہا: میں نے خود علیؑ ابن ابی طالب سے وہی کچھ سنایا جو کچھ دیکھا ہے۔ میں آپ کے لئے بیان کرتا ہوں اس کے بعد آپ جو جانتے ہیں کہیں۔ خدا کی قسم کہ میں نے علیؑ بن ابی طالب کو اسی نجار کے نخستان میں دیکھا ہے کہ اپنے دوستوں میں سے ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچاک اپنی جگہ سے اٹھے اور اس نخستان کے درمیان ہماری نظروں سے اوچھل ہو گئے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا یقیناً گھر تشریف لے گئے ہوں گے۔ اس دوران میں مناجات کی آواز میرے کا نوں میں آئی۔ یہ آواز بہت زیادہ حزن آور اور دخراش تھی۔ میں نے کان لگا کر سنا کہ کوئی کہتا ہے:

إِلَهِي كَمْ مِنْ مُوبِقَةٍ حَلَّتْ مِنْ مُقَابِلَتِهَا بِقَمْتِكَ وَ كَمْ مِنْ جَرِيْرَةٍ تَكَرَّرَتْ عَنْ كَشْفِهَا بَكَرَ  
مِكَّاهِي أَنْ طَالَ فِي عِصَيَانِكَ عُمَرِي وَ عَظُومَ فِي الصُّحْفِ دَنَبِي فَمَا أَنَا مُؤْمِلٌ غَيْرُ غُفرَانِكَ وَ لَا  
أَنْبَرَاجَ غَيْرَ رِضَوِانِكَ فَشَغَلَنِي الصُّوتُ

ابوالدرداء نے کہا اس مناجات کی آواز نے میرے دل کو مشغول کر دیا۔ میں صاحب آواز کے پیچھے گیا تو دیکھا کہ علی بن ابی طالب مناجات میں مشغول ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ پروردگار! کتنے بہت سے گناہ ہلاک کرنے والے ہیں اور اس کے مقابلے میں تو نے حلم سے کام لیا اور صاحب گناہ کو اس کے عذاب کی وجہ سے گرفتار نہیں کیا اور تو نے کتنی جناتیوں کو اپنے کرم سے چھپا دیا اور ان کو آشکار نہیں کیا۔ الی اگر تیری معصیت میں میری عمر دراز ہو چکی ہے اور میرے نامہ اعمال میں گناہ بہت زیادہ ہیں تیری بخشش کے بغیر کوئی آرزو نہیں رکھتا ہوں اور تیری خوشنودی کے بغیر کسی چیز کی امید نہیں رکھتا ہوں۔ ابو درداء کہتا ہے میں نے اپنے آپ کو چھپا دیا میں نے کوئی حرکت نہ کی تو میں نے دیکھا کہ علی اس رات کی تاریکی میں چند رکعت نماز بجالائے۔ اس کے بعد دعا، گریہ اور مناجات میں مشغول ہو گئے۔ آپ نے آہونالہ کے ساتھ یہ کلمات کہے: **إِنَّمَا أَفْكِرُ فِي عَفْوٍ فَتَهُونَ عَلَى حَطِّيَّتِي ثُمَّ إِذْكُرْ الْعَظِيمَ مِنْ أَفْدِكَ فَتَعْلَمُ عَلَى بَلِيَّتِي**

پروردگار! جب بھی تیرے غفو اور بخشش کے بارے میں فکر کرتا ہوں تو میرے گناہ میرے لئے آسان ہو جاتے ہیں لیکن جب میں دردناک عذاب کو یاد کرتا ہوں تو میری معصیت اور بلاشدید ہو جاتی ہے: ثمَّ قَالَ اللَّهُ أَنِّي أَنَا قَرِئْتُ فِي الصَّحْفِ سَيِّنَةً أَنَا نَسِيَّهَا وَأَنَّ مُحَصِّنَاهَا فَقُولُ خُدُوْهُ فَيَا لَهُ مِنْ مَا خُوذَلَ تَنْجِيْهَ عَنْ شَيْرَتِهِ وَلَا تَنْفَعُهُ قَبِيلَةً أَهُّ مِنْ نَارِ نِزَاعَةِ الْأَكْبَادِ وَالْكَلِّيَّ أَهُّ مِنْ نَارِ نِزَاعَةِ الْلَّشُوْيِّ أَهُّ مِنْ غَمَرَةِ مِنْ مِلْهَبَةِ لَظِيَّ هَـيِّ مَعْصِيَتِهِ۔“ اگر میں پڑھوں اپنے نامہ میں فرماؤش کر چکا ہوں اور جس کو تو نے ضبط کیا ہے تو اس وقت کہو گے کہ اس گھنگار کو پکڑ لواور غل وزنجیر میں باندھ دو۔ اس گرفتاری اور اسیری میں کہ جس میں مدد کے لئے اس کے عشرہ نہیں پہنچیں گے اور اس کا قبیلہ اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہو گا اس آگ سے تجوہ لوں اور جگروں کو بھوننے والی ہے۔ اس آگ سے جو بدن کی کھال کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والی ہے۔ ابو درداء نے کہا: اس کے بعد علی ابن ابی طالب نے بہت زیادہ گریہ کیا اور خاموش ہوئے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ رات کی کثرت بیداری نے آپ کو ست کر دیا ہو گا۔ بہتر ہے کہن کو نماز صحیح کے لئے بیدار کروں۔ جب میں ان کے سرہانے پہنچا تو میں نے ان کو حرکت دی۔ میں نے دیکھا کہ حرکت نہیں کرتے اور خشک لکڑی کی طرح زمین پر پڑھے تھے۔ میں نے **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ زَبَانٌ** پر جاری کیا۔

گویا علیٰ دنیا سے چلے گئے میں جلدی جلدی جناب فاطمہؑ کے دروازے پر پہنچا اور جناب فاطمہؑ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: اے ابو درداء! علیٰ دنیا سے نہیں گئے ہیں۔ یہ بے ہوشی کی حالت میں ہیں کہ جوان کو عارض ہوئی ہے

خدا کے خوف سے۔ اس کے بعد پانی لایا گیا اور حضرت کے چہرہ مبارک پر چھڑ کایا گیا۔ اس سے آپ ہوش میں آگئے۔ ابو درداء کہتا ہے: آنحضرت نے مجھے رو تے دیکھا تو فرمایا: ابو درداء! کیوں گریہ کرتے ہو؟ میں نے کہا: آپ کی حالت کو دیکھ کر رورہا ہوں۔ فرمایا: اگر تو مجھے دیکھے کہ مجھ کو حساب کے لئے لے جاتے ہیں اور وہ وقت ہے کہ اہل معاصی کو عذاب کا یقین حاصل ہے اور ملائکہ غلط و شداد مجھے گھیرے ہوں اور مجھے عدل الٰہی کے محض میں پیش کریں اور اس وقت میرے دوست بھی مجھے چھوڑ چکے ہوں گے۔ اس وقت مجھ کو مجھ پر زیادہ رحم آئے گا۔ ابو دردائے کہا: خدا کی قسم یہ حالت پیغمبر کے اصحاب میں سے کسی سے نہیں دیکھی۔ طاوس کا واقعہ اور اسکی ملاقات سید الساجدین سے طواف میں کثرت مناجات اور گریہ سے غش کرنا مشہور ہے۔



## مجلس نمبر 7

### (خاص روزے کے باقی شرائط)

زبان کی حفاظت کرنا تمام ان چیزوں سے کہ جن کا کہنا حرام ہے۔ جیسے بے ہودہ بتیں کرنا جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، پھلخواری کرنا، گالی دینا، بھگڑا کرنا، اور زبان کی آفات تمام آفات سے زیادہ ہیں۔ روزہ دار شخص کو چاہئے کہ ان بزرگ آفات سے اپنے آپ کو بچائے جن سے ایک غیبت ہے کہ جو زنا سے زیادہ سخت ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کو لقب یا کنیت یا اسم یا ایک صفت کے ساتھ ذکر کریں کہ اگر وہ میں تو اس کو پسند نہ آئے۔ یہی ارشادہ پہنچ کی ایک روایت کافی ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا: تم مومن کی غیر موجودگی میں غیبت اور برائی کرنے سے احتساب کرو۔ چونکہ غیبت اور برائی بیان کرنے کا گناہ زنا کے گناہ سے بدتر ہے۔ چونکہ مرد زنا کرتا ہے پشیمان ہونے کے بعد تو بہ کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ لیکن غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک نہیں بخشنا جائے گا جب تک وہ شخص راضی نہ ہو جائے جس کی غیبت کی گئی۔ نیز اس کتاب میں منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: کل قیامت کے دن ایک شخص کو لا میں گے اور اس کے نامہ اعمال کو اس کو دیں گے اس مرد نے دنیا میں جو نیکیاں کی تھیں ان کو نہیں دیکھے گا۔ عرض کرے گا پر در دگارا! یہ میرا نامہ عمل نہیں ہے۔ اسے کہا جائے گا کہ یہ تمہارا نامہ اعمال ہی ہے تمہارے پر در دگار نے فراموش نہیں کیا ہے لیکن چونکہ تم نے لوگوں کی غیبت کی ہے اس لئے تمہارا عمل ان کو دیا گیا ہے۔ پھر دوسرے کو لا میں گے۔ اس کے نامہ اعمال کو اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: خدا یہ میرا نامہ عمل نہیں ہے چونکہ میں نے یہ عبادتیں نہیں کی میں اس کو کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے تمہاری غیبت کی اس لئے اس کی نیکیاں تجوہ کو دے دی گئی ہیں۔

خلاصہ غیبت کرنا کتاب، سنت، اجماع اور عقل کی رو سے گناہان کبیرہ میں سے ہے اور روزہ دار اگر غیبت کرتا ہے تو اس کا عمل یقیناً قبول نہیں ہوگا۔ اس کے عمل کو پلٹا دیا جاتا ہے اور اس صاحب کے سر پر مار دیا جاتا ہے۔

دوسری آفت جھوٹ ہے کہ اگر جھوٹ خدا اور رسول پر ہو تو یقیناً اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اگر خدا اور رسول و آئمہ کے علاوہ کسی اور کسی طرف جھوٹ کی نسبت دے تو یہ روزہ قبولیت روزہ کو فاسد کرتا ہے اور جھوٹ کتاب سنت، اجماع اور عقل کی رو سے حرام ہے اور گناہان کبیرہ میں سے ہے۔ بہت سی آیات قرآن مجید میں ہیں کہ جو جھوٹ کی نذمت کے بارے میں ہیں وہ چودہ آیات ہیں میں نے کتاب (کشف حقیقت) کے آخر میں جھوٹ کے مفاسد کو نقل کرتے ہوئے بیان کر دی ہیں اور ان میں سے ایک آیہ جو جھوٹ بولنے والے کے ایمان کی لفی کرتی ہے: **إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكِذَابُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ**

یعنی جھوٹ صرف وہی باندھتے ہیں کہ جو خدا کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے۔ معراج السعادۃ میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: جب بھی مومن کسی شرعی عذر کے بغیر جھوٹ بولے تو ستر ہزار فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اس کے دل سے بد نکلتی ہے۔ جو عرش تک پہنچتی ہے۔ خداوند تعالیٰ اس جھوٹ کے سب ستر زنا کا گناہ اس کیلئے لکھ دیتا ہے اور سب سے آسان زنا یہ ہے کہ جو وہ اپنی ماں کے ساتھ کرے۔

نیز حضرت رسول خدا سے پوچھا گیا کہ مومن بزدل ہو سکتا ہے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ مومن جھوٹ بول سکتا ہے۔ فرمایا: مومن جھوٹ نہیں بولتا ہے نیز فرمایا کہ جھوٹ آدمی کی روزی کو کم کرتا ہے۔

نیز فرمایا: وائے ہواں شخص پر کہ جھوٹی بات کرتا ہے تاکہ حاضرین نہیں۔ وائے اس پر وائے ہواں پر وائے ہواں پر تین مرتبہ فرمایا۔

نیز رسول خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا: آیا میں تمہیں بتا دوں کہ گناہان کبیرہ میں سے سب سے بڑے گناہ کون سے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا فرمائیے: فرمایا: وہ خدا کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا۔

نیز امیر المؤمنین نے فرمایا: کہ بندہ ایمان کا مزہ نہیں چکھ سکتا ہے کہ جب تک جھوٹ کو ترک نہ کرے۔ چاہے جھوٹ مذاق کے طور پر ہو یا جتنی طوز پر ہو۔ امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برائی کیلئے ایک قتل قرار دیا ہے اور

اس قتل کی چابی شراب ہے اور جھوٹ بولنا شراب سے بدتر ہے اور فرمایا کہ جھوٹ بولنا ایمان کی بنیاد کو خراب کرنے والا ہے۔

امام حسن عسکری سے مردی ہے کہ! "تمام برے اعمال ایک گھر میں ہیں اور اس گھر کی چابی جھوٹ بولنا ہے" البتہ داشمند حضرات استثناء کے مقامات کو جانتے ہیں مثال کے طور پر اگر جھوٹ نہ بولیں تو اس پر ایک فساد مرتب ہوتا ہے یا انہیں یا کسی اور مسلمان کو ضرر پہنچتا ہے یا عزت اور آبر و کا خطرہ ہو یا محترم مال کے ضائع ہونے کا ندیشہ ہے تو آپس میں اصلاح کرنا مقصود ہو یا اپنے عیال اور بچوں کو خاموش کرانے کیلئے جھوٹ بولنا جائز ہے یا جنگ کے میدان میں دشمن کے ساتھ لڑتے ہوئے۔ البتہ جہاں تک ممکن ہو تو ریے سے کام لے۔

زبان کی ایک اور آفت تہمت لگانا اور چغل خوری کرنا ہے۔ آیات اور روایات اس کی نذمت میں بہت زیادہ ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هَمَّازَ مَشَاءَ بِنَيْمَ مَنَاعَ لِلْخَيْرِ مُعْتَدِلُ أَثِيمٌ عُتْلٌ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيمٌ "نیز فرمایا: ویل لِکُلِّ هُمَزَةٍ لِمَزَهٍ" وائے ہواں پر کہ جو ہاتھ زبان اور آنکھوں کے ساتھ لوگوں کو اذیت پہنچائے، ان کے سامنے یا ان کے پیچے۔

اس آیہ کی شان نزول اگر چہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں ہے اور عام آیتے بالعوم ان لوگوں کے لئے ہے کہ جوان صفات سے متصف ہوں۔

اور رسول خدا ﷺ نے فرمایا: چغل خور بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور فرمایا لوگوں میں سے خدا کے نزدیک سب سے بڑا دشمن وہ ہے کہ جو چغل خور ہو۔ لوگوں کے درمیان جدائی ڈالتا ہے اور پاک لوگوں کے عیب کو تلاش کرتا ہو۔ ایسا شخص شریترین لوگوں میں سے ہے۔

معراج السعادہ میں ہے کہ حضرت موسیٰ کے زمانے میں بنی اسرائیل میں قحط سالی اور خشک سالی ہوئی۔ حضرت موسیٰ کی دفعہ بارش کی دعا کیلئے باہر گئے۔ اس سے کوئی اثر نہ ہوا حضرت کلیم اللہ نے عرض کیا یا الہی! اس دعا کے قبول نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

خطاب ہوا: ایک چغل خور تمہارے درمیان میں ہے اس کی بدینقی کی وجہ سے تمہاری دعا قبول نہیں ہوتی اب اس خبر کے مضمون سے یہ بات ضرور سمجھی جاسکتی ہے کہ چغل خوری کی صفت رکھنے والا کس قدر رحمت الہی سے دور ہے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک بائع نے غلام کے بارے میں خریدار سے کہا کہ اس غلام میں کوئی عیب نہیں ہے مگر یہ کہ چغل خور ہے۔ خریدار نے کہا: کوئی حرج نہیں ہے میں اس پر راضی ہوں۔ اور اس غلام کو خرید کر گھر لے آیا۔ چند روز گزرے تھے کہ غلام نے اپنے آقا کی عورت سے کہا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میرا آقا تھے سے محبت نہیں کرتا اور ایک دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ عورت نے کہا اب مجھے اس بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ غلام نے کہا: یہ کام آسان ہے اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے چند بال لے کر مجھے دے دیں۔ میں ان پر منتظر ہوں گا تاکہ وہ تمہارا تابع ہو جائے۔

عورت نے کہا: میں کس طرح اس کی ٹھوڑی کے نیچے سے بال لوں۔ غلام نے کہا: بہت آسان ہے۔ جب وہ سو جائے پہنچی کے ساتھ اس کام کو انجام دے دینا۔ عورت اس کام پر آمادہ ہو گئی۔

غلام اس کے بعد اپنے آقا کے پاس چلا گیا اور کہا: تمہاری بیوی کے کسی دوسرے مرد کے ساتھ تعلقات ہیں، اس کے ساتھ دوستی ہے اور تمہکو قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر میری بات کی تصدیق کرنا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو نیند کی حالت میں رکھو اور پھر دیکھو وہ مرد اپنے گھر چلا گیا تو عورت کو دیکھا کہ بستر کے ساتھ اپنے شوہر کے سرہانے آگئی ہے اس کو اپنے غلام کی بات پر یقین آگیا۔ لہذا اپنی جگہ سے اٹھا اور عورت کو قتل کر دیا اسی وقت غلام عورت کے رشتہداروں کے پاس گیا اور ان کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ عورت کے رشتہدار آگئے اور اس عورت کے شوہر کو قتل کر دیا اور عورت اور مرد کے قبیلے کے درمیان تواریں چلیں اور بہت سے لوگ مارے گئے۔

**میان دوکس جنگ چون آتش است  
سخن چین بد بخت هیزم کش است  
کنندایں و آن خوش دیگر بارہ دل  
وی اندر میان کور بخت و خجل  
میان دوکس آتش فروختن  
نہ عقل است خود رادر آن سوختن**

نیز کتاب مذکور میں محمد بن فضل نے موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں میرے دینی بھائیوں میں سے ایک ایک چیز مجھ کو پہنچی ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ میں نے

خود اس سے پوچھاواہ انکار کرتا ہے حالانکہ بعض اہل و ثقہ نے مجھے خبر دی ہے۔

حضرت مسیح یسوع نے فرمایا: اے محمد! اگر خود سن نہ لو یاد کیکہ لو تو اپنے کان اور آنکھوں کو جھلا دو۔ اگر چچاں آدمی تمہارے پاس گواہی دے دیں۔ یہاں پر اپنے بھائی کے قول کی تقدیق کرو اور ان کو جھلا دو۔

لیکن تہمت کا مسئلہ غیبت اور جھوٹ سے بدتر ہے اور یہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے کتاب ابواب الجہان میں فرماتے ہیں کہ افتری اور تہمت جھوٹ کی قسموں میں سے بدترین قسم ہے۔ اس کی نہ مت کیلئے اتنا کافی ہے کہ امام صادق نے فرمایا: مَنْ بَهْتَ مُؤْمِنًا أَوْ مُؤْمِنَةً بِمَا لَيْسَ فِيهِ بَعْثَةُ اللَّهِ فِي طِينَةِ خَبَالٍ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ "یعنی جو کسی شخص پر تہمت باندھے یا اہل ایمان میں سے کسی عورت پر کہ جب کہ اس میں کوئی چیز موجود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو طینت خبال (خواتین کی فرج کا میل اور خون) سے مبعوث کرے گا۔ یہاں تک کہ اس عبده سے کہ جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے نکل آئے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ یہاں تک کہ گناہ سے پاک ہو جائے اور طینت خبال کے بارے میں حضرت سے پوچھا گیا تو آپ نے اس کے بارے میں فرمایا وہ میل اور خون جو زانیہ عورتوں کے فرج سے نکلتا ہے۔

ای طرح آنجلیب سے منقول ہے کہ: إِذَا اتَّهَمَ الْمُؤْمِنُ اخَاهُ اِنِّيَاتَ الْإِيمَانِ مِنْ قَلْبِهِ كَ نِمَاثَ فِي الْجَمَاءِ "جب تہمت لگائے اور اپنے برادر یعنی بھائی کے ساتھ بدگمانی کرے تو اس کا ایمان دل سے اس طرح پکھل جاتا ہے جس طرح نمک پانی میں پکھل جاتا ہے۔

سب سے بڑی تہمت خدا، رسول اور آنکہ طاہرین پر تہمت لگاتا ہے۔ زبان کی ایک اور آفت کسی کے ساتھ مذاق کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ جرأت میں فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنَ النِّسَاءِ عَسَى أَنْ يَكُنْ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابِزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْإِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ"

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے تم میں سے ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑوئے۔ ہو سکتا ہے کہ جن کے ساتھ مذاق کیا گیا ہے وہ مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہو، خدا کے نزدیک درجہ اور مرتبہ کے اعتبار سے۔ عورتوں دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں ہو سکتا ہے کہ جن عورتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے وہ بہتر ہوں، ان عورتوں سے کہ جو مذاق اڑاتی ہیں۔

اور تم اپنے اصل ملت پر عیب نہ لگاؤ۔ یہ تمہارے نفوول کی طرح ہیں ان کو برے الفاظ سے نہ پکارو، یعنی مسلمانوں کو نہ کہو: اے یہودی یا اے نصرانی اور ان کو برے القاب سے نہ پکارو کہ یہ بدکاری ہے اور جو بھی اس کام سے تو بندہ کرے گا وہ ظالموں میں سے شمار ہوگا۔

خبر میں ہے کہ ثابت بن قیس بن شناس چونکہ اس کے کان ثقل تھے آہستہ سے وہ نہیں سنتا تھا، اصحاب رسول خدا اس کو پیغمبر کے نزدیک بخواہیتے تھے تا کہ آسمانی سے حضرت کے کلمات کو سنے۔ ایک دن وہ آنحضرت کے پاس آیا تو اس کی جگہ پر کوئی اور بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس شخص سے کہا کہ میری جگہ کو چھوڑ دو۔ اس شخص نے کہا: جہاں کہیں ہو وہیں پر بیٹھ جاؤ۔ ثابت کو غصہ آگیا وہیں پر بیٹھا ہوا اس کے بعد کہ جو شخص اس کی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ ثابت نے کہا کہ فلاں بن فلاں یہ بات بطور کنا یہ اور طعن تھی، چونکہ اس کی ماں جاملیت کے زمانے میں زنا اور فجور میں شہرت رکھتی تھی۔ وہ شخص اس بات کو سن کر شرم مند ہوا اور سر کو نیچے جھکا لیا۔ خدا نے اس گفتگو کو پسند نہ کیا اور اس وقت آئیہ مذکورہ نازل فرمایا: بعض نے کہا ہے کہ بنی تمیم کی ایک جماعت صاحبہ میں سے جو فقیر تھے۔ کے ساتھ مذاق کرتے تھے۔ جیسے سلمان عمار، جناب بلاں، ابوذر وغیرہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک دن جناب ام سلمہ نے چادر اور گھنی ہوئی تھی ان کی چادر کا گوشہ پیچھے سے لٹکا ہوا تھا۔ عائشہ نے خصہ سے کہا گویا کہ کی زبان کی طرح ہے جو منہ سے باہر نکلا ہے۔ یہ مذاق ایک انہوں نے ام سلمہ کے ساتھ کیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز روایت میں ہے کہ عائشہ نے صفیہ سے کہا: اے یہودیہ کی بیٹی! صفیہ نے رسول خدا کے پاس شکایت کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا تم نے کیوں نہیں کہا کہ میرے جد ہارون بن عمران اور چماموی اکیم اللہ ہیں اور میرے شوہر محمد رسول اللہ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس نے روزہ رکھا ہے اگر وہ کسی مومن یا مومنہ کا مذاق اڑائے تو اس کے روزے قبول نہیں ہوتے۔ چاہے وہ مذاق اڑانے والا لوگوں کی گفتار یا ان کے کروار یا ان کے اوصاف یا ان کی خلقت پر قول سے یا فعل سے یا اشارہ کنایا یہ سبب بن جائے، اگرچہ اس نے کوئی قصد نہ کیا ہو یعنی صرف حاضرین کو ہنسانے کیلئے۔ یہ مل بہت برائے کہ کوئی کسی مومن کی کوئی توہین کرے اور لوگوں کو خوش کرنے کیلئے ایسا عمل بجالائے۔

معراج السعادہ میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ قیامت کے دن مذاق اڑانے والوں کو لا یا جائے گا ان کے

لئے بہشت کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جلدی سے بہشت میں چلے جاؤ۔ جب یہ نزدیک ہو جائیں گے تو بہشت کے دروازے ان پر بند کر دیئے جائیں گے۔ بار بار ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے گا۔

مامون کی مجلس میں حمید بن مهران کامداق حضرت امام رضاؑ کے ساتھ اور شیر کا کھاجانا ہی طرح شعبدہ ہندی کا مداق امام علی نقی کے ساتھ متوكل کے مجلس میں اور شیر کا لقہ ہونا مشہور واقعات ہیں اور عاشور کے دن حصین بن نمير یا کسی اور نے حضرت ابی عبد اللہ سے کہا تجھ کو پیغمبر ﷺ سے کیا نسبت اور کیا رشته داری ہے؟ آنحضرت نے یہ آیہ اِنَّ اللَّهَ أَصَطَّفَى أَدَمَ وَنُوحًاؐ کو آخر تک پڑھا۔

بَلَّا بَلَّا بَلَّا بَلَّا

## مجلس نمبر 8

### خصوصی روزے کے باقی شرائط

زبان کی ایک اور آفت گالی دینا روزہ دار شخص کو چاہئے کہ اپنے آپ کو ان چیزوں سے بچائے۔

محمد بن یعقوب کلینی<sup>ؓ</sup> نے کتاب کافی میں ایک باب قرار دیا ہے: گالی دینے والا فاسق ہے اور حلاکت کے نزدیک ہے اور مظلوم کا گناہ ظالم پر لا دا جائے گا۔ اگر کوئی کسی پر لعنت کرے تو خود کی طرف لوٹی ہے اور اس کا عمل خدا کے نزدیک قبول نہیں ہوگا۔ حالانکہ اپنے برادر دینی کے ساتھ برائی کی نیت رکھتا ہو۔ اور ابواب الجہان میں کئی روایات نقل کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے: ان نشانیوں میں سے ایک کہ جس سے جانا جاتا ہے کہ ماں باپ کی مباشرت میں اور اس سے جونطفہ بنائے اس میں شیطان شریک ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ زیادہ گالی دیتا ہوگا اور یہ کہ گالی دینے اور سننے سے پروانہ کرتا ہو۔

نیز منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت کو گالی دینے والے پر حرام قرار دیا ہے اور ایسے شخص پر کہ جو بے آبروئی کی پروانہ کرتا ہو اور نہ اس کی کوہ گالی دیتا ہے اور (جوابا) اسے گالی دی جاتی ہے۔ اگر اس کی حالت کی تحقیق کریں تو دو حال سے خالی نہیں ہے یا ولد اڑنا ہے یا نطفہ میں شیطان کی شرکت ہے۔

نیز منقول ہے جو بھی اپنے مؤمن بھائی کو گالی دے تو اس کی روزی سے برکت چلی جاتی ہے اور شفقت کا ہاتھ اس کے کام سے اٹھایا جاتا ہے اور اسی کے حوالہ کیا جاتا ہے اور معیشت کا معاملہ اس پر فاسد اور بتاہ ہو جاتا ہے۔

نیز رسول خدا ﷺ سے منقول ہے: خدا کے بندوں میں سے سب سے زیادہ بدتر وہ ہے کہ جس کا ساتھی اس کی گالی اور بدزبانی کی وجہ سے اس سے بیزار ہو۔ کافی میں سند کے ساتھ سامع سے نقل کیا گیا ہے کہ میں امام صادقؑ کی

خدمت میں حاضر ہوا آنحضرت نے ابتداء میں مجھ سے فرمایا: اے سامع! تمہارے اور ساز بان کے درمیان کیا واقع تھا یعنی کیا جھگڑا تھا۔

اے سامع! اور واس بات سے کہ گالی دینے والے اور لعن کرنے والے بن جاؤ۔ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم یہ واقع ہوا ہے انہوں نے ہمارے اوپر ظلم کیا ہے۔ آنحضرت نے فرمایا: اگرچہ اس نے تمہارے اوپر ظلم کیا ہے لیکن تو گالی دے کر اس کے ظلم میں اضافہ کا باعث بن۔

پس جان لو کہ اس قسم کے کام میرے افعال اور عادات میں سے نہیں ہیں اور میں اپنے شیعوں میں سے کسی کیلئے اس کو جائز قرار نہیں دیتا ہوں کہ وہ اس کا ارتکاب کرے۔ اے سامع! خدا کے نزدیک استغفار کرو اور ایسے عمل کے مرتكب نہ ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا! میں نے اس کام سے توبہ کی یا بن الرسول اللہ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ گالی کے تیش سے لوگوں کی طاقت کے غل کو نیچے سے نکال لیتے ہیں۔ کہ کسی کی ماں کو حرامزادی سے خطاب کریں یا اور پھر کسی کی ناموں کے آئینہ پر ماریں تو یہ زمانہ والوں کے نزدیک غلط ہے۔ کیا تم نے کافی کی روایت کو نہیں سنائے۔

اس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صادقؑ کا ایک دوست تھا حضرت جہاں جاتے وہ عام طور پر حضرت کے ساتھ ہوتا تھا۔ ایک دن وہ اور حضرت جعفر صادقؑ جو تے بنانے والوں کے بازار میں سے گذر رہے تھے اور اس شخص کا غلام سندی اس شخص کے ساتھ تھا۔ اچانک اس شخص نے پیچھے دیکھا تو غلام کوئہ پایا تین مرتبہ اس کو آواز دی۔ چوتھی مرتبہ کہا: یا بن الفاعلہ این کنت، زانی کے میٹے تو کہاں تھا۔

راوی نے کہا حضرت نے جب یہ ساتھ اٹھا کر اپنی پیشانی پر مارا۔ اس کے بعد اس سے فرمایا: سبحان اللہ ماں کو گالی دیتے ہو اور تمہت لگاتے ہو، میں تو سمجھتا تھا کہ تم میں تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ اب معلوم ہوا کہ نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں اس کی ماں سندیہ مشرک ہے یعنی وہ اہل کفر سے ہے۔ قانون شریعت اور دین حق کے مطابق ان میں نکاح نہیں ہوا کرتا۔ پس اگر اس کو زانی کہہ دیا ہے یا کہوں تو کیا حرج ہے؟

حضرت نے فرمایا: کیا تم نہیں جانے ہو کہ ہر نجہب اور امت میں ایک نکاح ہوا کرتا ہے۔ ان کی عورتیں زنا اور ان کی اولاد حرام زدگی سے پاک اور منزہ ہیں۔ مجھ سے دور ہو جاؤ۔

راوی کہتا ہے دوبارہ اس مرد کو نہیں دیکھا کہ حضرت کے ساتھ گیا ہو۔ اس روایت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے

کہ حضرت نے کالی دینے کی وجہ سے اس شخص کو اپنے ساتھ نہیں رکھا اور اپنے سے دور کر دیا۔ آفت زبان جدال اور جھگڑا ہے اور وہ یہ ہے کہ غیر کی باتوں پر اعتراض کرنا اور نقش کا اظہار کرنا۔ لفظ یا معنی میں خلل کا واقع ہونا اس کو پست کرنے کے قصد سے یا اس شخص کی اہانت کرنا و دین اور آخرت کے باعث زیر کی ممتاز ظہار نہ کرنا۔ اور خصوصت بھی جدال کی ایک قسم ہے اور وہ بات میں جدال کرنا ہے مال تک پہنچنے کیلئے یا کسی اور مقصود کیلئے اور یہ اخلاق مذمومہ اور صفات رزیلہ ہیں۔ چاہے مسائل علمیہ میں ہو یا کسی اور میں خواہ اعتراض حق ہو یا اعتراض باطل ہو مگر یہ کہ مسائل دینیہ سے متعلق غرض حق سمجھنا یا سمجھانا ہو تو اس صورت میں کوئی ضرر نہیں ہے۔ اس کو مراء اور جدال نہیں بلکہ ارشاد اور حدایت کا کہتے ہیں۔

ارشاد کی علامت یہ ہے کہ کوئی مضا نقہ نہ ہو کہ حق کا مطلب تمہارے غیر کی جانب سے ظاہر ہو جائے اور مجادلہ کی علامت یہ ہے اگر حق بات دوسرے کی زبان سے جاری ہو جائے تو اور تمہیں پسند نہ آئے خواہ جو کچھ تم کہتے ہو صحیح ہو اور اس کو جدال کے طریق پر دشمن پر تمام کرو اور اس کے کلام کے نقش اور خلل کو ظاہر کرو۔

امیر المؤمنینؑ کے کلمات میں سے ہے کہ فرمایا: ایک جماعت وہ ہے کہ جو مذاق اور مراء کیلئے علم حاصل کرتی ہے اس صفت کے حامل اذیت پہنچانے والے اور جھگڑا کرنے والے ہیں۔ مجالس اور محافل میں لوگوں کی باتوں پر اعتراض کرتے ہیں اور ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری غرض حق کے اظہار کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اپنے آپ کو حلم اور خشوع کے لباس میں ملبوس کئے ہوئے ہیں حالانکہ وہ ورع اور تقویٰ سے خالی ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کو ذلت اور خواری اور حلاکت میں بنتا کرے گا۔“

چنانچہ معراج السعادہ میں رسول خدا سے مردی ہے کہ بندہ کا حقیقت میں ایمان کامل نہیں ہو جاتا مگر اس وقت کہ جب مراء اور جدال کو ترک امام صادقؑ نے فرمایا: ”رو جدال سے کہ جو وعداوت کا باعث اور عیوب کے کشف کرنے کا موجب بنتا ہے۔ ہرگز صاحب جلم کے ساتھ اور نہ کسی سفیہ کے ساتھ مراء اور مجادلہ نہ کرو صاحب حلم تمہاروں میں ہو جائے گا اور سفیہ تم کو اذیت پہنچائے گا اور فرمایا: پچھو جھگڑے سے کہ یہ دل کو مشغول اور گرفتار کرتا ہے اور نفاق اور کینہ کا باعث بنتا ہے۔ صوم خصوص کی شرائط میں ایک شرط یہ ہے کہ: کف بقیۃ الجوارح عن الاثام مطلقاً“ اپنے اعضا اور جور کو گناہوں سے روکنا۔

پانچویں شرط ان شرائط میں سے یہ ہے کہ افطار کے وقت اپنے پیٹ کو حلال مال سے اتنا پُردہ کرو کہ اس سے اس

سے پیٹ گئیں ہو جائے۔ خبرِ نبوی مشریعۃِ قلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: لَا تُمْيِتُوا الْقُلُوبَ بِكَثْرَةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ الْقَلْبَ يَمْوَتُ كَالرَّزْعِ إِذَا أَكْثَرَ عَلَيْهِ الْمَاءَ " اپنے دلوں کو زیادہ کھانے اور پینے کی وجہ سے نہ مارڈا لو جیے زراعت کہ جب اس کو زیادہ پانی دیا جائے تو وہ چیز ضائع ہو جاتی ہے اسی طرح انسان کا دل بھی زیادہ کھانے کی وجہ سے مر جاتا ہے۔

گر خوری لقمه ابی زعادت پیش  
ہیضہ آرد کلیدگلخن پیش  
ہاضمہ چون بدونہ پردازد  
از گلوگلخن دیگر سازد  
باش کم خوارتاب ممانی دیسر  
کہ اجل گرسنه است و خوردش سیر

چنانچہ زیادہ کھانے اور پینے سے زندگی کا چراغ خاموش ہو جاتا ہے اور وہ چراغ نور ایمان ہے اور واضح ہے کہ سیر ہونے کی صورت میں عبودیت کے مراسم کو ادا کرنا گراں گزرتا ہے اور اپنے نفس کی دیکھ بھال سے غافل ہو جاتا ہے اور نفس کے ساتھ مجاہدہ نہیں کر سکتا۔ چونکہ زیادہ کھانے اور پینے سے خواب غفلت کی فوج اور شہوت کا لشکر دل کی کشور پر غالب آ جاتا ہے۔ نیز حدیث نبوی میں ہے کہ جو بھی کم کھاتا ہے تدرست رہتا ہے اور اس کا دل صاف رہتا ہے۔ اور جو بھی زیادہ کھاتا ہے پیٹ کے درد اور قساوت قلب میں بنتا ہو جاتا ہے (بِحَوْلِهِ ابْوَابِ الْجَنَانِ) جناب لقمان کی جو نصیحتیں اپنے بیٹے کیلئے تھیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرمایا: يَا بْنَى إِذَا مَتَّأْنَتِ الْمَعْدَةُ نَامَتِ الْفِكْرَةُ وَ خَرَسَتِ الْحِكْمَةُ وَ قَعَدَتِ الْأَعْضَاءُ عَنِ الْعِبَادَةِ۔ یعنی معدہ جب پر ہو جائے تو فکر کی آنکھ سو جاتی ہے اور حکمت کی زبان گنگ رہتی ہے اور اعضاء اور جوارح بندگی کے وظائف انجام دینے سے محروم یا معزورہ جارتے ہیں۔

بعض کتابوں میں لکھا گیا ہے کہ حضرت مجھی نے ابلیس لعین سے پوچھا کہ کس وقت تو بنی آدم پر مسلط ہو جاتا ہے؟ کہا: جب کہ یہ سیر ہوں۔ حضرت مجھی نے فرمایا: کسی کسی وقت تم مجھ پر مسلط ہوتے ہو۔ کہا: ہاں ایک رات چند لمحے عادت سے زیادہ تناول کے اس رات عبادت بجالانے سے سست ہو گئے۔ حضرت مجھی نے کہا میں اس کے بعد ہرگز سیر

ہو کرنے کھاؤں گا۔ نیز خبر میں ہے: ان الشیطان بجری علی ابن آدم مجری الدم فضیقروا مجاریہ بالجوع و العطش " ب شک شیطان بی آدم پر اس طرح جاری ہے۔ جس طرح خون بدن میں جاری ہے اس کے جاری ہونے کو روک جوک اور پیاس کے ساتھ۔

نیز خبر نبوی میں ہے کہ فرمایا: میں سے مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بلند خدا کے نزدیک وہ شخص ہے کہ جو زیادہ بھوکار ہا و اور تم میں سے سب سے زیادہ دشمن خدا کے نزدیک وہ ہے کہ جو بہت زیادہ کھائے اور بہت زیادہ سوئے۔ نیز عیسیٰ بن مریم سے مروی ہے کہ فرمایا: اے نبی اسرائیل! زیادہ کھانے سے پر ہیز کرو جو بھی زیادہ کھائے وہ زیادہ سوئے گا جو زیادہ سوئے نماز کم پڑھے گا اور جو بھی نماز کم پڑھے گا اس کا نام غافلین کے صحیفہ میں لکھا جائے گا۔

نیز رسول خدا ﷺ نے فرمایا: مومن کی ساری ہمت نمازوں روزہ اور بندگی میں صرف ہوتی ہے اور منافق کی بہت کھانے پینے میں جیسے جانوروں کی عادت ہوتی ہے۔ نیز آخر حضرت مسیح موعود ﷺ نے فرمایا: الْمُؤْمِنُ يَا كُلُّ فِي مَعَاهِدِهِ وَالْمُنَافِقُ يَا كُلُّ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ "یعنی مومن ایک انتہی سے کھانا کھاتا ہے اور منافق سات انتہیوں کے ساتھ اس سے کنایہ یہ ہے کہ مومن کم کھاتا ہے اور منافق زیادہ کھاتا ہے۔ اور خبر نبوی مسیح موعود ﷺ میں ہے کہ فرمایا: ان اکثر کم شب غافی الدنیا اکثر کم جو عاً فی الآخرة "تم میں سے جو دنیا میں زیادہ سیر ہو گا وہ آخرت میں سب سے زیادہ بھوکا ہو گا۔ نیز آخر حضرت مسیح موعود ﷺ سے مقول ہے: خدا کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے بڑا دشمن وہ ہو گا کہ جسے زیادہ کھانے کی وجہ سے بد ہنسی ہو گئی ہو۔ کوئی بندہ سالن کی خواہش کے باوجود اسے چھوڑ دے گا تو اس کیلئے بہشت میں درجہ ہے۔ اکابرین میں سے ایک شخص بازار سے گزر رہا تھا۔ کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھ کر اس کے دل میں مکمل طور پر ان کی طرف میلان پیدا ہوا تو اس نے اپنے آپ سے خطاب کیا: اے نفس جس چیز کی تو آرزو کرتا ہے اس کی جدائی پر صبر کر اور یہ کہ میں تجھے اپنی آرزو تک نہیں پہنچاوں گا یعنی جو کرامت اور منزالت میرے پاس ہے اسے ضائع نہیں کروں گا۔ میں ڈرتا ہوں کہ آخرت کی دامنی نعمتوں سے محروم نہ ہو ابواب الجہان میں نقل کیا گیا ہے کہ ایک روز امیر المؤمنینؑ کا گزر ایک قصاص کے پاس سے ہوا اس کے پاس گوشت تھا۔ قصاص نے آخر حضرت مسیح موعود کو گوشت کے خرید کی طرف رغبت دلائی تو حضرت نے فرمایا: اس وقت میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جسے دیکھ رہے خریدوں قصاص نے کہا آپ لین میں صبر کروں گا (یعنی ادھار لے جائیں)۔ حضرت نے فرمایا: میں گوشت نہ کھا کر صبر کا زیادہ مستحق ہوں۔ ایک خبر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں قرار دیا ہے عزت کو اطاعت میں اور ذلت کو

معصیت میں، حکمت کو خالی پیٹ میں، حیثیت کو نمازِ شب میں اور دولت کو قناعت میں ہے۔ اور امام صادقؑ سے منقول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو غضب الہی کا باعث بنتی ہیں ایسا سونا کہ جس میں بیداری نہ ہو تجھ کے بغیر ہنسنا بھوک کے بغیر کھانا۔ نیز خبر میں ہے کہ۔ **الْجَمْعُ سَحَابٌ يَمْطُرُ الْحُكْمَةَ** بھوک ایک بادل ہے کہ جس سے حکمت کی بارش ہوتی ہے۔

نیز شبِ مرحاج میں خطاب فرمایا کہ اے احمد! اصل دنیا کو دشمن قرار د۔ و عرض کیا اصل دنیا کون ہیں؟ آیا اصل دنیا وہ ہیں کہ جو زیادہ کھاتے ہیں اور بہت زیادہ ہنستے ہیں کہا گیا؟ جس کی بہت پیٹ کے پر کرنے میں ہے اس کی بیکی فائدہ ہے کہ وہ پیٹ سے باہر آئے بطور ایجاد یہ ہے کہ انسان شکم پروری کے سبب سے سعادت اور بلندی درجات کو حاصل کرنے میں پیچھے رہ جاتا ہے۔

معدہ کی گرانی انسان کی بہت کوڑ میں گیر کر دیتی ہے۔ اور وہ مراتب عالیہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ معدہ سے بخار ات نکلنے سے دل کا آئینہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ کبھی طبیعت کے قبض ہونے کی وجہ سے شکم کے درد میں بدلنا ہو جاتا ہے تو درد دین کو فراموش کرتا ہے اور کبھی سر دغدا کا اثر اس کے ہاتھ پاؤں طریق بندگی کے سلوک سے ست اور بے جان ہو جاتے ہیں۔ کبھی بہت زیادہ گرم شربت افطرار کی آگ آمودگی کے خرمن میں ڈال دیتا ہے۔ میں نہیں جانتا ہوں کہ بے چارہ آدم قیامت کے سفر کے اسباب کب تیار کرے گا۔ ابواب الجنان میں مرقوم ہے کہ ایک دن حضرت امام حسنؑ ایک دستر خوان پر معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ کھانا تناول فرمائے تھے اور اپنی عادت کے مطابق رغبت کا ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور اس نے حیوانیت کی صفت میں کوئی کمی نہیں اٹھا رکھی تھی۔ معاویہ نے کہا: یا ابا محمد! کیوں عورتوں کی طرح کھاتے ہو؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: ہمارا کھانا عورتوں کی طرح ہے اور ہماری ضرب مردوں کی طرح ہے۔ معاویہ رسول خدا کی بد دعا کی وجہ سے کبھی سیر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ بتاتھا کہ کھانے کے دستر خوان کو اٹھادوں میں کھا کھا کر تھک گیا ہوں اور سیر نہیں ہوا ہوں۔ خلافت کے لئے اس کی اشتہاء ایسی تھی کہ خون بھانے سے سیر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ رسول خدا کے پھول حضرت امام حسنؑ کو زہر جفا کے ساتھ شہید کیا۔ کہا اب خلافت میرے لئے صاف ہے (یعنی اب میرا مدد مقابل کوئی نہیں)۔



## مجلس نمبر 9

### خاص روزے کی چھٹی شرط

⊕ پہلی شرط یہ ہے اس کا دل افطار کے بعد خوف اور امید کے درمیان میں ہوا و مرغطرب ہو چونکہ وہ نہیں جانتا ہے کیا اس کا روزہ قبول ہو گا انہیں۔ اگر قبول ہوا تو وہ مقریبین میں شمار ہو گایا پھر اس کا روزہ روکر دیا جائے گا۔  
جاننا چاہئے کہ خوف تین قسم پر ہے ایک بندہ کا خوف عظمت اور جلال کبیریائی سے کہ ارباب قلوب اس قسم کے خوف کو خشیت کا نام دیتے ہیں۔ اور آئیہ شریفہ: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعَلَمَاءُ کو اس پر حمل کیا گیا ہے کہ خدا کا خوف اس کے بندوں کے ساتھ مخصوص ہے کہ جو عالم اور دناتا ہیں۔ سید الرسل ﷺ نے فرمایا: انا اخو فکم من الله۔ میرا ذرنا خدا سے سب سے زیادہ ہے انیاء اور اولیاء کا خوف اور غشی مقام الوہیت کی زیادہ معرفت کی وجہ سے ہے۔

⊕ دوسرا خوف ان گناہوں کی وجہ سے ہے کہ جوانہوں نے کیا ہے اور یہ وہ حالات ہے ترک کرنے کی وجہ سے یا نواہی بجالانے کی وجہ سے اب ڈرتا ہے کہ وہ جو گناہ بجالا چکا ہے اس کی وجہ سے اس کو عذاب نہ دے دیا جائے۔  
⊕ تیسرا خوف یہ ہے کہ کہیں اس سے کوئی معصیت صادر نہ ہو اور کہیں اس وجہ سے وہ پروردگار کی ملاقات سے محروم نہ ہو جائے۔ اس لئے اس کا دل ہمیشہ اضطراب میں رہتا ہے کہ کہیں نفس امارہ اس کو فریب نہ دے اور وہ ہمیشہ عرض کرتا رہتا ہے۔ إِلَهِي لَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةً عَيْنٍ أَبَدًا وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بارالہا! ایک آنکھ چھکنے کی مقدار مجھے اپنے نفس کے سپرد نہ کرو اور میں پناہ مانگتا ہوں شیطان الرجیم سے۔ خدا سے خوف مراتب رفعیہ میں سے ایک مرتبہ ہے اور خوف کی صفت فضائل نفسانیہ میں سے افضل صفت ہے اور اوصاف حسن میں سے سب سے اشرف ہے۔ اس کی تفصیل معراج السعادہ میں نقل کی گئی ہے۔ اور انسان کو خوف حاصل نہیں ہوتا

ہے مگر یقین حاصل ہونے کے بعد خوف یقین کی فرع ہے۔ جس طرح شیر، رپچھ بھیڑے سے انسان فرار کرتا ہے اس یقین کی وجہ سے کہ جو اس میں ہے کہ درندہ بہت بڑی طاقت ہے۔ اب جب انسان کو جہنم کا یقین حاصل ہو جائے تو وہ یقیناً گناہ سے فرار کرتا ہے، جیسا کہ درندوں کو دیکھ کر فرار کرتا ہے۔ چونکہ اس کو جہنم کا یقین ہے تو وہ ذرتا ہے اور اپنے کام کا تدارک کرتا ہے اور ہمیشہ روز حساب کے احوال اور قسم کے عذاب کا فکر کرتا ہے۔

لیکن رجاء رحمت خدا سے نا امید ہونے کی صد ہے۔ رحمت خدا کی امید رکھنا اور گناہ کبیرہ کی بخشش سے نا امید ہونا اور مايوں ہونا یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَا عَبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُو مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ۔ اے میرے بندے کہ جہنوں نے اپنے اوپر ظلم اور اسراف کیا ہے، رحمت خدا سے مايوں نہ ہو جائیں پھر فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَقْنَطْ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِلَّا الظَّالِمُونَ۔ کون ہے کہ جو رحمت خدا سے مايوں ہو جائے مگر وہ لوگ کہ جو گمراہ اور حل ضلالت ہیں۔ بلکہ بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت خدا سے نا امید ہونا کفر کا موجب ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ وَلَا يَئِاسْ مِنْ رُوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ۔ رحمت الہی سے مايوں نہیں ہو جاتے مگر وہی قوم کہ جو کافر ہے۔ یہاں ہم معراج السعادۃ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص بہت زیادہ گناہوں کی وجہ سے ذرتا تھا، اور بخشش خدا سے نا امید تھا۔ حضرت امیرؑ نے اس شخص سے فرمایا: کہ تیرا رحمت خدا سے مايوں ہونا بدتر ہے ان گناہوں سے کہ جو تو کر چکا ہے۔

ایک دن رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس چیز کو جان لو کہ جو میں جانتا ہوں تو کم نہ گوئے اور بہت زیادہ گریب کرو گے اور پھر بیانوں اور صحراء میں چلے جاؤ گے اور اپنے سینہ پیوٹے گے اور خدا سے پناہ حاصل کرو گے۔ پس جراحتیں نازل ہو اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو مجھ سے نا امید نہ کرو۔ اور مردی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو کہ لوگوں کو رحمت الہی سے مايوں کرتا تھا اور ذرتا تھا۔ ایسے شخص کو قیامت کے دن خالق فرمائے گا کہ آج میں تجھے اپنی رحمت سے مايوں کرتا ہوں جس طرح تو نے میرے بندوں کو مجھ سے نا امید کیا تھا۔ مايوسی کی نہمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آدمی کو خدا کی دوستی سے (کہ جو تمام فضائل کی سردار اور سب سے بالا تر عمل ہے) روکتی ہے۔ چونکہ جب تک کسی کو کسی سے امید نہ ہو اس سے دوستی نہیں رکھتا۔ یہ برآگمان ہے جو خدا سے رکھتا ہے اور صفات رزیلہ میں سے ہے اور خدا کے ساتھ حسن ملن رکھنا ہی رجاء اور امید ہے۔ رجاء سے مراد دل میں خوشی کرنا اور ایک محبوب کے انتظار میں رہنا اور اس سرور کو رجاء اور امید کہتے ہیں۔ آدمی نے بہشت کے اسباب کو محبوب کی طرح حاصل ہوتا ہے۔ جیسے زراعت

کرنیوالا کاغذ کے ڈھیر کیلئے (چونکہ گندم کے مقدمات کو مکمل طور پر فراہم کیا جاتا ہے) مرغوب زمین میں بیج بونا، احتیاج کے وقت پانی کا دینا۔ ایسا شخص امیدوار ہے اور اس کا امید کرنا صحیح ہے۔ لیکن جس نے بیج نہیں بویا ہے یا بیج بویا ہے مگر شور دار زمین میں، یا اس کو پانی نہیں دیا ہے جس کی وجہ سے وہ خشک ہو گیا تو ایسا شخص اگر کہہ دے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ گندم اکٹھی کرلوں گا تو یہ بے شعور مغرب اور حمق ہو گا۔

پس جان لو کر دنیا آخرت کی کھنچتی ہے اور آدمی کا دل زمین کی مانند ہے اور ایمان بیج کی طرح ہے اور اطاعت یہ ہے کہ زمین کو اس سے سیراب کرنا چاہئے اور دل کو گناہوں اور مذموم اخلاق سے پاک کرنا چاہئے اور مذموم اخلاق جیسے زمین کو خس و خاشاک سے پاک کیا جاتا ہے۔ پھر اور ڈھیلے اور گھاس سے کہ جوز راعت کو خراب کرتی ہے اور قیامت کا دن گندم کا منہ اور اٹھانے کا وقت ہے۔ پس جو احادیث اور اخبار میں امید کی تزغیب اور پروردگار کی طرف سے غفوکے بارے میں آیا ہے یہ مخصوص ہے ان لوگوں کیلئے کہ جنہوں نے اسباب کو جمع کیا ہے۔ پھر کوئی چیز باقی نہ رہے مگر وہ کہ جو اس کی قدرت سے باہر ہے اور خدا کا فضل اور کرم ہے کہ وہ اپنے لطف سے برے خاتمہ اور اس کو شیطان کے شر سے اور اس کے دل کو ہوا اور ہوس سے محفوظ رکھے گا۔ حالانکہ مکمل طور پر خدا پر امید ہے۔ اور خوف خدا بھی رکھتا ہے کہ کہیں اچھا انجام برے انجام میں تبدیل نہ ہو جائے۔ یہ ہے اس کا معنی کہ روزہ رکھنے والا افطار کرتے وقت خوف اور رجاء کے درمیان ہو، تاکہ عجب اور غرور سے محفوظ رہے۔

نابرده رنج کنج میسر نمی شود

مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد

شبان وادی ایمن گھری رس د ب مراد

کہ چند سال بجان خدمت شعب کند

اب ہم بعض آیات اور اخبار کو بیان کرتے ہیں کہ جو خدا سے امید اور رجاء کے بارے میں ہیں۔ جن کو صاحب

معراج السعادۃ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیات اور اخبار اس کے بارے میں بہت زیادہ ہیں اور ان کی چند قسمیں ہیں۔ ہر قسم یہیں خدا کی رحمت کا دریا ہے: اول وہ آیات اور اخبار کہ جو رحمت الہی سے نامید ہونے سے منع کرتی ہیں۔ گزر چکے ہیں۔ دوسرا وہ احادیث کہ جو رجاء کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک شخص جان کنی کی حالت میں تھا۔ حضرت امیر

علیہ السلام اس کے سرہانے پہنچ تو اس نے عرض کیا کہ میں اپنے آپ کو پاتا ہوں کہ گناہوں سے ڈروں اور میں اپنے پروردگار سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: ذرا اور امید بندہ کے دل میں جمع نہیں ہوتے۔ مگر یہ کہ خدا اس کو اس چیز تک پہنچائے کہ جس کی امید رکھتا ہے، اور جس سے ڈرتا ہے اس سے محفوظ ہو جائے۔

نیز مردی ہے کہ قیامت کے دن خداوند عالم اپنے بندہ سے کہتا ہے: کوئی چیز مانع ہوئی کہ تم نے منکر (برائی) کو دیکھا اور اس سے نہیں رکے؟ اگر وہ بندہ کہے کہ مجھے تمہارے اوپر امید تھی اور لوگوں سے ڈرتا تھا خدا فرماتا ہے۔ اس گناہ کو تم سے بخش دیا اور امام محمد باقرؑ سے مردی ہے کہ فرمایا: میں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی کتاب میں دیکھا کہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت رسولؐ نے میر کے اوپر فرمایا: اس خدا کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کسی مومن کو دنیا اور آخرت کی بیکی نہیں دی گئی ہے مگر خدا کے ساتھ حسن ظن اور خدا سے امید کی وجہ سے اور مومنین کی غیبت سے بچنے کی وجہ سے اور اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی مومن کو توبہ اور استغفار کے بعد عذاب نہیں کرتا ہے مگر جو خدا پر بدگانی کرتا ہو، اور خدا پر امیدواری میں کوتا ہی کرتا ہو، بد اخلاق ہو، مومنین کی غبہت کرتا ہو۔

قسم اس خدا کی کہ جس کے بغیر کوئی خدا نہیں ہے کوئی بندہ بھی خدا سے حسن ظن نہ رکھتا ہو گا مگر یہ کہ خدا اس کے ظن کے مطابق اس کے ساتھ رفتار کرتا ہے۔ چونکہ خدا اکرم ہے اور تمام نیکیاں اس کے ہاتھ میں ہے اور شرم رکھتا ہے کہ بندہ مومن خدا کے بارے اچھا گمان رکھتا ہو اور خدا اس کے گمان سے تخلف کرے اور اپنے فضل اور کرم سے اس کو نہ بخشنے۔

تیسرا وہ چیز یہ ہے کہ مومنین کے لئے امیدواری کا باعث ہیں اور ان کا تذکرہ آیات اور احادیث میں ہے کہ جو واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ ملائکہ اور انبیاء مومنین کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں اور خدا سے اس کی بخشش کی دعا مانگتے ہیں اور ان کی دعا خدا کے زدیک قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنِ فِي الْأَرْضِ "یعنی فرشتے اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے ہیں اور ان بندوں کے لئے کہ جو زمین میں ہیں بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔

رسول آدمؐ نے فرمایا: کہ میری زندگی اور موت تمہارے لئے نیک ہے، اب جہاں تک اس زندگی میں ممکن ہے شریعت کے احکام کو تمہارے لئے بیان کرتا ہوں۔ لیکن مرنے کے بعد وہ اعمال کہ جو تم سے صادر ہوتے ہیں۔ مجھے پیش کئے جاتے ہیں جو دیکھتا کہ نیک ہے اس پر خدا کی حمد کرتا ہوں اور جو دیکھتا کہ برائے اس کیلئے خدا سے بخشش کی دعا مانگتا ہوں۔

⊗ جو تھا وہ اخبار ہیں کہ جن کا مضمون یہ ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو ملائکہ اس کے لکھنے میں تاخیر کرتے ہیں کہ شاید یہ پشیمان اور نادم ہو جائے اور استغفار کرے۔ امام محمد باقرؑ سے مردی ہے کہ جب کسی بندے سے گناہ صادر ہوتا ہے تو ایک دن کی تاخیر اس کے گناہ کے لکھنے میں تاخیر کی جاتی ہے۔ اگر استغفار کرے تو نہیں لکھا جاتا ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جو بھی گناہ کرتا ہے اس کو سات گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے اگر تین مرتبے کے استغفار اللہ الذی لا إلہ إلّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيُّومُ تو فرشتے اس کے گناہ کو نہیں لکھتے۔

⊗ پانچواں (شفاعت) محمد و آل محمد روایات میں آیا ہے کہ شفاعت محمد و آل محمد موسین کی نجات کا وسیلہ اور گناہگاروں کیلئے امید کا باعث ہے۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو رسول خدا، حضرت فاطمہ زہراءؓ اور آئمہ ہدیٰ اپنے اپنے دامن کو کر میں باندھ دیں گے اور گناہگاروں کی شفاعت کریں گے اور درگاہ الہی سے ان کی تقصیرات کے عنوی درخواست کریں گے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق کہ جو اس نے پیغمبر کے ساتھ کیا ہے اور فرمایا ہے: **وَلَسَّوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرَضِيْ** ۔ ان کی شفاعت کو قبول کرے گا اور روایت میں ہے کہ رسول خدا راضی نہیں ہوں گے کامت سے ایک آدمی بھی جہنم میں داخل ہو جائے۔ مردی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: **إِذْ خَرَّتْ شَفَاعَتِيْ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ** ۔ یعنی میں نے اپنی شفاعت کو گناہ کبیرہ بجالانے والوں کیلئے ذخیرہ کیا ہے۔

⊗ چھٹا اخبار میں بشارت دی گئی ہے کہ شیعہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے۔ پیغمبرؐ اور اہل بیتؐ کی دوستی ان کو جہنم کے عذاب سے نجات دے گی۔ چاہے کتنے ہی گناہ کئے ہوں۔

### چہ غم دیوار امت را کہ دارد چون تو پشتیبان

### چہ باک از موج طوفان را کہ باشد نوح کشتیبان

⊗ ساتویں وہ آیات جو دلالت کرتی ہیں کہ خداوند عالم نے جہنم کی آگ کو کفار کیلئے خلق فرمایا ہے اور خدا کے دشمنوں کے علاوہ کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہو گا اور خدا اپنے دوستوں کو اس جہنم سے ڈرایتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: **إِذَا لِكَ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَةً** ۔ اور فرماتا ہے: **إِنَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ** ۔ جہنم کی آگ سے خدا اپنے بندوں کو ڈرایتا ہے کہ ڈر جہنم کی آگ سے کہ جو کفار کیلئے تیار کی گئی ہے۔ نیز فرماتا ہے: **لَا يَصْلُها إِلَّا لَشَقَى الَّذِي كَذَبَ وَتَوَلَّى** ۔ یعنی جہنم کی آگ نہیں جلائے گی مگر بہت زیادہ شقی لوگوں کو کہ جو پروردگاری تکذیب کرتے تھے اور اس سے اعراض کرتے تھے۔

④ آنکھوں وہ اخبار کہ جو خصوصی طور پر مغفرت خدا اور اس کی مہربانی کی وسعت کو ظاہر کرتی ہیں۔ وان ربک لذومَغِفَرَةٌ لِلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ۔ تحقیق تمہارا پروگار صاحب مغفرت اور بخشش والا ہے۔ ان لوگوں کو کہ جنہوں نے گناہ کیا ہے۔ اور مردی ہے کہ خداوند عالم نے پیغمبرگی طرف وہی بیچھی کہ میں قیامت کے دن تیری امت کو محاسبہ کیلئے تیرے حوالہ کروں گا۔ آنحضرت نے عرض کی خدا یا! تو ان کے لئے بہتر ہے اور ان کا محاسبہ بھی تیرے پاس ہو تو بہتر ہے۔ خطاب ہوا کہ اگر ایسا ہو تو میں تجھے ان کے حق میں مایوس نہیں کروں گا۔

مردی ہے کہ ایک دن رسول اکرم نے فرمایا: یا کریم العفو جبرایل نے عرض کیا کہ جانتے ہو کہ کریم العفو کا کیا معنی ہے؟ یعنی بندوں کی برائی کو میں اپنی رحمت سے غافو کرتا ہوں۔ پھر ان کو اس کے بعد اپنے کرم سے نیکیوں میں تبدیل کرتا ہوں۔ معراج السعادۃ میں روایت کی گئی ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے اور استغفار کرتا ہے تو خدا ملائکہ سے کہتا ہے دیکھو میرے بندہ کو کہ اس سے گناہ سرزد ہوا ہے اور اس نے جان لیا کہ اس کا پروگار ہے کہ جو اس کے گناہوں کو بخشنا ہے اور تو بہ کے بعد گناہ کا موافق نہیں کرتا ہے۔ اب تم کو گواہ قرار دیتا ہوں کہ میں نے اس کو بخش دیا حدیث قدیم میں آیا ہے کہ میں نے مخلوق کو خلق نہیں کیا کہ اس سے فائدہ اٹھاؤں میں نے ان کو خلق کیا ہے تاکہ ان پر جودو کرم کروں۔

### من نکردم خلق تاسودی کم

### بلکہ بر بندگان جودی کم

مردی ہے کہ اگر بندے گناہ نہ کریں تو دوسری مخلوق کو خلق کرے گا کہ گناہ کرے اور ان کو بخش دے۔ رسول خدا آسے مردی ہے کہ فرمایا: اس خدا کا واسطہ کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے خدا اپنے بندوں پر مال باپ سے زیادہ مہربان ہے۔ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ حشر کے دن خداوند عالم اس قدر بخشش کرے گا کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہاں تک شیطان کو بھی طبع ہو گا آیات اور اخبار اس بارے بہت زیادہ ہیں۔ یہاں ہم ان کے بیان اور ان سب کی شرح سے ہم عاجز ہیں۔

⑤ نویں۔ جو اخبار وارد ہیں کہ ہر بلا اور تاخوشی کہ جو دنیا میں مومن کو پہنچتی ہے کے بد لے میں بخش رکھی گئی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے پاؤں کو پتھر لگ جائے تو اس کے گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جو کچھ ہم نے کہا رجاء اور امدید رحمت اور مغفرت کی یہ اطاعت اور عبادت کے بعد ہو اس کے بغیر دھوکہ اور حماقت ہے۔ اخبار اور آیات کہ جو اس معنی پر دال ہیں۔ ہم ان کو شمار نہیں کر سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: انَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَا جَرَوا وَجَاهَدُوا فِي

سَبِّيلَ اللَّهِ اولِئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ "یعنی جو ایمان لے آئے اور رسول کی متابعت کرتے ہوئے اپنے دُنیا کو ترک کیا اور راہِ خدا میں کفار کے ساتھ اور نفس امارہ کے ساتھ جہاد کیا۔ نیہ وہ لوگ ہیں کہ جو رحمتِ خدا کی امید رکھتے ہیں۔"

مردی ہے کہ وہ احمد ہے کہ جو خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرے اور خدا سے آرزو رکھتا ہو۔ ایک شخص نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا: ایک قوم ہے جو گناہ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ تمیں خدا پر امید ہے اور ہمیشہ سے اس طرح ہے بیہاں تک کہ موت آجائے حضرت نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو آرزو پر دن گزارتے ہیں اور جھوٹ کہتے ہیں یہ رجاء اور امید نہیں رکھتے ہیں۔ جو بھی کسی چیز کی امید رکھتا ہو اس کے طلب کے درپے ہوتا ہے اور جس کو کسی چیز سے امید نہیں ہوتی ہے وہ اس سے بھاگتا ہے۔ آنحضرتؐ سے مردی ہے کہ مومنِ مومن نہیں جب تک اس میں خوف اور امید نہ ہو اور خوف اور امید اس کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔ مگر جس وقت عمل کرے اس چیز کیلئے کہ جس سے ڈرتا ہے اور جس سے امید رکھتا ہے۔ رجاء اور خوف آدمی کو اطاعت اور عبادت کی طرف مائل کرتے ہیں۔ بلکہ وہ ان کا عاشق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ عاشورے کے دن شہدائے کربلا اس سخت جنگ میں بھی نمازی کی فکر میں تھے۔



## مجلس نمبر 10

### عقلی اعتبار سے روزہ واجب ہونے کی علت

ماہ رمضان کا روزہ انسان کو کھانے پینے اور باقی مفطرات ترک کرنے کی وجہ سے ملائکہ کے مشاہد قرار دیتا ہے اور روزہ قوت شہوت اور لذت کو ختم کرتا ہے۔ اور قوت عقلانی کو تقویت دیتا ہے اس لئے انسان ملائکہ کی شبیہ قرار پائے گا۔ چونکہ روزہ ایک مخفی امر ہے۔ اس میں اخلاص بہت زیادہ ہے۔ یہ صفائے عقل اور صفائے فکر کا موجب بنتا ہے اللہ کے معارف کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اور وہ حالت انسان کے لئے سب سے اشرف حالت ہے۔ اس لئے عقل حکم لگاتی ہے کہ ایسے مقام کا حاصل کرنا واجب ہے کہ جس کے لئے بندوں کو خدا نے خلق فرمایا اور یہی علت خلق ہے۔ اور روزہ اس بلند مقام کے حاصل کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے نیز روایت میں وارد ہوا ہے: **الْجُوعُ وَسَحَابٌ تَمُطِّرُ الْحِكْمَةُ** کہ بھوک ایک بادل ہے کہ جس سے حکمت کی بارش ہوتی ہے۔

نیز وارد ہوا ہے: **الْحِكْمَةُ لَا تَدْخُلُ جَوْفًا مَلَأَ طَعَامًا** کہ حکمت اس پیٹ میں داخل نہیں ہوتی کہ جو طعام سے بھرا ہوا اور حدیث قدسی میں ہے کہ خطاب ہوا: یا احمد! بنہدہ میرے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جس وقت وہ بھوکا ہو۔ پس روزہ سبب بنتا ہے کہ علم اور حکمت کے چشمے اس کے دل میں جاری ہوں اور دین میں استقامت پیدا ہو اور استقامت کے ثرات میرا آئیں چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّ الَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ أَسْتَقَامُواْ تَنَزَّلَ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحْزَنُواْ وَلَا يَشْرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ** سورۃ الحجۃ نمبر 41 بے شک جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے یعنی اس کی واحدانية کا اعتراف کرتے ہیں اور جو کچھ رسول کے ذریعے آیا اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر ثابت قدم رہتے ہیں۔ نیز کسی صورت میں بھی اس سے مخفف نہیں ہوتے ہیں۔ مرتبے دم تک قبر سے نکلتے وقت اور حساب کے وقت کہتے ہیں: اے ہم!

اکبیں تمہیں خوف عارض نہ ہو جائے۔ کسی غم میں بیتلانہ ہو یہ ہولناک عقاب اور خطرناک مقام ہے جس گناہ سے عذاب کا خوف رکھتے ہو اس سے غلکین نہ ہو جاؤ، ثواب کے جانے سے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف کر دے گا اور تمام گناہوں سے در گزر کرے گا اور تمہیں بشارت ہو اس بہشت کی کہ جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں کہ دنیا میں تم کو ہر قسم کی آفات سے تمہیں محفوظ رکھتے تھے۔ یعنی اور اصلاح کی حدایت کرتے تھے۔ آخرت میں اور موت کے وقت شیطانی و سوسوں اور عقوبات کے شدائد سے، نیز جنت کے باغات میں پہنچانے میں ہم تمہاری حفاظت کرتے تھے اس بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے جو کچھ تم چاہتے ہو قسم کی لذات اور قسم کی کرامات کہ جو تمہارے ساتھ مخصوص ہیں کوئی شخص بھی اس میں تمہارے ساتھ جھگڑا نہیں کرے گا۔ اور جن لوگوں نے دین میں استقامت اور ظلم اور مصیبتوں کے مقابلے میں استقامت سے کام لیا ان کو یہ بلند مقامات ملیں گے۔

### عبداللہ بن حذاق کی تاریخ کی طرف اشارہ

ان میں سے ایک عبداللہ بن حذاق ہے۔ رجال ماقابلی میں کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن حذاق ابن قیس الفرشی اسکی اصحاب رسول خدا میں سے ہے۔ اس نے جوش کی طرف ہجرت کی اور روایت میں ہے کہ رومیوں نے ان کو اسیر کیا اور ایک دیگ کہ تیل سے پر تھی اس تیل کے نیچے آگ جلانی گئی تھی اسیروں میں سے ایک ایک کولا یا گیا اور ان کے سامنے نصرانیت کو پیش کیا گیا کہ یا تو نصرانیت قبول کرلو یا یہ کہ اس کو جوش مارتے ہوئے تیل کے درمیان بخادیں گے۔ مگر اس شخص نے نصرانیت قبول نہ کی۔ اس کو ایک دیگ میں رکھا گیا فوراً اس کی بڑی ایک دوسرے سے جدا ہو گئی اس کے بعد عبداللہ بن حذاق کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا اگر دین نصرانیت قبول نہ کرو گے تو تمہارا حال بھی یہی ہو گا جو تجھے سے پہلے شخص کا ہوا ہے۔ عبداللہ رو نے لگ۔ ان سے کہا گیا کہ تم موت سے جزع فزع کرتے ہو تو عبداللہ نے کہا: خدا کی قسم میری جزع موت کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ میرا کگر یہ اس لئے ہے کہ میں فقط ایک ایک جان کیوں رکھتا ہوں جو راہ خدا میں قربان کروں اس کیفیت کے ساتھ میں دوست رکھتا تھا کہ کاش بدن پر جتنے بال ہیں اتنی نہیں رکھتا اور ان کو راہ خدا کو بوسنے کرتا نصرانی اس کی اس بات پر متعجب ہوئے اور چاہا کہ ان کو آزاد کر دیں۔ ایک انصاری نے کہا آ جاؤ میرے سر کو بوسدے دو میں تھے آزاد کر دوں گا۔ عبداللہ نے کہا ایسا کام ہرگز نہیں کروں گا۔ کہا: آ جاؤ نصرانیت قبول کرلو میں اپنی بیٹی کی شادی تمہارے ساتھ کر دوں گا اور جو کچھ مال رکھتا ہوں اس کے دو حصے کروں گا اور آدھا تھے دے دوں گا۔ عبداللہ نے قبول نہ کیا نصرانی نے کہا: ایک بوسہ میرے سر کو دو میں اسی آدمی مسلمانوں کے قیدیوں سے آزاد کر دوں گا۔ عبداللہ

نے کہا ب میں اس کام کیلئے تیار ہوں۔ نصرانی کے سر کو بوسہ دیا اور مسلمانوں کے اسی قید یوں کو آزاد کرایا۔ جب مدینہ آئے تو عمر نے عبد اللہ کے سر کا بوسہ لیا اور رسول کے اصحاب جب بھی عبد اللہ کا مذاق اڑاتے تھے کہ ایک نصرانی کے سر کا بوسہ دیا ہے تو عبد اللہ نے جواب دیا کہ میرے اس ایک بوسہ نے اسی 80 مسلمانوں کو آزاد کروادیا۔

## محمد بن ابی حذیفہ کی تاریخ کی طرف اشارہ

ان میں سے ایک محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربعہ ہے کہ اس کے باپ کا نام ابو حذیفہ مہشم تھا۔ جنگ بدرب میں رسول خدا کی رکاب میں تھا لیکن رجال میں مجہول الحال قرار دیا گیا ہے اور اس کا بعد عقبہ بن ربعہ تھا جو جنگ بدرب میں چشم واصل ہوا اور محمد بن ابی واصل حذیفہ معاویہ بن ابی سفیان کے ماموں کا بیٹا تھا اور معاویہ محمد بن ابی حذیفہ کی پچھوپی کا لڑکا تھا اور رجال ماقنی میں اس کی حالات بتا گئے ہیں جب اس کا باپ قتل ہوا تو عثمان نے محمد کی کفالت کی۔ یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا تو اس کے بعد مصر چلا گیا۔ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابو حذیفہ شہید ہوا ہے۔ پس ان کا یہ کہنا کہ مجہول تھا درست نہیں ہے۔ خلا صریح اکثریت کے مطابق امیر المؤمنین سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: اس کے تعریف کرنے والے انکار کرتے ہیں اس سے کہ اس نے خدا کی معصیت کی ہو۔ محمد بن الحفیہ اور محمد بن ابی بکر و محمد بن حذیفہ و محمد بن جعفر اور کہتے ہیں محمد بن ابی حذیفہ جسہ میں پیدا ہوئے رسول خدا کے زمانے میں اور ایک مدت تک امیر المؤمنین کی طرف سے مصر کی ولایت رکھتے تھے جب عثمان نے کتاب خدا اور سنت کے خلاف کام کئے تو محمد نے مصر کے لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکایا جب امیر المؤمنین شہید ہوئے تو معاویہ نے محمد کے خلاف کامیابی حاصل کی اور اس کو قید خانہ میں بند کر دیا۔ شیخ کشی رجال میں فرماتے ہیں کہ محمد بن حذیفہ امیر المؤمنین کے اصحاب میں سے تھا اور حضرت کی طرف سے اس گمراہی کے راستے پر جا اس کے ماموں کا بیٹا تھا اس نے طمع کی کہ شاید یہ اس کے قریب کر دے اور اس کو فریب دے اس لئے اسی قید چونکہ یہ اس کے ماموں کا بیٹا تھا اس نے طمع کی کہ شاید یہ اس کے قریب کر دے اور اس کو فریب دے اس لئے اسی قید خانہ میں طوق و زنجیر میں مقید کر دیا ایک دن حاضرین سے کہا: نیکی یہ ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ دیوانہ کو حاضر کریں اور اس کو اس گمراہی کے راستے پر جانے کی وجہ سے ملامت کریں اور اس کو اس چیز سے روکیں اور حکم دیں کہ ہمارے ساتھ ہو جائے اور علی ابن ابی طالب پر سب کرے۔ پس کسی کو بھیجا تاکہ اس کو قید خانہ سے نکال کر مجلس میں حاضر کرے۔ اس کو حاضر کیا گیا۔ معاویہ نے کہا: محمد بن ابی حذیفہ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم بازا جاؤ اس مغلالت اور گمراہی کر لیں ابی طالب کے جھوٹ بولنے والا ہے اس کی مدد نہ کرو۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ عثمان مظلوم مارا گیا۔ عائزہ، طلحہ اور زیبر اس کا خون کے

طلب کرنے کے لئے باہر نکلے تو علیٰ نے خفیہ مذہب سے ان کو حلاک کروادیا اور آج ہم ان کے خون کا مطالبه کرتے ہیں۔ محمد بن ابی عییر نے جب یہ خرافات سنی فرمایا اسے معاویہ تو جانتا ہے کہ میں تمام لوگوں سے رحم اور رشتہ داری کے اعتبار سے تیرے زیادہ نزدیک ہوں اور میں سب سے زیاد تجھے جانتا ہوں۔ معاویہ نے کہا: ایسا ہی ہے۔ محمد نے کہا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کسی کو کہ قتل عثمان میں شریک ہو جیسا کہ تو عثمان کے خون میں شریک ہے۔ میں محرک اور موس اس کے قتل میں تیرے سوا کسی کو نہیں جانتا کہ جس وقت تجھے اور تیرے جیسوں کو شہروں کی حکومت ملی تو تو نے ظلم اور ستم کی انتہا کر دی۔ مہاجر اور انصار تیرے مزدول ہونے کے خواستگار ہوئے ان کی بات نہیں مانی گئی۔ انہوں نے ناچار اس کے قتل میں تمہارا ساتھ دیا۔ جیسا کہ تم نے سنا اور جان لیا خدا کی قسم عثمان کے قتل میں کوئی شریک نہیں تھا مگر طلحہ زبیر اور عائشہ نے اس بلاع کو عثمان پر وار دکیا اور لوگوں کو اس کے خلاف آمادہ کیا اسی طرح عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن مسعود عمار اور انصار عثمان کے قتل میں سب اکٹھے ہو گئے اور تم ان واقعات کو جانتے ہو اور میں نے پہلے دن سے تمہیں پہچانا ہے۔ تم جاہلیت اور اسلام میں ایک راستہ پر چلے اور اسلام کا اثر تم پر نہیں ہوا اس سے واضح کوئی دلیل نہیں؟ تم مجھے علیٰ کی محبت پر ملامت کرتے ہو۔ اسی علیٰ کی رکاب میں مہاجر اور انصار میں سے وہ لوگ تھے کہ جورات کو عبادت کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھتے تھے جبکہ تم منافقین کی اولاد ہو۔ تم نے ان کے دین کو دھوکہ دیتے ہیں جس طرح یہ لوگ تمہاری دینا میں دھوکہ دیا خدا کی قسم اے معاویہ! پوشیدہ نہیں تم پر اور ان پر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ جو کچھ وہ کرچکے اور کبھی اپنے نفس کی طرف رجوع کریں۔ وہ جانتے ہیں کہ کیا کیا۔ البتہ اللہ تعالیٰ تمہارے کردار پر غضبناک ہے اور میں جب تک زندہ ہوں علیٰ کا دوست دار ہوں گا۔ چونکہ ان کے ساتھ دوستی میں خدا اور رسول گی خوشنودی ہے۔ نیز جب تک زندہ ہوں تجھے خدا اور رسول گی رضا میں دشمن رکھوں گا جب بات یہاں تک پہنچی تو معاویہ نے کہا اسی گمراہی پر باقی رہو۔ پس حکم دیا کہ اس کو دوبارہ قید خانہ میں لے جاؤ۔ وہ اسی قید خانہ میں پڑا رہا یہاں تک اس کی وفات ہوئی۔ بعض نے لکھا ہے کہ قید خانہ سے فرار کیا بالآخر اس کو پکڑا گیا اور اس کو شہید کر دیا گیا رضوان اللہ علیہ۔

## ان بزرگان میں سے ایک محمد بن ابی عییر بھی ہے

اس کی کنیت ابو احمد اور بابا پ کا نام عیسیٰ تھا۔ اصحاب کا اتفاق ہے جس کو وہ صحیح قرار دے وہ صحیح ہے۔ اس کی سند کی وجہے اس کی روایت کو قبول کرتے ہیں اور یہ حضرت موسیٰ بن جعفر حضرت رضا اور حضرت جواد کے اصحاب میں سے تھے۔ ابن داؤد کے قول کے مطابق امام صادقؑ کے زمانے کو بھی درک کیا اور 217ء میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

قریباً 87 سال اس دنیا میں زندگی بسر کی اور اس کو حارون رشید کے سامنے ایک سو بیس تازیانے سندی بن شاہک نے مارے تاکہ اسکے سامنے شیعوں کا تعارف کرے۔ فضل بن شاذان کہتا ہے میں نے ابن ابی عیسیٰ سے سن کہ فرماتے تھے: جب مجھے سوتا زیانے مارے گئے اور ہلاک ہونے کے قریب تھا تو نزدیک تھا کہ میں ان کو شیعوں کا نام بتاؤں۔ اچانک محمد بن پوس بن عبد الرحمن کی آواز میرے کان میں پہنچی کہ بیانِ **اَمْحَمَدُ بْنُ اَبِي عُمَيْرٍ اذْكُرْ مَوْقِفَكَ بَينَ يَدِيْلَهُ اَپَا مَوْقِفَ خَدَا كَسَانِيْهِ ذَكِرْ كَرُوْدَ**۔ پس میں نے اپنادل قویٰ کیا اور ان شدائد پر صبر کیا اور ان کو نام نہ بتائے۔ ابن ابی عیسیٰ کو قید رکھا گیا۔ پھر ایک لاکھ ایکس ہزار درہم ان سے لیکر ان کو آزاد کیا گیا۔ 94 تصیفات ان سے نقل کی گئی ہیں لیکن جس زمانے میں وہ قید تھے ان کی بہن نے ذر کی وجہ سے ان کی کتابوں کو دفن کر دیا اور وہ سب ضائع ہو گئیں۔ اسکے بعد ابن ابی عیسیٰ زبانی لوگوں کو حدیث بیان کرتے تھے۔ وَكَانَ أَوْثِقُ النَّاسِ عِنْدَ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ۔ سنی اور شیعہ کے نزدیک لوگوں میں سے سب سے زیادہ قابلِ ثوثق تھے ورع تقویٰ اور عبارت میں لیکانہ زمان تھے ابو محمد فضل بن شاذان کہتا ہے میں عراق میں داخل ہوا تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے ساتھی پر عتاب کرتا تھا کہ تو صاحب عیال ہے۔ اور تو کمائی کا محتاج ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سجدہ میں طول دینے کی وجہ سے تمہاری آنکھیں ضائع ہو جائیں۔ اس شخص نے جواب میں کہا: مجھ پر عتاب بہت زیادہ کیا: تجھ پر افسوس ہو اگر طویل سجدہ کی وجہ سے آنکھیں ضائع ہو جائیں تو پھر محمد بن ابی عیسیٰ کی آنکھیں اب تک ضائع ہو چکی ہوتیں کہ نماز صبح کے بعد سجدہ کرتے تھے اور زوال تک سر نہیں اٹھاتے تھے۔ ماقمانی نے اپنی رجال میں ذرتخ محاربی کے حالات میں شیخ صدقہ اور شیخ مفید سے سن کے ساتھ حدیث بیان کی کہ محمد بن ابی عیسیٰ ایک کپڑا فروش شخص تھا کسی سے پیسے لینے کی وجہ سے فقیر ہوا گیا تھا۔ اس نے بارہ ہزار درہم ایک شخص سے لینے تھے اس شخص نے جب ابن ابی عیسیٰ کو بہت زیادہ محتاج دیکھا تو اس نے اپنا مکان بیجا اور اس کی قیمت لے کر ابن ابی عیسیٰ کے پاس آیا اس نے کہا کہ یہ مال تم کہاں سے لائے ہو؟ کیا تمہیں میراث میں ملا ہے یا کسی نے تجھ کو وہ بھی کیا تھا۔ کہا ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے بلکہ میں نے اپنا رہائش کا مکان بیجا ہے تاکہ تیرا قرض ادا کروں۔ ابن ابی عیسیٰ نے کہا: میں اب ایک درہم کا محتاج ہوں لیکن یہ ایک درہم اس مال سے قبول نہیں کروں گا۔ اس لئے کہ ذرتخ محاربی نے امام صادق سے مجھے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: لَا يَخْرُجُ الرَّجُلُ مِنْ مَسْقَطِ رَأْسِهِ بِاللَّدِيْنِ کوئی شخص اپنے مکان کو پیچ کر قرض ادا نہ کرے۔ اس قیمت کو لے لو میں قبول نہیں کروں گا۔ محمد بن ابی عیسیٰ کی نظریہ میثم بن تیجیٰ تمار عروہ بن حق مجرب بن عدری رشید ہجری بھی یہیں کہ انہوں نے دین میں استقامت سے کام لیا اور انہوں نے اپنی جان کو دین کے لئے قربان کیا۔

## مجلس نمبر 11

### روزہ کے شرعی طور پر واجب ہونے کی علت

**شیخ صدوقؑ** علی الشرائع اور عيون اخبار الرضا میں سند کے ساتھ فضل بن شاذان سے اور اس نے امام رضاؑ سے، حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: آج روزہ اس لئے ہے کہ جان لو بھوک اور پیاس کے درد کو تاکہ اس کی وجہ سے قیامت کے دن کی بھوک اور پیاس کو یاد کرلو۔ یہاں تک کہ خصوص اور خشوع کرو۔ اور روزہ داروں معرفت خدا اور بھوک اور پیاس پر صبر کرنے پر اجر دیا جائے گا۔ اور شہوات سے اپنے آپ کو روکنا یا ایک واعظت کی مانند ہے اور دنیا میں اور قیامت کی سعادت کی دلیل ہے دوسرا یہ کہ اس کی وجہ سے اس کے دل میں فقراء اور مساکین کا درد ہو گا اور فقراء کے حقوق کو اپنے اموال سے ادا کرے گا۔ ایک اور سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ روزہ واجب ہونے کی علت یہ ہے کہ امیر اور غنی یکساں ہو جائیں۔ چونکہ غنی جو کچھ چاہتا ہے اس کیلئے حاضر ہے اسی وجہ سے خدا نے چاہا کہ امیر بھی بھوک اور پیاس کے درد کو چکھتے تاکہ فقراء پر رحم کرے۔ حدیث نبویؐ میں ہے کہ یہودی کی ایک جماعت رسول خداؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے کہا: اے محمد! یہ بتاؤ کہ تمہاری امت میں تیس روزے کیوں واجب کئے گئے ہیں خالائقہ دوسری امتوں میں اس سے زیادہ واجب ہیں؟ رسول خداؑ نے فرمایا: چونکہ آدم نے شجرہ منہیہ سے تناول کیا تھا۔ اس کا اثر ان کے شکم میں تیس روز تک باقی رہا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کی اولاد پر واجب کر دیا کہ تیس روز تک بھوک اور پیاس کو برداشت کریں اور جو کچھ رات کو کھاتے ہیں یہ تو اللہ کا فضل ہے اور انہی تیس روزوں کو میری امت پر واجب کیا ہے۔ اس کے بعد آیہ: **كَتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ** کی تلاوت کی۔ یہودی نے کہا تم نے سچ کہا ہے اے محمد! یہ بتاؤ کہ اس روزہ کے رکھنے کی جزا کیا ہے؟ رسول خداؑ نے فرمایا: کوئی مومن بھی ماہ رمضان میں روزہ نہیں رکھے گا مگر یہ کہ اس کو سات حصتیں دی جائیں گی۔ اول حرام اس کے بدن سے پکھل کر پانی ہو جائے گا۔ دوسرا خدا کی رحمت کے نزدیک ہو گا۔ تیسرا آدم ابوالبشرؑ کی خطا کا کفارہ ہو گا۔ چوتھے موت کی جان کی اس کے لئے آسان ہو گی۔ پانچویں قیامت کی

بھوک اور پیاس سے محفوظ ہو گا یعنی قیامت کے دن جب لوگ محشر میں پیاس سے فریاد کریں گے اس وقت سیراب ہو گا۔ چھٹے اس کو جہنم کی آگ سے آزادی ہو گی۔ ساتویں اس کو بہشت کی نعمتیں ملیں گی۔ یہودی نے کہا یا رسول اللہؐ نے سچ کہا ہے۔ سابق عنادین میں ہم نے زیادہ کھانے کے مفاسد کو بیان کیا جب حلال مال کھائے اب اگر حرام مال سے شکم پری کی تو کیا حالت ہو گی۔ ابواب الجہان میں فاضل قزوینی حدیث نبوی میں فرماتے ہیں: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ ثَبَّتَ لِحَمْمَهُ مِنْ سَعْتِ النَّارِ أَوْلَى بِهِ۔ یعنی وہ شخص بہشت میں داخل نہیں ہو گا۔ کہ جس کا گوشت حرام سے اگا ہوا یہ شخص کے لئے جہنم کی آگ زیادہ سزاوار ہے۔ اسی میں معاذ بن جبل سے مردی ہے کہ حضرت رسولؐ سے سوال کیا اس آیہ کی تفسیر کے بارے میں: يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتِيَنَّ أَفْوَاجًا۔ تو آنحضرت نے فرمایا: ایک عجیب امر کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ حضرتؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا میری امت سے دس قسم کے لوگ قیامت میں محشور ہوں گے اور ان مؤمنین سے جدا ہوں گے یعنی الگ نظر آئیں گے۔ بعض بندر کی شکل میں ہوں گے اور بعض خزیر کی شکل میں بعض ناپیاؤں کی شکل میں بعض بہروں کی شکل میں اور بعض گوگنوں کی شکل میں اور بعض اپنی زبان کو چباتے ہوں گے اور زبانیں ان کے سینوں پر لٹکی ہوں گی اور میل اور کچیل ان کے منہ سے نکل رہا ہو گا۔ اصل محشر انہیں ناپسند کریں گے۔ بعض کے ہاتھ پاؤں کے ہوئے ہوں گے۔ اس وقت حضرت نے ہر ایک کو بیان کیا یعنی فرمایا: یہ کس سبب سے ایسے ہوئے ہیں۔ ایک جماعت خزیر کی شکل میں ہوں گے یہ وہ ہوں گے کہ جہنوں نے حرام کھایا۔ رسول اکرمؐ نے ایک اور روایت میں فرمایا کہ کل قیامت کے دن ایک جماعت کو لے آئیں گے ان کی نیکیاں زیادہ ہونے کی وجہ سے ہمام کے پہاڑوں کی طرح ہوں گی اور اللہ تعالیٰ ان کی نیکیوں کو ہباءً منثور کرے گا اور ان کو آگ لگادے گا۔ حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ جماعت کوئی ہو گی حضرت نے فرمایا یہ لوگ نماز پڑھنے والے ہوں گے، لیکن کوئی حرام مل جائے تو اس سے نہیں بچیں گے اور اس کو کھائیں گے۔ رسول اکرمؐ نے ایک اور روایت میں فرمایا:

إِنَّ الْعَبْدَ يَرْفَعُ يَدَهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَ مَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَ مَلْبَسُهُ حَرَامٌ فَكِيفَ يُسْتَجَابُ لَهُ وَ هَذِهِ حَالَهُ۔

جب بندہ اپنے ہاتھ دعا کیلئے اٹھاتا ہے اور اپنے مطلب کا سوال خدا سے کرتا ہے حالانکہ اس کی غذا اور لباس حرام ہوا اور رضا الہی کے موافق نہ ہو تو اس حالت میں کس طرح اس کی دعا قبول ہو گی؟!۔ رسول اکرمؐ نے ایک اور روایت میں فرمایا: جو بھی ایک لقمہ حرام کا کھائے چالیس روز تک اس کی دعا قبول نہیں ہو گی۔

عَذَّةُ الدَّاعِيِّ مَقْولٌ هُوَ كَمَا يَقُولُ عَنْهُ كَمَا يَقُولُ عَنْهُ

عَذَّةُ الدَّاعِيِّ مَقْولٌ هُوَ كَمَا يَقُولُ عَنْهُ كَمَا يَقُولُ عَنْهُ

کہ میری دعا قبول ہو۔ اُنحضرت نے فرمایا غذا کو پاکیزہ قرار دو اور اپنے شکم میں حرام داخل نہ کرو۔ داؤ نبی سے منقول ہے کہ اپنے موعلیہ میں فرمایا: يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَدْخُلُ أَفْوَاهَكُمْ إِلَّا طَيِّبٌ وَلَا يَخْرُجُ إِلَّا طَيِّبٌ۔ یعنی تمہارے منہ میں پاکیزہ اور حلال غذا جائے اور تمہارے منہ سے نہ لٹکے مگر اچھی بات۔ اسی موعلیہ میں ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا سے پوچھا کہ مومن کو کس صفت کے ساتھ پہچانا جائے۔ اُنحضرت نے فرمایا: مومن وہ ہے کہ جب صحیح کرتے تو اپنی روشنی کے بارے میں غور کرے کہ کہاں سے مکاتا ہے اور اپنی محیثت میں دیکھے کہ وہ مال حرام سے آلو دہ نہ ہو۔ امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ شکم کا حق تم پر یہ ہے کہ اس کو حرام لقمه کا ظرف قرار نہ دو ضرورت سے زیادہ کھانا نہ کھاؤ۔ حدیث قدیمی میں آیا ہے:

يَا أَحَمَدَ أَنَّ الْعِبَادَةَ عَشَرَةَ أَجْزَاءٍ تِسْعَةَ مِنْهَا طَلْبُ الْحَلَالِ فَإِذَا طَيِّبَتْ مُطْعَمَكَ وَمَشَرَبَكَ فَانْتَ فِي حِفْظِي وَكُنْتِي۔ یعنی اے محمد! عبادت کے لئے دس جزء ہیں ان میں سے نوجزوں حلال کے طلب کرنے میں ہے۔ چنانچہ جب تم اپنے طعام کو حرام سے پاک کر دو تو تم کو اپنی حمایت میں لیتا ہوں اور مکروعداوت شیطان اور جہنم کے عذاب سے تمہاری حفاظت کروں گا امام محمد باقرؑ سے مردی ہے کہ ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ نمازیں اور روزے کم رکھتا ہوں لیکن میری کوشش ہے کہ حرام نہ کھاؤ۔ حضرت نے فرمایا: خدا کی بندگی میں اس سے بہتر کوئی بات ہے کہ انسان اپنے شکم اور فرج کو حرام سے بچائے اور عذۃ الداعی میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ حرام لقمه کا ترک کرنا خدا کے نزدیک دو ہزار رکعت مستحب نماز سے بہتر ہے۔ معراج السعادہ میں رسول خدا سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ جو بھی چالیس روز حلال غذا تناول کرے خدا وہ متعال اس کے دل کو روشن کرتا ہے اور حکمت کے چشمیں کو اس کے دل میں جاری کر دیتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں حرام مال کا کھانا دنیا سے محبت اور لا پچی ہونے کا نتیجہ ہے اور وہ سخت ترین مہلکات میں سے ہے۔

نیز سعادت تک پہنچنے کیلئے سب سے بڑا مانع ہے۔ اور اکثر لوگ کہ جو فیوضات اور سعادات سے محروم ہوئے وہ حرام کھانے کی وجہ سے ہوئے، جس سے توفیق کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔ اور حرام مال کھانا سب سے بڑا جاگب ہے کہ بندوں کو ابرار کے درجہ پر پہنچنے سے مانع ہوتا ہے حرام کھانے والے کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور انسان کا نفس اس کی وجہ سے حلاکت اور مذلالت کے سب سے نیچے طبقے تک پہنچ جاتا ہے۔

انسوں کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں بارش کے پانی اور بیابان کی گھاس کے علاوہ حلال نہیں پایا جاتا۔

اس کے علاوہ جو بھی دیکھیں گے وہ حرام ہو گا جیسے ربا اور غصبی مال فاسد معاملات کی وجہ سے کہ جس نے سارے بازار کو گیر لیا ہے۔ کی حرفت اور صنعت کی وجہ سے بھی حرام ہے۔ جیسے داڑھی منڈانے کی اجرت، غناہ کی کمائی یا ناچنا، سینما بنتا، قسمت آزمائی (لامڑی) یا مجسم فروشی، جس قسم کی بھی ہو حرام ہے۔ قوار کے آلات یا معاملات میں دھوکہ دینے کی وجہ سے یا کم فروشی۔ آج کل لوگ گومنڈ کے پختین کو بیچتے ہیں جبکہ تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے۔ اس کے باوجود آزادانہ خرید و فروخت کرتے ہیں اور لوگ کھاتے ہیں انہیں جبکہ کوئی بھی ان کو روکنے کی جرأت نہیں کرتا۔ آہ افسوس جہاں شراب آزادی کے ساتھ خرید و فروخت ہوتی ہو باقی چیزوں کا کیا پوچھنا۔ کوئی درہم (پیسہ) نہیں ہے مگر یہ کہ پر در پے غاصبین کے ہاتھ اس تک پہنچ ہوئے ہیں۔ زیادہ تر پانی اور زمین غصبی ہیں۔

اکثر حیوانات لوث مار کے ہیں اس صورت میں کس طرح حلال غذا حاصل کی جاسکتی ہے۔ بہت سے تاجریے ہیں کہ جن کا معاملہ ظالموں اور دشمنوں کے ساتھ ہے ان کا مال ظالم حاکم اور بادشاہوں کے مال کے ساتھ مخلوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا: ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ: **ضَرَبَةُ السَّيْفِ عَلَى الْمُؤْمِنِ أَهُونُ مِنَ الدِّرْهَمِ مِنْ حِلَّهٖ۔** تواریکی ضرب مومن پر حلال درہم کے حاصل کرنے سے آسان ہو گی۔

ذکر کیا گیا ہے کہ مهدی عباسی نے شریک بن عبد اللہ کو طلب کیا اور کہا کہ بغداد کی قضاوت کو قبول کریں۔ انہوں نے کہا مجھے اس کام سے معاف رکھیں۔ کہا: میرے دو فرزند ہیں حادی اور ہارون ان کو علم اور ادب سکھاؤ کہا کہ اس سے بھی معاف رکھیں۔ کہا: پس آج ہمارے مہمان رہیں۔ کہا کوئی حرج نہیں۔ جب قسم قسم کے کھانے دستخوان پر حاضر کئے گئے اور شریک غذا کھانے میں مشغول ہوئے تو مهدی عباسی کے غلام نے کہا: یہ شیخ اس غذا کے کھانے کے بعد درستگار نہیں ہو گا۔ اس نے بغداد کی قضاوت کو قبول کیا اور حادی اور ہارون کا استاد بھی بننا۔ اور رسول خدا سے مردی ہے کہ فرمایا: **حَلَالٌ بَيْنَ حَرَامٍ بَيْنَ وَسْبَاهَاتٍ بَيْنَ ذَلِكَ فَمَنْ تَرَكَ الشَّبَهَاتِ نَجِيَ مِنَ الْمُحَرَّمَاتِ وَمَنْ أَرْتَكَ الشَّبَهَاتِ وَفَعَ فِي الْحَرَامِ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ۔** حلال آشکار اور واضح حرام کہ جس کا حکم واضح ہے لیکن شبہ کا مال اگر اس کو ترک کرے تو حرام میں واقع نہیں ہو گا۔ اگر اس کا مرتكب ہوا اور تناول کیا تو حرام میں واقع ہو جائے گا ایسی جگہ سے کہ جہاں اس کو خود سے معلوم نہیں ہو گا۔

حضرت امیر المؤمنین کے خطوط میں ۱۰ سے ایک خط ہے کہ عثمان بن حنیف کو لکھا جس وقت وہ حضرت کی طرف سے بصرہ کا ولی تھا جس میں فرمایا: حنیف کے بیٹے! مجھے خوبی پہنچی ہے کہ بصرہ کے جوانوں میں سے ایک جوان نے تجھ سے

وعدہ لیا کہ اس کی دعوت میں شریک ہو گے۔ جس میں صرف امیر لوگوں کو دعوت دی جائے گی اور تو نے اس کو قبول کیا ہے۔ قسم کے کھانے تمہارے سامنے پیش کئے گئے اور تم نے تناول کئے۔ میں گمان نہیں کرتا تھا کہ تم ان کے مہمانی کو قبول کرو گے جس میں امراء کو دعوت دی جائے اور فقراء کو قریب نہ آنے دیا جائے۔

اب تمہارے اوپر ہے کہ غور کرلو اور جو کچھ حلال ہے اس کو کھالو اور جس کے حلال ہونے کو معلوم نہ ہوا پہنچے منہ سے نکالو۔ تم اپنے امام کی اقتداء کرو اور اس کے علم کے نور سے فائدہ اٹھاؤ میں جو تمہارا امام ہوں اس دنیا میں پرانے کپڑے پر اکتفا کیا اور کھانے میں سے دور و بیوں پر قیامت کی۔ تم میں یہ استطاعت تو نہیں ہے۔ لیکن میری مدد کر تو تقویٰ اور پرہیز گاری کے ساتھ حضرت سید الشہد آیک خطبہ میں پڑھا۔ جب عمر سعد کے شتر کے مقابلہ میں فرمایا: اے لشکر امیہ! تم نے عدل اور انصاف کے راستے کو نہیں اپنایا۔ صرف تمہارا طبع ان سے یہ ہے کہ حرام مال تمہارے ہاتھ میں آجائے اور اپنی زندگی کو اس کے ساتھ مرتب کرو۔ اس لئے اس (یزید) کا ساتھ دیا اور نواس رسولؐ کے خون کو بھایا۔ حدیث قدسی میں ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: الصُّومُ لِي وَأَنَا أجزُهُ بِهِ۔ محقق بشربداری اسرار الحکم میں فرماتے ہیں: اجزی منی بر مجھوں ہے یعنی فعل مجھوں ہے تاکہ حدیث قدسی کی طرح ہو جائے۔ مَنْ قَتَلَهُ فَعَلَيْهِ دِيَةُ۔ یہ صوفیہ کے مجھولات میں سے ہے۔ اس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے میں نے کتاب کشف الاشتباہ میں صوفی کی غلطیوں کے عنوان کے تحت اس حدیث کے جعلی ہونے کو بیان کیا ہے۔ خلاصہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "الصوم لی۔" یہ اضافہ اضافہ تشریفیہ ہے کہ روزے کو اپنی طرف نسبت دی ہے۔ حالانکہ تمام عبادات خدا کیلئے ہیں۔ چونکہ صوم کا معنی رکنا ہے اور شہوات کو ترک کرنا ہے یہ پوشیدہ چیز ہے ظاہری نہیں ہے خلوق کے دیکھنے کی چیز نہیں ہے جیسے باقی اعمال اور اس میں خالص خلوص ہے۔ اس لئے روایت میں وارد ہے کہ دنیا کا کمال انسان کے ساتھ ہے اور انسان کا کمال روح کے ساتھ ہے اور روح کا کمال عقل کے ساتھ ہے اور عقل کا کمال عمل کے ساتھ ہے اور عمل کا کمال اخلاص کے ساتھ ہے مغز عبادات اور لب عبادات اخلاص ہے اگر اخلاص نہ ہو تو عبادات حملکے کی مانند ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے: مَنْ أَخْلَصَ عَمَلَهُ إِرْبَعِينَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ فِي قَلْبِهِ وَ مَنْ قَلَبَهُ جَرَتْ عَلَى لِسَانِهِ جو بھی اپنے عمل کو خدا کے لئے چالیس روز تک خالص بنائے تو حکمت کے چشمے اس کے دل اور زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ ریا کا مطلب یہ ہے کہ بندہ خدا کی اطاعت کرے اس قصد سے کہ لوگ دیکھیں اور سنیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مکاری سے نیک اور پرہیز گار بننے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور یہ نیت قصد قربت اور

اخلاص کے منانی ہے اور اخلاص صحت عبادت کی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔ آیات اور اخبار اس قسم کی اطاعت کی نہ ملت میں بہت زیادہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ سورہ ماعون میں فرماتا ہے: **فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرِكُوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَأْعُوْلَةَ۔** وائے ہوا یہ نماز پڑھنے والوں پر کہ جو فراموش کرنے والے اور غافل ہیں۔ یہ لوگ ہیں کہ جو اپنے عمل کو دکھاوے کیلئے کرتے ہیں وہ یہ اطاعت تعریف یا کسی اور فائدہ کے لئے کرتے ہیں یا دینی فائدہ کیلئے کرتے ہیں۔ اور سورہ کف میں فرمان ہے: **فَمَنْ كَانَ يَرِجُوْ جَوَابَ رَبِّهِ فَلِيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يَسْتَرِكَ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔** جو امید رکھتا ہے اپنے پروردگار سے ثواب کی تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ امام صادقؑ سے کافی میں جو کلمتی نے نقل کیا ہے کہ ہے: **الرَّجُلُ يَعْمَلُ شَيْئًا مِّنَ الثَّوَابِ يَا يَطْلُبُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِنَّمَا يَطْلُبُ بِهِ تَرْكَيْهَ النَّاسِ وَيَشْتَهِيْ أَنْ يَسْمَعَ بِهِ النَّاسُ فَهَذَا الَّذِي أَشْرَكَ لِعِبَادَةَ رَبِّهِ أَخْدًا۔** ایک آدمی اطاعت کرتا ہے اور اس سے رضاۓ الہی مطلوب نہیں ہوتی۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ لوگ اس کو نیک اور صالح جانیں اس کی اطاعت کی شہرت نہیں کہ یہ شخص وہ ہے (جو اتنا عبادت گزار ہے)۔ پس خدا کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا۔ ابواب الجہان میں عدۃ الداعی سے خبر نبوی میں مرقوم ہے: **مَنْ صَلَّى صَلَوةَ يَرَانِي بِهَا فَقَدْ أَشْرَكَ** "یعنی جو نماز پڑھے یہ دکھاوے کے لئے، بے شک اس نے خدا کا شریک قرار دیا۔ نیز آنحضرت نے فرمایا: **إِتَّقُوا الشَّبِرَكَ الْأَصْغَرَ**۔ شرک اصغر سے ڈرو۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے فرمایا: ریاء۔ نیز آنحضرت نے فرمایا: **إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشَّرُكُ الْأَصْغَرُ** سب سے زیادہ تمہارے بارے میں جس سے ڈرتا ہوں وہ شرک اصغر ہے۔ عرض کیا گیا شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا: وہ ریاء ہے۔ نیز آنحضرت نے فرمایا: **إِيَّاكُمْ وَالشَّرُكُ وَالشَّرِكَ الرَّدِّيَّ**۔ **الشَّرُكُ أَخْفَى فِي أُمَّتِي مِنْ دِبِيبِ النَّعْلِ عَلَى الصَّفَا فِي لَيْلَةِ ظَلَّمَاءَ**۔ یعنی دور ہو جاؤ اور پرہیز کرو پوچھیشیدہ شرک سے۔ یہ شرک خفی زیادہ پوچھیشیدہ ہے میری امت میں اس چیزوئی کی چال سے کہ جو زم پھر پرات کی تاریکی میں چلتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ خود اپنے حامل پر بھی پوچھیشیدہ ہوتا ہے اور آسانی سے اس کو درک نہیں کیا جاسکتا۔ با اوقات کوئی شخص اپنے اندر عمل خالص کا اعتقاد رکھتا ہے اور اپنی آنکھوں کو بلند رہ جات کو درک کرنے والا سمجھتا ہے جب اس کی آنکھوں سے پردے ہٹادئے جائیں تو اسے علم ہوتا ہے کہ وہ خالی ہاتھ ہے۔ اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ اور امالي شیخ سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: **إِنَّ الْمُرَأَيِّ يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَزْبَعَةِ أَسْنَاءِ يَا كَافِرُ يَا فَاجِرُ يَا**

غَادِرْ يَا خَاسِرْ حَبَطْ عَمَلُكَ وَ بَطَلَ أَجْرُكَ وَ لَا خَلَاقَ لَكَ الْيَوْمَ فَالْتِسْ أَجْرُكَ مَمَنْ كُنْتَ تَعْمَلُ  
”کہ ریا کرنے والے کو قیامت کے دن چار ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔ اے کافر! اے بے دین، اے مکرنت  
الہی، اے فاجر اے فاسق جھوٹ بولنے والا، اے غادر، اے حیله باز، اور مکار، اے خاسر (اے نقصان اٹھانے والے)  
تمہارا عمل فاسد ہے۔ تمہارا اجر باطل ہو اتھارے لئے آج کوئی ثواب نہیں ہے۔ اپنے اجر کو اس شخص سے مانگو کہ جس  
کے لئے تم نے عمل کیا تھا۔ معراج السعادہ میں ہے کہ رسول خدا سے مقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو بھی کوئی عمل انجام  
دے اور میرے علاوہ کسی اور کو اس میں شریک قرار دے اس کا تمام عمل ضائع ہو گا اور میں اس عمل سے بیزار ہوں۔ نیز  
آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ کسی کے ایسے عمل کو قبول نہیں کرتا ہے کہ جس عمل میں ذرا برابر یا ہو۔

نیز روایت میں ہے کہ ایک دن رسول خدا بہت زیادہ روئے۔ عرض کیا گیا کس چیز نے آپ کو رلا دیا ہے۔ فرمایا:  
میں اپنی امت میں شرک کے بارے میں ڈرا اور جان لو اور آگاہ ہو جاؤ یہ کسی بت کی پستش نہیں کریں گے سورج اور  
چاند کی کسی پھر کی لیکن یہ اپنے اعمال میں ریا کریں گے اور فرمایا: عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا  
باطن خبیث ہو گا البته ظاہری اعتبار سے نیک دکھائی دیں گے۔ دنیا میں طمع کی وجہ سے اور اس سے پروردگار کی طرف  
ثواب نہیں چاہیں گے یہ لوگ دنیاوی ہیں اور ان کے دل میں خوف خدا نہیں ہے۔ خدا کا عذاب ان کو گھر لے گا پس وہ خدا  
کو پکاریں گے جیسے کوئی غرق ہو رہا ہو اور ان کی دعا قبول نہیں ہو گی۔ عدۃ الداعی سے حکایت کی گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے  
آسمان کو خلق کرنے سے پہلے سات فرشتوں کو پیدا کیا اور ہر آسمان پر ایک فرشتہ کو مولک فرمایا اور آسمان کے دروازوں میں  
سے ہر دروازے پر ایک فرشتہ کو مولک فرمایا۔

پس فرشتے اعمال کو حفظ کرنے اور ضبط کرنے والے ہیں اور بندے کے عمل کو اوپر لے جاتے ہیں کہ جو روزہ  
ہماز فتنہ، اجتہاد اور تقویٰ پر مشتمل ہے۔ اور اس کی آواز ایسی ہو گی جیسے رعدہ برق کی آواز ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ روشنی  
ہو گی جیسے سورج کی روشنی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوں گے پس حفظ ان فرشتوں کے ساتھ جائیں گے  
اور آسمانوں سے گزریں گے یہاں تک کہ اس فرشتے کے پاس پہنچنے کے جو ساتویں آسمان پر مولک ہے وہ فرشتہ کہے گا جو  
عمل بھی خدا کے لئے نہ ہو وہ مجھ سے تجاوز نہیں کرتا ہے واپس ہو جاؤ اور اس کے صاحب پر مارو۔ کیونکہ اس صاحب عمل کا  
مقصود خدا کے لئے نہ ہو وہ مجھ سے تجاوز نہیں کرتا ہے اور اس کے صاحب پر مارو۔ اس کی شہرت شہروں میں منتشر ہو جائے۔  
اس کی شہرت شہروں میں منتشر ہو جائے۔

## مجلس نمبر 12

### ”الصَّوْمُ لِنِ“ کے معنی کے بارے میں

حدیث قدیمی میں ہے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ”الصَّوْمُ لِنِ وَأَنَا أَجْزِي“ ”حققت بسزاواری اسرار الحکم“ میں فرماتے ہیں اجزی میں بر مجبول ہے۔ یعنی فعل مجبول ہے تاکہ حدیث قدیم کی طرح ہو جائے ”مَنْ قَتَلَهُ فَعَلَىٰ دِيْتَهُ“ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ حدیث ”مَنْ قَتَلَهُ فَعَلَىٰ دِيْتَهُ“ صوفیہ کے مجموعات میں سے ہے اس کی کوئی اصل و بنیاد نہیں ہے میں نے کتاب کشف الاشتہاہ میں صوفی کی غلطیوں کے عنوان کے تحت اس حدیث کے جعلی ہونے کو بیان کیا ہے۔ اور وہ کتاب چھپ چکی ہے۔

خلاصہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”الصَّوْمُ لِنِ“ یہ اضافہ اضافہ تشریفیہ ہے کہ روزے کو اپنی طرف نسبت دی ہے حالانکہ تمام عبادات خدا کے لئے ہے چونکہ صوم کا معنی رکنا ہے اور شہوات کو ترک کرنا ہے یہ پوشیدہ چیز ہے ظاہری نہیں ہے خلوق کے دیکھنے کی چیز نہیں ہے جیسے باقی اعمال اور اس میں خالص خلوص ہے۔ اس لئے روایت میں وارد ہے کہ دنیا کا کمال انسان کے ساتھ ہے اور انسان کا کمال روح کے ساتھ ہے اور روح کا کمال عقل کے ساتھ ہے اور عقل کا کمال علم کے ساتھ ہے اور علم کا کمال عمل کے ساتھ ہے اور عمل کا کمال اخلاق کے ساتھ ہے مگر عبادات اور لب عبادات اخلاق ہے اگر اخلاق نہ ہو تو سب عبادات چکلے کی مانند ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

روایت میں وارد ہوا ہے : مَنْ أَخْلَصَ عَمَلَهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ فِي قَلْبِهِ وَمِنْ قَلْبِهِ جَرَتْ عَلَى لِسَانِهِ ”جو بھی اپے عمل کو خدا کے لئے خالص بنائے چالیس روز تک تو حکمت کے چشمے اس کے دل اور زبان پر جاری ہوتے ہیں۔

## ریا اور سمعت کی حرمت اور اس کے مفاسد

ریاء کا مطلب یہ ہے کہ بندہ خدا کی اطاعت کرے اس قصد سے کہ لوگ دیکھیں۔ سمعت کا مطلب یہ ہے کہ مکاری سے نیک اور پرہیز گار بننے کے لئے اپنے نیک کام لوگوں کو سنائے اور یہ نیت قصد قربت اور اخلاص کے منافی ہے اور اخلاص صحیح عبادت کی شرائط میں سے ایک شرط ہے۔

آیات اور اخبار اس قسم کی اطاعت کی نہ مدت میں بہت زیادہ ہیں خداوند متعال سورہ ماعون میں فرماتا ہے:

**فَوَيْلٌ لِّلْمُصْلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَوةِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يَرْأَوْنَ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ**

وائے نماز پڑھنے والوں پر کہ جو فراموش کرنے والے اور غافل ہیں یہ لوگ ہیں کہ جو اپنے عمل کو دکھاوے کے لئے کرتے ہیں یعنی وہ اس اطاعت کو تعریف کرنے یا کسی اور فائدہ کے لئے کرتے ہیں یاد یعنی فائدہ کے لئے کرتے ہیں۔ اور سورہ کھف میں فرماتے ہیں: فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقاءَ رَبِّهِ فَلِيَعْقُلْ عَمَّا لَا يُشِرِّكُ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔ جو امید رکھتا ہے اپنے پروردگار سے ثواب کی تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ تھہرائے۔

امام صادق علیہ السلام سے مرتقب ہے کتاب کافی میں جو "کلینی" کی ہے: الرَّجُلُ يَعْمَلُ شَيْئًا مِّنَ الثَّوَابِ لَا يَطْلُبُ بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِنَّمَا يَطْلُبُ بِهِ تَزْكِيَّةَ النَّاسِ وَيَشْتَهِي أَنْ يَسْمَعَ بِهِ النَّاسُ فَهَذَا الَّذِي أَشْرَكَ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا۔" ایک آدمی اطاعت کرتا ہے اور اس سے رضاۓ الہی مطلوب نہیں ہے یہی چاہتا ہے کہ لوگ اس کو نیک اور صاحبِ جانیں اس کی اطاعت کی شہرت سنیں کہ یہ شخص وہ ہے جو اتنا عبادت گزار ہے پس اس نے خدا کی عبادت میں کسی دوسرا کے کو شریک نہ تھہرا یا۔

ابواب الجہان میں عده الدائی سے خبر نبوی میں فرماتے ہیں: مَنْ صَلَّى صَلَاةً يَرَأَيِّ بِهَا فَقَدْ أَشْرَكَ۔ یعنی جو نماز پڑھ لے یہ دکھاوے کے لئے ہو بے شک اس نے خدا کا شریک قرار دیا۔ نیز آنحضرت نے فرمایا: اتَّقُوا الشَّرِّكَ الْأَصْغَرَ۔ شرک اصغر سے ذر عرض کیا یا رسول اللہ شرک اصغر کو نہیں ہے فرمایا رہا ہے۔

نیز آنحضرت نے فرمایا: إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشَّرِّكَ الْأَصْغَرَ۔ سب سے زیادہ خوف تمہارے بارے میں کہ جس سے زیادہ ذرتا ہوں شرک اصغر ہے عرض کیا شرک اصغر کو نہیں ہے فرمایا وہ ریاء ہے۔

نیز آنحضرت نے فرمایا: إِيَّاكُمْ وَإِشْرَكُ وَالشَّرَّ فِإِنَّ الشَّرِّكَ أَخْفَى فِي أُمَّتِي مِنْ دَبِيبِ النَّمَلِ عَلَى

**الصَّفَافِيُّ لَيْلَةُ ظَلْمَاءِ** – یعنی دور ہو جاؤ اور پر ہیز کرو پوشیدہ شرک سے یہ شرک خنی زیادہ پوشیدہ ہے میری امت میں اس چیزوں سے کہ جو زم پھر پر رات کی تاریکی میں چلتی ہے اور بھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود صاحب پر بھی پوشیدہ ہوتی ہے اور آسانی سے اس کو درک نہیں کیا جاسکتا ہے بسا اوقات کہ جو اپنے اندر عمل خالص کا اعتقاد رکھتا ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے بلند درجات کو درک کرنے والا سمجھتا ہے جب اس کام سے پردے ہٹا دئے جائیں تو وہ جان لے گا کہ وہ خالی ہاتھ ہے اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

امالی شیخ سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: **أَنَّ الْمُرَأَىٰ يُدْعَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَارْبَعَةِ أَسْمَاءٍ يَا كَافِرُ يَا فَاجِرٌ يَا غَادِرٌ يَا خَاسِرٌ حَبَطَ عَمَلُكَ وَيَطْلَعَ أَجْرُكَ وَلَا خَلَاقَ لَكَ الْيَوْمَ فَالْتَّمِسْ أَجْرَكَ مِنْ كُنْتَ تَعْمَلُ لَهُ**، یعنی البتتر ریاء کرنے والا قیامت کے دن اس کو چار ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا: اے کافر، اے بے دین، اے مکر نعمتِ الہی، اے فاجر، اے فاسق جھوٹ بولنے والا، اے غادر، اے حیلہ باز اور مکار، اے خاسر، اے نقصان اٹھانے والا تمہارا عمل فاسد ہے تمہارا اجر باطل ہو تمہارے لئے آج کوئی ثواب نہیں ہے اپنے اجر کو اس شخص سے مانگ لو کہ جس کے لئے تم نے عمل کیا ہے۔ معراج السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ رسول خدا مسند منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو بھی کوئی عمل انجام دے اور میرے علاوہ کسی اور کو اس میں شریک قرار دے وہ تمام عمل غارت ہو گا اور میں اس عمل سے بیزار ہوں۔

نیز آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ کسی کے عمل کو قبول نہیں کرتا ہے کہ جس عمل میں ذرہ بھر ریاء ہو۔ نیز روایت میں ہے کہ ایک دن رسول خدا بہت زیادہ روئے عرض کیا گیا کسی چیز نے تم کو لا دیا ہے فرمایا: میں اپنی امت سے شرک کے بارے میں ڈرا اور جان اور آگاہ ہو جاؤ یہ کسی بت کی پرستش نہیں کریں گے سورج اور نہ چاند نہ کسی پھر کی لیکن یہ اپنے اعمال میں ریاء کریں گے۔ اور فرمایا عنقریب میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا باطن خبیث اور ظاہری اعتبار سے نیک دکھائی دیں گے دنیا میں طمع کی وجہ سے اور اس سے پروردگار کی طرف سے ثواب نہیں چاہیں گے ان کا دین ریاء ہے اور ان کے دل میں خوف خدا نہیں ہے خدا کا عذاب ان کو گھیر لے گا پس خدا کو پکاریں گے جیسا کوئی غرق ہوا ہو اور ان کی دعا قبول نہیں ہو گی۔

عدۃ الداعی سے حکایت کی گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ آسمان کو خلق کرنے سے پہلے سات فرشتوں کو پیدا کیا اور ہر آسمان پر ایک فرشتہ کو مولک فرمایا اور ہر آسمان کے دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک فرشتہ کو مولک فرمایا پس فرشتے اعمال کو حفظ

کرنے اور ضبط کرنے والے ہیں اور بندہ کے عمل کو اپر لے جاتے ہیں کہ جو روزہ، نماز، فقد، اجتہاد اور تقویٰ پر مشتمل ہے اور اس کی آواز ہوگی جیسے رعد و برق کی آواز ہوتی ہے اس کے ساتھ روشنی ہوگی جیسے سورج کی روشنی ہوتی ہے اس عمل کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوں گے۔ پس حفظ ان فرشتوں کے ساتھ جائیں گے اور آسمانوں سے گزریں گے یہاں تک کہ اس فرشتے کے پاس پہنچیں گے کہ جو ساتویں آسمان پر مولک ہے وہ فرشتہ کہے گا جو عمل بھی خدا کے لئے نہ ہو وہ مجھ سے تجاوز نہیں کرتا ہے واپس ہو جاؤ اور اس کے صاحب پر مارو کیونکہ اس صاحب عمل کا مقصود خدا نہیں تھا بلکہ اسے مقصد یہ تھا کہ امراء کے نزد دیک بلندر مرتبہ ہو جائے اور مجلس میں اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی شہرت شہروں میں منتشر ہو جائے۔

نیز فرمایا: کبھی ایسا ہوتا ہے بندہ کا عمل ساتویں آسمان سے گزر جاتا ہے اور اس کے حفظہ اس کے عمل سے خوش ہوتے ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عمرہ اچھے اخلاق خاموشی اور بہت زیادہ ذکر خدا کی تمام ملائکہ مشایعت کرتے ہیں۔

یہاں تک کہ تمام جوابوں سے گزر جاتے ہیں اور عدل اللہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس ملائکہ گوانی دیتے ہیں اس بندہ کے لئے کہ جس نے ایسا عمل انجام دیا ہے خطاب ہوتا ہے اے ملائکہ! تم میرے بندہ کے عمل کے محافظ ہو اس کے دل سے تم آگاہ نہیں ہو میں اس کے دل کا نگہبان ہوں اور جو کچھ اس کے باطن میں سے اس کو جانتا ہوں اس بندہ نے ان اعمال کے ساتھ میرا ارادہ نہیں کیا ہے اور اس کی غرض میری رضا حاصل کرنا نہیں ہے میرے علاوہ کوئی اور اس کی نظر میں ہے۔ پس اس پر اس وقت ملائکہ کہیں گے اس پر ہماری لعنت اور تمام آسمان والوں کی اس پر لعنت ہو۔

## ریا کی فتییں اور اس کے احکام

جاننا چاہئے کہ ریاء کی چند قسمیں ہیں۔ اول ایمان میں ریا کرنا کہ زبان سے شہادتیں کا اظہار کرے لیکن اس کا دل منکر ہو ایسا شخص کافر اور منافق ہے اور ہمیشہ جہنم میں ہو گا۔ صدر اسلام میں اس قسم کے اشخاص بہت زیادہ پائے جاتے تھے۔ دوسرا عبادت میں ریاء ہے۔ یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے اور انسان مغضوب درگاہ اللہی قرار پاتا ہے اور یہی ریاء سعادت کے حصول سے مانع اور عبادت کے بطلان اور فاسد ہونے کا موجب ہے اب اگر کوئی اہل عبادت خلوت میں تارک نماز روزہ زکوٰۃ ہو جبکہ ظاہری طور پر لوگوں کی نعمت کے خوف سے نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے ہو کوئی شخص لوگوں میں اگر شام تک روزہ رکھنے والے بیٹھے رہیں یہ شخص بھی کوئی چیز نہ کھائے اسی طرح باقی عبادات میں کیت اور کیفیت میں فرق ڈالتا ہو جیسے رکوع بجود کو لوگوں کے سامنے طول دینا اور تہبا ہو تو ایسا نہ کرے تو ایسا شخص ریا کاری کرتا

۔۔۔۔۔

کلید در دوزخ است آن نما  
کہ چشم مردم گزاری دراز  
اگر جز بحق میر و دجادو است در آتش فشانند سجادو است

+ تیرا: مستحب اعمال میں ریا جیسے جنازہ کی تشیع مریض کی عیادت تعزیز داری اور سید الشہداء پر روتا اس صفت کا صاحب بھی ایک قسم کے شرک میں بتلاع ہے

+ چون تھا: وہ اعمال کہ جو ایک دوسرے سے پورستہ نہیں ہیں۔ جیسے مجلس میں قرآن کی قراءت اور لوگوں کا حاضر ہونا جہاں کہیں ریائیں ہے وہ عمل قبول ہے اور جس آیہ کے پڑھنے میں ریا آجائے وہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔

+ پانچواں ریا والے عمل کے بعد جب بھی کوئی اس عمل سے آگاہ ہو جائے تو وہ خوش ہو جاتا ہے مرتبہ کے حصول کی امید کی وجہ سے۔ یہ صورت اگر خود اس کے اظہار کا باعث نہ ہوتی تو اس کا عمل باطل نہ ہوتا اور اس کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوتی۔ لیکن یہ سرور اور نشاط امراض نفسانیہ میں سے ہیں اور اس کو ریائے خفی کا نام دیتے ہیں اور اس کا صاحب مطلع ہونے والے سے تعظیم اور احترام کی توقع رکھتا ہے، اگرچہ شخص اس کے احترام میں تقدیر کرے اور اپنے دل میں اس سے نفرت کرے۔ پس جب بھی اطلاع اور عدم اطلاع اس کے نزدیک مساوی ہو تو یہ ریا سے منزہ اور پاک ہے۔

ریاء کا علاج: چنانچہ معراج السعادة میں بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جان لو کہ ریا کے مرض کا مادہ مال میں طبع اور لوگوں کے منافع ہیں۔ یا ان کی مدح اور ستائش کو دوست رکھنا اور اس سے لذت حاصل کرتا ہے۔ یا ان کی نذمت کو ناپسند کرنا ہے کہ اس کی وجہ سے چاہتا ہے وہ افعال حسنہ اور اوصاف جیلہ کو بجالاتا ہے تاکہ لوگ اس کو نیک اور پر ہیز گار کہیں۔ اس راستے سے مرتبہ حاصل کر چکا ہے تاکہ خود کو پست اور شریف انسان کے نزدیک مکرم اور معزز ثابت کرے اور عوام و خواص کے دل کو تحریر کرے تاکہ اس کی وجہ سے خواہشات نفس اور لذات نفس کو انجام دے۔

پس جو چاہتا ہے کہ اس مہلک بیماری کا علاج کرے اس کو چاہئے کہ اصل مادہ کو ختم کرنے کی کوشش کرے طبع مدح و ستائش ملامت کے کراہت کا علاج کرے اس طرح کہ خدا سے دل لگائے اور ریا کے ضرر اور مفاسد کو یاد کرے اور اپنے نفس سے خطاب کرے کہ اے احمد ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اور تمہیں شرم نہیں آتی ہے کہ اللہ کی عبادت کو کہ جس کے بد لے میں سعادت ابدی یہ حاصل ہوتی ہے ایک ضعیف بندہ کی تعریف کے سبب پیچ دیتے ہو اور اپنی عبادت کو باطل کرتے ہو اور لذاب الہی کے مستحق ہو جاتے ہو اور ذات اقدس کو بیچارے چند بندوں کے مقابلے میں بے اعتبار قرار دیتے ہو

حالانکہ اختیار کی مہار خالق کے قبضہ قدرت میں ہے دونوں جہاں کے مقاصد کے دروازے اس کے ہاتھ میں ہیں۔

ہیج دندانی نخند درجهان

بی رضا وامر فرمادروان

ہیج برگی می نیفتدا از درخت

بی رضا وکم آن سلطان بخت

از دهان لقدمہ نشد سوی گلو

تانگ گفت آن لقدمہ راحق دخلو

خلاصہ یہ کہ ریا سب بنتی ہے عبادت کے فاسد ہونے کا۔ اس کے علاوہ خدا کی ناراضگی کا بھی سبب بنتی ہے اور اس کی ناراضگی معلوم ہے اور جو کچھ لوگوں سے ریا کا رکو مقصود ہے اس کا حصول ایک احتمال اور وہم ہے۔ بسا وقت ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم تھاری ریا کو ان لوگوں پر ظاہر کر دے اور ”خسیر الدُّنْيَا وَ الْآخِرَة“ ہو جائے اور ظاہر نہ بھی ہو تو بھی یقینی اور جزی نہیں ہے کہ لوگ تھاری مرح اور شنا کریں۔

یا ان سے تمہیں کوئی فائدہ پہنچے۔ فرض کریں فائدہ پہنچ بھی جائے تو اس میں بہت زیادہ محنت کرنا پڑے گی۔ اس لئے جو شخص بھی ریا میں بیٹلا ہو جائے ہمیشہ دنیا میں متزلزل اور پریشان رہتا ہے چونکہ اسے لوگوں کی رضا مقصود ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ ان کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ان کی خوشنودی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اگر ایک جماعت کو اپنے سے راضی کرتا ہے تو دوسرا جماعت اس سے ناراض ہو جاتی ہے۔ چونکہ ہر کسی کو خواہش ہوتی ہے اور ہر دل کی آرزو ہوتی ہے اور جس نے مخلوق کی رضا کی خاطر خدا کی رضا سے ہاتھ اٹھایا خدا اور مخلوق اس کو دشمن رکھتے ہیں۔

یہ سب کچھ دنیا کے امور کے متعلق ہے اور جو کچھ آخرت میں اس ریا کا راستے فوت ہو جاتا ہے وہ بلند درجات ہیں۔ علاوہ ازاں اس کو قسم قسم کے عذاب ملیں گے۔ جب عاقل ان امور کو نیاد کرے گا کہ اپنے نفس کا دشمن نہیں بننا چاہئے تو خدا پر ایمان اور آخرت کے دن پر ایمان ہونا چاہئے اس سے اس کی غفلت زائل ہو جاتی ہے اور اس کی طبیعت اس ریا کا راستے نفرت کرنے لگتی ہے۔ یہ تھاریا کا علمی معالجہ۔

اور ریا کا عملی معالجہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو عادی بنادے کہ عبادت کو چھپا کر بجا لائے۔ عبادت کرتے وقت لوگوں کے سامنے سے دروازہ بند کر دے جس طرح معصیت کرنے والے معصیت کو چھپاتے ہیں۔ اپنی عبادت کو چھپا کر

بجالائے تاکہ اس کا نفس لوگوں کو پریت لگنے کی خواہش پیدا نہ کرے۔ چنانچہ اولیاۓ حق رات کو غنیمت سمجھتے تھے اور خدا بے نیاز کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول ہو جاتے تھے اور خانہ کعبہ میں امام زین العابدینؑ کا نالہ مشہور ہے۔



سچے عالم میں اپنے انتہا پہنچنے والے

بے نیاز کے ساتھ ملے خصوصیات ملے

## مجلس نمبر 13

### الصَّوْمُ جَنَّةٌ مِّنَ النَّارِ "کامعنی

جنت جہنم کو ضمہ اور نون مشدودہ فتح کے ساتھ جسکے معنی پر ہیں جس وقت دشمن نے ان کو مار دیا ہے مجاہدین اپنے سروں کو اس کے نیچے چھپاتے ہیں وہن اس مادہ سے ہے۔ چونکہ جن لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور جہنم کو بھی اس لئے جہنم کہا جاتا ہے کہ رحم میں پوشیدہ ہے۔ واجنه اللیل رات نے اس کو چھپا دیا۔ قوله: مَا يَصِحُّ بِكُمْ مِّنْ جَنَّةٍ وہ ہے جنون جب عقل پوشیدہ ہو جاتی ہے تو وہ شخص مجنوں ہو جاتا ہے اور الجنت جہنم کو فتح کے ساتھ بھجو اور درخت کے باغ کو کہتے ہیں۔

جانا جائے کہ صرف روزہ جہنم کی آگ کے لئے پر نہیں ہے چونکہ آگ جہنم کی ساتھ مختصر نہیں ہے۔ بلکہ انسان کے اندر شہوات بھی آگ ہیں کہ جو ایمان کے بنیاد کو ختم کر دیتی ہیں۔

عد دی خانہ در پہلو نشته  
تو بر خصم بروني در به بسته  
عود دوی خانہ خخبر تیز کردہ  
تو از خصم برون پر ہیز کردہ  
گر شود دشمن درونی نیست  
با کی از دشمن بروني نیست

پس تمام شہوات آگ اور شیطان کے اسلخے ہیں اور زیادہ پانے کی وجہ سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ رسول اکرم نے فرمایا: شیطان بنی آدم رگوں میں اس طرح جاری ہے جس طرح خون رگوں میں جاری ہوتا ہے۔ تم اس کے راستوں کو بند کرو اور ان پر تنگی کر دو جو کو اور بیاس کے ساتھ یعنی بھوک اور بیاس کو برداشت کرو۔ نیز فرمایا ہے: لَوْلَا

آنَ الشَّيْطَانَ يَحُومُونَ عَلَى قُلُوبِ بَنِي آدَمَ لَنَظَرُوا إِلَى مَلْكُوتِ السَّمَاوَاتِ،<sup>۱۰</sup> أَغْرِيَ شَيْطَانَ آدَمَ كَمَا دَلَّوْا كَوَافِرَ نَعْمَانَ كَمَلْكُوتَ كَوَانَ آنَجَهُوں سے دیکھتے اور ان اندر ورنی آتشوں میں سے ایک آتش کہ جو ایمان کے غلہ کوفا کرتی ہے اور روزہ اور باقی عبادات کے لئے ایک جلانے والی بجلی کی طرح ہے وہ حد ہے روایت میں ہے: الْحَسْدُ يَأْكُلُ الْإِيمَانَ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ الْيَابِسَ، یعنی حد ایمان کو اس طرح کھاجاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو کھاجاتی ہے۔

### حد کے مفاسد اور اس کی فتنیں

جو کچھ کتب اخلاق میں ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حد ایک حالت ہے کہ جو وہ شہو یہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا حامل غیر کے مال کی تمنا اور آرزو کرتا ہے اور یہ قوہ غضیہ کے بیجان کو مستلزم ہے۔ اس کی چار فتنیں ہیں۔

- + پہلا یہ کہ دوست رکھتا ہے کہ کسی مسلمان سے نعمت زائل ہو اور وہ نعمت اس کو نہ پہنچے اس طرف سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچے اور یہ سب سے زیادہ خبیث اور حد کے افراد میں سے سب سے بدتر ہے۔
- + دوسرا یہ کہ دوست رکھتا ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے اور وہی نعمت اس کے ہاتھ میں آجائے جیسے اچھا گھر یا خوبصورت عورت کا اس شخص کے ہاتھ سے نکل جائے اور خود اس کے تصرف میں آجائے۔
- + تیسرا یہ کہ جو نعمت دوسرے کے پاس ہے اس جیسی نعمت مجھے بھی ملے اگر مجھے میسر نہ ہو تو اس سے بھی زائل ہو جائے خود اس کے تصرف میں نہ رہے۔

- + چوتھا یہ ہے کہ جو نعمت یا خوبی دوسرے کے پاس ہے اس کی طرف مائل ہے۔ اگر وہ اس کیلئے میسر نہ ہو تو یہ دوست نہیں رکھتا ہے کہ وہ نعمت اس سے زائل ہو جائے۔ یہ چار صورتیں ہیں پہلی تین صورتیں حرام اور مذموم ہیں اور چوتھی صورت کو حد نہیں کہتے ہیں اس کو رشک کہتے ہیں اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔ بلکہ علم اور اخروی امور میں اس کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ کہے کہ خدا یا کہ علم کا یہ درجہ مجھ کو عطا فرم اور اس کو غلبہ کہتے ہیں۔

محنتی نہ رہے کہ حد امراض نفسانی میں سے سب سے زیادہ بخت مرض ہے۔ سب سے بدتریں اور سب سے زیادہ رذیل ہے۔ حد والا انسان دنیا میں ہمیشہ غم میں گرفتار ہو رہتا ہے اور آخرت میں درناک عذاب میں مبتلاء ہو گا۔ حد کرنے والا دنیا میں ایک سکینڈ بھی حزن اور غم و غصہ سے خالی نہیں رہتا اور حاسد کو مجلس اور جامع کی طرف سے ندمت اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے مانکہ کی طرف سے اس پبغض اور لعنت ہے اور مخلوق سے اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ہے بلکہ

غم کرتے وقت ہوں اور شدت دیکھے گا اور قیامت میں اس کو عذاب اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا امیر المؤمنین "فرماتے ہیں: الْحَسُودُ لَا يَسْتُوْدُ" "حدو الانسان بزرگی کو نہیں پاتا : وَاقِلُ النَّاسِ لَذَّةُ الْحَسُودُ" - حدو الانسان لذت حاصل نہیں کرتا۔

خلاصہ یہ کہ حد دنیاوی عذاب کا موجب اور آخری عذاب کا موجب اور دنیا میں ملال اور حزن کا موجب ہے آدمی کے لئے اس سے زیادہ ناپسند اور بلاک کرنے والی بیماری نہیں ہے اس کی نہست میں اخبار اور آثار بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: أَمَ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا أَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ، یعنی حد کرتے ہیں لوگوں کے ساتھ اس چیز کے بارے میں کہ جو اللہ نے اپنے فضل سے عطا کی ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے سورہ فلق میں اپنے پیغمبر کو حد کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے شریطان اور ساحر کے شر کے بعد فرمایا: وَمِنْ شرِّ حَسْدٍ إِذَا حَسَدَ.

شہید ثانی نے کشف الریبہ میں رسول اکرمؐ سے حدیث بیان کی ہے کہ چھ قسم کے لوگ حساب کے بغیر جہنم میں داخل ہوں گے۔ امراء ظلم اور جور کی وجہ سے، عرب معصیت کی وجہ سے اور گاؤں کے رو ساتکبر کی وجہ سے تجارتی خیانت کی وجہ سے دیہاتی جہالت کی وجہ سے اور علماء حد کی وجہ سے۔ خیر معاذ میں ہے کہ حاسد شخص کا عمل پانچویں آسان سے لوٹا دیا جاتا ہے۔ ملک مؤکل اس آسان پر ہے کہتا ہے اس عمل کا صاحب حاسد تھا خداوند متعال نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایسے شخص کے عمل کو نہ چھوڑوں کہ مجھ سے تجاوز کرے۔ امام صادقؑ سے منقول ہے حد کرنے والا انسان اپنے نفس کو ضرر پہنچاتا ہے قبل اس کے کہ محسود کو کوئی ضرر پہنچے جس طرح شیطان حد کی وجہ سے درگاہ اللہی سے دور ہوا ہے لیکن آدم کہ جو محسود تھا اس کو برگزیدہ اور خلعت انتخاب سے نوازا گیا ہے۔ جیسے یوسفؐ کے بھائی کو سوائے ذلت اور خواری کے ان کے حصہ میں کچھ نہ آیا لیکن ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔

رسول خداؐ سے مردی ہے کہ اللہ نے موسیٰ بن عمران کی طرف وحی کی کہ لوگوں کے ساتھ حد نہ کرو جو کچھ میرے فضل سے ان تک پہنچا ہے اس پر اپنی آنکھیں نہ رکھو۔ اپنے دل کو اس کے ہمراہ نہ کرو جو نکہ جو میری نعمتوں پر حد کرتا ہے وہ غبنا ک ہے کہ اس کو بندوں کے درمیان تقییم کیا اور میری اس تقسیم پر راضی نہیں ہے اور جو بھی ایسا ہو میں اس سے نہیں ہوں اور وہ مجھ سے نہیں ہے اور میں اس سے بیزار ہوں۔

نیز آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ فرمایا: سب سے زیادہ میں اپنی امت کے لئے جس چیز سے ڈرتا ہوں وہ یہ ہے

کہ ان کا مال زیادہ ہو جائے۔ کیونکہ پھر یہ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں۔ نیز فرمایا : خدا کی نعمتوں کے دشمن ہیں۔ عرض کیا گیا وہ کون ہیں؟ فرمایا: جو لوگ حسد کرتے ہیں لوگوں پر اس نعمت کے لئے کہ جو خدا نے ان کو دی ہے اور جو کچھ فضل خدا سے انہیں پہنچا ہے۔ اور حدیث قدسی میں ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے اور میری قضاء پر ناراض ہے اور اس تقسیم پر راضی نہیں جو بندوں کے درمیان کی گئی ہے۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: دین کے لئے آفت حسد، عجب اور غریب ہے۔ حاسد کے اعمال کا وزن ہمیشہ ہلاکار ہتا ہے۔ یعنی حسد کرنے والے کی نیکیوں کو محسود کے اعمال کی ترازو میں رکھا جاتا ہے ہر ایک کی روزی تقسیم ہوئی ہوتی ہے۔ پس حاسد کے حسد سے اس کو کیا فائدہ پہنچتا ہے اور محسود کو کیا ضرر پہنچتا ہے اصل میں حسدول کا اندھا ہوتا اور فضل خدا کا انکار ہے اور کفر کے لئے دو بازو ہیں اور آدم کی اولاد حسد کی وجہ سے ہمیشہ حضرت اور ہلاکت میں ہوگی اس کے لئے کسی صورت میں نجات نہیں ہوگی۔ مجموعہ درام میں سید الالام م سے مردی ہے تین صفتیں ہیں کہ ان سے کسی کو خلاصی نہیں۔ ۴ اول لوگوں کے ساتھ بدگمانی کرنا + دوسری برافال نکالنا۔ + تیسری رشک اور حسد کرنا اور ان سے نجات کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کسی کے لئے بدگمان ہو جاؤ تو اس کو غلط اور واقع کے خلاف قرار دو۔ جب بھی کسی چیز کو فال بدقرار دو اس کی پرواز کرو اور جب بھی رشک اور حسد کرو اس کے مطابق اس پر ظلم اور بغاوت نہ کرو نیز اس سے نعمت کے ازالہ کے لئے حق کے راستے سے قدم نہ ہٹاؤ اور جملہ (لَا يَنْجُو مِنْهُ أَحَدٌ) یہ منافی نہیں ہے اس حدیث کے کہ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغْبِطُ وَلَا يَحْسُدُ وَه اس لئے کہ دل کے خطرات طبعی طور پر ہر انسان کے دل میں ایک خیز ہیں کہ جو اس کے اختیار سے باہر ہیں فرق صرف یہ ہے کہ مومن تنہیں اترنے دیتا ہے اور حاسد تنہیں اتر دیتا ہے اور یہ بھی جانتا چاہئے۔

### چند چیزیں ہیں کہ جو حسد کا موجب بنتی ہیں

● پہلی چیز خاشرت نفس اور ذلتی بجل۔ انسان اللہ کے بندوں کے ساتھ کسی سابقہ عداوت کے بغیر بلکہ خبث نفس کی وجہ سے غیر سے زوال نعمت چاہتا ہے اور اللہ کے بندوں کو بیاؤں میں گرفتار دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور اس کو راحت ملنے اور اپنے مقصود میں پہنچنے کی وجہ سے حزن اور تکلیف ہوتی ہے۔

● دوسری چیز عداوت اور دشمنی اور یہ سب سے بڑا سب ہے حسد کا: وَذُو اَمَا عِنْتُمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ " یہ آیہ سورہ آل عمران ہے آیہ ۱۱۲ یعنی دوست رکھتے تھے تمہارے رخ اور بنداء کو ہر آئینہ تھیں ظاہر ہوا اور وہ دشمنی جوانے منہ میں اور ایسے سینوں میں چھپا کر دکھاتے ہیں یہ زیادہ بڑی ہے بغرض اور عداوت سے۔

● تیری چیز حد کے اسباب میں سے بغیر کسی مطلب کے شہرت کو دوست رکھنا ہے جیسے کوئی دوست رکھتا ہو کر اس کی پورے عالم میں شہرت ہو علم میں یا شجاعت میں یا فصاحت یا صنعت میں اور اس کے عصر میں کوئی نظیر نہ ہوا اور وہ نادر روزگار ہو جب وہ سن لے کہ دوسرا اس کا نظیر ہے تو وہ اس پر حد کرتا ہے اگرچہ انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہ ہو۔ وہ چاہتا ہے کہ دنیا میں اس کا کوئی مذہ مقابل نہ ہو۔

● چوتھی چیز اپنے مقصود اور طلب سے رہ جانے کا خوف ہے اور یہ دو آدمیوں کے ساتھ مخصوص ہے کہ ہر ایک فلاں منصب کا طالب ہے کہ فلاں منصب اس کو مل جائے ہر ایک دوسرے سے حد کرتا ہے قضاوت یا امارت یا تجارت یا محراب اور منبر میں کہ جو ایک شہر کے رہنے والے ہیں۔

● پانچویں چیز حد کے اسباب میں سے تکبر ہے۔ جب بھی کسی شخص میں تکبر پیدا ہو جائے کہ لوگ اس کے مطبع اور فرمادردار ہوں کہ اس کے حکم سے تجاوز نہ کریں۔ اس لئے جب بھی اس میں کوئی نعمت دیکھتا ہے اس کے زوال کو چاہتا ہے اور ذرata ہے کہ اس مقابلے اور برابری کا نہ ہو جائے۔ اکثر کفار کا حد اس قسم کا تھا وہ رسول اکرم کے ساتھ جھگڑا کرتے تھے اور کہتے تھے ہم کس طرح برداشت کریں کہ وہ ہم سے مقدم جو ایک یتیم بچہ اور فقیر ہے۔ **لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرِيْتَيْنِ عَظِيْمٍ** ”کیوں یہ قرآن ولید بن منیہ پرمکہ میں یا عروہ بن مسعود پر طائف میں نازل نہیں ہوا چونکہ یہ دونوں صاحب ثروت اور زیادہ مال رکھتے تھے اور محمد ایک فقیر شخص پر نازل ہوا۔

● چھٹی چیز حد کے اسباب میں سے تجہب اور بعد قرار دینا ہے۔ یہ اس وقت ہے کہ محمود حاسد کی نظر میں پست اور حقیر شمار ہوتا ہو اور جو نعمت ان کو دی گئی ہے بہت زیادہ عظیم اور جلیل ہو۔ اس وجہ سے اس پر حد کرتا ہے اور اس سے زوال نعمت کا طالب ہے اس قسم کا حد بہت سے لوگ اپنے پیغمبروں سے کرتے رہے وہ کہتے تھے: **مَا أَنْتُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا** ”تم نہیں ہو مگر ہماری طرح بشر ہو۔ پس کس طرح خلعت نبوت کے سزاوار ہوئے اور وحی اور رسالت کے مرتبہ کو پایا اور مخفی نہ رہے کہ ان تمام چیزوں کا باعث دنیا کی محبت ہے۔

## حد کی بیماری کے علاج کا طریقہ

علم عمل اور خدا کی معرفت پر غور کرنا چاہئے اس دنیا کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ عنقریب نہ حاصل رہے گا اور نہ محسود اور غور کریں کہ تمہارا حد محسود کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ محسود کے دین اور دنیا میں نفع ہے جبکہ تمہارا حد رسوائی اور آخرت کے عذاب کا موجب ہے۔ اس کے علاوہ حد کا معنی یہ ہے کہ حاصل پروردگار کے فیصلہ پر ناراض ہوتا ہے اور

خالق کے اس انعام پر کہ جو وہ اپنے بندوں میں تقسیم کرتا ہے۔ وہ ایسا گمان کرتا ہے کہ اس کے یہ افعال درست نہیں ہیں اور ملک میں عدالت کے طریقے پر عمل نہیں کیا گیا۔ یہ خالق عباد کے ساتھ ضد اور عناد کا تقاضا کرتا ہے اصل ایمان اور توحید اس کی وجہ سے فاسد ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ حد، دشمنی اور عداوت کا موجب ہے۔ چنانچہ بنی امیہ نے سخت حد کی وجہ سے کہ جو وہ بنی ہاشم کے ساتھ رکھتے تھے عداوت اور دشمنی کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ابوسفیان نے رسول خدا کے ساتھ اور معاویہ نے امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کے ساتھ اور امام مجتبی کے ساتھ اور یزید نے سید الشہداء کے ساتھ دشمنی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔



## مجلس نمبر 14

### مومن کے روزہ سے شیطان کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے

حاجی مالک مجتهد نے منہاج النجاة میں امام صادقؑ سے حدیث کی ہے کہ اپنے اصحاب سے فرمایا: الْأَخْبُرُ كُمْ بِشَئِيْ إِنَّ أَنْتُمْ فَعَلَمْتُمُوهُ تَبَاعَدَ الشَّيْطَانُ مِنْكُمْ كَتَبَاعُدُ الْمَشْرِقُ مِنَ الْمَغْرِبِ قَالُوا إِلَىٰ قَالَ الصَّوْمُ يُسَوِّدُ وَجْهَهُ وَالصَّدَقَةُ تَكْسِرُ ظَهَرَهُ وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ يَقْطَعُ دَابِرَهُ وَالإِسْتِغْفَارُ يَقْطَعُ دِينَهُ لِكُلِّ شَئِيْ زَكَاةً وَزَكَاةً الْأَبْدَانَ الصِّيَامَ۔

کیا تمہیں کچھ ان چیزوں کے بارے میں نہ بتا دوں کہ اگر ان کو بجالاؤ گے تو شیطان تم سے دور ہو گا جیسا کہ مغرب مشرق سے دور ہے۔ آنحضرت کے اصحاب نے کہا کہ فرمائیے آنحضرت نے فرمایا: وہ روزہ ہے کہ جو شیطان کی صورت کو سیاہ کرتا ہے اور دوستی خدا کے لئے صدقہ اس کی کمر کو توڑ دیتا ہے۔ اس کی جڑ کو کاٹ دیتا ہے اور استغفار اس کے گھر کو پارہ پارہ کرتی ہے اور ہر چیز کے لئے زکاۃ ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے۔

اس حدیث میں امام صادقؑ نے پانچ مطالب بیان فرمائے ہیں ایک یہ کہ روزہ شیطان کی صورت کو سیاہ کرتا ہے اور یہ محاورات عرفیہ میں بہت زیادہ ہے۔ جب بھی کسی کو کسی چیز کی طمع ہو اس کے طلب کرنے میں دوڑے اس کو کہیں گے ”دیکھا کس طرح تمہارا چہرہ سیاہ ہوا“ یہاں بھی یہی مقصود ہے چونکہ روزہ شر انطا کے تحت بجالائے تو شیطان اس کے فریب سے مایوس ہو جاتا ہے گویا اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے چونکہ روزہ دار ایک فرشتہ کی صفت کے ساتھ متصف ہوتا ہے اس کی سختی شیطان کے ساتھ کٹ جاتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کرو گے کہ جب بھی تیل کا ایک قطرہ دریا میں ڈالو گے تو پانی کے ساتھ مخلوط نہیں ہوتا اور جب تیل کا دوسرا قطرہ اس کے ساتھ مل جائے تو وہ دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔

جان گرگان و سگان از هم جداست      متحد جانہای شیر ان خدا است

اور إنما الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ وَالْمُؤْمِنُونَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ کے مصداق مونین آپس میں بدن

واحدہ ہیں۔ اور سب کی طینت علیین سے ہے۔ جب بھی ان میں سے ایک متاثر ہو تو تمام متاثر ہوتے ہیں۔

بنی آدم اعضاء همدیگرند  
چہ عضوی بدرد آور روز گار  
تخواهد کہ بیند هنر مندیش  
دل مرد دانابو دبار کش  
چہ بیند کہ درویش مسکین نخورد  
چہ بیند کسی زهر در گام خلق  
منقص بو دعیش آن تن درست  
عبادت بسجادہ و دلق نیست  
چہ بیند بزندان بو ددوستان  
گراز درهم جنس خود بی غمی  
عجب دارم از خواب آن سنگ دل  
نکر دندر غبت هنر پروران  
کسی زین میان گوی دولت ربود  
حضرت امیر المؤمنین کے کلمات میں سے ہے کہ فرمایا: لَوْ شَئْتُ لَا هَتَّدِيْتُ عَلَى مُصَفِّي هَذَا الْعَسْلِ  
وَلِبَابَ هَذَا الْقَمَحَ وَنَسَائِجَ هَذَا الْغَزَّ وَلَكِنْ هَيَّهَا أَنْ أَقُوْدَ جَشَعِي إِلَى تَخْيِيرِ الْأَطْعَمَةِ وَإِنَّ  
بِلْحَجَازَ أَوْ لِيَمَامَةَ مَنْ لَا طَمَعَ لَهُ فِي قُرْصٍ وَلَا عَهْدَ لَهُ باشبع ثُمَّ قَالَ فَحَسِبُكَ دَاءً أَنْ تَبَيَّنَ بِهِ  
بِطْنَةً وَحَوْلَكَ أَكْبَادَ تَحْنُّ إِلَى الْقَدَاءِ اقْنَعْ مِنْ نَفْسِي أَنْ يَقَالَ أَنْتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا أَشَارَ كَهْمَ  
فِي مَكَارِهِ الدَّاهِرِ۔

● امام فرماتے ہیں: اگر آج میں چاہتا تو صاف شہد پی لیتا اور گندم کے معدہ کی روٹی کھاتا اور ریشمی لباس پہنتا۔  
یہ میرے لئے تیار ہیں لیکن بعید ہے کہ میں اپنے نفس کو لزیز کھانے کی طرف کھینچوں اور احتمال دوں کہ ہو سکتا ہے کہ ملک  
مجاز یا مامہ میں کوئی مسلمان سر شام کھانا کھائے بغیر سورا ہا ہو اور شکم سیر ہو کر زمین پر نہ گزارے۔ یہی در وجہ مرد کے

لئے کافی ہے کہ وہ شکم سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کے اطراف میں بھوکے ہوں۔

پس مومن وہ ہے کہ افطار کرتے وقت دستر خوان بچھاتا ہے۔ اس پر قسم قسم کے کھانے رکھتا ہے اس کو یاد ہونا چاہئے کہ محتاج کے افطار کرتے وقت ایک کاسہ گوشت کا نہیں رکھتے۔ قسم قسم کی لذیذ غذاش ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان کے پاس غذا کی خوبیوں نگہنے کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے۔

● دوسرا جملہ: اس روایت کا یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ صدقہ شیطان کی کمر کو توڑ دیتا ہے۔ یعنی مومن جب صدقہ دیتا ہے گویا اس نے اپنے اطراف میں ایک حصار کھینچا ہے کہ پھر شیطان میں قدرت نہیں ہے کہ اس کے اندر بخی پائے۔ چونکہ اس نے اہل بیت عصمت کی اقدامات کی ہے اور ان کے ساتھ اتصال پیدا کیا ہے۔ شیطان کہاں قدرت رکھتا ہے کہ اس جیسے شخص پر مسلط ہو جائے جیسے کوئی کسی کی کمر کو توڑ دے اور وہ اٹھنے پر قادر نہ ہو۔ صدقہ کے فوائد شمار سے باہر ہیں۔ معراج السعادہ میں فرماتے ہیں کہ مستحب صدقات کا ثواب بہت زیادہ ہے اور ان کے فوائد بے شمار ہیں۔ رسول اکرم سے منقول ہے کہ فرمایا: اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں کہ صدقہ بچاتا ہے مرض سے، مصیبت سے آگ میں جلنے سے، پانی میں غرق ہونے سے۔ گھر اور گرنے سے اور دیوانگی سے۔ آنحضرت نے ستر قسم کے شر کو شمار کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس صدقہ کی برکت سے ان آفات کو دور کرتا ہے۔

نیز آنحضرت سے مروی ہے ہر کوئی قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ کے نیچے ہو گا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے حساب سے فارغ ہو اور فرمایا قیامت کی زمین آگ ہے مگر مومن کے لئے سایہ ہے کہ جس کے نیچے وہ ہو گا یہ سایہ اس کا صدقہ ہو گا۔

نیز آنحضرت نے فرمایا کہ جب بھی کوئی سائل رات کو مرد کی صورت میں سوال کرے اس کو رد نہ کرو اور یہ تفصیل اس لئے ہے کہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ ایک ملک ایک مرد کی صورت میں رات کے وقت سوال کرے اور یہ اس کے لئے امتحان ہو اور مروی ہے کہ موئی پر وحی ہوئی کہ سائل کی عزت کرو۔ کچھ دینے کے ساتھ یا اچھا جواب دیکر کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ تمہارے پاس آنے والا شخص نہ جن سے ہوتا ہے اور نہ انس سے بلکہ ملائکہ میں سے ہوتا ہے کہ وہ امتحان لینا چاہتا ہے اس نعمت کا کر جو تجھے دی گئی ہے۔ اس لئے رسول خدا نے ترغیب فرمائی ہے کہ سائل کو رد نہ کرو اگر چہ وہ سائل گھوڑے پر سوار ہو۔ اور امام باقر سے مروی ہے کہ نیکی اور صدقہ دینا فخر کو دور کرتا ہے اور عمر کو زیادہ کرتا ہے اور صاحب صدقہ سے ستر قسم کی بلاوں کو دور کرتا ہے اور امام صادق سے مروی ہے کہ اپنے بیاروں کا علاج صدقہ کے ساتھ کرو اور

دعاوں کے ساتھ بادوں کو دور کرو اور روزی طلب کر و صدقہ کے ساتھ۔

سات سو شیطانوں کو باہر نکالتا ہے اور کوئی چیز شیطان پر مومن کے صدقہ دینے سے گران نہیں ہے یہ صدقہ ابتداء میں خدا کے ہاتھ میں آتا ہے۔ یعنی فقیر کے ہاتھ میں آنے سے پہلے۔ نیز آنحضرت سے مردی ہے کہ متحب ہے کہ یہاں کے لئے کوئی چیز سائل کو دی جائے اور وہ سائل کو کہے کہ اس کے لئے دعا کرے اور جو بھی صحیح کے وقت صدقہ دے خداوند تعالیٰ اس دن کی خوبیت کو اس سے دور کرتا ہے۔ جو رات کے اول حصہ میں صدقہ دے جو شر بھی اس رات آسمان سے نازل ہوتی ہے لہذا اس کو اٹھا دیتا ہے جناب امیر جب عشاء کی نماز پڑھتے تھے اور رات کا ایک حصہ گزر جاتا تھا تو ایک تحیلا کہ جس میں روٹی، گوشت اور پیسے ہوتے تھے اپنے کندھے پر اٹھاتے تھے اور مدینہ میں فقراء کے دروازے پر آ جاتے تھے اور ان میں تقسیم کرتے تھے اور کوئی بھی حضرت کو نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ دنیا سے چلے گئے فقراء نے دیکھا کہ وہ تقسیم اب نہیں ہو رہی ہے تو اس وقت انہوں نے جان لیا کہ وہ تقسیم کرنے والے حضرت امیر تھے اور باقی ائمہ طاہرینؑ کی بھی یہی حالت تھی۔

ابن شہر آشوب نے مناقب میں روایت بیان کی ہے کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو حضرت کی پشتخت تھی حضرت امام زین العابدینؑ سے پوچھا گیا کہ یہ کس چیز کا اثر ہے تو حضرت نے فرمایا: پشت پر کھانے کی چیزیں اور دیگر چیزیں یہ وہ عورتوں پتیم بچوں اور فقراء و ماسکینین تک پہنچایا کرتے تھے۔ اس وجہ سے پشتخت ہو گئی۔

متعدد کتابوں میں روایت ہوئی ہے کہ ایک عرب مدینہ میں وارد ہوا تو اس نے سوال کیا کہ مدینہ میں سب زیادہ کریم و تھجی کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اہل بیت سب سے زیادہ کریم و تھجی ہیں۔ اس نے اہل بیت کے بارے میں پوچھا تو سید الشهداء کا تعارف کراگیا وہ آخر حضرت کے گھر پر آیا اور یہ اشعار پڑھے:

لَنْ يَخَبَّ الآنَ مِنْ رَجَاحَكَ وَمَنْ حَرَّكَ مِنْ دُونَ بَابِ الْحَلَّةِ  
أَنْتَ جَوَادٌ وَأَنْتَ مُعْتَمِدٌ أَبُوكَ قَدَّ كَانَ قَاتِلَ الْفَسَقَةِ  
لَوْلَا اللَّذِي كَانَ مِنْ أَوَانِكُمْ كَانَتْ عَلَيْنَا الْجَحِيمُ مُنْظَفَهُ  
جب وہ یہ اشعار پڑھنے سے فارغ ہوا تو حضرت نے فرمایا: اے قبر! امال ججاز میں سے کوئی چیز باقی پڑی ہے؟ عرض کیا چار ہزار دینار موجود ہیں فرمایا: حاضر کرو کہ ایک شخص اس مال کے تصرف میں ہم سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

قبر نے اس کو حاضر کیا: آخر حضرت نے چار ہزار دینار عباء کے ایک گوشہ میں پاندھ دیئے اور دروازے کے

بچھے کھڑے ہو گئے اور رقم کے کم ہونے کی وجہ سے اعرابی سے شرم کرتے ہوئے دروازہ کے سوراخ سے اپنے ہاتھ کو باہر نکالا اور یہ اشعار پڑھیں:

خَذْهَا فِي أَيْكَ مُعْتَدِرٍ  
لَوْ كَانَ فِي سَيِّرَ نَا الْغَدَةَ عَسَا  
لِكِنْ أَيْبَ الرَّمَانِ دُوْغِيرٍ  
فَاعْلَمْ بَأْنِي عَلَيْكَ ذُو شَفَقَةٍ  
أَمْسَتْ سَمَانًا عَلَيْكَ مُنْدِقَةٍ  
وَالْكَفُّ مِنْيَ قَلِيلَةُ النَّفَقَةٍ

عربی نے اس رقم کو لیا اور بہت زیادہ رویا حضرت نے فرمایا: اے اعرابی! گویا تم نے ہمارے عطیہ کو کم سمجھا، جس کی وجہ سے گریہ کرتے ہو؟ عرض کیا کہ میں اس پر روتا ہوں کہ یہ سعادت کرنے والا ہاتھ کس طرح مٹی کے اندر ہو گا۔ اعرابی کو یہ پتہ نہیں تھا کہ گیارہ محرم کو سارے بان لعین ان دو ہاتھوں کو کاٹ دے گا۔ ناخ التواریخ مدیرۃ العاجز سے اور کتاب عوالم میں سارے بان کے قضے کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے۔



## مجلس نمبر 15

### راہ خدا میں دوستی اور دشمنی کرنا

امام صادقؑ نے فرمایا کہ خدا کے لئے دوستی شیطان کی دم کو کاٹ دیتی ہے اور استغفار اس کے پھیپھڑے کو پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ یہ کتنا یہ ہے کہ اس کے اوپر شیطان کے درمیان تباہن کلی پایا جاتا ہے جیسے کوئی کسی کو ہلاک کرنا چاہتا ہو اور کوئی صورت اس کے لئے نظر نہ آتی ہو تو افسوس کے ساتھ ہاتھ سر پر مارتا ہے اور اپنے ہاتھ کی پشت کو دانتوں سے کاتتا ہے کہ میں اس کو کیوں ہلاک نہیں کر سکا۔

حب فی اللہ اور بعض فی اللہ کا مطلب یہی ہے کہ یہ شیطان کو زمین گیر کرتی ہے اور وہ اس کے حامل کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا ہے اور اخبار اس بارے میں بہت زیادہ ہیں۔

”اصول کافی“ میں کفر اور ایمان کے بارے میں ایک باب منعقد کیا گیا ہے اور بہت سی اخبار کو نقل کیا گیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام صادقؑ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ فرمایا: جو خدا کے لئے دوستی کرے اور دشمنی رضاۓ خدا کے لئے کرے اور اسکی عطااء اور احسان خدا کے لئے ہوں تو ایسے شخص کا ایمان کامل ہے۔

اسی میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رہی کہ جس سے انسان تمکن کرے یہ ہے کہ دوستی اور دشمنی، احسان کرنا اور نہیں سے منع کرنا، سب کے سب کام خدا کے لئے ہوں۔

اس میں سند کے ساتھ امام باقرؑ سے اور انہوں نے رسول خدا سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ مومن کا مومن کو دوست رکھنا خدا کے نزدیک ایمان کے شعبوں میں سے بزرگتر یہ شعبد ہے آگاہ ہو جاؤ کہ جو دوست رکھے کسی مومن کو خدا کی رضا کے لئے اور منافق کے ساتھ دشمنی اور وعداوت رکھتا ہو رضاۓ الٰہی کے لئے۔ نیز اس کا انفاق اور عدم انفاق خوشنودی خدا کے لئے ہو تو ہر آئینہ وہ بزرگان خدامیں سے ہے۔

اُنی میں سند کے ساتھ ابی بصیر سے کہا کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ فرمایا: جو بھی رضاۓ الٰہی کے لئے

آپس میں دوستی کرے تو قیامت کے دن نور کے منبر پر ہو گا اس کی صورت بدن اور منبر سے قیامت کا صحراء میں روشن ہو گا اور اس نور کو پہچانا جائے گا۔ جب ایسے لوگوں سے ان کی حالت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو معلوم ہو گا کہ یہ وہ جماعت ہے کہ جو راه خدا میں ایک دوسرے کو دوست رکھتے ہیں۔

اسی کتاب میں سند کے ساتھ حضرت صادق رسول خدا سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا اپنے اصحاب سے کونسا رشتہ ایمان کے رشتہوں میں زیادہ مضبوط ہے انہوں نے عرض کیا: خدا اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: تم بتاؤ بعض نے کہا کہ وہ نماز ہے۔ بعض نے کہا کہ راہ خدا میں جہاد ہے۔ بعض نے کہا جو اور عمرہ ہے۔ رسول خدا نے فرمایا: ان میں سے جس قسم کا نام تم نے لیا اس میں فضیلت ہے لیکن وہ رشتہ زیادہ محکم نہیں ہے، ولکن اوثقُ عَدَى الْإِيمَانُ  
الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبَغْضُ فِي اللَّهِ وَتَوْلِي أَوْ لِيَأَهُلَّ اللَّهِ وَالتَّبَرُّى مِنْ أَعْدَاءِ اللَّهِ۔ یعنی ایمان کا محکم رشتہ راہ خدا میں دوستی کرنا اور رضاۓ خدا کے لئے دشمنی کرنا گویا اولیائے خدا کو دوست رکھنا اور خدا کے دشمنوں سے یزاری طلب کرنا۔

روایت ہے کہ اسی کتاب میں سند کے ساتھ ابو حمزہ ثمانی سے روایت ہے کہ امام زین العابدینؑ نے کفر میا: قیامت کے دن جبکہ اولین اور آخرین سے مخلوق جمع ہو گی تو منادی مدادے گا: کہاں ہیں وہ لوگ کہ جو راہ خدا میں دوست رکھتے تھے؟ ایک جماعت کھڑی ہو جائے گی ان سے کہا جائے گا کہ حساب کے بغیر بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ بہشت کی جانب چلے جائیں گے ملائکہ ان سے کہیں گے: تم کون ہو؟ دنیا میں تمہارا عمل کیا تھا؟ وہ کہیں گے: ہم وہ لوگ ہیں کہ دار دنیا میں فقط خدا کی رضا کے لئے دوستی رکھتے تھے۔ ملائکہ کہیں گے: نعم اجر العالمین عمل کرنے والوں کا بہت اچھا اجر ہے اور کافی میں سولہ روایت اس حصہ کے بارے میں نقل کی گئی ہیں ایسے شخص پر شیطان ہرگز مسلط نہیں ہو سکے گا۔

چوتھا فقرہ: استغفار ہے کہ یہ بندہ کے لئے ایک مضبوط قلمع ہے اور استغفار کی حقیقت خدا کو ہر حال میں یاد کرنا ہے البتہ ایسا شخص شیطان کے شر سے محفوظ ہے۔

کافی میں کئی روایات نقل کی گئی ہیں کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے دن سے رات تک اس کو مہلت دیتے ہیں۔ اس کے نامہ عمل میں نہیں لکھا جاتا اور اگر استغفار کرے تو فرشتے اس کا عمل نہیں لکھتے۔

بعض روایات میں ہے کہ سات گھنٹے تک مہلت ہے۔ ممکن ہے اشخاص کے اختلاف سے گناہوں کی کیت اور کیفیت میں اختلاف ہو۔ فرماتے ہیں: کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ مومن نے میں سال پہلے گناہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ

اس کو یاد دلاتا ہے کہ وہ استغفار کرے اور تو بہ کرتے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے اور اس کی تو بہ کو مقبول کرے۔ لیکن منافق جو گناہ بھی کرتا ہے فوراً بعد اسے وہ فراموش کر دیتا ہے۔

نیز فرمایا کہ ہر چیز کے لئے دوا ہوتی ہے اور گناہوں کی دوا استغفار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ اس سے بخش دیتا ہے۔

رسول خدا نے فرمایا کہ بہترین دعا استغفار ہے۔ نیز امام صادقؑ نے فرمایا کہ بندہ جب استغفار زیادہ کرتا ہے تو اس کا نامہ عمل آمان پر لے جاتے ہیں اور اس سے نور چکتا ہوا کھائی دیتا ہے۔

**قَالَ أَيُّوبُ الْمُؤْمِنُينَ يَبْلُجُ كَانَ فِي الْأَرْضِ أَمَانًا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ وَقَدْ رُفِعَ أَحَدُهُمَا فَدُونَكُمَا الْآخَرُ وَأَمَّا الْأَمَانُ الَّذِي رُفِعَ فَهُوَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَمَّا الْأَمَانُ الْيَاتِي فَإِلَّا سَتِّغَارٌ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَاكَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَاكَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ**

یعنی دو ا manus زمین میں تھیں ایک رسول خدا جب وہ دنیا سے چلے گئے تو دوسرا امان اپنی حالت پر باقی ہے اور وہ استغفار ہے۔ یعنی استغفار کروتا کہ تمہارے اوپر عذاب نازل نہ ہو اور گھوارہ امان میں رہو اور منہ الصادقین میں سورہ نوح میں کہا گیا ہے: فلاں کہ جو اہل سنت کے بزرگ علماء میں سے تھے وہ اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص امیر المؤمنین کے پاس آیا اور کہا: یا امیر المؤمنین میں بہت زیادہ گناہ کر چکا ہوں اور اپنے صحیفہ اعمال کو اس کے ساتھ سیاہ کر لیا ہے۔ دعا کریں تاکہ خدا امیرے گناہوں کو بخش دے حضرت نے فرمایا: جا کے استغفار کرو ایک دوسرے شخص نے آ کر کہا: یا امیر المؤمنین! میر انقصان پانی کی کمی کی وجہ سے ہوا ہے اور میری زراعت خشک ہو گئی ہے۔ دعا کریں تاکہ خدا بارش بر سائے فرمایا جا کر استغفار کرو ایک اور شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا: یا امیر المؤمنین میں ایک درویش شخص ہوں اور فقر و فاقہ کی وجہ سے مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ آپ دعا فرمائیں تاکہ خدا اپنے لطف و کرم سے مجھے کوئی انعام عطا کر دے فرمایا: جا کر استغفار کرو چو تھا شخص حضرت کی خدمت میں آیا اور کہا: میرے پاس مال بہت زیادہ ہے۔ لیکن میری کوئی اولاد نہیں ہے، دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھ کو فرزند عطا کرے۔

حضرت نے فرمایا: جا کر استغفار کرو ایک اور شخص اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا امیر المؤمنین میرے باغ میں میوے ہیں۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس میوے میں زیادتی عطا فرمائے۔ آنحضرت نے فرمایا: جا کر استغفار کرو ایک اور شخص نے کہا: یا سیدی ہمارے اطراف میں ایک چشم تھا جو خشک ہو چکا ہے پانی کی نہریں زمین کے اندر چلی گئی ہیں

اور نقطہ پیدا ہو گیا ہے آپ حضرت سے دعا کی التماس کرتا ہوں۔ فرمایا: جا کر استغفار کرو۔

ابن عباس نے کہا میں آنحضرت کی خدمت میں موجود تھا میں نے کہا: یا امیر المؤمنین آپ سے لوگوں نے مختلف سوالات کئے اور آپ نے سب کا ایک جواب دیا فرمایا: یا بن عباس! مگر آپ نے اللہ کے قول کو نہیں سنائے جسے فرماتا ہے: **فَقُلْتُ أَسْتَغْفِرُكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَارًا يُذْكُرُ سِلْ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدَارًا وَيُمَدِّدُكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبِنِينَ وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا۔**

یعنی استغفار و اس شخص کا جواب ہے کہ جو لوگوں کی بخشش طلب کرتا ہے: وَيَرْسَلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ يَوْمًا شخص کا جواب ہے کہ جو بارش طلب کرے و یمدد کم بااموال یا اس شخص کا جواب ہے کہ جو مال طلب کرتا ہے۔ اور بنین یہ جواب ہے اس کا جواہلا طلب کرے۔ وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّاتٍ یا اس شخص کا جواب ہے جو کہتا ہے کہ میرے باغ کے میوے کم ہوتے ہیں: وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا۔ اس شخص کا جواب ہے کہ جس کی نہریں خشک ہو چکی تھیں۔

نیز منیج میں امام باقر سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ فرمایا کہ ایک شخص نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا: میرے پاس بہت زیادہ مال ہے، لیکن میری اولاد نہیں۔ حضرت نے فرمایا ایک سال تک رات کے آخر میں سو مرتبہ استغفار کرو اگر رات کو فراموش کر دیجھوں تو دن میں اس کی قضا کرو اس کے بعد آیہ مذکورہ کی قرأت کی فرمایا: استغفار ہر درد کی دوایے اور ہر بیماری کا علاج ہے۔

لیکن پانچواں فقرہ کہ فرمایا: **لِكُلِّ شَئٍ رَّكَاهُ وَرَّكَاهُ الْأَبْدَانُ الْصِّيَامُ**، جانا چاہئے کہ زکوٰۃ کا معنی افت میں نما اور طہارت کے ہیں اور مال میں زکوٰۃ مال کے زیادہ ہونے کا سبب بنتی ہے۔

زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلہ رزرا چہ باغبان بہ برد نفع بیشتر گردد فطرہ کی زکوٰۃ بدن کو پاک کرتی ہے۔ بلا کو اس سے دور کرتی ہے اور روزہ بدن کو لوگوں سے پاک کرتا ہے اور شیطانی و سو سے اس سے دور ہوتے ہیں اس کے علاوہ بدن کی صحبت کا موجب بنتے ہیں۔ یعنی "صوموا تصحوا" کے مصدقہ کے چنانچہ جب بھی ماہ رمضان کے فوائد کے بارے میں غور و فکر کرے تو وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کس قدر حفظ صحبت کے موافق ہے۔ بخلاف یہود اور نصاریٰ کے روزے کے جس کے بارے میں پہلی مجلس میں تفصیل کے ساتھ بتا دیا گیا ہے۔

● اول یہ کہ روزہ اسلام میں گرمیوں میں ۱۶ گھنٹے اور سردیوں میں تقریباً دس گھنٹے ہوتا ہے۔

● دوسرا یہ ہے کہ اسلامی روزہ بہت زیادہ منظم ہے۔ بخلاف یہود اور نصاریٰ کے روزے کے، جیسا کہ آپ نے پہلے پہچان لیا۔

● تیسرا یہ کہ اسلامی روزہ کو خداوند متعال نے معین فرمایا ہے اور قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔ بخلاف نصاریٰ کے روزے کہ اس کو ان کے پا پنے جعل کیا ہے اور اس میں کمی زیادتی کی گئی ہے اور جو روزہ یہودی مذہب کی کتاب میں ذکر ہوا ہے فقط قربان کا روزہ یا کیسپور ہے۔ اور باقی کو ان کے علماء نے جعل کیا ہے اور انھیں میں روزے کا انکار کیا گیا ہے اور روزہ رکھنے کو ایک پرانا موضوع شمار کیا گیا ہے اور نصاریٰ نے اس روزہ کے رکھنے سے پہلو تہی کی ہے۔ چنانچہ باب نہم انھیں اور بعض رسالوں میں نقل کے مطابق ہے باب نہم میں انھیں مقی آیہ چودہ تاسیہ اس کے بارے میں تصریح کی ہے اور آپ نے اس کے نقیض کو اسراہ کیا ہے اور انھیں لکھنے والوں کا تناقض ان دو موضوعات کے پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔

● چوتھا اسلامی روزہ تمام سال میں پر اگنڈہ نہیں ہے بلکہ ایک معین مینے میں مقرر ہوا ہے۔ یہ علماء کے اختلاف سے محفوظ ہے بخلاف دوسرے ادیان کے روزہ کہ تمام سالوں میں پر اگنڈہ ہے اور ان کے معین کرنے میں ان کے علماء کے درمیان جھگڑا ہے۔

● پانچواں اسلامی روزے بہترین مہینہ میں ہیں کہ جس میں قرآن نازل ہوا ہے مقرر ہوئے ہیں یہ خود اس کے فضائل و خصائص میں سے ہے۔

● چھٹا پہلے درپیے تمیں روزے قرار دئے گئے ہیں کہ اپنے روئی اثرات تکمیل طور پر روزہ دار کو بخش دیتے ہیں۔ بخلاف یہود اور نصاریٰ کے روزہ کے کاس میں افراط اور تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ اور پھر ایک دن کے روزے یادوں کے روزہ سے کوئی مفید اثر ان پر مرتب نہیں ہوتا اور روح کو آبادہ کرنے سے پہلے روزے تمام ہو جاتے ہیں۔

● ساتواں: اسلامی روزے میں غذا کی ترتیب مرتب ہے کوئی اتنا زیادہ ضرر انسان پر وار نہیں ہوتا ہے۔ بخلاف دوسرے ادیان کے روزے کے حفظ الحجۃ کے خلاف اور امراض کے ایجاد ہونے کا موجب بنتا ہے۔ مسلسل تغیرات کی وجہ سے جو غذا کے برنامہ میں استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔

● آٹھواں: اسلامی روزہ تمام معین دنوں پر تقسیم ہے۔ بخلاف دوسرے ادیان میں کہ اس کا عمرہ اور زیادہ وقت رات کا ہے اور یہ بھوک اگر ایسی مدت میں ہو کہ بدن میں حرکت نہ ہو اور نیند کی حالت میں ہو تو جسم کو بہت لقصان پہنچ سکتا

ہے آج کے علم طب میں یہ ثابت ہے کہ نور اور حرارت کے سبب دن کا روزہ روزے دار میں تاثیر پیدا کرتا ہے بخاف رات کے۔

● نواں: بشارت اور ثواب اسلامی روزہ کے لئے ہے اور شارح مقدس نے اس کی جو شرح دی ہے دوسرے ادیان میں یہ بشارت موجود نہیں ہے۔ یہ بشارت روزہ دار لوگوں کے لئے شوق کا موجب بنتی ہے۔

● دسوال: روزہ اسلام کے دنوں میں کہ جو ماہ رمضان کا مہینہ ہوتا ہے دعائیں نمازیں اذکار روزہ دار لوگوں کے لئے مقرر ہوئے ہیں دوسرے ادیان میں اصلاً اس چیز کا وجود نہیں ہے۔ ان دعاؤں میں مشغول ہونا اور روزہ دار کا قرآن مجید کی تلاوت کرنا اس کے علاوہ اس کو سرگرم کرتا ہے۔ بسا اوقات وہ متوجہ نہیں ہوتا ہے کہ روزہ ہے یا نہیں یہ اس کو ایک روحانیت بخاتا ہے اور وہ خوش ہوتا ہے کہ اپنے خدا کے ساتھ راز و نیاز اور مناجات میں مشغول ہے۔ اولیائے خدا قاضی الحاجات کے ساتھ مناجات کو غنیمت شمار کرتے ہیں۔

جس طرح نویں محرم کی عصر کو لشکرنے خیام کی طرف ہجوم کیا تو حضرت امام حسین نے اپنے بھائی عباس کو بھیجا اور فرمایا: ان استطعتَ أَنْ تُؤَخِّرْهُمْ وَتَدْفَعُهُمْ عَنِّ الْعَشِيَّةِ لَعَلَّنَا نُصَلِّ لِرَبِّنَا إِلَيْهِ وَنَدْعُوهُ وَنُسْتَغْفِرُهُ فَهُوَ يَعْلَمُ إِنِّي قد أَحِبَّ الصَّلَاةَ لَهُ وَتَلَوَّهُ كَتَابِهِ وَكَثُرَ الدُّعَاءُ وَالاسْتِغْفارُ۔

عباس سے فرمایا: اس جماعت سے ملاقات کرو اگر ہو سکتے تو اس جگہ کوکل تک موخر کر دوتا کہ آج کی رات نماز میں مشغول ہو جائیں اور خداوند بے نیاز کے ساتھ مناجات کریں اور رات کو دعا اور استغفار میں گزاریں۔ اللہ جانتا ہے کہ میں نماز اور قرآن کی قرأت کو دوست رکھتا ہوں۔

## روزے کے طبی فوائد

جاننا چاہئے کہ روزہ نفس کے عدل اور صفات رذیلہ سے خالی اور صفات جیلہ سے آراستہ اور خدا کی اطاعت کا موجب بنتا ہے لیکن ہماری مراد اس مقام پر روزہ محنت بدن کے ساتھ مناسب ہے جس طرح خبر بنوی میں معروف ہے: صوموا تصحوار سالہ آگئی میں کہتا ہے: اصنہان کے ڈاکٹروں میں سے ایک اہم ڈاکٹر نے کہا: روزہ ایک ایسا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے تمام نقاط بدن کشافتات سے خار ہوتی ہیں اور کہتا ہے کہ واضح ہے کہ جب کسی ایک ادارہ کی خواک تمام نہ ہو جائے وہ کشافتات سے پاک نہیں ہوتا ہے بدن کی مملکت جس وقت پاک ہو جائے تو مددہ ایک مدت تک عمل کے بغیر رہ جاتا ہے اس طریقے پر کہ اپنے طبی و ظائف کو کم انجام دے اگر تمام اوقات عمل میں مشغول ہو جائے تو وہ خراب ہو جاتا

ہے یہاں تک کہا گیا کہ جس طرح اعضاء کیلئے غذا ضروری ہے آرام بھی ضروری ہے کہ وہ کام سے تھک نہ جائے اور آرام بھی ضروری ہے کہ وہ کام سے تھک نہ جائے خصوصاً اعصاب کے بھوک کے وقت اچھی طرح اپنے کام کو انجام دے سکتے ہیں خصوصاً ماغی اعصاب کا اس عمل کو اپنے لئے ضروری قرار دیتے ہیں۔

ڈاکٹر تو مانیا نس نصرانی کہتا ہے بہت بڑا فائدہ کم کھانے اور پرہیز کرنے میں ہے چونکہ معدہ گیارہ مینے غذا سے پرہیزا ہے ایک مہینہ کے دوران مواد غذائی کو اچھی طرح دور کر سکتا ہے اسی طرح جگر کہ جو غذا کو ہضم کرنے کے لئے ضروری ہے ہمیشہ اپنے صفراء کو مصروف رکھتا ہے تمیں روز کی مدت میں صفراء کے ترشحات کو جمع شدہ غذا کو حل کرتا ہے آلات ہاضمہ بھی غذا کے کم کھانے کے حاصل ہوتے ہیں اور اس سے تھکناوٹ بھی دور ہو جاتی ہے روزہ یعنی کم کھانا اور کم پینا سال کی ایک مدت میں علاج کے بہترین طریقوں میں سے ایک اور تندرتی کے حفظ کے وسائل میں سے ہے۔ طب جدید اور قدیم نے اس کی طرف متوجہ کیا ہے۔ مخصوص امراض کو کہ جو ہضم کے آلات کہ جو جگر وغیرہ کو لگے ہیں ان کو دواؤں کے ذریعہ علاج نہیں کھا جاسکتا ہے روزہ سے ان کا اچھی طرح علاج ہو سکتا ہے۔ اسی طرح بہترین طریقہ روزہ ہے۔ یہ دور کرنے کے لئے روزہ ہے۔ خصوصاً جگر کہ جو یقان کا شکار ہو جاتا ہے اس کے علاج کا بہترین طریقہ روزہ ہے۔ یہ امراض زیادہ تر جگر کی تھکناوٹ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں چونکہ زیادہ عمل کرتے وقت جگر صفراء خون سے اخذ نہیں کر سکتا۔ جب غذا ہضم ہو جائے تو اچھی طرح صفراء کو خون سے اخذ کرنے پر قادر ہوتا ہے اور اس کے بعد خون صاف ہو جاتا ہے۔ روزہ صحت اور تندرتی کے لئے ایک رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ جب ایک انسان ایک انسان ایک مدت تک معقول کی غذا سے ہر روز ہاتھ اٹھائے رکھے اور غذا کے استعمال میں تخفیف کرے دے تو پھر غذا کی طرف زیادہ خواہش ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں معدہ مواد غذا کو جو غذا ہضم کرنے کا عضو ہے۔ اس موقع پر نہایت آزادی کے ساتھ جذب کرتا ہے اور یہ غذا بدن کا جزء بنتی ہے واضح ہے کہ اس صورت میں انسان کی سلامتی اور تندرتی لوٹ آتی ہے۔



## مجلس نمبر 16

آیہ "وَاسْتَعِنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ" کا معنی  
وَاسْتَعِنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ کا معنی وَاسْتَعِنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا الْكِبِيرَةُ إِلَّا عَلَى  
الْخَشِينَ "سورہ بقرہ آیہ ۲۵"

امام صادق نے فرمایا: اذَا نَزَّلَتِ بِالرَّجُلِ النَّازِلَةُ الشَّدِيدَةُ لِيَصُمَّمْ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَ يَقُولُ  
وَاسْتَعِنُوا بِالصَّبْرِ۔ یعنی الصائم جب بھی کوئی مصیبت کسی شخص پر آجائے تو وہ روزہ کے ساتھ اس سے پناہ حاصل  
کرے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مدد طلب کرو صبر کے ساتھ اور صبر سے مراد روزہ ہے۔

منچھے الصادقین میں ہے کہ اس آیہ کے ذیل میں کہ صبر کے لئے مشکل امور پر فرج کا موجب ہے اور صبر سے مراد  
روزہ ہے۔ مدد طلب کرو جن چیزوں کے دنیا اور آخرت میں محتاج ہو روزہ رکھنے اور واجب نماز کے ساتھ۔ چونکہ روزہ  
نام ہے صبر کرنے کا منظرات کے ترک کرنے کے ساتھ کہ جو شہوات کو ختم کرتی ہیں۔

صلوٰۃ۔ ابجا اور توسل کے ساتھ نفس پا کیزہ ہو جاتا ہے۔ روزہ میں تمام بدنبی اور نفسانی عبادات پائی جاتی ہیں۔  
مردی ہے کہ رسول خدا اجب بھی غمگین ہوتے تھے نماز اور روزہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صلوٰۃ  
سے مراد لغوی معنی ہو اور وہ ہے دعا لیکنی بلاوں میں مدد طلب کرو صبر کے ساتھ اور دعا کے ساتھ پناہ حاصل کرو اور بلاوں  
کے دفع کرنے میں خدا سے تضرع کرو ولن جاوید میں علامہ ثقفی لکھتے ہیں: وَاسْتَعِنُوا مدد طلب کرو صبر کے ساتھ  
معصیوں کو ترک کر کے اطاعت کو بجالاتے ہوئے اور معصیوں پر صبر کرتے ہوئے تاکہ جنت کی نعمتوں تک پہنچ سکو۔  
کافی میں حضرت صادق سے نقل کیا گیا ہے کہ اس آیہ میں صبر سے مراد روزہ ہے۔ فیقہ اور عیاشی میں بھی آنحضرت سے  
لنق ہوا ہے کہ فرمایا: جب کسی شخص کو کوئی حادث پیش آئے تو اس کو چاہئے کہ روزہ رکھ لے۔ چونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ  
مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ اور صبر سے مراد روزہ ہے۔ عیاشی نے امام کاظم سے اس روایت کو نقل کیا ہے  
۔ نیز مدد طلب کرو پانچ وقت کی نمازوں کے ساتھ اور محمد وآل محمد پر درود پیچ کرو اور امام صادق نے فرمایا: کوئی چیز تم کرو کتی

ہے اس سے کہ جب کوئی غم امور دنیا میں سے تمہاری طرف رخ کرے تو وضو کر کے مسجد میں داخل ہو جاؤ اور دور کعت نماز پڑھ اور چاہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے ہم غم کو دور کر دے۔ کیا تم نے نہیں ساختا کے اس فرمان کو کہ صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔ اور کافی میں آنحضرتؐ سے نقل ہوا ہے کہ امیر المؤمنین جب کسی امر سے ڈرتے تھے تو نماز کو وسیلہ قرار دیتے تھے اور اس آیہ کوتلادت فرماتے: وَقُولُهُ تَعَالَى إِنَّهَا الْكَبِيرَةُ إِلَّا عَلَى الْخَاطِشِينَ، بعض نے انہا کی ضمیر کا مرجع صرف صلوٰۃ کو فرار دیا ہے یہ دیکھتے ہوئے کہ نماز عظیم اور گرائی ہے مگر صاحبان خشوع پر اور جو خوف الہی رکھتے ہیں نماز کی زحمت باقی عبادات سے زیادہ ہے چونکہ شب و روز پانچ مرتبہ خدا کی اطاعت کرنی پڑتی ہے اس لئے باقی عبادات سے اس کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ دن کاستون ہے باقی اعمال کی قبولیت کی شرط ہے اور مومن کی معراج ہے۔ اور فرشاء اور منکر سے روکنے والی ہے اور یہ نکتہ امام کی تفسیر میں پانچ وقت کی نماز کے ساتھ خصوص کر دیا گیا ہے چونکہ دوسری نماز میں چاہے واجب ہوں یا مستحب یہ مشکل اور شاق نہیں اور بکیرہ سے مراد گھنین اور شاق ہے۔ چنانچہ تفسیر صافی میں یہی معنی تفسیر کیا گیا ہے۔ بعض نے انہا کی ضمیر کا مرجع استعانت با صبر اور صلوٰۃ کو فرار دیا ہے اور یہ خشوع کرنے والوں پر آسان ہے۔ اس لئے کہ مطلق عبادات خاتمین کے لئے لذت کے اسباب ہیں۔ چونکہ اطاعت کے ثمرات سے آگاہ ہیں اور اپنے آپ کو محبوب حقیقی کے حضور میں دیکھتے ہیں اپنے آپ کو خالق کے ساتھ گفتگو میں مشغول جانتے ہیں۔ اس لئے لذت حاصل کرتے ہیں۔ وہ راز دنیا میں سرگرم ہیں، اس لئے عبادت میں زحمت کا احساس نہیں کرتے۔ چنانچہ پیغمبر اکرم نماز کے موقع پر بلال سے فرماتے تھے: أَرْجُنِي يَا بَلَالُ لِيْعَنِي اذان دو اور ہمارے لئے آسائش فراہم کرو اور فرماتے تھے میں تمہاری اس دنیا سے تمیں چیزوں کو دوست رکھتا ہوں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کا نور نماز میں ہے بھیں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نمازوں کے ساتھ مانوس ہونے کی وجہ سے جس طرح دنیوی اعتبار سے طبیعت ہے کہ خوشبو اور عورتوں سے لذت حاصل کرتے تھے۔ نماز سے بھی ان کو اس سے زیادہ لذت حاصل ہوتی تھی۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے نفس کی ریاضت کو عبادت کا عادی بنالے تو وہ سمجھتا ہے کہ منحات کی لذت تمام لذتوں سے بلند ہے۔

اگر لذت ترک لذت بدنی دیگر لذت نفس ہے ہو وہ دانی

امیر المؤمنینؑ کی مناجات ہمارے مدعا کے صدق پر شاہد ہیں۔ جھٹی مجلس میں ابو درداء کے قصہ سے معلوم ہوا کہ

امیر المؤمنین کس طرح مناجات کرتے تھے۔ ”

## علی علیت کے بارے میں ضرار کی گفتگو

کتاب دراظیم فی مناقب الائمه تالیف شیخ جلیل جمال الدین یوسف بن الحاتم الشامی شاگرد محقق صاحب شرائع علی بن طاؤسؑ کے ہم عصر وہ ضرار بن خطاب سے حدیث بیان کرتے ہیں کہا: میں معاویہ کے پاس گیا اس نے میرے سامنے مجھ سے کہا علیؑ کی تعریف کرو۔ ضرار نے کہا: خدا کی قسم میرے مولا علی بن ابی طالبؑ کے مناقب بے شمار ہیں انہوں نے کبھی بھی خواہشات میں قدم نہیں رکھا قضاوت کرتے وقت ذرا برابر عدل سے کنارہ گیری نہیں کی ہے۔ علم کے چشمے ان کے اطراف سے پھونٹتے تھے مند سے موتیوں کی بارش ہوتی تھی۔ دنیا اور دنیا کی زیست سے فرار کرتے تھے وحشت زدہ شخص کی طرح اور رات کی تاریکی سے مانوس ہوتے تھے۔ اور اپنے خدا کے ساتھ مناجات کرتے تھے خدا کی قسم میرے مولا کے رخسار پر پے درپے آنسو چاند کی طرح دکھائی دیتے تھے اور وہ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے بہت گھرے تفکر کے سمندر میں چلے جاتے تھے اور اپنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند کرتے تھے اور اپنے نفس سے خطاب کرتے تھے اور اس کو پروردگار کی اطاعت کی طرف راغب کرتے تھے کہانے اور پینے میں بہت زیادہ اقتصاد کے پابند تھے کہ دوسرے اس کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اے معاویہ! خدا کی قسم ہمارے مولا ہمارے درمیان تو ایسا دکھائی دیتا تھا کہ ہم میں سے ایک ہیں اور جب بھی کوئی ان پر وارد ہوتا تو اسے اپنے پاس بھاتے تھے، اپنے مہربان بھائی کی طرح اس کے ساتھ کلام کرتے تھے، جب ہم ان سے سوال کرتے تھے تو وہ جواب دیتے تھے اگر ہمیں سوال سے شرم آتی تو خود بخود ہمیں جواب دیتے تھے۔ فقراء اور مساکین کو دوست رکھتے تھے اہل باطل فساد کرنے پر جرأت نہیں کرتے تھے۔ چونکہ جانتے تھے کہ علیؑ عدل اور انصاف کے ساتھ ان سے انتقام لیں گے اور ضعیف لوگ خوشحال تھے کہ ان کے حقوق مولا کے عدل کی وجہ سے پامال نہیں ہوں گے۔ اے معاویہ! خدا کو شاہد اور گواہ فرار دیتا ہوں کہ میں نے بعض اوقات علیؑ کو دیکھا کہ بعض اوقات رات کی تاریکی نے عالم کو احاطہ کیا ہوتا تھا اور آسمان کے ستارے درخشان تھے اور وہ مجری عبادت میں اپنی ڈاڑھی کو اپنے ہاتھ کے ساتھ پکڑے ہوئے تھے جیسے کسی کوسانپ نے ڈسا ہو۔ وہ اپنے آپ کو سیئتے تھے اور اس عورت کی طرح کہ ”جس کا جوان بیٹا مر گیا ہو،“ نالہ کرتے تھے اور میں مستاخدا کفر ماتے تھے: اے دنیا! کیا تم میری طرف راغب ہوئی ہو اور مجھے دھوکہ دینا چاہتی ہو؟ دور ہو جاؤ اور جان لو کہ میں نے تمہیں تین طلاقیں دے دی ہیں کہ پھر تمہاری طرف رجوع نہیں ہے اور میں نے تمہیں پیچانا کہ تمہاری عمر کم ہے اور تمہاری شان پست ہے اور تمہارا منافع بہت کم ہے اور تمہارا حساب بہت زیادہ خخت اور تمہارا عقاب بسا اوقات بہت زیادہ دشوار ہے۔ اس کے بعد فرمایا: آہ زادرہ اور تو شہ

کی کی سے اور سفر آخوت کی دوری سے اور ان کے حخت ہولناک موارد سے کہ ایسی آگ ہو گی کہ جو جگر اور دل کو پچھلانے والی ہو گی اور ان کو بھون دے گی۔

ضرار نے کہا معاویہ ان کلمات کو سننے کے بعد اس قدر روایا کہ اس کی ڈاڑھی تر ہو گئی وہ چینختا تھا اور جو لوگ اس کے اطراف میں تھے وہ بھی رونے لگے۔ اس کے بعد معاویہ نے کہا کہ خدار حمت کرے ابو الحسن پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے جیسا کہ تم نے بیان کیا۔ اب اے ضرار! کہو کہ علی کی جدائی اور فراق میں تمہارا حزن کس قدر ہے۔ ضرار نے کہا: میرا غم علی کی خاطر اس ماں کی طرح ہے کہ جس کے فرزند کا اس کے دامن میں سر کوتن سے جدا کیا جائے کہ کسی وقت بھی آنکھوں کے آنوثم نہ ہوں اور دل کی جلن کم نہ ہو۔

حضرت ابی عبداللہ الحسینؑ کی مناجات کو انس بن مالک بیان کرتا ہے کہ میں نے کہا: کہ معلمہ میں حسینؑ کو خدمت مجہ الکبریٰ کی قبر کے کنارے دیکھا کہ اپنی مناجات میں فرماتے تھے۔

فَارَحَمْ عُبَيْدَةً إِلَيْكَ مَلْجَاهُ  
طُوبَى لِعَبْدِِ تَكُونُ مَوْلَاهُ  
يَشْكُو إِلَى ذِي الْجَلَالِ بَلْوَاهُ  
أَكْثُرُ مِنْ حُبَّتِهِ لِمَوْلَاهُ  
أَجَابَهُ اللَّهُ فَمَبَسَّاهُ

يَارَبِ يَارَبِ أَنَّتِ مَوْلَاهُ  
يَا ذَالْمَعَالِيِ إِلَيْكَ مُعْتَمَدِي  
طُوبَى لِمَنْ كَانَ حَائِفًا وَجَلَّا  
وَمَا يَبْرُئُ عَلَاهُ وَلَا سُقْمٌ  
إِذَا أَشَّكَ بِثَنَّهُ وَغَصَّهُ

اس وقت ایک ہاتھ نے درج ذیل اشعار کے ساتھ جواب دیا:

لَبَيْكَ عَبْدِي فَأَنْتَ فِي كَنْفِي  
صَوْتُكَ تَشَاقَّهُ مَلَأَ يَكْتَنِي  
سَأَنْزِي بِلَامَعَبَةٍ وَلَا رَهَبٌ  
تَلَكَّاهُ كَمْ جَدَ آپ خون میں تیر ہے تھے فرماتے تھے:

نَرَكَتُ الْخَلْقَ مُطَرَّأً فِي هَوَّاكَ  
وَأَيْتُمْتُ الْعِيَالَ لِكَ أَرَاكَ

بارالہا! میں نے تیری محبت میں تمام خلوق کو چھوڑ دیا اور اپنے عیال کو یقین کر لیا اس لئے کہ مجھ کو دیکھ لوں۔

بَرَّ بَرَّ بَرَّ بَرَّ

## مجلس نمبر 17

**روزہ دار کے لئے ملائکہ کا دعا مانگنا**

منہاج النجات میں کہا ہے: عَنِ النَّبِيِّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ وَكُلَّ مَلَائِكَةَ بِالدُّعَاءِ لِلصَّائِمِينَ۔  
حقیقۃ اللہ نے ملائکہ کو روزہ دار کے لئے دعا کرنے پر مقرر فرمایا ہے وَقَالَ أَخْبَرَنِي جَبْرِيلُ عَنْ رَبِّهِ أَنَّهُ قَالَ مَا أَمْرَتُ مَلَائِكَتِي بِدُعَاءٍ لَا حَدَّ إِلَّا لِلصَّائِمِينَ اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جبریل نے مجھے خبر دی ہے پروردگار جیل سے کہ فرمایا: میں نے ملائکہ کو حکم نہیں دیا کہ کسی کے لئے دعا کریں مگر روزہ داروں کے لئے۔

یہ بھی جانا چاہئے کہ دعا کا مسئلہ اہم امر ہے۔ کافی میں چند باب دعا کے لئے ہیں فرمایا: ان میں سے بعض روایات کے مضمون کو اس مختصر آذیت دی ہے۔

امام محمد باقر اس آیتی تفسیر میں: إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنِ عِبَادَتِي سَيَدِ الْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاهِرِيَنَ۔ فرماتے ہیں کہ اس عبادت سے مراد دعا ہے یعنی جو لوگ دعا مانگنے سے تکبر کرتے ہیں وہ جلد ذلت اور خواری کی حالت میں جہنم میں داخل ہونگے اور سب سے افضل عبادت دعا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ سے مردی ہے کہ میسر بن عبد العزیز نے فرمایا خدا کو پکار دیئے کہ جو کچھ مقدر میں ہے وہ ہو کر ہے گا جو نکہ تمہارے لئے خدا کے نزدیک ایک مقام ہے کہ تجھ کو نہیں دی جائے گا مگر وہی چیز کہ جو خدا سے مانگو گے۔ اگر سوال نہیں کرو گے تو وہ تجھ کو نہیں دی جائے گی۔ اے میسر! کوئی دروازہ نہیں کھنکھٹا گے مگر اس امید کے ساتھ کہ کھل جائے۔

حضرت صادقؑ اپنی محمدؐ نے فرمایا: رسول خدا فرماتے تھے کہ دعا مومن کا اسلحہ ہے اور دین کا ستون اور آسمان اور زمین کا نور ہے اور نجات کی چابی ہے اور حاجت کی برآوری کا موجب ہے اور بہترین دعا وہ ہے کہ جو پاک سیند اور صاف سترے دل سے لٹکا اور دعا مومن کے لئے پڑے اور جب کسی دروازے پر بہت زیادہ دق الباب کرو گے تو وہ لامحال تمہارے لئے کھل جائے گا۔

نیز فرمایا: تمہارے اوپر لازم ہے انبیاء کا سلسلہ۔ عرض کیا گیا: کہ انبیاء کا سلسلہ کو نہیں ہے؟ فرمایا کہ وہ دعا ہے۔ نیز فرمایا: دعا سے رد کرتی ہے کہ جو مقدر میں ہے۔ یعنی جس کا نازل ہونا حقیقی ہے اور جو مقدر نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا جو کچھ مقدر میں ہے اس کو ہم نے سمجھا اور جو مقدر نہیں ہوا ہے اس کا کیا مطلب؟ امام صادق نے فرمایا دعا قضاء مبرم کو رد کرتی ہے اور فرمایا کہ دعا نازل شدہ بلا اور نازل نہ ہوئی بلاؤ کو دور کرتی ہے اور اخبار اس باب میں بہت زیادہ ہیں۔ نیز امام صادق نے فرمایا کہ دعا ہر دوڑ کے لئے خفاء ہے جس طرح بادل بارش کا نگهدار ہے دعا اجابت کی نگهدار ہے۔ جب بھی کوئی بندہ اپنے خالق کی طرف اپنا ہاتھ بلند کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ کو شرم آتی ہے کہ وہ خالی ہاتھ واپس جائے۔ البتہ خدارحمت سے کوئی چیز اس کے شامل حال ہو جاتی ہے اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنا ہاتھ دعا کے لئے آسان کی طرف بلند کرتا ہے اس کو واپس نہیں کرتا ہے جب تک اپنے ہاتھ سے اپنے چہرہ اور سر کو ٹھہر نہ کرے۔

نیز فرمایا: اپنے اصحاب سے کہ آیام طولانی بلا اور کم مدت والی بلا کو جانتے ہو؟ آنحضرتؐ کے اصحاب نے عرض کیا: ہم نہیں جانتے فرمایا: جس وقت عبد کو دعا کرنے کے لئے الہام ہو جائے پس جان لو کہ اس بلا کی موت کوتاہ ہو گی یعنی جلد از جلد اس سے دور ہو جائے گی اور جس بندہ پر بلانا زل ہو جائے اور دعاء مانگنے کے ہر آئینہ اس کی بلا بیسی ہو جاتی ہے پس جب بھی تم پر بلانا زل ہو جائے تم پر لازم ہے دعا اور تضرع کرنا اور آسامیش کے وقت دعا مانگنا یہ موجب ہوتا ہے کہ شدت اور بلا کے وقت اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

نیز فرمایا جب بھی دعا مانگو تو بار بار مانگو اور اپنی حاجت کا نام لیکر پکارو۔ خداوند متعال تمہاری حاجت کو جانتا ہے لیکن دوست رکھتا ہے کہ تم اس کی طرف اپنی حاجت کو پیش کرو اور فرمایا دعا کے لئے بہترین اوقات جب ہوں میں چلیں اور بارش ہو رہی ہو اور نماز و تر میں نماز فجر کے بعد ظہر اور مغرب کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت اذان کہتے وقت اور جب بھی تمہارے دل میں رفت پیدا ہو جائے تو خدا کو پکارو اور دل میں رفت پیدا نہیں ہوتی مگر یہ کہ شواب سے خالی ہوا ہو اور دعاء مانگنے سے پہلے کوئی چیز صدقہ دو اور اپنے ہاتھوں کو آسان کی طرف بلند کرو اور کوشش کرو کہ روتا آجائے۔ آنسو کا ایک قطرہ آگ کے دریا کو بجا دیتا ہے اگرچہ ہر آنکھ قیمت کے دن گریاں ہے مگر وہ آنکھ کہ جو خوف خدا سے آنسو بہائے اور وہ آنکھ کہ جو حمار اللہ کو دور رکھے اور وہ آنکھ کہ جو پروردگار کی اطاعت کے لئے شب بیداری میں گزارے دعا کرتے وقت خدا کی حمد اور ثناء بجا لاؤ اور رسول خدا پر درود بھیجو۔ مخفی نہ رہے کہ یہاں تک ابتداء مجلس سے مکمل طور پر کافی سے ماخوذ ہے

## دعا کیوں قبول نہیں ہوتی.....؟

ایک مرد نے امیر المؤمنین سے سوال کیا اور کہا: یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ادعونی استجب لکم مجھے پکار و تمہاری دعا قبول کروں گا۔ پس جب ہم انہیں پکارتے ہیں تو وہ کیوں نہیں قبول کرتا ہے حضرت نے فرمایا وہ اس لئے کہ تمہارے دل آٹھ حصہ کے اندر خیانت کرچکے ہیں اور جب وہ خیانت کے ساتھ آ لو دہ ہوئے ہیں تو پھر دعا کہاں مستجاب ہوگی۔

﴿۱۰۷﴾ پہلا: یتم نے خدا کو پیچانا لیکن خدا کے حق کو ادا نہیں کیا جیسا کہ ادا کرنے کا حق ہے

﴿۱۰۸﴾ دوسرا: تم اپنے پیغمبروں پر ایمان لائے لیکن پیغمبر کی روشن کے ساتھ مخالفت کی اور ان کے آئین پر عمل نہیں کیا پس ایمان کا شمرہ کہاں ہے؟۔

﴿۱۰۹﴾ تیسرا: تم نے قرآن مجید کی تلاوت کی اس کے مطابق نہ چلتے تم نے کہا کہ ہم نے سننا اور اطاعت کریں گے لیکن تم نے مخالفت کی۔

﴿۱۱۰﴾ چوتھا: یہ کہ تم نے کہا کہ ہم جہنم کی آگ سے ڈرتے ہیں اس کے باوجود گناہوں کے ساتھ آگ کی طرف جا رہے ہو۔ پس تمہارا ذرنا کہاں ہے۔

﴿۱۱۱﴾ پانچواں: تم نے دعویٰ کیا کہ ہم بہشت کو طلب کرتے ہیں اس کے باوجود تم ایسا کام کرتے ہو کہ جو تمہیں اس سے دور کرتا ہے پس تمہاری رغبت کہاں ہے؟

﴿۱۱۲﴾ چھٹا: یہ کہ تم نے خدا کی نعمت کو کھایا اور شکرا دانہ کیا۔

﴿۱۱۳﴾ ساتواں: یہ کہ خدا نے تمہیں حکم دیا کہ شیطان کے ساتھ دشمنی کرو تم نے اس کو اپنادشمن قرار دنے دیا اس کے باوجود تم نے اس سے منہ نہیں پھیرا اور اس کی مخالفت نہ کی آٹھویں لوگوں کے عیبوں کو اپنے آنکھوں کے سامنے رکھا اور اپنے عیبوں کو پس ڈالا جس کی تم ملامت کرتے ہو حالانکہ تم اس سے زیادہ ملامت کے سزاوار ہواں کے باوجود کس طرح تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعا قبول ہو جائے پس خدا سے ڈروا اور اپنے کاموں کی اصلاح کر لوا اور اپنی نیتوں کو خالص قرار دو اور لوگوں کو نیکی پر آمادہ کر لوا اور برائی سے روکوتا کہ خدا تمہاری دعاوں کو قبول کرے۔

ان تمام تفصیلات کے باوجود ہماری تکلیف دعا مانگنا ہے خبر میں ہے کہ خدا نے آدم ابوالبشرؐ ووجی کی کہ میں نے

تمام نیکیوں کو چار کلمات میں قرار دیا ہے۔ ایک میرے ساتھ خاص ہے ایک تمہارے ساتھ خاص ہے ایک میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے ایک تمہارے اور باقی لوگوں کے درمیان ہے۔ وہ جو میرے ساتھ خاص ہے یہ ہے کہ عبادت میں کسی کو میرا شریک قرار نہ دو عبادت میرے ساتھ خاص ہے۔

دوسرایہ کہ تمہارے ساتھ خاص ہے وہ ہے عمل اگر خالص ہو گا تو تمہیں جزا دی جائے گی عمل کی مقدار کے مطابق۔ ایک وہ ہے کہ جو میرے اور تمہارے درمیان مشترک ہے وہ ہے تمہاری طرف سے دعا کرنا اور میری طرف سے قبول کرنا ہے وہ جو تمہارے اور باقی مخلوق کے درمیان ہے اپنے دینی بھائی کے لئے اس چیز کو پسند کرو جو کچھ اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

طاوس بن کیسان کہ جو طاؤس الفقيہ کے نام سے معروف ہے کہا کہ میں بیت الحرام میں داخل ہوا تو دخراں نالہ کونا کوئی اپنے خدا کے ساتھ مناجات کرتا ہے اور راز و نیاز میں مشغول ہے اور کہتا ہے:

**يَا أَمَّنْ يُجِيبُ دُعَاءَ الْمُضطَرِ فِي الظُّلْمِ يَا كَاشِفَ الضُّرِّ وَالضَّرِّ وَالبَلْوَى مَعِ**

**قَدَنَامَ وَفَدُكَ حَوْلَ الْبَيْتِ قَاطِبَةً السَّـ وَإِنْ تَرَدْ عَلَيْكَ إِقْيَادِيْمَ لِمَ تَنْمِ**

**إِنْ كَانَ عَفْوُكَ لَا يَرْجُوهُ ذُو صَرْفٍ فَمَنْ يَجُودُ عَلَى الْعَاصِيَنِ بِالنِّعْمِ**

طاوس کہتا ہے کہ اچانک وہ آواز خاموش ہو گئی میں اس جگہ گیا تو دیکھا امام زین العابدین ہیں کہ بے ہوشی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ان کے سر کو اپنے دامن میں لیا۔ میری آنکھوں کے آنسو اس رخسار پر گرپڑے کہ جو چاند سے زیادہ روشن تھا۔ انہوں نے آنکھیں کھولیں فرمایا: من اشغالتی عن ربی، ”کس نے مجھے اپنے رب سے اعراض کرایا۔ طاؤس نے کہا یا بن رسول اللہ آپ کا ناتار رسول خدا اور جعلی مرتفعی آپ کی ماں قاطمة زہراء آپ کا باپ حضرت سید الشہداء“ اس کے باوجود یہ رونا کس لئے ہے حضرت نے فرمایا: چھوڑ دو میرے جدا اور بابا کی حدیث کو خداوند تعالیٰ نے جہنم کو قرار دیا ہے گناہ کاروں کے لئے اگرچہ یہ قریشی ہوا اور بہشت کو زینت دی ہے اطاعت کرنے والوں کے لئے اگرچہ غلام جبشی ہوا۔ طاؤس! افلاً اکونْ عَبْدًا شُكُورًا کیا میں شکر گزار بندہ نہ ہوں ذکر کیا گیا ہے کہ کربلا میں جب غل زنجیر کو حضرت کی گردون میں ڈالا تو رونے اور فرمایا اس زنجیر کو دیکھ کر جہنم کی زنجیریں یاد آگئیں اس لئے رو دیا۔



## مجلس نمبر 18

روزہ دار کے منہ کی خوبیوں کے بیان میں

منہاج البجاۃ میں لکھتے ہیں: عَنِ الصَّادِقِ أَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِ مُوسَىٰ مَا يَعْنَكُ عَنْ مَنَاجَاتِي قَالَ لِخُلُوقٍ فِي فَلَوْحَى اللَّهِ إِلَيْهِ يَا مُوسَىٰ الْخُلُوقُ فِيمُ الصَّائِمُ عِنْدِي أَطِيبُ مِنْ رِيحِ الْمَسَكِ۔“

آنحضرت نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے موی کی طرف وحی کی کوئی چیز میری مناجات سے مانع ہے عرض کی میرے منہ کی بدبو مانع ہے کہ میں تیرے کے ساتھ مناجات کرلوں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے موی کی طرف وحی کی کہ روزہ دار کے منہ کی بوی میرے نزدیک کستوری کی خوبیوں سے زیادہ خوبیوں ہے یہ بھی جانتا چاہے عوالم علیہ میں میں میں کہ گناہ گاروں کی بدبو گندیدہ مردار سے زیادہ بدبو دار ہے اور اس عالم میں گناہ گار گناہ کے بجالانے سے لذت حاصل کرتا ہے اور عبادات بجالانے کو اپنے لئے مشقت سمجھتا ہے اس لئے روزہ دار کے منہ کی بوناپنڈ ہے لیکن چونکہ عبادات ہے عوالم علیہ میں مشک اور عنبر سے زیادہ خوبیوں دار ہو گا۔ اس سے پہلے ساتویں مجلس میں ذکر کیا تھا کہ جب بھی کوئی جھوٹ بولے تو اس کے دل سے بدبو نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ عرش تک پہنچتی ہے اور ستر ہزار فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں حالانکہ جھوٹ بولنے والا اپنے جھوٹ سے لذت حاصل کرتا ہے۔

حجاج بن یوسف کے احوال میں لکھا گیا ہے کہ کہتا تھا کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ لذیذ چیز خون کا بہانا اور سر کو جدا کرنا ہے۔ باجملہ جب بشر پر جس قوہ ملکوتی اس پر غالب آتی ہے تو اس کو عبادات سے لذت حاصل ہوتی ہے اور گناہوں سے نفرت کرتا ہے اور اس کے منہ کی بو جب آسمان میں چلی جاتی ہے تو وہ بوكستوری اور عنبر میں تبدیل ہو جاتی ہے اور بلا نکہ اس کی آواز کے مشاق ہوتے ہیں۔ اس کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں لیکن منافق اگر چہ وہ مشک و عنبر کے درمیان غوط کھائے اس کی بولانکہ کے نزدیک مردار سے بھی زیادہ بدبو دار ہوتی ہے۔ چونکہ سخت شرط ہے اجزاء کی

ترکیب میں گناہ گار میں ایک عجیب حالت پیدا ہوتی ہے کہ بد بودار سے خوش حال ہو جاتا ہے اور اس کی طرف جلدی کرتا ہے اور اپنے چنگال سے اس کو اپنے حلقوہ میں سے آیا ہے اور اپنے آشیانہ میں لے جاتا ہے۔

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک جاروب کش ہمیشہ بالوعہ (گئر) اور مزبلہ (گندگی) صاف کرنے میں وقت گزارتا تھا ایک دن اس کا گزر اس بازار سے ہوا کہ جہاں عطر بیچتے تھے اچانک اس کی حالت خراب ہو گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا زمین پر گرا عطر والے بار بار اس کے ناک میں عطر ڈالتے تھے اس سے اس کی حالت اور زیادہ خراب ہوتی گئی۔ اس جیسے ایک جاروب کش کا گزر روہاں سے ہوا تو اس کی حالت دیکھ کر کہا: تم چاہتے ہو کہ اس کو عطر کے ساتھ ہوش میں لانا چاہتے ہو؟ حالانکہ اس عطر کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے۔ کہا گیا تو اس کا کیا چارہ ہے۔ کہا بھی اس کو ہوش میں لے آتا ہوں چلا گیا اور تھوڑی سی نجاست لے آیا اور اس کے ناک کے نزدیک رکھی تو وہ فوراً ہوش میں آ گیا۔ البتہ گناہوں پر اصرار کی وجہ سے طبیعت میں تبدیلی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ گناہ سے لذت حاصل کرتا ہے اور عبادت اس کے نزدیک کڑوی اور ثقلی ہوتی ہے اور اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ مومن مسجد میں اس طرح ہے جس طرح مچھلی پانی کے درمیان ہوتی ہے چنانچہ مچھلی پانی میں تیرنے سے لذت حاصل کرتی ہے مومن بھی مسجد میں رہنے سے لذت حاصل کرتا ہے اور منافق کی مثال اس طرح جس طرح پرندہ قفس میں ہو جس طرح مرغ قفس کے اطراف کو چونچ مارتا ہے تاکہ وہاں سے نجات مسجد میں حاصل کرے۔ منافق اگر اتفاق سے مسجد میں آجائے کوشش کرتا ہے۔ کہ جلد از جلد مسجد سے نکلے اور خبر میں ہے: **کَسَّلَانْ عِنْدَ الطَّاعَةِ شُجَاعْ عِنْدَ الْمَعْصِيَةِ**، اطاعت کے وقت سستی کرنے والا معصیت کے وقت بہادر۔

## محبیت حکایت

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان پر ایک بد کردار عورت اس کے صن و جمال کی بناء پر اس پر فریغتہ ہوئی چونکہ شکاری اپنے شکار کی تلاش میں تھا وہ اس جوان کی جستجو میں تھی اس کو کسی بہانہ اپنے گھر میں سے آئی اور اس پر دروازہ بند کیا اور اپنا مقصد بیان کیا۔ جوان نے کہا ایسا کام ہرگز مجھ سے نہیں ہو سکے گا وہ عورت کہ جو اس مکار اور حیلہ سے جوان کو گھر لے آئی تھی بڑی ناراحت ہوئی چونکہ وہ جوان راضی نہیں ہے اس نے اپنی کنیزوں کو حکم دیا اس کو باندھ کر اس کو مارو۔ جوان نے دیکھا کہ اب ہلاک ہو جاؤں گا اپنے آپ سے کہا کہ کچھ کمر سے کام لینا چاہیے اس نے کہا کہ مجھے نہ مارو میں راضی ہو گیا جب اس کو کھولا گیا تو کہا کہ بیت الخلاء میں جا کر طہارت کرنا چاہتا ہوں جب بیت الخلاء میں داخل ہوا اپنے سارے بدن کوسر سے لیکر پاؤں تک نجاست لگادی اور باہر آ گیا کنیزوں نے اس کو جب اس حالت میں دیکھا تو بھاگ

گئیں کہ کہیں ان کو نجاست نہ لگو وہ نوجوان گھر کے دروازہ پر آیا دروازہ کو کھولا اور وہاں سے بھاگ گیا اس کے بعد نہ پر گیا اور بدن کو دھویا اپنے آپ کو دھونے کے بعد ایک لباس نہر کے کنارے دیکھا اس لباس کو پہنا کہ اس لباس سے مشک اور غیر کی خوبی آ رہی ہے وہ جوان جب تک زندہ تھا یہ خوبی اس سے جدا نہیں ہوتی تھی البتہ یہ عطر کی خوبی نفس کی عفت اور نفس کو نگاہ سے بچانے کی وجہ سے تھی۔ دنیا میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کبھی معصیت کی وجہ سے انسان کا بدن مسخ ہو جاتا ہے اور بدیودار ہو جاتا ہے۔

### امام حسینؑ کے قاتلوں کی حکایت

چنانچہ محرم وقائع الایام کی جلد میں خیابانی اور دارالسلام میں شیخ محمود عراقی ایک عجیب غریب حکایت نقل کرتے ہیں کہ حقیر نے اس حکایت کے فرسان اپنیجا میں نقل کیا ہے کہ اس حکایت میں عبد اللہ ہوازی نے کہا کہ میرے باپ نے حکایت کی ہے کہ میں بازار سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی خلقت میں تبدیلی آ گئی ہے۔ اس کا منظر خوفناک بد صورت جیسے آدمی جلی ہوئی لکڑی ہوتی ہے اور اس سے بدبو آتی تھی جیسے سیاہ تبل بد کی ہوتی ہے کہ جب وہ آگ میں ہوتا جس قسم کی بوآتی ہے اس کے ہاتھ میں ایک عصا تھا اور بازار میں گدائی کرتا تھا اور امام حسین کے قاتلوں میں سے ایک تھا۔

مناقب ابن شہر آشوب میں قاسم بن اصح روایت کی گئی ہے کہ بنی دارم کے قبیلہ سے ایک شخص کو دیکھا اس کا چہہ متغیر ہوا تھا میں نے کہا کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ جو تمہاری یہ صورت ہوتی ہے کہنے لگا کہ میں ابن سعد کا ایک سپاہی تھا امام حسین کے قتل کے بعد کہ میں نہیں سویا مگر یہ کہ خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مجھے جنم میں ڈالتا ہے اور اس کے ہمسایوں میں سے ایک شخص بیان کرتا ہے ہر رات ہم اس کی جنگ اور پاکار کی وجہ سو نہیں سکتے ہیں۔

مناقب ابن شہر آشوب نے روایت بیان کی ہے کہ ابن سعد کے سپاہیوں میں سے ایک شخص سے پوچھا گیا تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم دونوں آنکھوں سے ناپینا ہو چکا ہو کہا کہ میں کربلاء میں حاضر تھا لیکن میں نے جنگ نہیں کی امام حسین کے قتل کے بعد خواب میں ایک ہولناک شخص کو دیکھا کہ وہ مجھے آوازیں دیتا تھا کہ انہوں رسول خدا تم کو طلب کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے میں طاقت نہیں ہے اس نے اپنا ہاتھ مجھ پر ڈالا اور مجھے کھینچ کھینچ حضرت رسولؐ کے پاس لے آئے میں نے حضرت کو غمگین دیکھا ان کے ہاتھ میں ہتھیار ہے اور چمنٹے کا ایک فرش بچایا ہوا ہے اور ایک فرشتہ آگ کی ایک توار لئے ہوئے کھڑا ہے کچھ لوگوں کی گرد میں کاٹ کر آگ میں ڈال دیتا ہے دوبارہ ان کو زندہ کرتا ہے اور ان

کی گردن کاٹ دیتا ہے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! خدا کی قسم میں نے کر بلاعہ کی زمین پر توارثیں ماری اور نیزہ نہیں مارا میں نے تیر نہیں مارا۔ رسول خدا نے فرمایا: کیا تم نے لشکر کو بڑھانے دیا؟ اس وقت ایک طشت کو دیکھا کہ جو خون سے سرشار تھا رسول خدا نے اس خون سے میری آنکھوں میں لگایا ایسا لگایجیے میری آنکھ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میری دونوں آنکھیں ناپینا ہو گئیں۔ نیز بستان الوعظین سے حکایت کی گئی ہے اس نے فضل بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے سدی کی مجلس میں میری جگہ تھی۔ اتنے میں ایک مرد آیا اور اس سے قطران یعنی سیاہ تیل سے پورہ مجلس کو گھیر لیا تھا۔ سدی نے کہا مگر تم قطران فروش تو نہیں۔ کہا کہ میں وہ نہیں ہوں کہا یہ بدبوکس لئے آتی ہے کہا کہ میں عمر سعد کے لشکر میں حاضر تھا اور لشکر والوں کو لو ہے کی میخیں بیچتا تھا۔ حسینؑ کی شہادت کے بعد رسول خدا کو خواب میں دیکھا کہ حسینؑ اور علیؑ ان کے ساتھ تھے علیؑ اصحاب حسینؑ کو پانی پلاتے تھے کہ جو عاشورہ کے دن شہید ہوئے میں بھی پیاس تھا میں نے پانی مانگا رسول خدا نے فرمایا تو وہ نہیں کہ جو دشمنوں کی مدد کرتا تھا میں نے عرض کی میں صرف ان کو لو ہے کی میخیں بیچتا تھا علیؑ سے فرمایا اس کو قطران تھا اس وقت وہ قطران ختم ہوا اور یہ بدبواب تک مجھے میں باقی ہے اس وقت جب بیدار ہوا تین دن میرا پیش اب قطران تھا اس وقت وہ قطران ختم ہوا اور یہ بدبواب تک مجھے میں باقی ہے اس وقت سدی نے کہا جو بھی اس لشکر کی مدد گندم کی روٹی سے کرے یا گھاس دیکران کی مدد کرے مجھ کے چہرہ کو نہیں دیکھے گا اور بہشت کو نہیں دیکھے سکے گا۔ مدینہ المعاجز میں روایت کی گئی ہے کہ قبیلہ کنده کے ایک شخص نے عاشورہ کے دن حضرت امام حسینؑ کی خود کو لوٹ لیا اور گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا یہ حسینؑ کا خود ہے کہ حسینؑ کے سر پر تھا اس نے اس پر سے خون دھویا اور اپنے پاس بطور امانت رکھ لیا وہ عورت روٹی اور کہا وائے ہو تھے پر حسینؑ قتل کرتے ہو اور اور پھر اس کے خود کو لوٹتے ہو خدا کی قسم ہرگز تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی وہ شخص غصباں کہ ہوا اور عورت کو اپنے ہاتھ کے ساتھ طما نچہ مارا اس دوران ایک شخص اس کی کہنی کو لگی چنانچہ اس رخصم کی وجہ سے ہاتھ کو کہنی سے جدا کرنا پڑا اور وہ اپنی زندگی میں نہایت فقر و فاقہ میں تھا یہاں تک کہ وہ جہنم میں واصل ہوا۔ مدینہ المعاجز میں سدی سے حدیث بیان کی کہ کہا ایک رات ایک شخص میرے پاس آیا ہوا تھا میں نے اس کو خوش آمدید کہا چونکہ دوست (کھلتا تھا دوستوں کے ساتھ افسانہ میں رات گزاروں جب وہ بیٹھا تو ہر موضوع پر گفتگو ہوئی اچاکھ کر بلا کا قصہ پیش آیا میں نے سرد آہ کیجیے اس نے کہ آپ کو کیا ہوا ہے میں نے کہا مجھے کر بلا کی مصیبت یاد آئی تمام مصیبیں اس مصیبت کے مقابلے میں کچھ نہیں ہیں اس نے کہا آپ کر بلا میں موجود تھے میں نے کہ اللہ کی تعریف کرتا ہوں کہ میں حاضر نہیں تھا کہ یہ شکر کس لئے ہے میں نے کہا کہ خون حسینؑ سے نجات کے لئے مگر تم

نہیں سن کہ ان کے جد فرماتے تھے کہ میرا فرزند حسین مظلوم و تم کے ساتھ شہید کیا جائے گا جان لو کہ اس کو قتل کرنے والا آگ کے تابوت میں داخل ہو گا اور اس کو عذاب دیا جائے اہل جہنم کے عذاب کا آدھا ان کے ہاتھ پاؤں کو فل وزنجیر میں کھینچا جائے گا اور اس کے بدن کی بدبو سے جہنم والے پناہ مانگیں گے اور جو اس امر پر راضی ہوئے اور ان کی پیروی کی اور ان کا ساتھ دیا نہیں بھی اسی طرح عذاب دیا جائے گا جب شدت عذاب کی وجہ سے ان کی کھال پکھل جائے گی دوسرا کھال ان کو پہنائی جائے گی تاکہ شدت عذاب کا احساس کریں ان کے عذاب میں کی نہیں ہوگی اور ان کو جہنم کے گرم پانی سے سیراب کیا جائے گا وائے ہوان کے لئے عذاب جہنم ہے۔ جواب میں کہا تصدیق نہ کرو اور ان کلمات کو صحیح قرار نہ دو مگر تم نہیں دیکھتے ہو کہ پیغمبر سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ میرے بنیے کو قتل کرنے والے کی عمر طولانی ہوگی اور اب میری عمر اسی سال سے زیادہ ہو چکی ہے کیا تم مجھے جانتے ہو میں نے کہا میں آپ کو نہیں جانتا ہوں کہا میں اخشن بن یزید ہوں میں نے کہا مگر تم نے کہ بلا کی زمین پر کیا کیا اس نے کہا میں کچھ سواروں پر پہرہ دینے والا تھا عمر بن سعد کے حکم سے حسینؑ کے بدن پر گھوڑا دوڑایا اور ان کی پسلیوں کو توڑ دیا اور علی بن الحسینؑ کے نیچے سے چڑے کا جو فرش تھا اس کو کھینچا اور اس کو دروازے پر ڈال دیا حسینؑ کی بنی کے گوشوارہ کی خاطر ان کی کان کو چیرا۔ سدی کہتا ہے میرے دل میں آگ لگی اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے سوچ میں پڑ گیا کہ اس کو ہلاک کروں اس وقت میں اخھاتا کہ چراغ کے فتیل کو ٹھیک کروں مجھے بٹھایا اور خود کھڑا ہوا تاکہ چراغ کے شعلہ کو ٹھیک کر دوں مجھے سخت تجھ ہوا سکی طول عمر اور سلامتی۔

پس اس نے اپنے ہاتھ کو بڑھا دیا تاکہ اپنی انگلی کے ساتھ چراغ کو روشن کرے آگ اس کی انگلی پر پڑی جب زیادہ جلنے لگی تو مٹی اور پٹی تاکہ آرام آئے لیکن کوئی فرق نہ پڑا اس نے فریاد بلند کی کہاے بھائی مجھ کو بچاؤ میں اگر چہ اس کا دشمن تھا اس پر پانی ڈالا اس سے آگ اور زیادہ شعلہ ور ہوئی اس نے فریاد بلند کی لیکن کسی طرح سے آگ نہیں بخوبی میں نے کہا اپنے آپ کو نہر میں ڈال دو جب وہ نہر میں گیا کبھی مرتبہ پانی میں غوط لگایا پانی کے اور شعلہ بلند ہوتا تھا جب سر پانی سے باہر نکالتا تھا آگ اس کو گھیر لیتی تھی خدا کی قسم وہ آگ خاموش نہیں ہوئی یہاں تک کہ اس کو جلنے کو نہ کی طرح پانی کے اوپر ڈال دیا۔ اور کتاب منتخب الجالس اور عوالم اور دیگر کتابوں سے نقل ہوا ہے کہ اہل کوفہ کے ایک شخص نے نقل حکایت کی کہ میں ایک لوہار تھا۔ میں نے لوہے کے گلڑوں کو جمع کیا اور اپنی کارگیری کے آلات کو لیا اور ابن سعد کے لشکر کے ساتھ کربلا چلا گیا۔ جب لشکر نے نہر علقہ کے کنارے خیسے لگادیے۔ میں بہادر لوگوں کے اسلحے درست کرتا تھا نیزے

اور تیر سیدھے کر دیتا تھا۔ خیموں کی میخیں اور گھوڑوں کو باندھنے کے لئے سب کچھ میرے ذمہ تھا۔ اس سے بہت زیادہ اجرت حاصل کی پس حسین پنج اور جنگ شروع ہو گئی پھر حضرت کی شہادت کے بعد اشقیاء شہداء کے سروں اور قیدیوں کو ساتھ لے کر کوفہ لے آئے۔ چند روز گزرے تھے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اور لوگ مکریوں کی طرح پر اگنہ اور پریشان تھے خوت پیاس کی وجہ سے ان کی زبانیں سینہ تک لٹکی ہوئی تھیں۔ میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ پیاس اخیال کر رہا تھا اور مجھے زمین سیاہ تار کوں کی طرح نظر آئی تھی کہ جس کی نیچے آگ لگائی گئی ہو۔ میرا دماغ جوش مار رہا تھا۔ خدا کی قسم میں راضی تھا کہ میرے بدن سے گوشت کو جدا کریں اور مجھے ایک قطہ پانی دے دیں اس وقت ایک شخص ظاہر ہوا اس کے جمال کی روشنی نے اس جگہ کو گھیر لیا وہ ایک گھوڑے پر سوار تھے چند ہزار نبی، وصی، صد ایق، شہید صالح ان کی رکاب میں تھے۔ پس وہ جلدی سے وہاں سے گزر گئے۔ کچھ دیر بعد ایک اور سواری ظاہر ہوئی۔ چودھویں کے چاند کی طرح اور کئی ہزار ان کی رکاب میں تھے کہ ان کے اوامر اور نوامی کو اپنے لئے فرض کجھتے تھے۔ وہ سوار اپنی سوار پر رہا۔ اس نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ لو۔ اس شخص نے میرے بازو کو پکڑا ایسا معلوم ہوا جیسے گرم لو ہے کو پکڑنے والے آلات سے کہ جو آگ سے داغا گیا ہوا اس کے ساتھ میرے بازو کو کھینچا میں نے اس سے درخواست کی کہ میرے ساتھ زمی سے پیش آئے۔ اس نے مجھ سے سختی کی میں نے اس سے کہا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں مجھے یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں اس نے کہا کہ میں خالق کی جانب سے ایک ملک ہوں میں نے کہا کہ جس نے سب سے پہلے عبور کیا وہ کون تھا؟ کہا رسول خدا میں نے اس سے کہا کہ جس نے تمہیں میرے اوپر مقرر کیا۔ وہ کون تھا؟ کہا: علی مرتضی میں نے کہا کہ میرا جرم کیا ہے؟ کہا: تمہاری وہی حالت ہے کہ جو اس جماعت کی ہے۔ جب میں نے اس جماعت کو دیکھا تو ان کے درمیان عمر سعد کو پایا کہ اس کی گردان میں لو ہے کی زنجیر تھی اور اس کے دونوں کانوں اور آنکھوں سے آگ نکل رہی تھی۔ وہ سب جماعت آگ کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ اس وقت رسول خدا اکیک کرسی پر دیکھا کہ جو بلند مقام رکھی گئی تھی۔ حضور پریشان و کھلائی دے رہے تھے۔ دو بزرگ ان کے دائیں جانب تھے۔ ایک نوح دوسرے حضرت ابراہیم تھے۔ رسول خدا نے فرمایا: یا علی آپ کیا کر رہے ہیں آپ نے جواب دیا؟ امام حسین کے قاتلوں میں سے ایک بھی باقی نہیں رکھا۔ میں نے شکر ادا کیا کہ میں امام حسین کے قاتلوں میں سے نہیں ہوں اس وقت رسول خدا نے اس جماعت کو اپنے پاس بلا�ا اور بہت زیادہ روئے وہاں پر جتنے لوگ بیٹھے ہوئے تھے سب روئے پھر آنحضرت نے اس جماعت سے پوچھا کہ کر بلا میں تم نے میرے فرزند حسین کے ساتھ کیا کیا؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ ان پر پانی بندر کر

دیا۔ دوسرا کہنے لگا کہ میں نے ان کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ تیرے نے کہا کہ میں نے ان کے بدن پر گھوڑا دوڑا یا۔ ایک اور نے کہا کہ میں فے ان کے بیمار فرزند کو اذیت دی۔ اس وقت رسول خدا نے ایک چیخ ماری اور فرمایا: "وَاحْسِنَا هُكْدًا جَرَى عَلَيْكُمْ بَعْدِي" "اسی طرح یہ سلسلہ تمہارے اوپر جاری رہا۔ اس کے بعد فرمایا: اے انبیاء اور اوصیاء کی جماعت دیکھ لو کہ میرے فرزند کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا وہاں بیٹھے ہوئے لوگ اتنا روئے کہ محشر میں زلزلہ آگیا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ سب کو جہنم میں ڈال دیں۔ ایک شخص کو طلب کیا اور کہا کہ کربلا میں کیا کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا آنحضرت نے فرمایا: مگر تو وہاں نجارتے تھا اس نے عرض کیا: اے میرے مولا میں نجارتے تھا؟ اس حصین بن نیر کے خیمہ کو ٹھیک کر رہا تھا جو ہوا سے خراب ہوا تھا، فرمایا: میرے فرزند پر لکھر کی زیادتی کا موجب بنا اس کو آگ میں ڈال دو۔ جب اس کو جہنم میں ڈالا گیا تو مجھے اپنے ہلاک ہونے کا یقین ہو گیا۔ پس رسول خدا نے مجھے طلب کیا اور مجھ سے پوچھا میں نے اپنا سارا واقعہ بتا دیا حضرت نے فرمایا کہ اس کو قتل کریں اور جہنم میں ڈال دیں۔ میں خوف ناک خواب سے بیدار ہوا اور اس واقعے سے میں نے اندازہ لگایا اور سب سے کہا: اس وقت نجارتی زبان ناکارہ ہوئی اور آدھا بدن مردہ ہو گیا۔ اس کے دوست اس سے یہ زار ہو گئے اور وہ فقر و فاقہ کے ساتھ ہلاک ہوا۔

يَا أَبَنَ النِّبِيِّ الْمُصَطَّفِيِّ وَوَصِيِّهِ  
وَأَخَا الرَّزِّكِيِّ إِبْنَ الْبَتُولِ الرَّزَاكِيِّةِ  
تَبَكَّيْكَ عَيْنَيْنِي لَا لِجِلِ مَثُوبَةٍ  
لُكْنَتَنِ عَيْنَيْنِي لَا لِجِلِكَ بَاكِيَةٍ  
تَبَتَّلَ مِنْكُمْ كَرِبَلَاءَ بَدَمَ وَلَا  
تَبَتَّلَ مِنْيَ بِالدَّمْوَعِ الْجَارِيَةِ  
أَنْسَيْتَ رَزِيْتَكُمْ رَزَايَا فَأَنَّا الْآتِيَةُ  
سَأَأَتِيَ وَهَوَنَتِ الرَّزَايَا الْآتِيَةُ  
وَفَجَائِعُ الْأَيَّامِ تَبَقَّى مُدَّةً  
وَتَزُولُ وَهِيَ إِلَى الْقِيَامَةِ بِإِقْيَانَةٍ



## مجلس نمبر 19

### روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہوتی ہیں

کتاب مذکور میں امام صادقؑ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: **لِصَائِمِ فَرَحَةٌ عِنْدَ افْطَارِهِ وَ فَرَحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ**۔ یعنی روزہ رکھنے والے کو دو خوشیاں ملتی ہیں۔ ایک افطار کے وقت دوسرا اپنے رب کے ساتھ ملاقات کرتے وقت یہ بھی جانتا چاہئے کہ انسان بدن اور روح سے مرکب ہے اور اس عالم ناسوت یعنی اس دنیا کے عالم میں کہ جو عالم خاک ہے یہ عناصر اربعہ سے مرکب ہے یعنی پانی ہوا مٹی اور آگ۔ انسان کے بدن میں چار چیزیں مخلوط ہیں کہ جو عناصر اربعہ کی علامت ہیں۔ خون آگ کی علامت ہے۔ پانی پانی کی علامت ہے۔ صفراء ہوا کی علامت ہے۔ سودا مٹی کی علامت ہے۔ جب بھی یہ چار چیزیں مساوی طور پر پائی جاتی ہوں اور ایک دوسرے کی نسبت طفیلانہ ہو تو بدن صحیح سالم رہتا ہے۔ جب بھی چار میں سے کوئی ایک زیادہ ہوتا ہو تو بدن پبار رہتا ہے۔ اس وقت بستر پر پڑا رہتا ہے طبیب اور ڈاکٹر کا تھانج ہوتا ہے اور یہ بدن روح کے جدا ہونے کے بعد مٹی ہو جاتا ہے۔

لیکن روح کہ جو اس بدن پر سوار ہے۔ یہ جو هر ملکوتی ہے۔ عالم ملکوت سے اس بدن خاکی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے لیکن کیفیت کا تعلق کس طریقے پر ہے اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیا مکان اور ممکن کی طرح ہے یا ظرف و مظروف کی طرح ہے یا عرض و معروض کی طرح ہے یا صفت و موصوف کی طرح بہر حال جس طرح بھی ہو انسان ایک ہے جس کے دو معنی ہیں جو روح اور بدن سے مرکب ہے اس روح کی تعبیر بھی دل کے ساتھ کی جاتی ہے اور کبھی نفس ناطقہ کے ساتھ کی جاتی ہے اور کبھی انسان کامل کے ساتھ تعبیر کی جاتی ہے۔

کتاب اور سنت میں جہاں کہیں بھی قلب کا نام لیا گیا ہے اس سے مراد یہی روح ہے اس کی غذا علم عمل اور اخلاق ہے اور جب بھی یہ اخلاق علم اور عمل سرحد مکال کو پہنچ جائے تو روح کو ایک قسم کی خوشی حاصل ہو جاتی ہے اور اس قدر پروردگار کی ملاقات کا شوق اس کو حاصل ہو جاتا ہے کہ چاہتی ہے کہ پرواز کرے جیسا کہ پرنده نفس کو توڑ کر اپنے محل کی

طرف پرواز کرنا چاہتا ہے یادہ شکار کہ جو اس فکر میں ہے کہ جال کو چھاڑ کر اپنے مرکز کی طرف رجوع کرے۔ اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں۔

### مرغ باغ ملکوت نیم از عالم خاک

آدم آورد در ایس دیر خراب آبادام

طائر گلش قدم چه دهم شرح فراق

که در ایس دام که حادثہ چون افتادم

در دم نہ همین است کہ بسته اند پر مرا

ترسم ترسانند بگلشن خبرم را

از حسرت مرغی که جدا گشته ز گلشن

آگه نشاداما که شکسته اند پر مرا

### تغیر ارواح کے دعویٰ کا بطلان

جب بات یہاں تک پہنچی تو مناسب یہ ہے کہ اس جملہ کو کہ جسے میں نے دعوت اسلامی کے ایک رسالہ میں دیکھا ہے یہاں نقل کر دوں کہتے ہیں۔ عالم وجود میں عالم ارواح کی پانچ فرمیں ہیں۔

\* پہلی روح جمادی اس سے مراد عالم جمادیں مادہ جو ہر یہ ہے اور یہ مسئلہ آج مسلم ہے کہ جماد بھی روح رکھتا ہے اس کی حیات بھی وہی حرکت جو ہری اور ظاہری تاثیرات اس جمادی روح ہے۔

\* دوسری قسم روح بناتی ہے یہ وہ قوت ہے کہ جو عناصر کی ترکیب اور مواد کے امتحان سے اور باقی تمام کائنات کے ارتباط سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ایک ایسا جو ہر ہے کہ قوتہ بناتیہ اس کے ساتھ قائم ہے۔ جس کی وجہ سے درخت، اور پھول اور پھل حاصل ہوتے ہیں۔

\* تیسرا روح حیوانی ہے اور وہ ایک قوت ہے یا ایک جو ہر ہے کہ وہ حساس اس کے ساتھ قائم ہے۔ روح بناتی کی طرح امتحان سے عناصر کی ترکیب حاصل ہو جاتی ہے۔ جمادی بناتی اور حیوانی روح جدا ہونے کے بعد مرکب اجزاء موجود ہو جاتے ہیں اور خود بخود قائم نہیں ہیں داعی بقاء اس میں شامل نہیں۔ جب تین ختم ہو جائے تو فیلہ جل جاتا ہے اور نور

بھی ختم ہو جاتا ہے۔

❖ پچھی انسانی روح ہے اور وہ ہے توہ کاٹنے کہ جس نے تمام اشیاء کو حاط کیا ہوا ہے اس کے دو پہلو ہیں شیطانی اور رحمانی۔ یعنی انہائی استعداد کمال رکھتا ہے اور انہائی نقص بھی اگر فضائل کو سب کرے تو ممکنات میں سے سب سے اشرف ہے اور اگر رزائیں کو سب کرے تو موجودات میں سے سب سے زیادہ ذلیل ہے۔ اس روح کو نفس ناطقہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کو عالم طبیعت سے الگ تحلیل جانتے ہیں اور اس کو باقی اور داعم شمار کرتے ہیں۔ فلاسفہ متألصین انسان کے جسم کو آئینہ کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور انسان کی روح کو سورج کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں۔ توہ عقلیہ اس روح کی خاصیتوں میں سے ہے اور کہتے ہیں کہ انسانی جسم کو جو عنصر اربعد سے مرکب ہے۔

اکمل صورت میں ترکیب اور امتزاج ہے اور انہائی متفق ہے اس لئے الوہیت کے شش کے انوار کے پرتو سے روح انسانی روشن ہے اور کہتے ہیں انسان کے عناصر اجزاء اور ارکان میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے لیکن روح ایک جہت جامد ہے اور سب کو ایک دوسرے سے مربوط کرتا ہے۔ ایک دوسرے سے تعادن حاصل ہو جاتا ہے اور تمام ارکان کی حرکت اس کے قوانین منتظر کے تحت ہے۔ لیکن انسان کا جسم جامع کلی کی جہت سے بے خبر ہے۔ حالانکہ اس کے ارادہ سے اس کا منظمہ اس کو انجام دیتا ہے اور پورا کرتا ہے۔ اب جب آپ نے یہ جان لیا پس یہ ارواح ان خصوصیات کے ساتھ کہ جو محسوس ہوتی ہیں۔ محال ہے کہ وہ اس کے سامنے حاضر ہوں یا انسان سے مخ ہو جائے یا اس کے ساتھ کلام کرے۔

❖ پانچویں انسانی روح ہے کہ جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے اس کو روح القدس سے تعبیر کرتے ہیں وکلمہ القاح الی مریم یہی ہے۔

بعض اقوال: ظاہر ایہ روح وہی ہے کہ جس کی امیر المؤمنین کمیل بن زیاد کے لئے شرح بیان کرتے ہیں اور اس کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔ پچھی قسم میں فرماتے ہیں:

وَالْكَلِمَةُ الْأَلِهَيَةُ وَلَهَا خَمْسٌ قُوَى بَقَاءٍ فِي فَنَاءٍ وَنَعِيمٌ فِي شَقَاءٍ وَعَزَّ فِي ذُلٍٖ وَفَقَرُّ فِي غِنَاءٍ وَصَبَرُّ فِي بَلَاءٍ وَلَهَا خَاصَّتَانِ الْحِلْمُ وَالْكَرْمُ وَهُذَا الَّذِي مَبْدُو هَا مِنَ اللَّهِ وَإِلَيْهِ تَعُودُ وَلِقَوْلِهِ تَعَالَى وَنَقْخَنَا فِيهِ مِنْ رُوْحِنَا وَأَمَّا عَوْدُهَا فِلِقْوْلِهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا النَّفَسُ الْمُطْمَنَنُهُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكَ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً سب سے زیادہ بلند درجہ امام ہیں

مرکتے تھے اس لئے آیہ شریفہ ان کی تاویل میں کر دیا جس وقت حضرت قتلگاہ کے گودال میں پڑے رہے۔ راوی کہتا ہے:-**مَا رَأَيْتُ مُضْمِنَخَابَدَمِهِ أَنُورُ وَجْهَهَا مِنَ الْحُسَيْنِ لَقَدْ شَغَلَنِي**  
**نُورُ وَجْهِهِ عَنِ الْفِكْرَةِ فِي قَتْلِهِ** کیا وہی وقت تھا کہ جب ان کی بہن جناب نسبت ان کے پاس آئی اور اس لمحراش منظر کو دیکھا۔ واللہ اعلم

سوی میدان شد آن خاتون محسن  
 کے جو یا گردداز حال برادر  
 بدید آن شاہ را افتادہ برخاک  
 تنش از تیر و خنجر گشته صدقہ  
 بشمشیر شقة اوت شمر گمراہ  
 بریداز مذبسم اللہ الہ  
 جہان تاریک شد از کثرت دود  
 عیان گردید گویا روز موعد



## مجلس نمبر 20

روزہ پانچ ارکان میں سے ایک ہے

عَنِ الْبَاقِرِ بْنِ الْأَسْلَامِ عَلَى خُمُسَةِ أَشْيَاءِ عَلَى الصَّلَاةِ الزَّكَاةِ وَالْحَجَّ وَالصَّوْمِ وَالْوِلَايَةِ  
 فَمَا نُودِيَ بِشَيْءٍ مِثْلَ مَا نُودِيَ لِلْوِلَايَةِ فَتَرَكَ النَّاسُ الْوِلَايَةَ وَأَخْذُوا بِالْأَرْبَعَ فرماتے ہیں اسلام کی  
 بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے نماز زکوٰۃ حج روڑہ اور علی بن ابی طالب کی ولایت کے اقرار پر جس مقدار میں ولایت کے  
 لئے اعلان کیا گیا ہے۔ کسی اور کے لئے اتنا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود لوگوں نے علی کی ولایت اور علی کی  
 امامت کے اقرار کو ترک کیا اور ان چار چیزوں کے پابند ہو گئے۔ وہ اس چیز سے غافل ہیں کہ ان کی ساری عبادات میں امیر  
 المؤمنین کی ولایت کے اقرار کے بغیر روئی کی طرح ہو ایں اڑتی ہیں اور یہ عبادتیں شر آور نہیں ہیں۔ روایت میں ہے: لَوْ  
 أَنْ عَبَدَ اللَّهُ بَيْنَ الرُّكْنَيْنَ وَالْمَقَامَ حَتَّىٰ صَارَ جَلْدُهُ كَالْبَشَرِ الْبَالِيِّ بِغَيْرِ وِلَايَةٍ عَلَىٰ  
 بَنْ أَبِي طَالِبٍ لَا كَبَّهَ اللَّهُ عَلَىٰ مَنْعِرَهِ فِي ثَارَ جَهَنَّمَ "یعنی اگر خدا کا بندہ خدا کی عبادات بہترین  
 مقام کے جو حضرت ابراہیم کے مقام اور رکن کے درمیان بجالائے یہاں تک کہ اتنی زیادہ عبادت کرے کہ جس سے اس  
 کا بدن گھاس کی طرح خنک ہو جائے اور وہ بھی علی کی ولایت کے بغیر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ میں اوندھے منہ  
 ڈال دے گا۔

زپیر عقل جوانی سوال کرد و بگفت  
 کہ ای زنور توروشن چراغ انسانی  
 بغیر حب علی طاعتی تو اند بود  
 کہ خلق را برہاند ز قید نیرانی

نمازو روزہ و حج زکاۃ بی مهرش  
 بدین وسیله تموان دعوی مسلمانی  
 جوابداد که لا والله ایں سخن غلط است  
 دویست بشنو از من اگر سخن دانی  
 بحق قادر چون خدائی سبحانی  
 بحق جمله کر و بیان و روحانی  
 که دشمنان علی رانماز نیست درست  
 اگر کہ سینہ اشتراکن دی پیشانی

وقیل ایضا

لَوَانَ عَبْدًا أَتَى فِي الصَّالَحَاتِ غَدًا  
 وَوَدَ كُلَّ بَيْتٍ مُّرْسَلٍ وَوَلِيٍّ  
 وَصَامَ مَا صَامَ صَوَامِ الْأَمْلَلِ  
 وَقَامَ مَا قَامَ قِوامِ الْكَلَلِ  
 وَطَارَ فِي الْجَوَلَى يَأْوِي إِلَى أَحَدٍ  
 وَغَاصَ فِي الْبَحْرِ مَأْمُونًا مِنَ الْبَلِلِ  
 وَحَجَّ كَمْ حَسْجَلَ لِأَنَّهُ وَاجِهَةً  
 وَطَافَ بِالْبَيْتِ حَافِ غَيْرَ مُتَعَلِّ  
 وَأَكَسَى الْيَمَامَى مِنَ الدِّيَاجِ كَلَمَمْ  
 وَأَطْعَمَهُمْ مِنْ لَذِيدِ الْبُرَّ وَالْعَسْلِ  
 وَعَاشَ فِي النَّاسِ آفَامَّ عَوْلَفَةً  
 عَارِمَنَ الدَّلِبِ مَقْصُومَ مَأْمِنَ الدَّلِلِ

فَلَيْسَ فِي الْحَشْرِ يَوْمَ الْبَعْثَ مُنْتَفِعًا  
إِلَّا بِحُبِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ

احمدناصر نے کہا:

قَسَمَ أَبْمَكَةَ وَالْحُطَمَ وَزَمَرَمْ  
وَالْكَرَاقِمَاتِ وَمَشِيهُنَّ إِلَى مَنْيَى  
بُغْضُ الْوَصَى عَلَامَةَ مَكَّةَ تَوْبَةَ  
مُبَيْتَ عَلَى جَهَنَّمَاتِ أَوْلَادِ الْزَّنَّا  
مَنْ لَمْ يُوَالِ مِنَ الْبَرِّيَّةِ حَيَّدَرَا  
سَيَانٌ عِنْدَ الْأَهْمَالِيَّ اَوْزَانِيَ

خلامت امیر المؤمنین علیہ السلام

خلاصہ یہ ہے امیر المؤمنین کی امامت بالفضل کے اقرار کے بغیر عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص بارہ اماموں میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرے تو اس کی عبادتیں باطل ہوں گی۔

علامہ ماقتانی علی بن ابی حزہ سالم کے حالات میں رجال کشی سے نقل کرتے ہیں کہ یونس بن عبد الرحمن سے حدیث بیان کرتا ہے کہ فرمایا: میں ابو الحسن امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: علی بن حزہ اس دنیا سے چلا گیا۔ میں نے عرض کیا: ہاں کیوں نہیں۔ فرمایا: وہ جہنم میں داخل ہوا۔ یونس بن عبد الرحمن کہتا ہے اس بات نے مجھ کو خوف زدہ کر دیا۔ اخنحضرت نے فرمایا: جب علی بن حزہ کو قبر میں رکھا گیا کہ موی بن جعفر کے بعد امام کے بارے میں اس سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں موی بن جعفر کے بعد کسی امام کو نہیں جانتا ہوں اس وقت اس کو ایک ضربت ماری گئی کہ جس کی وجہ سے اس کی قبر آگ سے پر ہو گئی۔ اس سے کہا گیا کہ کیا موی بن جعفر نے تمہیں اس چیز کا حکم دیا تھا۔

اس نے کہا: رسول خدا علیہ السلام نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا کہ علی بن ابی طالب میرا خلیفہ و صی اور جانشین ہے: قَالَ إِنَّ عَلَيْاً وَالظَّبَابِيَّ مِنْ وَلَدِيْ هُمُ التِّلْقَلُ الْأَكْبَرُ وَالْقُرْآنُ هُوَ التِّلْقَلُ الْأَكْبَرُ فَكُلْ وَاحِدٍ  
مِنْهُمَا مَنْئَى عَنْ صَاحِبِهِ وَمُوَافِقٌ لَنْ يَفْتَرِقَا حَتَّى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضَ أَمْنَاءُ اللَّوْفِيْ أَرْضِهِ وَ

**حُکَامَهُ فِي خَلْقِهِ** "تحقیق علیٰ اور میری پاک پاکیزہ اولاد یغل اصغر ہیں اور قرآن گل اکبر ہیں ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے بارے میں خبر دیتا ہے اور اس کے موافق ہے یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوڑ پر داخل ہوں گے۔ یہ زمین میں اللہ کے امین اور اس کی مخلوق میں حکام ہیں۔ ان تمام چیزوں کے باوجود ایسا کام حضرت امیر المؤمنینؑ کے لئے بہت سخت ہوا خدا سے اپنی موت کی درخواست کرتے تھے اور کبھی فرماتے تھے: صبرت و فی العین قدی و فی الحلق شجی "یعنی میں نے صبر کیا میں اس جیسا تھا کہ جس کی آنکھوں میں کاشا اور گلے میں ہڈی پھنسی ہوا اور کبھی فرماتے تھے: صَبَرْتُ عَلَى طَوْلِ الْمُدَّةِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ" اور کبھی فرماتے تھے:

**اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَعِدُكَ عَلَى مِنْ قَرِيشٍ وَمَنْ أَعَانَهُمْ فَإِنَّهُمْ أَكْفَنُوا إِنَّمَا يُوَلِّ وَقَطَعًا وَأَرْحَمِي وَصَفَرُو أَعْظَمِي قَدْرِي وَمَنْزَلَتِي وَاجْمَعُوا عَلَى مُنَازِعَتِي حَقًّا كُنْتُ أَوْلَى بِهِ مِنْ غَيْرِي وَقَالُوا إِنَّا فِي الْحَقِّ أَنْ تَأْخُذَهُ وَفِي الْحَقِّ أَنْ تَنْتَرَكَهُ فَاصْبِرْ مَغْمُومًا أَوْ مِتَّ مَتَّسِفًا فَنَظَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ رَافِدُوا ذَابٍ وَلَا مَسَاعِدًا لَا أَهْلَ بَيْتِي فَظَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَسْيَةِ فَاغْضَيْتُ عَلَى الْقَذْيِ وَجَرَتْ رِيقِي عَلَى الشَّجْنِ وَصَبَرْتُ مِنْ كَظِيمِ الْغَيْظِ أَمْرُ مِنْ الْعَلَمِ وَآلَمَ لِلْقَلْبِ مِنْ حَرَّ السِّفَارِ"**

اس جملہ میں فرماتے ہیں: اے میرے پروردگار میں قریش اور جنہوں نے ان کی مدد کی اکٹے بارے میں شکایت کرتا ہوں وہ اس لئے جس طرح ظرف کوالت دیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے اسی طرح انہوں نے خلافت کی بساط کوالت دیا اور میرے لئے کوئی چیز باقی نہیں رکھی۔ انہوں نے قطع رحم کیا۔ انہوں نے میری قدر و منزلت کو لوگوں کی نظروں میں بے مقدار قرار دیا اور انہوں نے میرے حقوق کو غصب کرنے پر اتفاق کر لیا جس حق کو رسول خدا نے میرے ساتھ شخص کیا تھا اور انہوں نے کہا ہے کہ خلافت ہمارا حق ہے تمہیں چاہئے کہ اس میں تصرف نہ کریں تو اس حق سے ہاتھ اٹھائے چاہئے ہو تو مغموم و مخون حالت میں صبر کرو چاہئے ہو تو انہوں کے ساتھ اپنی جان دے دو۔

اس وقت میں نے بھی دیکھا کہ میرا کوئی مددگار نہیں ہے۔ سوائے میرے اہل بیت کے اس وقت میرے لئے سخت اور دشوار تھا کہ میں اپنے اہل بیت کو موت کے منہ میں ڈال دوں اور جنگ کی آگ روشن کروں۔ اس لئے اپنے پاؤں کو دامن میں کھینچا اور اپنی آنکھوں کو بند کر لیا جیسے کسی کی آنکھ میں کاشا ہوا اور میں نے صبر کیا اور اپنے غصہ کو پی گیا

حالانکہ یہ میرے لئے علم سے زیادہ کڑوا تھا اور اس کی جلن میرے دل کے لئے اس چاقو سے زیادہ تھی کہ جو کسی کے پیٹ  
راتا راحائے۔

کبھی فرماتے تھے: مَا زِلْتَ مَظْلُومًا مُنْذُ قُبْضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ "ترجمہ: کبھی پیغمبر کی قبر پر نالہ کرتے تھے اور کہتے تھے:

يَا أَبَنَ أُمِّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونِي "۔ اور کبھی فرماتے تھے: وَاجْعَفْرَاه  
وَلَا جَعْفَرَ لِي الْيَوْمَ وَأَحْمَزَ تَاهَةً وَلَا حَمْزَةً لِي الْيَوْمَ "۔

حقیر نے المکملة التامة کی جلد اول میں اٹھائیں مقام نقل کئے ہیں کہ جہاں آنحضرت نے خلافت کے غاصبین کی شکایت کی ہے کہ حضرت کے حق کو چھینا گیا اور ظلم کی بیان کر بلاء کی زمین میں رکھی گئی یہاں تک کہ نواس رسول گوشہ اپ شہید کیا خدا رحمت کرے سید حیدر حملی پر کہا چے قصیدہ میں کہتے ہیں عاشورہ کے دن کیلئے!

الْيَوْمِ مِنْ هُهُ أَمِيرِهِ فِي كُرْبَلَا  
كَالْتَفْتَ فِي صَاعِ بَدْرِ صَوْعَةِ  
الْيَوْمِ مَنْ هِيَ عَنْ أَسَامَةَ خَلَفَتْ  
قَادَتِ إِلَى حَرْبِ الْحُسَيْنِ جُمَوْعًا  
الْيَوْمِ جَرَدَتْ سَاقِيَ فَهَسَّ فَهَا  
فَغَدَابِهِ رَأَسُ الْحُسَيْنِ قَطِيمًا  
الْيَوْمِ مِنْ اسْقَاطِ فَاطِمَةَ مُخْبِنًا  
سَقَطَ الْحُسَيْنُ عَنِ الْجَوَادِ صَرِيعًا

卷之三

## مجلس نمبر 21

### عمل میں اخلاص

روايت میں ہے: مَنْ صَامَ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ فِي شِدَّةِ الْحَرَقَفَاصَابَهُ ظَمَاءً وَكَلَّ  
اللَّهُ أَلَّفَ مَلِكٍ يَمْسَحُونَ وَجْهَهُ وَيُبَشِّرُونَهُ حَتَّى إِذَا أَفَطَرَ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَا  
أَطَيْبُ رُوْحَكَ وَرِيحَكَ يَا مَلَائِكَتِي اشْهَدُوا إِنِّي وَقَدْ غَفَرْتُ لَهُ جو بھی خلوص کیا تھا خدا  
کے لئے سخت گرمی میں روزہ رکھے اور اس کو پیاس لگے اللہ تعالیٰ ایک ہزار فرشتے اس پر مقرر کرتا ہے جو اس کے چہرے کو  
صاف کرتے ہیں اور اس کو خوش خبری دیتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ افظار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کس قدر اچھی  
ہے تیری خوبی؟! اس کے بعد فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ تم گواہ رہنا کہ میں نے اس روزہ دار کے گناہ بخش دیے  
قولہ من صام لله یہ تمام باتیں اسی اخلاص کی بناء پر ہیں کہ جب بھی عمل میں اخلاص ہو یہ تمام فضائل اس کے  
لئے ثابت ہیں اگر اخلاص نہ ہو اصلًا عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے اسی اصل کی بنیاد پر ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے  
صحاب سے فرمایا اعمال میں سے کون عمل افضل ہے؟ ہر ایک نے نماز روزہ حج زکاۃ کی فضیلت بیان کی حضرت نے  
فرمایا: سب میں فضیلت پائی جاتی ہے لیکن افضل نہیں ہیں جو افضل ہے وہ خدا کے لئے دوستی کرنا اور خدا کے لئے دشمنی  
کرنا ہے: وَقُولَهُ تَعَالَى مَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينُ اخلاص کا معنی عبادت کو  
صرف خدا کے لئے بجالانا ہے۔ اس میں قربت کی نیت ہو۔ کوئی اور قصد اس میں شامل نہ ہو اور منطبق آیہ دلالت کرتی  
ہے کہ عبادت محصر ہے۔ خالص عبادت میں کسی شی کا امر کرنا اس کے ضد سے نبی پر دلالت کرتا ہے۔ پس عبادت غیر  
خالصہ باطل ہے یہ عبادت نہیں ہے۔ عبادت میں جب خلوص ہوتی ہو اب ملتا ہے اور جس قدر خلوص ہو گا وہی عظمت اس  
کے لئے ہو گی۔

علم اگر قربت بنائے ذو غرض  
لیں علم آئے بنس المرض  
ہر کے خود رازین مرض آگاہ ساخت  
اس بے خود ابر فراز عروش تاخت

معراج السعادہ میں ہے: جان لو خلوص کا بڑا مقام ہے، مقربین کے مقام سے۔ بلکہ کبریت احمد اور اکیرا عظم ہے جس کی کوئی توفیق حاصل ہو جائے وہ ایک عظیم مرتبہ پر فائز ہو جو بھی اس کی تحصیل میں مؤید ہو وہ موبہب کبری پر پہنچا ایسا کیوں نہ ہو وہ بنی نوع انسان کے تکلیف کا سبب ہے۔ چنانچہ آیہ میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے نیز اللہ تعالیٰ کا قول ہے: فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلَيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا "جو بھی اپنے رب سے ملاقات کی آرزو رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ نیک کام انجام دے اور خدا کی عبادت میں کسی کوششیک قرار نہ دے۔

بعض اخبار قدیمه میں وارد ہوا ہے: خلوص ایک راز ہے خدا کے رازوں میں سے اس کو اپنے ان بندوں کے دل میں رکھتا ہوں کہ جن کو دوست رکھتا ہوں۔ اور حضرت پیغمبر سے مروی ہے اگر کوئی بندہ چالیس دنوں تک عمل کو خلوص کے ساتھ بجا لائے تو اس کے دل میں حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں اور اس کی زبان ان حکمتوں سے گویا ہوتی ہے۔ نیز امیر المؤمنین نے فرمایا کہ عمل کو خدا کے لئے خالص قرار دوتا کہ تھوڑا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہو جائے اور فرمایا اتنا زیادہ اس عمل کے لئے مقید نہ ہو بلکہ ایک حد تک مقید ہوں کہ آپ کا یہ عمل قبول ہو جائے۔

طاعت آن نیست کہ بر خاک نہی پیشانی

صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست

اور فرمایا خوش بخت وہ انسان ہے کہ جو اپنی عبادت اور دعا کو خدا کے لئے خالص قرار دے اور اس کا دل ان چیزوں میں مشغول نہ ہو۔ جس کو اس کی دو آنکھیں دیکھتی ہیں اور خدا کی یاد کو فراموش نہ کرے۔ اس لئے کہ اس کے کان سنتے ہیں اور اس کا دل مخزوں نہیں ہوتا ہے۔ وہ اس لئے کہ خدا نے دوسروں کو عطا کیا ہے۔ امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کسی بندہ کا چالیس دن تک ایمان خالص نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ خدا اس دنیا میں اس کو زهد عطا کرتا ہے اور اس کو با بصیرت قرار دیتا ہے اور اس کے ذمیا کے درد کی دواء اور حکمت کو اس کے دل میں ثابت کرتا ہے اور اس کی زبان میں قوت گویائی عطا کرتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے خلوص تمام اعمال فاضل کو جمع کرتا ہے اور یہ اعمال کے قبول ہونے کی چابی ہے۔ خدا جس کے عمل کو قبول کرتا ہے اور جس سے راضی ہوتا ہے وہ مخلصین میں ہو جاتا ہے اگرچہ اس کا عمل کم ہی کیوں نہ ہواں کے بعد فرمایا: سب سے ادنیٰ خلوص یہ ہے کہ بندہ خدا کی حق تھی بھی اطاعت کرتا ہے اس کو بجالانے کے بعد خدا کے نزدیک اپنے عمل کے لئے اپنا کوئی درجہ اور مرتبہ قرار نہ دے۔ اس کا اجر اور ثواب خدا سے طلب کرے چونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر خدا اس سے حق بندگی کا مطالبہ کرے تو وہ اس کے ادا کرنے سے عاجز ہے۔ مخلص بندہ کا پست ترین مقام اس دنیا میں یہ ہے کہ تمام گناہوں سے محفوظ ہو اور آخرت میں اس کے لئے یہ ہے کہ اس کو آگ سے نجات ملے گی اور بہشت جانے میں کامیاب ہو۔

خلوص کی صفت تمام اخلاق حسن اور تمام اچھائیوں سے بالاترین صفت ہے اس کے عمل کا مقبول ہونا اور عمل کا قبول ہونا اور عمل کا صحیح ہونا اسی اخلاق پر موقوف ہے۔ جو عمل بھی خلوص سے خالی ہو پروردگار کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جب تک اس میں خلوص نہ ہو وہ شریطہ میں محفوظ نہیں ہوتا ہے اس لیعنی نے رب العالمین کی عزت کی قسم کا کر کہا کہ میں تمام لوگوں کو گمراہ کروں گا صرف مخلصین کو نہیں۔ شیطان کی زبان کی حکایت قرآن میں ہوئی ہے! "فَبِعْرَتْكَ لَا غُوينِهِمْ اجمعِينَ الَا عبادُكَ مِنْهُمْ الْمُخلصُّونَ" اس پر شاہد ایک حکایت ہے کہ معراج السعادۃ میں کتاب اسرار اسرائیلیات سے وارد ہوا ہے کہ ایک درخت تھا کچھ لوگ اس کی پرستش کرتے تھے میں اسرائیل میں ایک عابد کو اس کا پتہ چلا غیرت ایمانی کی وجہ سے اس نے کلبائی کو اٹھایا کہ اس درخت کو کاش ڈالے۔ راتے میں شیطان ایک مرد کی صورت میں اس سے ملاقات کی اس نے کہا کہ کہا جاتے ہو؟ تو اس عابد نے کہا: ایک درخت ہے کہ بعض کفار خالق کی عبادت کی بجائے درخت کی پرستش کرتے ہیں میں جارہا ہوں کہ اس درخت کو کاش دوں۔ شیطان نے کہا تمہیں اس سے کیا کام؟ ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہی یہاں تک کہ دونوں لڑنے پر آگئے۔ عابد نے شیطان کو زمین پر دے مارا۔ جب شیطان نے اپنے آپ کو عاجز دیکھا تو کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو یہ کام ثواب کیلئے کرنا چاہتے ہو میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاؤں گا کہ اس کا ثواب زیادہ ہو گا۔ میں ہر روز اتنی رقم تمہاری جائے نماز کے نیچے رکھوں گا اس کو اٹھا کر فقراء میں تقسیم کیا کرو۔

عبد نے شیطان کے فریب میں آکر درخت کا نئے کا ارادہ تبدیل کر دیا۔ گھر واپس لوٹا ہر روز جب وہ اپنی جائے نماز کو لپیٹا تو اسی مقدار میں رقم وہاں پر دیکھتا اور اٹھا لیتا اور فقراء میں تقسیم کر دیتا۔ چند دن گزرے تو شیطان نے اس کا

ونظیفہ بند کر دیا۔ اس کے بعد اپنی جائے نماز کے نیچے اس رقم کو نہیں دیکھا۔ کلبہ اڑی اٹھا کر درخت کاٹنے کے لئے چلا گیا۔ شیطان نے اس کو روکا۔ دونوں میں جھگڑا ہوا۔ اس دفعہ شیطان عابد پر غالب آگیا عابد کو زمین پر دے مارا۔ عابد حیران ہوا شیطان سے پوچھا کہ کیا ہوا اس دفعہ تو مجھ پر غالب آگیا ہے۔ کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء میں تمہاری نیت خالص تھی خدا کی خوشنودی کے لئے درخت کاٹنا چاہتا تھا لیکن اب توازع کی بناء پر درخت کو کاٹنے کے لئے جا رہا ہے۔ تمہاری نیت خالص نہیں ہے۔ اس لئے میں تمہارے اوپر غالب آگیا ہوں۔ (میں کہتا ہوں یعنی صاحب کتاب) اس حکایت میں حقیر کی بھی نظر ہے۔ چونکہ علامہ مزاقی نے نقل کیا تھا اس لئے میں نے بھی نقل کیا ہے۔

خلاصہ اخلاص کا حاصل کرنا بہتر است۔ بہت زیادہ مشکل ہے کہ فرمایا: **أَنَّ النَّاسَ كُلُّهُمْ هَا لِكُونَ إِلَّا  
الْعَالِمُونَ وَالْعَالَمُونَ كُلُّهُمْ هَا لِكُونَ إِلَّا الْعَالَمُونَ وَالْعَالَمُونَ كُلُّهُمْ هَا لِكُونَ إِلَّا  
الْمُخْلِصُونَ وَالْمُخْلِصُونَ فِي خَطِيرٍ عَظِيمٍ**

ترجمہ: اتمام لوگ بلاک ہوں گے مگر علماء اور علماء سب کے سب بلاک ہوں گے مگر اخلاص والے اور اخلاص والوں کا براہ مقام ہے۔ اس میں بڑا خطرہ یہ ہے کہ اس کو یا اور عجب کے پنجے سے اپنے عمل کو خالص کرنے کے ریاء کے مفاسد کی تفصیل اس کی قسمیں اور اس کا علاج بارہویں مجلس میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

حدیث قدسی میں ہے: يَا بْنَ آدَمَ أَكْثِرُ مِنَ الزَّادِ فَإِنَّ الطَّرِيقَ بَعِيدٌ وَجَدَدُ  
السَّفِيَّةَ فَإِنَّ الْبَحْرَ عَمِيقٌ عَمِيقٌ وَأَخْلِصُ الْعَمَلِ فَإِنَّ الْقَادِبَ صَنِيعٌ بَصِيرٌ وَخَفِيفٌ  
الْحَمَلِ فَإِنَّ الصِّرَاطَ دَقِيقٌ دَقِيقٌ وَأَخْرُونَ مُؤْمِكَ إِلَى الْقَبْرِ وَفَغَرَّكَ إِلَى الْمِيزَانِ وَ  
شَهَوَّتَكَ إِلَى الْجَنَّةِ وَرَأَحْتَكَ إِلَى الْآخِرَةِ وَلَذَّتَكَ إِلَى الْحُوْرِ الْعَيْنِ وَكُنْ لِي أَكْنَ  
لَكَ وَتَقْرَبَتِ إِلَيَّ بِا سَنْهَاهَةِ الدُّنْيَا وَتَبَعَّدَ عَنِ النَّارِ لِبُغْضِ الْفَجَارِ وَحَبْتِ الْأَبْرَارِ  
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ

اے آدم کی اولاد اپنے لئے زاد زیادہ بناو چونکہ راستہ بعید ہے اور کشتی کی مرمت کر لوتھیں دریا گہرا ہے۔ عمل کو خالص قرار دو تو تقدیر کرنے والے بالصیرت ہیں اور بوجھ کو بلکا کرو بیل صراط بہت زیادہ دقیق ہے اور اپنی نیند کو قبر تک تاخیر کرو اور فخر کو ترازو تک اور خواہشات کو جنت تک اور راحت کو آخرت تک اور لذت کو حور العین تک۔ تم میرے بخوبیں تمہارا بیوں گا۔ دنیا کو حیر سمجھتے ہوئے میرے قریب ہو جاؤ اور آگ سے دور ہو جاؤ فمارے بعض رکھتے ہوئے اور نیک

لوگوں کو دوست رکھتے ہوئے اللہ نیک لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا ہے۔

### اشعار امام حسین علیہ السلام دنیا کی پستی کے بارے میں

پس عاقل ہو شمدوہ ہے کہ اپنے زاد آخوت کو نیادہ اور اپنے عمل کو خالص اور اپنے وزن کو بلکا کرے۔ اپنی لذت اور راحت کو دنیا میں قرار نہ دے۔ اس کو آخرت کے لئے رکھ دے حضرت سید الشہداء دنیا کی پستی کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَانْ تَكُنِ الْدُّنْيَا هُمَدْتُ فَسْهَةٌ  
فَدَارَ ثَوَابُ الْأَيَّهِ أَعْلَىٰ وَأَبْلَىٰ  
وَانْ تَكُنِ الْأَمْوَالُ لِقِرْكِ جَنْمُهَا  
فَقِلَّةٌ حِرْصٌ الْمَرِءُ فِي الرِّزْقِ أَجْمَلُ  
وَانْ تَكُنِ الْأَبْدَانُ لِتَمَتُّتِ أُنْشِيَّاتٍ  
قَلْلُ إِمْرَءٍ بِالسَّيْفِ فِي الْأَيَّهِ أَفْضَلُ

آنحضرت کر بلائی زمین پر بھی مصائب کے نازل ہونے کے بعد ان اشعار کے ساتھ خبر دیتے تھے فرماتے

تحت:

يَا دَهْرَ رُوْاْيَتِ لَكَ مِنْ خَلِيلٍ  
كَتَمْ لَكَ بِالْأَشْرَاقِ وَالْأَصْبَاحِ  
وَكُلَّ حَيَّيْ سَالِكُ سَيِّلٍ  
مَا أَقْرَبُ الْوَعْدُ مِنَ السَّرِحَانِ  
إِنَّمَا الْأَمْرُ إِلَيْهِ الْجَنِيلِ  
سَبَّحَ اَنْزَلَتِي مَالَكُ مَثِيلُ

حضرت سجاد نے فرمایا: میرے باپ بار بار ان اشعار کو پڑھتے تھے۔ مجھے ایسے معلوم ہوا کہ کوئی بلا نازل ہوئی

ہے۔ گریہ میرے گلوگیر ہو گیا۔ میں نے اتنے آپ رکنڑوں کیا لیکن میری پھوپھی زینب نے ان اشعار کو سننا۔

## مجلس نمبر 22

### روزہ دار کے بدن کے بالوں کا تسبیح کرنا

امام عقیر صادق روایت ہے: **إِذَا رَأَى الصَّائِمُ قَوْمًا يَا كُلُونَ أَوْ رَجُلًا يَا كُلُّ سَبَعَتْ لَهُ كُلُّ شَعْرَةٍ مِنْهُ فِي جِسْمِهِ** "یعنی جب روزہ دار شخص ایک جماعت کو دیکھ لے کہ وہ کھانا کھا رہا ہے تو روزہ دار کے بدن پر جتنے بال ہیں اس روزہ دار کے لئے تسبیح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ**" اس کے لئے سات آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے تسبیح کرتے ہیں۔ "وَإِنْ مِنْ شَنِي إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلِكِنْ لَا تَقْهُونَ تَسْبِيحَهُمْ رَأْنَهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا" اور کوئی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے لئے تسبیح کرتی ہے اس کی حمد کے ساتھ۔ تحقیق اللہ جیلم اور غفور ہے تفسیر صاحب برهان میں: "زید بن اسرائیل میں اسی آیہ کے ذیل میں کئی روایات نقل کرتے ہیں۔

ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز پر و دگار کی تسبیح کرتی ہے اور اس کی حمد بجالاتی ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ تم نہیں سمجھتے ہو۔ یہاں تک کہ جب دیوار خراب ہونے لگتی ہے اس وقت ایک آواز لٹکتی ہے یہی اس کی تسبیح ہے۔ خنک لکڑی خدا کی تسبیح کرتی ہے۔ رسول خدا نے روکا ہے اس چیز سے کہ کسی جیوان کے منہ پر مارو یا اس کے چہرے پر کوئی داغ پڑ جائے اس لئے کہ وہ خدا کی تسبیح کرتا ہے۔

اور روایت میں وارد ہوا ہے کہ مرغ کہتا ہے: **إِذْكُرُ اللَّهَ يَا غَافِلِينَ اللَّهُ كَوِيدَ كَرْوَاءَ غَفَلَتْ كَرْنَے وَالوَوْ** گھوڑا کہتا ہے: **اللَّهُمَّ انْصِرِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ** "بارالہما! کفار کے خلاف مسلمانوں کی مدد فرمائے۔" گدھا کہتا ہے: **اللَّهُمَّ الْعَنِ الْعَشَارِيَنَ** "قبرہ کہتا ہے (قبرہ ایک مشہور پرندہ ہے بعض اے باتیل کہتے ہیں) **اللَّهُمَّ الْعَنْ مُنْغِضَ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ** تیتر کہتا ہے **الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَزِيزِ اسْتَوْى**، "گرگ

یامینہ کہتا ہے: سَبَّاحَانَ رَبِّي الْمَعْبُودُ الْمُسْتَبِحُ فِي لُجَاجِ الْبَيْهَارِ۔ اور تفسیر صافی میں امام صادقؑ سے حدیث بیان کی گئی کہ کوئی پرندہ مکار نہیں کیا جاتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ تسبیح میں کوتاہی کرتا ہے اور اس کو ضائع کیا ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں اس مقام پر فرماتے ہیں۔ اس مقام پر تسبیح کا معنی ذات باری تعالیٰ کی توحید اور عدل پر دلالت کرتا ہے۔ یہ کہ اس کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہے اور تسبیح لنفظی کے قائم مقام ہے اس قسم کی تسبیح سب سے زیادہ اقویٰ تسبیح ہے اس کی دلالت علم کے حصول کا موجب ہے ہر موجود سوائے ذات باری تعالیٰ کے حادث ہے کہ وہ صاف کاحتاج ہے غیر مصنوع نے اس کو ایجاد کیا ہے اور یہ تسبیح اس قدیم کے لئے ثابت ہے کہ جو ہر چیز سے غنی ہے۔ اس کی ذات مقدس میں وہ چیز جائز نہیں ہیں جائز ہیں۔ یہاں تک کہ دروازے کی آواز اور پانی کی آواز خدا کی تسبیح کرتی ہے لیکن ہم نہیں سمجھتے ہیں۔

### موجودات کی تسبیح

مناج الصادقین میں ہے کہ موجودہ ذرات میں سے ہر ذرہ کی ایک آواز ہوتی ہے کہ جو خداوند تعالیٰ کی تسبیح اور حمد کرتی ہے۔ آنطَقَنَا اللَّهُ أَلِذِي آنطَقَ كُلَّ شَئِيْ كَاشَارَه بھی اسی کی طرف ہے کہ ہر چیز کلام کرے گی۔ و  
فِي كُلِّ شَئِيْ لَهُ آيَةٌ تَدَلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ

### برگ درختان سبز در نظر هوشیار

### هر ورقی دفتری است قدرت پروردگار

خلاصہ تمام چیزیں زبانوں کے غلط ہونے کے باوجود خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ لیکن ان کو نہیں سنا ہے مگر عام ربانی کے جس کے کان اور دل کھلے ہوئے ہوں۔

اور سورہ جمعہ میں فرماتے ہیں: يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكُ الْقُدُوسُ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ۔ اللہ کی تسبیح کرتی ہے ہر وہ چیز کہ جو آسانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ اس خدا کی تسبیح کہ جو جس کا ملک دائم اور لا زوال ہے اور جو عیوب اور ہر ممکن صفات رذیلہ سے پاک اور منزہ ہے وہ ہر چیز پر غالب ہے کوئی چیز بھی اس پر غالب نہیں ہے اور ذلت کی گرد اس کی کبریاٹی کے دامن پر نہیں پہنچتی۔ وہ حکیم مطلق ہے کہ مخلوق کے دلیل امور حکمت مصلحت اور عدالت کے مطابق انجام دیتا ہے۔

اب آپ انصاف سے بتائیے کہ تمام موجودات خدا کے ذکر میں مشغول ہیں یہ انسان کہ جو تمام مخلوقات سے اشرف ہے وہ خدا کے ذکر سے غافل ہو جائے اور اپنے آپ کو شہوت رانی میں گرفتار کرے تو کس قدر رنجات اور شرم ساری کی بات ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ حیم بھی ہے اور غفور بھی ہے رحمت اور مغفرت کے دروازے انسان کے سامنے کھولے ہوئے ہے کہ انسان جو گناہ بھی کرے تو بے کے پانی کے ساتھ اس کو دھو لے۔

ذکر کرتے ہیں کہ جنگ صفين میں ایک مرد جس کا نام زبرقان تھا، لشکر معاویہ سے جدا ہوا اور مقابلے کے لئے میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا حضرت امیر نے بھی مبارز طلب کیا۔ (مختر) امیر المؤمنین سید الشہداء سے کہنے لگے اس کے ساتھ جنگ کے لئے جاؤ جب زبرقان نے حضرت سید الشہداء کو دیکھا تو اپنی تلوار کو غلاف میں ڈال دیا اور حضرت کو سلام کیا حضرت امام حسین نے فرمایا: اے زبرقان تم ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آئے تھے اور اب سلام کرتے ہو یہ تو ایسی سلامتی ہے عرض کیا: اے میرے سردار میں کس طرح اپنی تلوار کو آپ کے خلاف چلا دیں حالانکہ میں نے خود رسول خدا سے سنائے کہ فرماتے تھے: من آذی حسیناً فقد آذانی جس نے حسین کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ **حسین مَنِيَ وَأَنَا مِنَ الْحُسَينِ**۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں اور فرماتے تھے: **الْحَسْنُ وَالْحُسَينُ سَيِّدُ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ** حسین اور حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ حضرت نے فرمایا: اے زبرقان! اس حدیث کو نہیں سنا کہ میرے نانا فرماتے تھے: **الْحَسْنُ وَالْحُسَينُ خَيْرُ النَّاسِ وَأَبُوهُمَا** کَخَيْرٌ مِّنْهُمَا کہ حسن اور حسین سب لوگوں سے بہتر ہیں اور ان کا باپ ان دونوں سے بہتر ہے؟ زبرقان اس حدیث کو نکر بیدار ہوا اس نے جان لیا کہ معاویہ گراہی اور ضلالت پر ہے اور اس نے اس کو دھوکہ دیا ہے چونکہ جب امام حسین پر تلوار چلانا جائز نہیں تو امیر المؤمنین پر چلانا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہوگا اس نے عرض کیا: یا سیدی اے میرے سردار کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا: کیوں نہیں یہ حضرت علیؑ کے لشکر کے ساتھ مل کر کامیاب ہوا جس طرح حرب بن یزید ریاحی اپنے کام میں پشیمان ہوا اور شہادت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوا۔



## مجلس نمبر 23

**ماہ رمضان میں روزی تقسیم ہوتی ہے**

حضرت صادقؑ سے مروی ہے یوھسی ولدہ و یک قولِ ادا دخل شہرِ رمضان فاجہدوا  
آنفسکم فاًنَّ فِيهِ يُقْسُمُ الْأَرَزَاقُ وَ تُكْتَبُ الْأَجَالُ وَ فِيهِ يُكْتَبُ وَ قُدُّ اللَّهُ الَّذِينَ يَفْدُونَ  
إِلَيْهِ وَ فِيهِ لَيْلَةُ الْعَمَلِ فِيهِ خَيْرٌ مِّنَ الْعَمَلِ فِي الْفِشَرِ

حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ اپنے بیٹے سے وصیت کی اور فرماتے ہیں جب ماہ رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے اس میں تم کوشش کرو چونکہ اس میں روزی تقسیم ہو جاتی ہے۔ موت لکھی جاتی ہے اور اس میں لکھا جاتا ہے کہ اللہ کی جماعت ہے جو اس کی طرف جاتی ہے اور اس رات میں عمل کرنا بہتر ہے ہزار مہینوں کے عمل سے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کا یہ وصیت نامہ پانچ جملوں پر مشتمل ہے۔

■ 1۔ ماہ رمضان میں عبادت کرنے میں کوشش کرو۔ چونکہ ماہ رمضان میں عمل کا ثواب باقی مہینوں میں اعمال

کی نسبت کئی گناہ ہے۔

■ 2۔ دوسرا جملہ خبر دیتا ہے کہ اس مہینے میں روزی تقسیم ہوتی ہے۔

■ 3۔ تیسرا خبر دیتا ہے یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں اللہ کا وفادخا کی طرف جاتا ہے یعنی اس مہینے میں ہم اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ میزبان اپنے مہمانوں کی خدمت کرتا ہے اور ان کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے۔

■ 4۔ چوتھا یہ کہ اس مہینے میں اجل اور مقدر اور لکھتے جاتے ہیں۔

■ 5۔ پانچواں یہ جملہ خبر دیتا ہے کہ اس مہینہ میں ایک رات وہ بھی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ وہ ہے

شب قدر۔

ابتہ اگر انسان کا یہ عمل معرفت اور دنائی کے ساتھ نہ ہو اور اگر وہ مسائل کو یاد نہ کرے تو وہ خدا کے نزدیک مسئول ہے اور وہ عذاب کا مستحق ہو گا۔

## محمد بن بکر کی تاریخ کی طرف اشارہ

عمل معرفت کے ساتھ ہوتا انسان کے مقام کو بلند کرتا ہے قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا کہ حضرت امیر المؤمنین کے حواری کہاں ہیں؟ چار آدمی بلند ہوں گے۔ میثم تمار، اویس قرنی، عمر بن حکم خزانی، محمد بن ابی بکر۔ رجال بکر میں ہے کہ اویس قرنی کے حالات میں اسی حدیث کو نقل کیا گیا ہے اور محمد بن ابی بکر حالات کی تفصیل تیسری جلد (الکلمۃ التامة) میں نقل کیا گیا ہے۔ یہاں پر صرف خلاصہ بیان کرتا ہوں کہ محمد بن ابی بکر اس مقام پر صرف امام کی معرفت کی وجہ سے پہنچا۔ علامہ خوئی شرح نجح البلاغہ ”ج ۲ ص ۱۶۱“ میں کچھ اشعار محمد بن ابی بکر سے نقل کرتے ہیں ان میں سے بعض اشعار یہ ہیں۔

بَأَبَانَاقَدْوَجَدُّنَامَاصَلَحَ  
خَابَمَنَأَنَتَأَبُوهُوَفَضَحَّ  
إِنَّمَا أَخْرَجَهُمْ إِنَّكَ الَّذِي  
أَخْرَجَ الْمُلُوْكَ مِنْ مَاءِ مَرِيجٍ  
أَيَّتَتَ الْعَهْدَ فِي خَمْ وَمَا  
قَالَهُ الْمَيْمُونُ فِي هِوَ شَرَحٌ

یہاں تک کہتا ہے۔

مَخَاتَرِي عُذْرَكَ فِي الْحَشْرِ رَغْدًا  
يَأَكَ الْوَيْلُ إِذَا حَقَّ أَرْضَحٌ

فَعَلِيُّكَ الْخِزْنُ مِنْ رَبِّ السَّمَاوَاتِ  
 كَلَمَانَاحَ حَمَامَ وَصَدَحَ  
 يَابَنِي الْزَهْرَاءِ أَنْتُمْ عَذَّتِي  
 وَبِكُمْ فِي الْحَشْرِ مِيزَانِي رَجَحَ  
 إِذَا صَاحَ حَلَاقِي بِكُمْ  
 لَا بَأْسَ الِّي أَيَّ كَلَبٍ نَّاهِي

محمد بن ابی بکر جن کی ماں اسماء بنت عمیس ہے جوہ الوداع کے سال پیدا ہوئے۔ اور 38 سال اور اڑھائی مینے عمر پائی۔ چودہ صفر 38 ہجری میں معاویہ بن خدیج نے معاویہ بن ابوسفیان کے حکم سے ان کو شہید کر دیا۔ محمد بن ابی بکر امیر المؤمنین کی طرف سے پانچ مینے مصر میں حاکم رہے۔ رسول خدا نے ان کو آنے کی خوش خبری دی۔ چنانچہ شرح ابن ابی الحدید ابراہیم ثقیفی کی کتاب غارات سے حدیث تبیان کی گئی ہے کہ ابو بکر رسول خدا کی زندگی میں کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے۔ اسماء اس وقت اس کی بیوی تھی کہ اس نے عالم خواب میں دیکھا کہ ابو بکر نے مہندی کے ساتھ خضاب لگایا ہے اور اس کا سر اور ڈاڑھی مہندی کی وجہ سے رنگیں ہیں اور سفید لباس سے اپنے آپ کو پہنچیے ہوئے ہے۔ اسماء خواب سے بیدار ہوئی تو عاشر کے پاس گئی اور اپنے خواب کو بیان کیا۔ عاشر کا نالہ و فریاد بلند ہوا اور کہا اگر تمہارا خواب حق ہے تو یقیناً میرا باپ قتل ہوا ہے چونکہ اس خضاب سے خون ہے اور وہ سفید لباس سے مراد اس کا کافن ہے یہ کہا اور بلند آواز سے نالہ و فریاد کونے گئی۔ اس وقت رسول خدا داخل ہوئے نالہ و فریاد کا سبب معلوم کیا حاضرین نے واقعہ کو بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا: اسماء کا خواب اس طرح نہیں ہے۔ خواب کی تعبیر جو تم نے کی صحیح نہیں ہے بلکہ ابو بکر اس سفر سے صحیح وسلامت واپس لوئیں گے اور اسماء کے ساتھ ہم بستری کریں گے اور اس سے وہ حاملہ ہوگی اور ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو کافرین اور منافقین پر غلبناک ہوگا۔ اس کا نام محمد رکھیں۔

عَقْلَانِي اصَابَ مِنْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ كَمَا كَانَ يَنْتَهِي عَلَيْهِ وَيَفْضِلُهُ لَا نَهَا كَانَ ذَا عِبَادَةً وَاجْتِهَادَ وَلَا هُوَ بِمِصْرٍ "ترجمہ علی بن ابی طالب، ان کی تعریف اور فضیلت بیان کرتے تھے چونکہ وہ عبادت گزار اور محنت کش تھے حضرت نے اس کو مصر کا حاکم

ہنادیا۔

کتاب عقد ائمین میں ہے کہ تاریخ بلد الامیں میں لکھا ہے کہ: محمد بن ابی بکر کی تربیت حضرت علیؑ کی گود میں ہوئی جنگ جمل میں وہ پیادہ لوگوں کا سردار تھا اور صفين میں حضرت علیؑ کے ہم رکاب تھا امیر المؤمنینؑ محمد کو بہت زیادہ دوست رکھتے تھے اور اس کی تعریف کرتے تھے ان کو دوسروں پر فضیلت دیتے تھے۔ چونکہ محمدؑ بہت زیادہ عبادت گزار تھا۔ وہ عبادت میں بہت کوشش کرتے تھے۔ اہلسنت کے بہت سے علماء ان کو قریشؓ کے عابد ناسک اور زائد سے تعارف کرتے تھے۔ ابو علیؑ نے اپنے رجال میں کہا ہے کہ محمد بن ابی بکر جلیل القدر اور عظیم منزلت رکھتے تھے حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ تم محمد ہیں جو خدا کی معصیت نہیں کریں گے۔ عرض کیا گیا یا امیر المؤمنینؑ یہ تم کون ہیں؟ فرمایا: محمد بن ابی بکر، محمد بن الحفیہ، اور محمد بن ابی حذیفہ۔

ایک اور روایت میں فرمایا: ماجدہ کو انکار ہے کہ وہ خدا کی معصیت کریں عرض کیا گیا: وہ ماجدہ کون ہیں فرمایا: محمد بن ابی بکر، محمد بن الحفیہ، اور محمد بن ابی حذیفہ۔ استر آبادی رجال بکر میں عبد اللہ بن سنان سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ کہا کہ میں نے امام صادقؑ سے سنا کہ فرماتے تھے: محمد بن ابی بکر پر رحمت بھیجے اور فرمایا کہ محمد بن ابی بکر اور عمران یا سر راضیؑ نہیں ہوتے تھے کہ وہ خدا کی معصیت کریں۔ رجال کشی میں حمزہ بن محمد طیار حدیث بیان کرتے ہیں کہ کہا امام جعفر صادقؑ کے پاس محمد بن ابی بکر کا ذکر ہوا آنحضرت نے ان پر رحمت اور صلوٰۃ بھیجی اور فرمایا کہ ایک دن محمد بن ابی بکر نے عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ آپ اپنا ہاتھ مجھے دے دیں تاکہ آپ کی بیعت کروں۔ حضرت نے فرمایا مگر تم نے بیعت نہیں کی؟ عرض کیا کیوں نہیں اس کے بعد حضرت نے اپنا ہاتھ دراز کیا محدث نے کہا:

اَشْهُدُ اَنِّيْ اَمَّاْمٌ مُفْتَرِضٌ طَاعَتَكَ وَانَّ اَبِي فِي النَّارِ فَقَالَ اَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
النَّجَابَةُ مِنْ قِبْلِ اَمِّهِ اَسْمَاءُ بُنْتِ عُمَيْسٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِمَا لَا مِنْ قِبْلِ اَبِيهِ "اس وقت امام صادقؑ نے فرمایا: یہ شرافت اس کی ماں اسماء بنت عیسیؑ کی طرف سے ہے نہ کہ باپ کی طرف سے۔ اور امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ: إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بَاعَ عَلِيًّا عَلَى الْبَرَائَةِ مِنْ أَبِيهِ۔ محمد بن ابی بکر نے علیؑ کی بیعت کی اپنے باپ سے برائت حاصل کرتے ہوئے۔

خلاصہ محمد بن ابی بکر پانچ میںیے امیر المؤمنینؑ کی طرف سے مصر کے حاکم مقرر رہے یہاں تک کہ معاونی نے ایک لشکر کو بھیجا اور محمد کو تشنہ لب شہید کر دیا گیا اور اس کے بدن کو جلا دیا گیا۔ یہ خبر حضرت امیر المؤمنینؑ کو پہنچی تو بہت زیادہ روئے سبط بن جوزی تذکرہ الخواص میں روایت بیان کرتے ہیں: وَ بَلَغَ عَلِيًّا قَتْلَ مُحَمَّدَ فَبَكَى بُكَاءً

شَدِيداً" اور جب علیؑ کو محمدؐ کے قتل کی خبر پہنچی تو بہت زیادہ روئے۔ عبد الرحمن بن میتب کہتے ہیں کہ شام سے کوفہ کی طرف آیا اور میں نے خبر دی امیر المؤمنینؑ کو کہ میں شام سے باہر نہیں نکلا تھا یہاں تک کہ عمر و عاصی کی طرف سے محمد بن ابی بکر کے قتل کی خوشخبری معاویہ کو پہنچی کوئی ایسا ون نہیں دیکھا کہ شام کے لوگوں کو اس دن سے زیادہ خوشی ہوئی ہو۔ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا محمد بن ابی بکر کی شہادت پر ہمارے لئے حزن ہے کہ جس کی وجہ سے ان کی خوشی میں اضافہ ہوا ہے۔ جب اماء نے اپنے فرزند کی جرسنی کہ اس کو شہید کر دیا گیا اور اس کے بدن کو آگ لگادی گئی ہے تو وہ اپنے جائے نماز پر گئیں اور اپنے غصہ کو پی گئی اس حد تک کہ ان کے پستان سے خون جاری ہو گیا: سبحان الله (شنیدن کی بود مانند دیدن)۔ سننا دیکھنے کے برابر نہیں کب ہے۔ قاسم بن حسن کی ماں کی کیا حالات ہوئی ہو گی کہ جب اپنے فرزند کے بدن کو پارہ دیکھا ہو گا اور اس کے سر کو نیزہ پر چڑھایا گیا ہو گا ہے۔



## مجلس نمبر 24

روزہ دار کے لئے صابرین جتنا ثواب ہے

عَنِ الْحَادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًاً وَاحْتِسَابًاً وَكَفَتْ  
 سَعْيَهُ وَبَصَرَهُ وَلِسَانَهُ عَنِ النَّاسِ قَبْلَ اللَّهِ صَوْمَهُ وَغَفَرَلَهُ مِمَّا تَقدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا  
 تَأْخَرَ وَأَعْطَاهُ ثَوَابَ الصَّابِرِينَ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں؛ جو ماہ رمضان میں روزہ رکھے کامل ایمان کے ساتھ صرف خدا کے لئے اور اپنی آنکھ کان اور زبان کو بچالے، اللہ تعالیٰ اس کے روزہ کو جو بول کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو بخفاہت ہے۔ اس کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کو اور اس کو صابرین والا ثواب عطا کرتا ہے۔

جانا چاہئے کہ صبر کا مطلب ہے ثابت قدم اور مطمئن ہونا۔ بلاء اور مصائب کے وقت اور مضطرب نہ ہونا اور حادثات زمانہ کا مقابلہ کرنا۔ ایک طریقہ پر کہ سینہ تک نہ ہو اور اس کا دل پر یہاں نہ ہو۔

### صبر کی تین فسمیں ہیں

■ 1۔ اول عبادت میں صبر کرنا، نفس کو معصیت سے روک کر رکھنا۔

■ 2۔ دوم بلاء اور معصیت میں صبر کرنا جیسے فرزند اور دیگر رشتہ داروں کی موت کے وقت صبر کرنا۔

■ 3۔ تیسرا غیض و غضب کی حالت میں صبر کرنا بلکہ اکثر اخلاق صبر میں داخل ہیں۔

چونکہ خواہشات کے ساتھ مقابله کرنا کہ ہمیشہ قوۃ عاقلہ کے ساتھ پیوست ہو تو دین داری کا باعث ہے قوہ شہویہ

خواہشات کا باعث ہے۔ اب جنگ اور زیان اُن دو قوتوں کے درمیان ہے اور آدمی کا دل اس جنگ کے میدان میں ہے اب اس قوہ عقلیہ کے مدگاز ملائکہ ہیں کہ جو شکر الٰہی ہیں اور خواہشات کا باعث شیاطین ہیں۔ اب اگر قوہ عاقلہ ثابت قدم رہے تو ملائکہ کی امداد کے ساتھ قوہ شہوہ پر غالب آجائی ہے اور اسی حالت پر باقی رہتی ہے۔

غلبہ شکر خدا کے ساتھ ہے اور ایسا شخص صابرین کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اگر قوہ عاقلہ مغلوب ہو جائے تو اس کا صاحب شیاطین کے شکر کے ساتھ الحق ہو جاتا ہے۔ بلااؤں اور مصیبتوں میں صبر کرنا اس کے بہت بڑے درجات ہیں اور صبراً یک منزل ہے دین کے منازل میں سے اور موحدین کے مقامات میں سے ایک مقام ہے وہ بندہ خالق کے مقرین میں داخل ہو جاتا ہے جو صبر کو پانا شعار قرار دے یہ اس وقت تک بلند مرتبہ پر فائز نہیں ہوتا ہے اور جب تک بلااؤں کا گھونٹ نہ پے محبت کے جام کا قطرہ نہیں چھپ لے۔

### صبر کار ناقصان و خام نیست

این عسل شیرین درہر گام نیست

صرا اگر تلخ است لیکن عاقبت

میڈھادا میوہ پر منفعت

ناز پر ورد تنعم نبردراہ بدوسٹ

عاشقی شیوه زندان بلا کش باشد

معراج السعادہ میں ہے خداوند عالم نے زیادہ تر نیکیوں کو صبر کی طرف نسبت دی ہے۔ بہشت کے اکثر درجات کو صبر کے ساتھ تعلق قرار دیا ہے اور اس صبر کو قرآن مجید میں ستر سے زیادہ مقامات پر ذکر کیا ہے اور صابرین کے لئے بہت زیادہ اوصاف کو ثابت کیا ہے اور ان کے لئے صلوٽ رحمٗت اور حمد ایت کو قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے: **الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُونَ**

اور صبر کرنے والوں کو اپنے ساتھ ہونے اور صابرین کو دوست رکھنے کی خوشخبری دی ہے فرمایا ہے: **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ**۔ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے رسول خدا نے فرمایا: صبر سے ایمان کی نسبت وہی ہے کہ جو سر کی بدنسے ہے جس طرح سر کے بغیر بدنسکا کوئی فائدہ نہیں ایمان بھی صبر کے

بغیر نہیں ہے۔ اس میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ رسول خدا نے فرمایا: صبراً یمان کا نصف ہے "جوراً خد میں صبر کرے وہ ثواب کے کمانے میں کامیاب ہوا۔"

نیز آنحضرت سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو کسی بیماری میں بٹلائے کرتا ہوں پس وہ صبر کرے اور عیادت کرنے والوں کو اپنی شکایت نہ کرے تو اس کے گوشت کو اس سے بہترین گوشت کے ساتھ تبدیل کرتا ہوں اور اس کے خون کو بہترین خون میں تبدیل کرتا ہوں جب میں اس کو شفاذ ہیتا ہوں تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا ہے۔ اگر اس کو مار دیتا ہوں تو اس کو اپنی رحمت کی طرف لے جاتا ہوں۔

نیز فرمایا: داؤ دنے مناجات کی کہ میرے پروردگار! تیری خوشنودی کے لئے مصائب پر جو صبر کرے اس کی جزا کیا ہے؟ خالق کی طرف سے خطاب ہوا: اس کو امان کا لباس پہننا تا ہوں اور اس لباس کو اس سے نہیں لیتا ہوں۔

نیز آنحضرت نے فرمایا: صبراً یک خزانہ ہے، بہشت کے خزانوں میں سے اور بالآخرین اعمال ہے کہ جو نفس پر دشوار ہے۔ اور مروی ہے ایک دن رسول انصار میں سے ایک جماعت کے پاس تحریف لے گئے اور فرمایا کیا تم مومن ہو؟ سب خاموش ہو گئے ایک شخص نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ہم مومن ہیں حضرت نے فرمایا: تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ اس نے کہا جب اللہ نعمت عطا کرتا ہے تو میں خدا کا شکر بجالاتا ہوں اور بلاء کے موقع پر صبر کرتا ہوں اور جو پروردگار کی قضا ہے اس پر راضی ہوتا ہوں نیز معراج السعادۃ میں رسول خدا سے روایت کی ہے کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندے کو اس کے بدن میں یا اماں میں یا اولاد میں مصیبیت یا بلاء میں بٹلا کرتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے مجھے اس سے شرم آتی ہے کہ قیامت کے دن اس کے لئے ترازو نسب کروں یا اس کے نامہ عمل کو کھول دوں۔ نیز آنحضرت نے فرمایا: مومنین میں کوئی کسی بلاء میں بٹلائے ہو جائے اور اس پر صبر کرے تو اس کے لئے ایک ہزار شہید جتنا اجر ہے۔

تَرَدَّدَ رَدَاءُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْتَّوَأْبِ  
تَبَلَّ مِنْ جَمِيلِ الصَّبْرِ حُسْنُ الْعَوَاقِبِ

## حضرت ایوب کا صبر

کتاب مذکور میں فرماتے ہیں مروی ہے کہ چالیس سال تک ایوب سہولت اور نعمات کی فراوانی کے ساتھ زندگی گزارتے رہے روزانہ کئی کھانے باور پی خانہ سے لائے جاتے تھے لوگ کھاتے اور چلتے تھے حضرت کے بیٹیں

ہزار گھوڑے تھے آپ کی زراعت اس قدر زیادہ تھی کہ حضرت ایوب نے حکم دیا کہ کسی حیوان اور انسان کو زراعت سے نہ روکوان میں سے ہر ایک جو فائدہ اٹھانا چاہے اسے اٹھانے دو۔ اس کے باوجود ان کی زراعت کی آمدی اتنی زیادہ تھی کہ ان کے لئے کافی ہو جاتی تھی چار سو غلام تھے جو ان کے اونٹوں کی حفاظت کرتے تھے۔ ایک دن جریل نے کہا: اے ایوب! راحت کے دن گزر گئے اور محنت کا زمانہ آگیا بلاء اور مصیبت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ایوب نے کہا کوئی حرج نہیں ہم نے اپنے بدن کو دوست کی رضامیں دے دیا۔ گویا اس شعر کا مضمون پڑھتے تھے:

چوں ہمہ اجزاء از انعام او است  
رستہ اندو غرق دانہ دام او است  
گرز تلخی میکند فرید وداد  
خاک عالم برسر اجزاء باد

حضرت ایوب اس انتظار میں تھے کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھی ایک فریاد بلند ہوئی اتنے میں ایک چڑواہا دروازے سے داخل ہوا اور فریاد بلند کی حضرت ایوب نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ کہا: پیارے ایک سیالب آگیا اور تمام گوسفندریا میں غرق ہو گئے ہیں اسی دوران میں ایک ساربان آیا اور اس نے اپنے کپڑوں کو پھاڑ دیا کہا کہ ایک بھلی گری جس سے تمام اونٹ ہلاک ہو گئے۔

اسی دوران میں مالی آیا اور کہنے لگا کہ زهر آسودہ ہوا چلی اور تمام درختوں کو جلا دیا۔ حضرت ایوب سنتے جا رہے تھے اور خدا کی تسبیح کرتے جا رہے تھے۔ اتنے میں بچوں کا معلم آیا کہ تمہارے بارہ بیٹے بھائی کے مہمان تھے کہ اچاک گھر کی چھت ان پر گری اور سب کے سب ہلاک ہو گئے اور ایوب یہی زبان پر جاری کرتے تھے۔ جب (اے اللہ) تو ہے تو ہر چیز میرے پاس موجود ہے یہاں تک کہ حضرت ایوب یہاں ہو گئے نہایت فقر و فاقہ پر پیشانی اور یہاں کی حالت میں تھے۔

لیکن ان کے صبر میں کوئی کمی نہ آئی لیکن کربلاء کے صحراء کے ایوب یعنی حضرت سید الشہداء نے اس قدر صبر کیا کہ آسمان کے ملائکہ سید الشہداء کے صبر کو دیکھ کر تجب کیا لَقَدْ عَجَّبَتْ مِنْ صَبْرِكَ مُلَائِكَةُ السَّمَاءِ نَاجِيَّ میں کہا ہے حضرت سید الشہداء تکلیف کے گوداں میں تھے تو یہی کہتے تھے۔ صَبَرَأَعْلَى قَضَائِكَ يَا أَرْبَلَةُ سِوَاكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغْيَثِينَ۔

سنان زدنیزہ بر پھاوج نانش  
 کے جنب اللہ بدریدا ز سنانش  
 شکر وصل فخر نسل آدم  
 بر رافتاد و میگ فت اندر ان دم  
 تَرَكَتِ الْخَلْقُ طَرَأً فِي هَوَاكَ  
 وَإِتَّمَتِ الْعِيَالَ لِكَى أَرَاكَ  
 وَلَوْقَطَتِنِى فِي الْخُبْرِ إِرْبَأَ  
 كَمَاهَسِنَ الْفُؤَادُ إِلَى سِوَاكَ

میں نے تیری محبت میں تمام مخلوق کو چھوڑ دیا اور میں نے اپنے عیال کو یتیم کر لیا کہ تجھ کو دیکھوں اگر مجھے تیری  
 محبت میں نکلنے کے لئے کر دیا جائے تو پھر بھی دل تیرے سوا کسی کی طرف مائل نہیں ہو گا۔

۴۴۴۴۴۴۴

## مجلس نمبر 25

### آخری شعبان کے جمعہ کے خطبہ کی تشریع

حیراں خطبہ شریفہ کے ہر ایک فقرہ کو ایک مجلس قرار دیتا ہے اور مجلس کی مناسبت سے اخبار کو جمع کیا ہے۔ اس امید میں کہ جب سے ہزار حسرتوں اور آرزوں کے ساتھ قبر میں دفن ہو جاؤں گا تو میرے لئے فاتحہ پڑھ کر میری روح کو خوش کریں گے اور وہ مغفرت اور بخشش کی دعا سے فراموش نہیں کریں گے۔ جَزَاهُمُ اللَّهُ خَيْرًا

شیخ صدوق عیون اخبار الرضا میں سند کے ساتھ اس خطبہ کو حضرت امام رضا سے وہ اپنے آبائے کرام سے انہوں نے رسول خدا سے نقل کیا ہے: سید بن طاؤس نے کتاب اقبال میں نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے شعبان کے آخری جمعہ میں فرمایا: أَيَّهَا النَّاسُ إِنَّمَا قَدْ أَقْبَلَ إِلَيْكُمْ شَهْرُ الْعَابِرَةِ وَالرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ " اے لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق تمہاری طرف خدا کا مہینہ برکت رحمت اور مغفرت کے ساتھ آیا ہے۔

بارہوں مجلس میں اشارہ ہوا کہ یہ اضافہ اب تشریفیہ ہے تمام مہینے زمان اور مکان خدا کے ہیں لیکن ماہ رمضان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کے لئے ماہ رمضان کو اپنی طرف نسبت دی ہے اور خوشخبری دی ہے کہ اس مہینے میں برکت رحمت اور مغفرت تمہارے اوپر نازل ہو گی اور یہ بھی جانتا ضروری ہے کہ برکت سے مراد زیادتی مال و اولاد اور عمر نہیں ہے بلکہ کثرت توفیق مراد ہے کہ کم مال کے ساتھ بہت زیادہ اثرات اور یادگار رہ جائیں گے جیسے پلوں کا بنا نا مسجدوں ہستالوں کا بنا نا اور محتاجوں کی مدد کرنا۔

لیکن جس مال کے ساتھ یہ توفیق نہ ہو اس کی حالت قارون کی حالت کی طرح ہو گی اور توفیق کا معنی توجیہ

الاسباب خومطلوب الخیر، خیر کی طرف اسباب کا فراہم کرنا اگر کسی کی ہزار اولاد ہوان میں سے کوئی بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے تو ان کا نہ ہونا ان کے وجود سے بہتر ہے۔

اگر کسی کا ایک بیٹا ہو اور متقی اور نیک ہو تو وہ والدین کو جنم کی آگ سے بچانے کا سبب بنے گا اسی طرح طول عمر توفیق کے بغیر نتیجہ آرنہیں ہے اضحاک تازی جس نے ایک ہزار عمر گزاری فرعون چار سو سال زندہ رہا، اور ان جنیں اور لوگ کر جھنوں نے طویل عمر گزاری ہیں ایسے لوگوں کے لئے شدید عذاب کے سوا کچھ نہیں۔ عمر میں برکت یہ ہے کہ کم عمر میں بہت سے آثار قدم قدم کے علوم کو یادگار کے طور پر چھوڑے۔

### شیخ مفیدی کی تاریخ کی طرف اشارہ

شیخ مفیدی نے (76) چھتر سال سے زیادہ اس دنیا میں زندگی نہیں گزاری اس کے باوجود علم فقہ علم کلام اور کتنے ہی علوم یادگار کے طور پر چھوڑے ہیں حالانکہ ان کی بہت سی تصنیفات صالح ہو گئیں اور اب کہیں نہیں ملتی ہیں گیا رہ ذی القعدہ 336 میں ان کی ولادت ہوئی اور تیرہ ماہ رمضان شب جمعہ کو وہ اس دنیا سے چلے گئے اور اس وقت ہم حضرت موسیٰ بن جعفر کے رواق میں ان کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔

روضات الجنات میں کہا ہے ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن نعمن بن عبد السلام العسکری البغدادی الملقب بالمفید ان کا سلسلہ نسب سعید بن جبیر تک پہنچتا ہے کہ جو امام زین العابدین کے اصحاب میں سے ہے کہا جا سکتا ہے کہ شیخ مفید شیعہ کے بزرگوں میں سب سے بزرگ رکیں اور استاد ہیں۔ جو بعد میں ہوئے انہوں نے شیخ مفیدی سے استفادہ کیا اور ان کی فضیلت بہت زیادہ مشہور ہے۔

فقہ کلام اور روایت میں وہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور سب سے زیادہ عالم تھے امامیہ کی ریاست ان کے زمانے میں ان کے ساتھ میں تھی۔ وہ انتہائی ذہین اور حاضر جواب تھے۔ ان کی تصنیفات دو سو کے لگ بھگ ہیں کافی میں ہے شیخ مفیدی کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ امام زمانہ کی طرف سے ان کے نام تین خط آئے جن سے دو خطوں کی صورت متدرب الوسائل میں مذکور ہیں۔ تیرے خط کی صورت کہیں موجود نہیں ہے۔

### شیخ مفید کا عجیب مناظرہ

شیخ مفید کے عجیب غریب قدم کے مناظرات ہیں کہ سید مرتضی علم الحدیث نے ان میں کچھ مناظرہ کو فصول المختار

میں نقل کیا ہے اور ان میں کچھ مناظر کو مجموعہ و زام میں ذکر کیا ہے اور قاضی نور اللہ نے مجالس المؤمنین میں کتاب مصباح القلوب سے نقل کیا ہے کہ شیخ مفید قاضی عبدالجبار کی مجلس میں جو توں کی جگہ پر بیٹھنے ہوئے تھے اور قاضی کی مجلس علماء اور فضلاء سے بھری ہوئی تھی۔ شیخ مفید نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ہو تو ایک سوال کروں اس جماعت کی موجودگی میں قاضی نے کہا پوچھ لو۔ شیخ مفید نے فرمایا: غدیر کے واقعہ کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: کہ یہ ایک روایت ہے اور ابو بکر کی خلافت درایہ کا مقابلہ روایت کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ شیخ مفید نے فرمایا: کہ جناب رسول خدا کے اس قول کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے کہ رسول خدا نے علی سے فرمایا: یا علیٰ حربک حربی سلمک سلمی۔ ”قاضی نے کہا کہ یہ خرج صحیح ہے۔ فرمایا: اصحاب جمل کے بارے میں آپ کا کیا نظریہ ہے؟ قاضی نے کہا کہ انہوں نے توبہ کر لی تھی۔

شیخ مفید نے فرمایا: کہ الحرب درایہ ہے اور توبہ روایت ہے۔ قاضی نے تھوڑی دیریک اپنے سر کو جھکائے رکھا اس کے بعد سر اٹھایا اور کہا تو کون ہے؟ شیخ مفید نے فرمایا: محمد بن نعمان۔ قاضی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنی جگہ پر شیخ مفید کو بٹھایا اور کہا: انت المفید تعالیٰ مجلس نے جب یہ دیکھا تو ان کے رنگ متغیر ہو گئے۔ جب قاضی نے ان کی یہ حالت دیکھی کہا: ایسا الفضلاء اس شخص نے نکست دی ہے۔ میں اس کے جواب سے عاجز آگیا ہوں۔ اگر آپ میں سے کسی کے پاس اس کا جواب موجود ہے تو وہ جواب دے۔ تاکہ میں اس کو اس شخص کی جگہ بٹھادوں۔

جب اس واقعہ کی خبر عضد الدولۃ کے پاس پہنچی تو اس نے شیخ مفید کو طلب کیا بہت زیادہ تھا نافذ ہے۔ ایک گھوڑا زین سمیت آپ کو دیا اور آپ کے لئے وظیفہ مقرر کیا۔ شیخ مفید نے اس طرح کا ایک مناظرہ علی بن عیسیٰ رمانی کے ساتھ کیا جس کا شارع علم کلام کے عظیم علماء میں ہو تھا۔ چنانچہ مجموعہ و زام میں اس کو نقل کیا گیا ہے اور رمانی نے آپ کا لقب مفید رکھا ہے اور وضاحت الجنات میں کہا ہے کہ شیخ مفید کی قبر پر امام زمانہ کے خط کی تحریر کو دیکھا گیا۔

لَا صَوْتَ النَّاسِ اِلَّا فِي قَدِيرٍ  
بِيَوْمِ عَلَىٰ أَلِ الرَّسُولِ عَلَىٰ ظِيمٍ  
إِنَّ كَانَ قَدْ غَيَّبَتْ فِي جَدَثِ الشَّرَوِيِّ  
فَالْعَدْلُ وَالْتَّوْحِيدُ فِي كَمِيقَمٍ

وَاللَّهُ أَنْتُ الْمَهْدِيَ يَفْرُحُ كَلَمًا  
تُلَيَّتْ عَلَيْكَ مِنَ الْمَرْوِسِ عَلْوَمٌ

خلاصہ یہ کہ برکت اسے کہتے ہیں اور روایت میں وارد ہوا ہے! "لَيْسَ الْخَيْرُ أَنْ يَكُثُرَ مَالُكٌ  
وَوَلُدُكَ بِالْخَيْرِ يَكُثُرُ عِلْمُكَ وَأَنْ يَعْظُمْ حِلْمُكَ وَأَنْ تُبَاہِي النَّاسُ بِعِبَادَةِ رَبِّكَ"  
لیکن رحمت اور مغفرت یہ دونوں لفظ مترادف ہیں۔ جب یہ دونوں اکھٹے ہوں تو دونوں کے معنی الگ الگ ہیں  
اگر دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوں تو دونوں کا ایک معنی ہے۔ "إِنَّهُ إِذَا اجْتَمَعَ افْتَرَقَ وَإِذَا افْتَرَقَ  
إِجْتَمَعَ غَرَّ" کالفوی معنی ستر کے ہیں۔ جب بندہ گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ چونکہ غفار ہے اس کے گناہ کو چھپا دیتا ہے  
اس کو معاف کرتا ہے۔ اور رحمت کے معنی شفقت کے ہیں بڑے چھوٹوں پر شفقت کرتے ہیں اور ان کے بارے میں ان  
کے دلوں میں رقت پائی جاتی ہے اور پروردگار کی رحمت کا معنی یہ ہے کہ خدا نے بیش از نعمتیں اپنے بندہ کو عطا کی ہیں جیسے  
رزق صحت امن و امان ثروت و عزت وغیرہ اور نعمتوں میں سے ایک نعمت گناہوں کی بخشش ہے اور سب سے بڑی نعمت  
 توفیق ہے اس کی وجہ سے بندہ بلندی درجات پاتا ہے۔

فرسان الجہاں میں نقل کیا گیا ہے کہ دو بھائی تھے خوارج سے وہ عمر سحد کے شکر میں تھے۔ عاشور کے دن تک اسی  
کے شکر میں رہے۔ جب انہوں نے سید الشہداء کے استقاشہ کو سناتو وہ دونوں حدایت پا کے جلدی سے حضرت کی مدد کے  
لئے دوڑے اور انہوں نے کوشش کی یہاں تک کہ شہادت کے شربت کو انہوں نے پیا۔ إِنَّمَا الْأَمْرُ بِخُو  
اِتِّيَّمِهَا۔ امور کا انجام آخر میں ہوا کرتا ہے۔



## مجلس نمبر 26

ماہ رمضان میں روزہ رکھنے والے خدا کے مہمان ہیں

**شَهْرُ فِيهِ دُعِيْتُمُ إِلَى صِيَافَةِ اللَّهِ وَجَعَلْتُم مِنْ أَهْلِ كَرَامَةِ اللَّهِ**. یعنی ماہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنا مہمان بنانے کا وعدہ کیا ہے اور تمہیں عزت دی ہے البتہ وعدہ کرنا رزق دینے کے علاوہ ہے اگر کسی کو ہر روز ایک مقدار رقم دینے کا وعدہ کرے۔ اس کے بعد اس کو اپنا مہمان بنالے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک عزت ہے۔ یہ ایک احترام ہے اس مہمان کے لئے۔ خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں تمام لوگوں کا رزق ہے۔ اس کے باوجود رمضان میں اپنے بندوں کے ساتھ فوق العادہ ان پر لطف کرنا چاہتا ہے اور ان کو اپنا مہمان بناتا ہے اور یہ واضح بات کہ مہمان جو حاجت جائز بھی اپنے میزبان سے طلب کرے وہ اسے حد الامکان پورا کرتا ہے۔ اب چونکہ خداوند متعال نے بندوں کو اپنا مہمان بنایا ہے تو احترام کی شرط یہ ہے کہ ان کی حاجتوں کو بھی بر لائے۔

مہمان نوازی کے فوائد بے شمار ہیں جو خبار اس کے بارے میں بارہ وارڈ ہیں۔ وہ حد تواتر سے زیادہ ہیں، ابواب الجنان میں رسول خدا سے ایک روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: **وَالضَّيْفُ يَتَزَلَّ بِرَزْقِهِ وَ يَرْتَحِلُ بِدُنُوبِ أَهْلِ الْبَيْتِ** "مہمان اپنے ساتھ روزی لے کر آتا ہے۔ جب وہ چلا جاتا ہے تو گھروالوں کے گناہوں کو لے جاتا ہے اور گھروالوں پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا خداوند تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

ارشاد القلوب میں روایت ہے: **مَنْ أَكْرَمَ الضَّيْفَ فَكَانَ أَكْرَمَ سَبِيعَيْنِ بَيْنَا وَمَنْ أَنْفَقَ**

عَلَى الضَّيْفِ دِرَهْمًا أَنْقَقَ الْفَالْفَ دِينَارٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ "رسول خدا نے فرمایا: جو شخص مہمان کی عزت کرے گویا ایسا ہے کہ اس نے ستر پیغمبروں کی عزت کی اور جو مہمان کے لئے ایک درہم خرچ کرے گویا اس طرح ہے کہ اس نے ہزار درہم راہ خدا میں خرچ کئے۔

ابواب الجان میں امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ فرمایا: لِذَةُ الْكَرِامِ فِي الْأَطْعَامِ وَلَذَّةُ الْلِّذَامِ فِي الطَّعَامِ "کریم لوگ کھلانے سے لذت حاصل کرتے ہیں اور لئیم کھانا کھانے سے لذت حاصل کرتے ہیں۔ نیز امیر المؤمنین نے فرمایا: اس دنیا سے تین چیزوں کو دوست رکھتا ہوں إِكْرَامُ الضَّيْفِ وَالضَّرْبُ بِالسَّيْفِ وَالصَّوْمُ بِالصَّنِيفِ "مہمان کی عزت کرنا راہ خدا میں جہاد کرنا ہے۔ اور گرمیوں میں روزہ رکھنا (بھی راہ خدا میں جہاد کے متراffد ہے) اور کلینی نے کافی میں امام صادق سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ جو کسی مومن کو سیر کرے اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔

نیز فرمایا جو بھی تین مسلمانوں کو کھانا کھلانے اس کو ملکوت سماوات فردوس اور جنت عدن میں اس کو کھانا کھلاتا ہے اور شجرہ طوبی کے پھل سے اس کو فیض یاب کرتا ہے نیز امام نے فرمایا: جو شخص دو مومن بجا سیوں کو سیر کرے وہ افضل ہے راہ خدا میں ایک غلام کے آزاد کرنے سے۔ خلاصہ یہ کہ کافی میں مومن کو کھانا کھلانے کے بارے میں ایک باب منعقد کیا گیا ہے کہ جس میں کھانا کھلانے کا بہت زیادہ ثواب بیان کیا گیا ہے۔

## رسول خدا سنتیں کو مہمان بنانا

بخاری کی جلد 8 اور کتاب ابواب الجان میں اس قصہ کو نقل کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول خدا کا مجموعہ ہونے سے پہلے گزر قبیلہ نیتیم سے ہوا۔ دیکھا عبد اللہ بن جدعان جو قبیلہ نیتم کا سردار ہے اس کی طرف سے ایک منادی ندادیتا ہے اور لوگوں کو کھانے کی دعوت دیتا ہے۔ جب اس کی نظر رسول خدا پڑی تو اس نے عبد اللہ بن جدعان کو خبر دی کہ یہ محمد ہیں کہ جو یہاں سے گزر گئے ہیں۔

عبد اللہ بن جدعان اپنے گھر سے باہر نکلا اور رسول اللہ کو قسم دے کر کہا کہ آپ ہمارے کھانے پر آئیں۔ حضرت نے ان کی دعوت کو قبول کیا کھانا کھانے کے بعد عبد اللہ نے حضرت کی مشائیعت کی جب واپس ہونا چاہا تو

آنحضرت نے فرمایا: اے عبد اللہ! کل کی تجھے اور تیرے قبلہ بنی تمیم کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں عبد اللہ نے دعوت قبول کر لی اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

رسول خدا گھر تشریف لائے۔ حضرت عجمزوں اور فکرمند تھے۔ فاطمہ بنت اسد جو کہ رسول خدا کی سرپرست تھیں انہوں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو غمگین دیکھتی ہوں؟ رسول خدا نے اپنا واقعہ بیان کیا۔ فاطمہ نے عرض کیا: اے میری آنکھوں کے نور آپ غمگین نہ ہوں۔ خوش رہیں میں نے چند مشکلیں شہد کی اکٹھی کی ہیں جتنے افراد کی چاہیں دعوت کریں آپ کے لئے یہ کافی ہے۔ اس وقت ابوطالب آئے۔ رسول خدا کے واقعہ سے آگاہ ہوئے ان کو بغل میں لیا اور فرمایا: میری آنکھوں کی مشکل کے فکر ہیں کل ایسی دعوت کروں گا کہ اس واقعہ کو کہانیوں میں ذکر کریں گے۔

پس ابوطالب نے کمر باندھ لی کہ ایک ایسی مہمانی کروں گا کہ جو تمام قبلہ تمیم اور ان کے ساتھیوں کے لئے کافی ہوا۔ وقت وہ اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کے پاس گئے اور پچھے ضروری چیزیں ان سے لے آئے راتے میں عبدالمطلب کی بعض اولاد سے ملاقات ہوئی جب ان کو پتہ چلا جتنا انہوں نے چاہا ان سے قرض لیا پھر گھر واپس لوٹ آئے اور اسباب تیار کرنے میں مشغول تھے یہ خبر عباس کو پہنچی تو وہ ابوطالب کے گھر میں آئے اور زبان سے شکایت کرنے لگے اور غمگین ہونے کا اظہار کیا کہ آپ میرے گھر میں کیوں نہیں آئے تاکہ جس چیز کی ضرورت تھی دے دیتا، ابوطالب نے سارا واقعہ بیان کیا۔ عباس نے کہا: معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے آپ ہر بزرگی کے اہل ہیں۔

پس عباس تھوڑی دیر وہاں بیٹھے اور ابوطالب اسباب فراہم کرنے میں مشغول تھے۔ عباس نے کہا اے بھائی! اگر میں آپ سے کوئی حاجت طلب کروں۔ ابوطالب نے کہا تمہاری حاجت قبول ہوگی۔ وہ جسمی بھی ہو عباس نے کہا: آپ کوارکان کعبہ اور شبۃ الحمد کے حق کی قسم کہ میری حاجت روائی کریں گے۔ ابوطالب نے کہا: تمہاری حاجت قبول ہے۔ اگر چہ اس میں میرے فرزند بھی ہلاک ہو جائیں۔ عباس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ مہمان نوازی کی ذمہ داری مجھ پر ڈالی جائے کہ میں اس کو سنبھالوں ابوطالب نے کہا ٹھیک ہے۔

اسی وقت عباس نے اسباب کو تیار کرنا شروع کیا اور کئی اونٹ گائے اور گوسفند ڈب کئے۔ ان سے کئی قسم کے کھانے تیار کئے اور منادی نے ندادی: اہل مکہ اور باقی عرب اکٹھے ہو جاؤ سب نے کھانا کھایا ایسا دکھائی دیتا تھا کہ آج سب سے بڑی تعداد ہے موتی اور یا قوت کا بنا ہوا ایک تخت حضرتؐ کے لئے تیار کیا گیا حضرت اس تخت پر بیٹھ گئے۔ حضرتؐ کے بدن پر عمدہ لباس تھا حضرتؐ کے چہرے کا نور سورج کے شعاعوں سے زیادہ نورانی دکھائی دیتا تھا لوگ

حضرتؐ کے نور کو دیکھ کر حیران تھے شعراء نے اس دن اس مہمانی کے قصیدے پڑھے۔

رسول خداؐ کی مدح میں خطبے پڑھے اس طریقہ پر مہمان نوازی ہوئی یہ چیز رسول خداؐ کی نظر میں تھی۔ فتح مکہ پر جب نکلہ فتح ہوا جب تک رسول خداؐ پر نازل ہوئے اور عرض کیا: آپ کے چچا عباس نے عبد اللہ بن جدعان کی دعوت پر ساتھ ہزار دینار خرچ کئے تھے۔ وہ بازار عکاظ کی طرف مائل ہیں وہ انہیں بخش دیں۔ رسول خداؐ نے خدا کے حکم سے بازار عکاظ کو عباس کے حوالہ کیا اور فرمایا: خدا العنت کرے اس شخص پر جو بھی میرے چچا کے ساتھ بازار عکاظ کے بارے میں جھگڑا کرے۔

جب عمر خلیفہ ہوا تو بازار عکاظ کے بارے مطلع ہوا اس نے عباس سے غصب کیا اور عباس مرتبے دم تک مظلوم رہے۔ پھر عمر نے باغ فدک جو جناب زہراءؑ کا حق تھا غصب کیا یہاں پر اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے چنانچہ اس کی تفصیل کو ریاضین الشریعہ کی جلد اول میں مکمل طور پر میں نے نقل کیا ہے۔



## مجلس نمبر 27

تمام مہینوں سے افضل رمضان کا مہینہ ہے  
 شَهْرٌ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ أَفْضَلُ الشُّهُورِ وَأَيَّامٌ أَفْضَلُ الْأَيَّامِ وَلِيَالٰٰتٍ أَفْضَلُ  
 الْلَّيَالٰٰ وَسَاعَاتٍ أَفْضَلُ السَّاعَاتِ

رمضان کا مہینہ خدا کے نزدیک تمام مہینوں سے افضل ہے اس کے دن تمام دنوں سے افضل ہیں اس کی راتیں تمام راتوں سے افضل ہیں۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ مہینے اور دن اور گھنٹے یہ موجود ہوتے ہیں۔ اور پھر معدوم ہو جاتے ہیں کسی گھنٹے کو دوسرے گھنٹے کے ساتھ کسی مہینے کو دوسرے مہینے پر کسی دن کو دوسرے دن پر فضیلت نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ حکمت اور مصلحت کے تحت ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتا ہے۔ یہ اپنے بندوں کے لئے ایک وسیلہ ہے کہ جس میں عبودیت کے مراسم کو ادا کرتے ہیں اور اس کا ثواب انہیں مل جاتا ہے۔ نیز فرمان بردار اور نافرمان کی تیزی ہو جاتی ہے۔

اس اصل کی بنیاد پر رسول خدا نے خالق کی طرف سے خبر دی ہے کہ رمضان کا مہینہ تمام مہینوں سے افضل ہے۔ ماہ رمضان کے دن دوسرے دنوں سے بہتر ہیں ماہ رمضان کی راتیں تمام راتوں سے بہتر ہیں اور ان کی گھریان تمام گھریوں سے بہتر ہیں۔ پس اس کو فہیمت سمجھیں اور اس کے پر فیض شر سے کچھ اپنے لئے جن لیں اور غفلت سے پر بہیز کریں کیونکہ غفلت کی مسقی شراب کی مسقی سے بدتر ہے۔

ای خرس نفس تاب کی میدوی از پی علف  
 راه این طرف بود چند روی از آن طرف

مست و کراب ماندہ از ره جهل تابکی  
 اشتراستی و بلب باشدت از غرور کف  
 گر همیں روش کی توطی طریق میکنی  
 چند قدم اگر روی بیهودہ میستوی تل  
 کاش با خبر بدی از حر کات خویشن  
 کین ره زلت است و تو میطلبی همی شرف  
 گرز حال خویشن دیر ترک شوی خبر  
 نعره زنان همی کشی ناله و ااه و اسف

## قصاص اور قتل کے درمیان فرق

- جب تک وقت باقی ہے معارف کے حاصل کرنے میں بہت زیادہ کوشش کریں تاکہ واقعہ وطن فکر بن جائیں۔ ان معارف کی وجہ سے آسانی کتاب کو سمجھیں اس کی فصاحت اور بلاغت سے تمہیں مزہ آئے گا۔ قصاص کے موضوع پر خالق فرماتا ہے: **وَلَكُمْ فِي الْقَصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولَى الْأَبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** "خالق کے اس کلام میں بہت زیادہ بلاغت پائی جاتی ہے۔ اگر اس کلام کا امام، اتفیس کے کلام کے ساتھ مقابله کریں تو خالق کے کلام کی عظمت کا پتہ چل جاتا ہے۔

امراء اتفیس نے اس مقام پر کہا ہے: **الْقَتْلُ أَنْفَى لِلْقَتْلِ** حیرت کا مقام ہے کہ اتنا ضعیج و بلیغ ہونے کے باوجود ایسا جملہ کہا ہے۔

اولاً: القتل ابتداً قتل کو بھی شامل ہے ایسی صورت میں انفی للقتل شامل ہوگا۔ بلکہ کہا جائے گا **الْقَتْلُ أَثَبَتْ لِلْقَتْلِ قَلْ قَلْ** کو ثابت کرتا ہے۔ بخدا لفظ قصاص کہیہ دوسرے قتل کے ساتھ مخصوص ہے اور صریح ادلالت کرتا ہے کہ بشر کی زندگی کا محافظ قصاص ہے۔ پس ان دونوں تعبیروں میں مشرق اور مغرب کا جیسا فرق پایا جاتا ہے۔

دوسرًا قرآن مجید کی آیت کی بلاغت مختصر اور اہم ہے۔ قصاص کے الفاظ میں کہ فی القصاص حیوة میں گیارہ حروف میں ہیں اور **لِلْقَتْلُ أَنْفَى لِلْقَتْلِ** میں چودہ حروف ہیں۔

تیراہ سامع کے ذہن اس آئیہ کریمہ کے معنی کو قبول کرتا ہے کہ کسی چیز کو ثابت کرے یعنی قصاص سے حیات اور زندگی مل سکتی ہے۔ لیکن امرِ اقیس کے کلام میں کسی شے کا بجوت اس کی نفی کو مستلزم ہے۔

چوڑھا لفظ قتل کی تکرار اس میں ثقل ہے، لیکن آئیہ کریمہ میں تکرار نہیں ہے اس لئے اس میں ثالث نہیں پائی جاتی ہے۔

پانچواں لفظ حیات نکرہ لانے میں ایک عظمت کے ساتھ یاد کیا گیا ہے اور یہ مقام کے مناسب ہے کہ سامع جان لے کہ حیات ایک پسندیدہ امر کو مستلزم ہے اس حیات میں حسن کے علاوہ اس کو بزرگی کے ساتھ یاد کیا گیا ہے کہ قصاص سے حیات مطلوب ہے۔ جو اعلیٰ فرد کو ایجاد کرتا ہے۔ پس فرمایا ہے قصاص حیات کو لے آتا ہے بخلاف شاعر کی تعبیر کہ معلوم نہیں کہ قتل مخفی کیا رتبہ رکھتا ہے یہاں تک کہ معلوم بھی نہیں ہوا ہے کہ یہ مخفی ثابت سے بہتر ہے صرف اتنا بیان کیا ہے کہ قتل کی نفی کرتا ہے۔ پس اچھی طرح غور کر لو اور آئیہ کریمہ کی بلا غلط دیکھ لوتا کہ قرآن کی عظمت تمہاری نظر وہ میں ہو اس پر فکر اور مبارکات کرو چنانچہ امیر المؤمنین کا وجود کہ جو شریک قرآن اور قتل اصغر ہے اس پر فخر و مبارکہ کرنا چاہئے کس قدر علم اور قضاؤت کے انوار سے دنیا کو منور کیا ہے آپ نے۔ خدا عنت کرے ان لوگوں پر جنہوں نے اس آیت کبریٰ کی قدر نہ جانی اور حضرت پر اس طرح زندگی نگ کی کہ آپ نے اپنی موت کو خدا سے طلب کیا۔

بَلَى بَلَى بَلَى بَلَى بَلَى

## مجلس نمبر 28

**روزہ دار کا سانس لینا تسبیح ہے اور اس کا سونا عبادت ہے**

”أَنفَاسُكُمْ فِيهِ تَسْبِيحٌ وَّنُوْمَكُمْ فِيهِ عِبَادَةٌ وَّعَمَلُكُمْ فِيهِ مَقْبُولٌ وَّدُعَائُكُمْ فِيهِ مُسْتَجَابٌ“

اس مقام پر ماہ رمضان میں روزہ رکھنے والوں کے لئے چار خوبخبریاں دی گئی ہیں ایک یہ ہے ان کا سانس لینا تسبیح کی جگہ ہے یعنی سانس لینے پر تسبیح کا ثواب ملتا ہے ان کی نیند عبادت کی جگہ قبول ہو جاتی ہے اور خداون کے عمل کو قبول کرتا ہے ان کی دعائیں مستجاب کرتا ہے بائیسویں مجلس میں موجودات کی تسبیح کو بیان کر دیا اور ستارہوں مجلس میں دعا کے مستجاب نہ ہونے کی وجہ کو بیان کر دیا: قالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ حِينَ يَنْزَلُ عَلَيْهِمُ النِّقَمُ وَيَزُولُ عَنْهُمْ فَلَعِنْهُمْ فَزَعُوا رَبَّهُمْ بَوْلَهُ مِنْ قُلُوبِهِمْ وَصِدْقٌ مِنْ نِيَاتِهِمْ كَرَدَ إِلَيْهِمْ كُلُّ شَارِدٍ وَأَصْلَحَ لَهُمْ كُلُّ فَاسِدٍ۔“ حضرت امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے فرمایا: اگر لوگ جان چکے ہوتے کہ جب بلانا زل ہوتی ہے یا کوئی نعمت ان سے زائل ہوتی ہے تو خدا کی طرف لوٹیں گے اور اس سے پناہ حاصل کریں گے پاک دلوں اور خالص نیت کے ساتھ یقیناً جو کچھ ان کے ہاتھ سے چلا گی اللہ ان کو لوٹا دے گا اور جو فاسد ہوا ہے اس کی اصلاح کریں گے یعنی غنوکا قلم ان کے جراحت پر کھینچ گا اور اس کی توبہ قبول کرے گا اس کی دعائیں مستجاب کرے گا فصل قرآن ہے: هُوَ الَّذِي يَقْبُلُ التَّوْبَةَ عَنِ عِبَادِهِ، اللہ وہ ہے کہ جو بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے نیز فرماتے ہیں: مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ يَجِدُ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا، جو بھی برا کام کرتا ہے یا اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اس کے بعد توبہ کرتا ہے اور خدا سے مغفرت طلب کرتا ہے تو خدا کو بخشنے والا اور حم کرنے والا پائے گا۔

معراج السعادة میں رسول خدا سے روایت کی ہے اگر کوئی اتنے گناہ کرے کہ آسمان کو پہنچ جائیں اور پھر وہ پشیمان ہو جائے اور توبہ کرے تو خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ نیز آنحضرت سے مردی ہے کہ گناہوں کا کفارہ پشیمان ہونا ہے۔ نیز آنحضرت سے روایت ہے جو بھی مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے پھر فرمایا سال زیادہ ہے جو بھی مرنے سے ایک مہینہ پہلے توبہ کرے خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اس کے بعد فرمایا مہینہ

بھی زیادہ ہے جو شخص مرنے سے ایک ہفتہ پہلے توبہ کرے خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے اس کے بعد فرمایا ہفتہ بھی زیادہ ہے جو شخص بھی مرنے سے ایک دن پہلے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے پھر فرمایا کہ ایک دن بھی زیادہ ہے جو شخص بھی موت کے گلوگیر ہونے سے پہلے توبہ کرے اور موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے سے پہلے اگر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔

نیز امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمد بن مسلم نے فرمایا کہ مومن جب بھی توبہ کرے اس کے گناہ بخشنے جاتے ہیں پس توبہ کے بعد عمل کو نئے سرے سے انعام دے اور آگاہ ہو جاؤ خدا کی قسم توبہ صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔ محمد بن مسلم نے عرض کیا اگر توبہ کے بعد دوبارہ گناہ کرے پھر توبہ کرے اس کی کیا حالت ہو گی؟ حضرت نے فرمایا: اے فرزند مسلم کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ بندہ گناہ سے نادم ہو جائے اور خدا سے مغفرت طلب کرے اور خدا اس کی توبہ کو قبول نہ کرے۔ عرض کیا: کمی بار ایسا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے؟ فرمایا: مومن جب بھی دوبارہ توبہ کرتا ہے دوبارہ اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

نیز کتاب مذکور میں فرماتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے کہ حضرت آدم نے عرض کیا: خدا یا! تیری ذات نے شیطان کو ہمارے اوپر سلط کر دیا ہے اور اس کو ہمارے بدن کی رگوں میں بھی راستہ دے دیا اس کے بد لے میں ہمیں کوئی چیز عطا فرم۔ خداوند عالم کی طرف سے خطاب آیا: اے آدم! میں نے تمہارے لئے ایک چیز قرار دی اور وہ یہ کہ تمہاری اولاد میں سے جو بھی کسی معصیت کا قصد کرے اور اس گناہ کا مرتبہ ہو جائے کوئی چیز اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جاتی ہے جب وہ ایک گناہ کا مرتبہ ہو جائے تو ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اطاعت کا قصد کرے اور بعد میں اس عمل کو انعام نہ دے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر وہ ایک نیکی بجا لائے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں آدم نے عرض کیا: بارہا! اس سے زیادہ فرمادیجئے؟ فرمایا میں نے اس کے لئے توبہ قرار دے دی ہے جب تک اس کا سانس باقی ہے حضرت آدم نے عرض کیا اب میرے لئے کافی ہے۔

نیز حضرت امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص گناہ کرتا ہے خدا اس گناہ کی وجہ سے اس کو بہشت میں لے جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا اس گناہ کی وجہ سے بہشت میں چلا جاتا ہے فرمایا: ہاں کیوں نہیں گناہ کرتا ہے پس وہ ہمیشہ اس گناہ سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کو دشمن قرار دیتا ہے اس لئے خدا اس کو بہشت میں لے جاتا ہے اور فرمایا کہ بندہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو سات گھنٹے تک اس کو مہلت دی جاتی ہے اگر استغفار کرے تو اس کے نامہ اعمال میں

کچھ بھی نہیں لکھا جاتا ہے اور اگر سات گھنٹے گزر جائیں اور وہ توبہ اور استغفار نہ کرے اس کے نامہ اعمال میں ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

نیز آنحضرتؐ سے مردی ہے جو مومن بھی دن رات میں چالیس گناہ کبیرہ کرتا ہے پھر پشمیان ہو جائے اور کہہ دے: **أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيْوُمُ بِدِينِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ذُو الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ وَأَشَّئُلُهُ أَن يَصِلِّي عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَن يُتُوبَ عَلَيَّ**۔ ”مگر یہ کہ اس کے گناہوں کو بخشنما جاتا ہے پھر فرمایا کوئی ڈر نہیں ہے اس شخص کے لئے کہ جو چالیس گناہ سے زیادہ بجالائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو بھی ان گناہوں کے بعد صدق دل سے درگاہ اللہی کی طرف لوئے خدا اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ چونکہ درگاہ وہ ہے کہ جس میں نا امیدی نہیں ہے۔

لطف تو امید است بگیر ددستم

عاجز تراز این مخواہ کا کنون هستیم

عیان است پیش تو احوال من

بے بیچارگی چارہ ساز همه

امید من از رحمت تو است بس

الهی بعزم کے خوارم مکن

من و دست و دامن آل رسول

البتا امت محمد گنجات دینے والے آل محمد ہیں اور ان کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہے۔

علی بن ابی حزہ کہتا ہے بھی امیہ کا ایک کاتب میرے ساتھ چینیت اللہ کے لئے آیا اس کا تب کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ ابو مسلم خراسانی سے ڈرتا تھا کہ کہیں اس کو قتل نہ کرے۔ خلاصہ علی بن ابی حزہ کاتب کے ساتھ مدینہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے علی بن ابی حزہ سے کاتب کا حال پوچھا جب اس نے اس کا تعارف کرایا۔ حضرتؑ نے فرمایا اگر بھی امیہ ایسے دوسرے کے ساتھ نہ دیتے تو میرا جد امام حسینؑ شہید نہ ہوتا کاتب اس باش سے لرز گیا اور حضرتؑ کے اس کلام سے سمجھا کہ میرا ان جام اچھا نہیں ہے اس کے بعد عرض کیا یا بن رسول اللہ گیا میرے لئے نجات کا کوئی راستہ ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا: **إِنَّ أَخْرَجْتَ مِمَّا أَنْتَ فِيهِ أَنَا أَضِيقُ لَكَ الْجَنَّةَ**۔ ”اگر تم اس چیز

سے نکل آئے کہ جس میں تو ہے تو میں تیرے لئے جنت کا خاص من ہوں اس شخص نے کہا پھر میرے لئے کافی ہے انھا اور کوفہ کا راستہ اختیار کیا اور کچھ مال اس کے پاس تھا اس کو صدقہ دیا علی بن ابی حمزہ کہتا ہے کہ جب میں مکہ سے واپس لوٹا تو ایک رات یہی کاتب نگہ پاؤں میرے گھر کے دروازے پر آیا اور کہا جو کچھ میرے پاس تھا صدقہ دیا ہے اس وقت دنیا کے مال میں سے ایک دینار کا مالک نہیں ہوں۔ علی بن ابی حمزہ نے اس کی سر پرستی کی یہاں تک کہ ایک رات اس کاتب نے کسی کو بھیجا اور علی بن ابی حمزہ کو بلوایا جب اس کے سر ہانے آیا تو علی بن ابی حمزہ نے کاتب کو سکرات الموت میں دیکھا اس نے آنکھیں کھولیں کہا علی بن ابی حمزہ: **لَقَدْ وُفِيَ عَجَفُرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِمَا ضَمِنَ لِي**۔ “جعفر بن محمد نے پورا کیا جس چیز کا اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا بہشت میں میری جگہ کو دکھادیا اس کے بعد وہ کاتب اس دنیا سے چلا گیا۔

ذکر کرتے ہیں ایک ناصی کے والدین نے نذر کی تھی کہ اگر خدا مجھے فرزند دے گا تو اس کو زواروں کے راستے پر بخداوں گا تا کہ زواروں کو قتل و غارت کرے خدا نے اس کو بیٹا دیا جب وہ بالغ ہوا کہ تو اس کے باپ نے اسے اپنی نذر کے بارے میں بتا دیا وہ لڑکا اسلحہ لیکر اس جگہ گیا کہ جہاں سے زوار آتے تھے ان کے انتظار میں بیٹھ گیا اس کو نیند آگئی ایک قافلہ زواروں کا آگیا اور وہ چلا گیا جب وہ لڑکا بیدا ہوا تو دیکھا کہ زواروں کا قافلہ چلا گیا ہے دوبارہ سو گیا اور اپنے آپ سے کہا کہ جب دوسرا قافلہ آئے گا تو میں ان کو قتل و غارت کروں گا اس دفعہ جب سویا تو خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہو گئی اور گاروں کو جہنم لے جائی ہے میں ان کے علاوہ اس کو بھی پکڑا لیا اور جہنم کی طرف لے گئے جب اس کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ پیچے ہو گئی اور اس کو نہیں جلا یا آگ کے مالک نے آگ سے پوچھا کہ اس کو کیوں نہیں جلا یا تو کہا کہ امام حسین صلی اللہ علیہ و آله و سلم کے زواروں کے قدموں سے اٹھنے والا غبار اس کے بدن پر تھا جس کی وجہ سے میں نے اس کو نہیں جلا یا وہ جوان خوف زده ہوا اور خواب سے بیدار ہوا جس ارادے سے آیا تھا اس کو ترک کیا اور خدا سے تو پہ کیا اور کربلا کی

طرف روانہ ہوا اور اشعار پڑھتا تھا:

إِذَا شَهَتَ النَّجَادَةُ فَزُرْ حُسَيْنًا      لِكَى تَلْقَى إِلَّا فَرِيزَ حَسَيْنًا  
فِيَانَ النَّادِ لَكِنَّسَ تَمَسَّ جِسْمًا      عَلَيْهِ غُبَارٌ زُوَارِ الْحُسَيْنِ  
اس قوم پر لعنت ہو جس نے حسین کو شہید کر دیا اور ان کے بدن کو گھوڑوں کے سموں کے یچے پایماں کر دیا۔



## مجلس نمبر 29

خدا سے دعا مانگنا

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاسْأَلُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ بِنِيَّاتِ صَادِقَةٍ وَّ قُلُوبٍ طَاهِرَةٍ أَنْ يُؤْفَقُكُمْ لِصِيَامِهِ وَتِلَاوَةِ كِتَابِهِ۔**

یعنی سوال کرو اپنے پروردگار سے کچی نیتوں کے ساتھ پاک و پاکیزہ دلوں کے ساتھ کہ اللہ تمہیں توفیق دے تاکہ ماہ رمضان کے روزے رکھیں اور قرآن مجید کی تلاوت کریں۔

بندہ درگاہ الہی میں ہمیشہ سوال کرے اور خدا کی بارگاہ میں گدائی کرتا رہے یہ سب دعائیں جو منقول ہیں ان سب کا مضمون یہ ہے کہ تم سب خدا سے سوال کر لیں وہ سوال صاف نیت اور پاک دل کے ساتھ ہو۔ اور دل سے مراد وہ نہیں کہ جوانسان اور حیوان کے بائیں جانب ہوا کرتا ہے اور وہ تو خالی جگہ ہے کہ اس کے وسط میں سیاہ خون ہوا کرتا ہے کہ جورو ج بخاری کا سرمایہ ہے۔

بلکہ اس دل سے مراد (الفرابی) ہے کہ جو عالم ملکوت سے اس بدن کے ساتھ اس کا تعلق ہوا کرتا ہے شہید ثانی اسرار الشہادۃ میں فرماتے ہیں وہ لطیفہ رب انبی کہ جس کا تعلق اس بدن کے ساتھ ہے اس کو قلب کہتے ہیں کبھی نفس اور کبھی روح سے تعبیر کرتے ہیں اس کا تعلق اس بدن کے ساتھ صحیح معلوم نہیں عقلیں متین ہیں کیا اس کا تعلق ایسا ہے جیسا تعلق اعراض کا اجسام کے ساتھ ہے یا صفات کا تعلق موصفات یا ممکن کامکان سے یا ظرف و مظروف کی طرح ہیں۔

خلاصہ جس قلب کا نام کتاب اور سنت میں لیا گیا ہے یہی ہے اور مرح اور ذمہ بھی اس کی طرف متوجہ ہے: **قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بَعْدِهِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَاعِظًا مِنْ قَلْبِهِ۔** اللہ جب کسی بندہ سے اچھائی چاہتا ہے تو اس کے لئے اس کے دل سے واعظ قرار دیتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں: **مَنْ كَانَ لَهُ مِنْ قَلْبِهِ وَاعْظَلَ كَانَ لَهُ مِنَ اللَّهِ حَافِظًا۔** جب خدا کا ارادہ ہو کہ یہیکی اس

کے بندہ تک پہنچ تو اس کے لئے وعظ کرنے والا دل قرار دیتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: إِنَّ الَّذِينَ اتَّقُوا إِذَا مَسَّهُمْ كَلَافِئَ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا أَفَإِذَا هُمْ مَعْصِرُونَ ۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول: لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ ۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۔

اس کے علاوہ اور بھی آیات سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے مراد وہی لطف رب انی ہے اگر پروردگار کے رسولوں کی تربیت میں ہوں تو نفس مطمئن ہو جائے ورنہ نفس امارہ بالسوء، ہو گا یعنی نفس برائی کا حکم دے گا پھر یہ شخص اندھا بہرا اور گونگا ہو گا جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حُمُمُ بُكْمُ عَمِيمٍ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کوئی بندہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے دل میں سفید نقطہ ہے جب بھی اس سے معصیت سرزد ہو جائے تو ایک سیاہ نقطہ اس سفید نقطے سے پیدا ہوتا ہے اگر تو بے کر لے وہ سیاہ نقطہ زائل ہو جاتا ہے اگر دوبارہ گناہ کر لے وہ سیاہ نقطہ زیادہ ہو جاتا ہے بیہاں تک کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے اس وقت یہ شخص نیکیوں کی طرف مائل نہیں ہوتا ہے اور ثواب کے لئے کام نہیں کرتا ہے اور اللہ کے اس قول کا بھی معنی ہے: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا أَيْكَسِبُونَ ۔

نیز امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں دل کی تین قسمیں ہیں ایک کافر کا دل اس کا دل الٹ ہے وہ ہرگز نیکی کی طرف مائل نہیں ہوتا ہے۔ دوسرا وہ دل ہے ایک سیاہ نقطہ اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے خیر اور شر اس میں بھگڑا کرتے ہیں جو بھی غالب آجائے غلبہ اس کے ساتھ ہے اگر سیاہی غالب ہو گئی تو اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ اس کا صاحب شفاقت اور بدختی میں بتلاء ہو جاتا ہے اگر سفیدی غالب آگئی تو اس کا صاحب نیک اور مت Quantity ہو جاتا ہے۔ تیسرا دل ہے کہ اس میں ایک روشن چراغ ہے اس کا نور قیامت تک نہیں بجھے گا۔

امیر المؤمنین علیہ السلام کا کلام بھی اسی دل کی طرف اشارہ ہے کہ فرماتے ہیں: إِنَّ مِنْ أَحَبَّ عِبَادَ اللَّهِ الَّتِيْهِ عَبْدًا أَعَانَهُ اللَّهُ عَلَى نَفْسِهِ فَاسْتَشْعَرَ الْحُزْنَ وَتَجَلَّبَ الْخَوْفَ فَزَهَرَ مِضْبَاحُ الْهُدَى فِي قَلْبِهِ وَاعْدَ الْفَرِی لِيَوْمِ النَّازِلِ بِهِ ۔

خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے کہ جس کو یہ توفیق حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے تقویٰ اور پرہیز گاری کی وجہ سے نجات کا راستہ پیدا کرتا ہے اور ہمیشہ قیامت سے خوف زدہ رہتا ہے اور اپنے انعام کی وجہ سے مجزون اور مغموم رہتا ہے کہ کہیں اس سے لغزش سرزد نہ ہو اور یہ حالت اس چراغ ہدایت کی وجہ سے ہے کہ جو اس کے دل

میں روشن ہوا ہے شب و روز اس فکر میں رہتا ہے کہ آختر کے لئے زادراہ تیار کر لے۔

## انسان کی حقیقت اور نفس کا پہچانا ضروری ہے

یہ بھی جاننا چاہئے کہ انسان روح اور بدن سے مرکب ہے بدن سے مراد وہ محسوس ہیکل کہ جو دکھائی دیتا ہے اور وہ بدن عناصر بعد سے مرکب ہے۔ یعنی پانی، ہوا، مٹی، آگ اور ہر ایک کے لئے ایک علامت رکھی گئی ہے۔ بلغم پانی کی علامت ہے۔ سوداء مٹی کی علامت ہے۔ صفراء ہوا کی علامت ہے اور خون آگ کی علامت ہے یہ چاروں اخلاط جب یہ آپس میں مساوی ہوں بدن صحیح و سالم رہتا ہے جب کسی ایک میں یہ حد سے بڑھ جائے تو یہ بدن بیمار ہو جاتا ہے چونکہ یہ بدن اسی عالم ناسوت سے ہے۔ یعنی عالم خاک سے ہے آخر میں بو سیدہ ہو جاتا ہے اور مٹی ہو جاتا ہے دوسرا صور پھونکنے تک اسی طرح رہتا ہے اور پھر خداوند عالم دوبارہ ان ذرات کو جمع کرے گا اور ان کو زندہ کرے گا اور محشر کے صحراء میں لا یا جائے گا ثواب کے لئے یا عذاب کے لئے اور یہ بدن روح سے مرکب ہے اور وہ روح اس عالم کے جنس سے نہیں ہے جو ہر مجرد ہے جو عالم ملکوت سے کہ خداوند عالم نے اس کو اس بدن خاکی کے ساتھ تعلق دیا ہے اور بیان ہوا کہ اس کے تعلق کی کیفیت صحیح طرح معلوم نہیں ہے جس طرح روح کی معرفت بھی مجال ہے وہ اس لئے ہے کہ روح کی حقیقت کی شرح کو رسول خدا سے طلب کیا گیا تو حضرت نے بیان نہیں فرمایا یہاں تک کہ جبریل نازل ہوا اور حکم دیا کہ ان کے جواب میں کہہ: **قُلِ الرَّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي** ۔ ”کہہ دو کہ روح میرے رب کے امر سے ہے پہلے رسول کو اجازت نہیں تھی کہ بیان کر لے بعد میں بتا دیا البتہ نفس کی معرفت ممکن ہے اور وہ اس وقت ہے کہ نفس کامل ہو جائے اس کا تعلق بدن سے کٹ جائے کہ کہتے ہیں کہ روح مجرد ہو جاؤ تو مجرد کو دیکھ لو گے۔

تحقیق کی نظر کیسا تھا غور کرلو اور دل کو عالم غبار سے پاک کرلو اس عالم طبیعت کے شہوات کو اپنے آپ سے دور کرو اور دل کے آئینہ کی کثافتون کو پاک کرلو اپنے دل کے دروازے کو اغیار پر بند کر دو اور محبوب حقیقی کے ساتھ خلبوت اختیار کرو اور حضور قلب کے ساتھ عالم انوار کی طرف متوجہ ہو جاؤ خلوص نیت کے ساتھ خدا کی مناجات میں مشغول ہو جاؤ اور کبھی باڈشاہ کے ملک اور ملکوت کے عجائب میں فکر کریں ایک مدت تک قادر دوال جلال کے جمال اور جبروت کے غرائب میں غور و فکر کریں تو اس سے ایک نورانی حالت اور عقلانی بہجت حاصل ہو جاتی ہے اس کی وجہ سے وہ یقین پیدا کرتا ہے کہ اس کی ذات اس عالم جسمانی سے نہیں ہے بلکہ وہ کسی اور عالم سے ہے۔

من ملک بودم فر دوس بردین جایم بود آدم آور درایس دیر خراب آبادم  
مجالس الوعظین طہ اول

معراج السعادہ میں فرماتے ہیں تذکرے نفس کے بعد انسان سمجھتا ہے کہ اس بدن کے علاوہ ایک اور بھی جزء ہے اس بدن کی جنس سے نہیں ہے چنانچہ یہ دیکھا گیا ہے کہ آدمی نیند میں ہے آنکھیں بند کان سے سن نہیں سکتا زبان سے نہیں بول سکتا ہے اور یہ بدن گوشہ میں ساکن اور بے حس پڑا ہوا ہے اس کے باوجود یہ آدمی عالم کے اطراف میں گردش کرتا ہے اور قسم قسم کی مخلوق کے ساتھ گفت و شنید میں مشغول ہے بلکہ اگر اس کا نفس فی الجملہ پاک و پاکیزہ ہو اس وقت عالم ملکوت میں ایک راستہ پاتا ہے اور اس کے ذریعہ آنکہ امور کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے اور غیر کی چیزوں سے آگاہ ہو جاتا ہے اس طریقے پر کہ داری کی حالت میں جس وقت یہ بدن انہائی ہوشیار ہوتا ہے بھی یہ بدن اس تک نہیں پہنچ سکتا ہے اسی عالم خواب میں اس نتیجہ پہنچ جاتا ہے کہ بہت سے علم مغرب سے مشرق تک سیر تھت الشٹی سے ٹریا تک ایک لحظہ میں طے کرتا ہے اور نہیں جانتا ہے کہ یہ امور ان کے دل میں کہاں سے داخل ہوتے ہیں اور کہاں سے سمجھا اور جانا حالانکہ اس کا بدن عالم خواب میں بند پڑا ہوا ہے۔

پس فی الجملہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ امر ہے پروردگار کی طرف سے کہ یہ روح عالم امر سے ہے: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَلِلَّهِ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ۔ ”جو بھی کیفیت اور کیفیت میں واقع ہو وہ عالم خلق ہے اور انسان کی روح چونکہ اس میں مقدار اور کیفیت نہیں ہے اور مجرد ہے یہ عالم امر سے ہے اس قدر معرفت انسان کے لئے حاصل ہو جائے اسی مقدار میں اپنے خدا کو پہچانتا ہے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔“

جس طرح کہ ذات کی معرفت محال ہے روح کی حقیقت کا جانا محال ہے جس طرح اللہ کی معرفت صفات کے ساتھ واجب ہے اسی طرح روح کی معرفت بھی ضروری ہے چونکہ یہ خدا کی معرفت کے لئے مقدمہ ہے۔ پس واجب کا مقدمہ بھی واجب ہے جب یہ جان لیا کہ انسان بدن اور روح سے مرکب ہے: خَلَقْتُمْ لِلْبَقَاءِ لَا لِلْفَنَاءِ، وَهیْ نفس ناطقة ہے کہ جو فضل ممیز ہے انسان اور باقی حیوانات کے درمیان اور وہ باقی اور دام ہے وہ اپنی اصلی جگہ سے اس دنیا میں آیا ہے تاکہ فائدہ اٹھائے تاکہ قسم قسم کے کمالات حاصل کرے اور صفات پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ کسب کرے اس کے بعد اصلی جگہ کی طرف لوٹے اور وہاں پر ہمیشہ نعمتوں میں رہے اس میں شرط یہ ہے کہ دنیا میں قیام کے دوران اس عالم کی طرف مائل ہو ہر روز ترقی کے مراحل کو طے کرتا ہوتا کہ جزا روحانی جسمانی پر غالب ہو جائے اس عالم کے کدوں توں کو اپنے آپ سے دو کرے اور اس میں روحانیات کے آثار پیدا کرے۔

اگر دل از غم دنیا جدا توانی کرد نشاط و عیش بیان بقاتوانی کرد

همه کدورت دل را صفاتوانی کرد  
نزول در حرم کبریاتوانی کرد  
کہ عرش و فرش و ملک زیر پاتوانی کرد  
تونازنین جهانی کجا توانی کرد  
نه رنگ و بوی جهان را رهاتوانی کرد  
جو شخص بھی چالاکی کے ساتھ ہمت کے دامن کو کرسے باندھے اپنے نفس کو پہچانے کی وجہ سے عالم کے مصائب  
کو آسان شمار کرے اور ایک عالم کا استقبال کرے امیر المؤمنین علیؑ اور ان کی اولاد تھی کہ جو صرف خدا کے لئے رضا الہی کو  
طلب کرتے ہوئے اپنے بدن کو بلا کے نیچے دے دیا اور جاہل امتوں سے کس قسم کی مصیبتوں کو برداشت کیا۔

**امیر المؤمنین علیؑ** اپنے کلمات میں اپنے اصحاب کے بارے میں شکایت کرتے ہیں  
خطبہ نمبر 27 نجح البلاخ میں فرماتے ہیں جس کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں حضرت کے جگہ شکاف  
کلمات ہیں کہ میں نے ظاہر اور باطن دن اور رات تمہیں دشمن کے ساتھ چہاد کی طرف دعوت دی اور یہی کیا کہ جلدی کرو  
قبل اس کے کہ دشمن تمہارے اوپر حملہ کرے اور تمہارے شہروں میں پنج گاڑے خدا کی قسم یہ خوار اور ذلیل ہونگے وہ لوگ  
کہ جو دشمن تمہارے شہروں پر حملہ کرے اور جنگ کریں میں نے تمہیں بہت کچھ سمجھایا تمہیں اس کی طرف متوجہ کیا کوئی  
فائدہ نہیں ہوا سب کے سب واپس گئے تم پیچھے ہئے اور سستی کی یہاں تک معاویہ کا لشکر نے تمہارے اوپر حملہ کیا اور تمہاری  
مملکت میں داخل ہوا تمہاری املاک کو لوٹ لیا اور تمہاری سرحدوں پر قبضہ کیا اور اس کے لشکر نے اپنی ضروری چیزوں کے  
ساتھ حملہ کیا اور حسان بن حسان بکری کو کہ جو اس سرحد کا محافظ تھا اس کو قتل کر دیا اور ان کے گودام اور شور کو اپنے قبضہ میں  
لے لیا اور مجھے خبر پہنچی ہے کہ لشکر نے گھروں پر حملہ کیا ہے گوشوارے پازیب ہارو غیرہ مسلمان عورتوں سے لوٹا بلکہ ایک  
شخص نے ایک ذمی عورت سے بھی لوٹ لیا ان کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ قتل و غارت کے بعد سب صحیح و سالم واپس  
ہوئے نہ ان میں سے کوئی مارا گیا نہ کوئی زخمی ہوا صحیح و سالم واپس ہوئے اگر مسلمان مرد اس غم میں مر جائے تو اس پر  
لامانت نہیں ہوگی وہ موت کا سزا اوار ہیں بلکہ ہزار تجب کا مقام ہے خدا کی قسم ہزار قسم کے ہم اور غم کا موجب ہے کہ دل کو  
ہلاک کرتے ہیں حالانکہ معاویہ کے لشکر نے اپنے باطل پر اس طرح اتفاق کیا ہے اور اپنے امیر کی مدد میں اپنی جان خرچ  
کرتے ہیں اور تم لوگ ہو کہ اپنے امام کی حق میں مدد کرنے میں سستی کرتے ہو تم ایک دوسرے سے تفرق اور پر اگنہہ

ہوئے ہوتی ہو یہ تمہارا اگردار اور نعمت کے مستحق ہوتھارے اس حق کے چھوڑنے پر دشمن کے تیر کے نشانے نے تم کو لوٹ لیا اور تمہارے اوپر حملہ کیا اور جنگ شروع کی اور تم آرام سے بیٹھے ہوانہوں نے خدا کی معصیت کی اور تم اس پر راضی ہو گئے میں نے تمہیں گرمیوں میں دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے دعوت دی تم نے کہا کہ اب ہوا بہت گرم ہے میں مہلت دیں تاکہ گرمی کا زور نہ ٹوٹے اور جب میں نے سردیوں میں نے تمہیں دشمن کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی تم نے کہا کہ اس وقت سردی ہے میں مہلت دیں تاکہ سردی گزر جائے تم نے سرما اور گرم اسے فرار کیا البتہ تلوار سے بہت زیادہ فرار کرو گے۔ مرد انگلی میں صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ چونکہ تمہارا شعور بچوں کے شعور کی طرح ہے اور تمہاری عقلی عورتوں کی طرح ہے یعنی تمہارا کام بچوں والا ہے اور تمہاری رائے عورتوں کی طرح ہے میں ہر حالت میں چاہتا تھا کہ تمہیں نہ دیکھوں اور تمہیں نہ پہچانوں خدا کی قسم یہ پہچان سوائے ندامت اور پیشمانی کے علاوہ کوئی فائدہ نہیں ہے بہت زیادہ ہم اور غم پیچھے چھوڑ اخدا تم کو مارڈا لے تم لوگوں نے میرے دل کو خنی کر دیا اور میرے سینے کو غنیظ و غضب سے لبریز کر دیا جتنا تم سے ہو سکتا تھا بلا کے جام کو میرے گلے میں ڈالا دیا۔

**بِأَبِي أَنَّتَ وَأُمِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ** امیرے ماں باپ فدا ہواے امیر المؤمنین ﷺ کا ایک گوشوارہ ایک ذی عورت کے کان سے چھینا گیا آپ اس قدر متاثر ہوئے اور فرمایا اگر مسلمان اس غم سے مر جائے تو وہ سزاوار ہے میں نہیں جانتا ہوں کہ حضرت امام زین العابدین ﷺ کیا حالت تھی کہ جب عاشور کے دن عصر کے وقت آل رسول سر بر ہنسنہ خیموں سے نکلیں جب وہ ظالم کان سے گوشوارے اور سر سے چادر کو چھینا۔

## مجالس نمبر 30

ماہ رمضان میں سب کی مغفرت ہوتی ہے

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ الشَّقِّيَّ مَنْ حَرَمَ عَنْ غُفْرَانِ اللَّهِ فِي هَذَا الشَّهْرِ**

الْعَظِيمِ۔

بد بخت اور شقی وہ ہے کہ ماہ رمضان گزر جائے اور اس کی بخشش نہ ہو۔ یعنی خداوند عالم کی بخشش سے محروم رہ جائے۔ علامہ کراچی نے کتاب الفہریف میں روایت بیان کی ہے کہ جب رسول خدا نے منبر کی پہلی سیرھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ اسی طرح منبر کی دوسری اور تیسرا سیرھی پر قدم رکھا تو آمین کہا۔ صحابہ نے اس کا سب پوچھا تو فرمایا جب میں نے منبر کی پہلی سیرھی پر قدم رکھا تو جریل نے کہا: رحمت الہی سے دور ہو جائے جو تمہارا نام سنے اور تجھ پر سلام نہ سمجھے۔ اس وقت میں نے آمین کہا اور جب میں نے منبر کی دوسری سیرھی پر قدم رکھا تو جریل نے کہا: وہ شخص رحمت الہی سے دور ہو جو والدین کا نافرمان ہو تو میں نے آمین کہا۔ جب میں نے منبر کی تیسرا سیرھی پر قدم رکھا تو جریل نے کہا: وہ شخص رحمت الہی سے دور ہو کہ جس پر ماہ رمضان گز رے اور اس کے گناہ بخشنے جائیں اس وقت میں نے آمین کہا۔

علامہ مجلسی نے حیوۃ القلوب میں رسول خدا کے مجرمات میں سے آٹھویں مجرمہ میں ایک روایت بیان کی ہے کہ جب رسول ﷺ مدینہ تشریف لائے۔ آپ خطبہ اور موعظ کرتے وقت خرمہ کے ستون کا سہارا لیتے تھے کہ جو مسجد میں تھا اپس صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لوگ بہت زیادہ ہیں سب آپ کو خطبہ کے وقت دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم ایک منبر بنالیں کہ جس کی سیرھیاں ہوں کہ خطبہ دیتے وقت آپ اس منبر پر جائیں اور سب آپ کو دیکھ لیں۔

حضرت نے ان کو اجازت دی انہوں نے تین سیرھیوں کا ایک منبر بنایا جب جمعہ کا دن ہوا تو آنحضرت مسجد میں تشریف لے آئے اور اس ستون سے گزر گئے اور منبر پر تشریف لے گئے تو ایک مرتبہ اس ستون سے نالہ و فرید کی آواز

بلند ہوئی۔ جیسے کوئی عورت وضع حمل کے وقت نالہ فریاد کرتی ہے کہ جو بچہ جنے کے درد سے پیتاب ہو جاتی ہے اس وقت تمام مسجد میں رہنے والوں نے اس ستون کی فریاد کو سننا اس وقت پغمبر جو کہ رؤوف رحیم تھے، منبر سے یقچع تشریف لائے اور اس ستون پر مہربانی کرنے لگے اور اپنے ہاتھ کو اس ستون پر پھیرا۔ پھر اس ستون کو تسلی دینے لگے اور فرمایا: میں تمہاری اہمیت کو کم کرنے کے لئے تم بے گزر کر منبر پر نہیں آیا، بلکہ بندوں کی مصلحت کو پیش نظر رکھ کر منبر پر آیا ہوں۔ پھر اس ستون سے نالہ اور فریاد کی آواز بند ہو گئی۔ حضرت دوبارہ منبر پر تشریف لائے۔ اور فرمایا اے گروہ مسلمانان! یہ لکڑی کا ستون جس نے رسول خدا مسیح علیہ السلام کی جدائی میں نالہ اور فریاد بلند کیا اگر میں اس کے پاس نہ جاتا اور اس کو تسلی نہ دیتا تو اس کا نالہ اور فریاد جاری رہتا اور لوگوں میں سے ایسے ظالم بھی ہیں جنہیں رسول خدا مسیح علیہ السلام کے دور ہونے اور زندگی کے پروار نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں پس شقی وہ ہے کہ جو ماہ رمضان میں گناہ کرنے میں کوئی پرواہ رکھتا ہو کہ اس مہینہ کی رحمت اور مغفرت تمام امت کو شامل ہے مگر شراب پینے والا والدین کا نافرمان اور صدر حرم کو قطع کرنے والا اور جو برادر دینی کے ساتھ بغض و عداوت رکھتا ہو اور اس سے دشمنی کرے، ایسے اشخاص یقیناً بد بخت ہوں گے۔

عمر بغلت گذشت پیک اجل در رسید

نامہ طاعت تھی جرم گنہ بی شمار

گر بجز اقلالی زشتی اعمال چیست

خوف نداری مگر ز قهر پروردگار

چارہ ای از بھر خوبیش فکر نما پیش پیش

تاکہ مجالی تراست ز جرخ ناپا یدار

غلبت تو تاب چند لہو لعب تابکی

نحوت و کبر غرور چند نمائی شمار

بنده حقی اگر از چہ پرستی ہوا

نام ہوارا خدا از چہ نہی شرم دار

نہفتہ اسرار تو بلکہ ہمہ کار تو

در بر دادار تو هست همه آشکار  
 فناه دنیا بابه بیس حیات باقی طلب  
 بعشق آید ترا چنیں بقادر کنار

### برسیسا عابد کی شقاوت

بعض معتبر تفاسیر میں دیکھا گیا ہے کہ ایک عابد کہ جس کا نام برسیا تھا شیطان اس کی عبادت سے تنج آگیا اور کسی نہ کسی طریقے سے اس کو دھوکہ دینا چاہتا تھا لیکن اس کو دھوکہ نہ دے سکا۔ اس کے فرزندوں میں سے ایک کہ جس کو خناس کہتے تھے اس نے کہا میں اس عابد کا علاج کروں گا جس عبادت گاہ میں عابد عبادت کرتا تھا وہ اس کے نزدیک ایک شہر میں گیا۔ اس شہر کے بادشاہ کی ایک اکلوتی بیٹی تھی جو انہی سین تھی۔ خناس نے اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ کر اس طرح دبایا کہ اس لڑکی کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ بادشاہ پریشان ہوا جہاں کہیں کوئی طبیب ہوتا اس کو دکھاتا لیکن وہ پھر بھی ٹھیک نہ ہوئی دعا کرنے والوں سے دعا کرائی گئی کوئی فائدہ نہ ہوا شیطان ایک مرد کی صورت میں آیا اس نے کہا اگر برسیسا عابد اپنے ہاتھ کو اس کے گلے پر پھیر دے تو امید ہے کہ بیچی ٹھیک ہو جائے گی بادشاہ نے کہا کہ اس عابد کو لے آؤ۔ اس کو کہا گیا کہ یہ خیال حال ہے وہ اپنے صومعہ سے باہر نہیں آئے گا مجبور ہو کر لڑکی کو اس کے پاس لے گئے برسیسا نے اپنا ہاتھ اس کے گلے پر رکھ دیا خناس نے اپنے ہاتھ کو اٹھادیا اور لڑکی ٹھیک ہو گئی بادشاہ نے بہت زیادہ تھے برسیسا کے لئے بھیج لیکن اس نے ان تمام تحفون کو واپس کر دیا ان میں سے ایک دینار بھی قبول نہیں کیا۔

دوسرے دن خناس نے دوبارہ اس لڑکی کے گلے کو بادیا اور اس کو برسیسا کے پاس لے گئے وہ لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ بادشاہ نے شکار کرنے کا ارادہ کیا تو وہ لڑکی کے بارے میں پریشان تھا اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا کہ اس کو چھوڑ کر چلا جائے۔ آخر اس کی رائے یہ ہوئی کہ اس لڑکی کو برسیسا عابد کے پاس چھوڑے اور خود شکار کے لئے چلا جائے جب وہ واپس لوئے تو اس لڑکی کو اپنے ساتھ لے جائے لڑکی کو برسیسا کے صومعہ میں لے آئے وہ شکار کے لئے چلا گیا خناس آیا اور لڑکی کے گلے کو فشار کر دیا۔ برسیسا لڑکی کے سر ہانے پہنچا۔ اس کی نظر لڑکی کے چہرے پر پڑی تو وہ اپنے دین اور دل سے ہاتھ دھو بیھا خناس نے بھی اپنا ہاتھ نہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ برسیسا نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کیا۔ اس وقت خناس نے دیکھا کہ اس کا مقصد حاصل ہو گیا ہے تو اپنے ہاتھ کو اٹھادیا اور لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ دیکھا کہ عابد نے اس کی بکارت ختم کر دی ہے تو دنیا اس لڑکی کے لئے تاریک ہو گئی کہا: اے عابد تو نے مجھے رسول کیا ہے اور اپنے آپ کو قتل کرانے پر آمادہ

ہوئے ہو۔ یہ تم نے کتنا برا کام کیا ہے۔ عابد نے اپنے آپ کو عظیم خطرہ میں دیکھا کہا: اس نے اپنی نجات اس میں سمجھی کہ اس لڑکی کو قتل کر دے اور اس کو اپنے مصلی کے نیچے دفن کر دے۔ اس کی شفاقت اس پر غالب آنکھی اور لڑکی کو قتل کر دیا اور مصلی کے نیچے دفن کر دیا۔

شیطان نے اس کے مقعہ کے گوشہ کی حفاظت کی تاکہ وہ باہر رہے۔ جب باپ بیٹی کو لینے کیلئے آیا عابد نے کہا کہ وہ میرے صومعہ سے باہر چلی گئی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں گئی ہے۔ اچانک بادشاہ کی نظر لڑکی کے مقعہ کے ایک گوشہ پر پڑی اس کو کھینچا اور لڑکی کی لاش کوٹی کے نیچے سے نکالا تو نالہ و فریاد بلند ہوئی عابد کو زخمیوں میں باندھا گیا اور شہر میں لے آئے اس کو پھانسی دینے کے لئے لائے شیطان اس پر ظاہر ہوا اور کہا کیا چاہتے ہو کہ تجھے نجات دے دیں؟ عابد نے کہا اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ شیطان نے کہا کہ میرے لئے سجدہ کروتا کہ تجھ کو نجات دلاؤں عابد نے کہا میں دار پر لٹکا ہوا ہوں کس طرح تمہارے لئے سجدہ کرو۔ کہا: آنکھوں کے ساتھ کرا شارة کرو۔ عابد نے آنکھوں کے ساتھ شیطان کے لئے سجدہ کیا اور کافر ہو کر اس دنیا سے چلا گیا۔

## شیخ صنعتاء کا برا انجام

شیخ عطار نے شیخ صنعتاء کے قصہ کو کتاب مِنطق الطیر کے چار سو اٹھانوے بیت کے شمن میں وارد کیا ہے ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ صنعتاء ایک بہت بڑا عالم تھا۔ چار سو شاگرد اس کے درس سے استفادہ کرتے تھے وہ تقویٰ پر ہیز گاری اور کرامات کے کشف کرنے میں مشہور تھے۔ وہ بچا سال سال مکہ معظمہ میں اس طریقے پر زندگی گزارتا رہا۔ بالآخر کئی رات مسلسل خواب دیکھا کہ روم کی مملکت میں داخل ہوا ہے اور ایک بت کو سجدہ کرتا ہے اس واقعہ کو اپنے مریدین کے سامنے بیان کیا کہنے لگا کہ میں روم کی طرف چلا جاتا ہوں تاکہ اس خواب کی تعبیر کشف ہو جائے مریدوں نے جب دیکھا کہ ان کا استاد روم جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو مجبور ہو کر چار سو مرید اس کے ہمراہ روم کی طرف روان ہوئے روم کی سرحد پر گردش کرتے تھے اتفاق سے شیخ صنعتاء کی نظر اس لڑکی پر پڑی کہ قصر کے اوپر ایک لڑکی ہے کہ جو سورج کو طعنہ دیتی ہے اس کے رخسار پگائے ہوئے یا قوت کی طرح دکھائی دیتے تھے شیخ صنعتاء نے ان کو دیکھا تو اس کے ہاتھ پاؤں اور زبان جواب دے گئے۔ وہ بول نہ سکا اور اس لڑکی پر عاشق ہو گیا۔

**دختر تر ساچہ بر قع بر گرفت**

**بند بند شیخ آتش در گرفت**

گرچہ شیخ آنجانظر درپیش کرد  
عشق ترسازادہ کار خویش کرد  
هر چہ بودش سو بسر نابودش  
ذ آتش سودا دلش پر دودش

اس کے مریدوں نے اس کو بہت زیادہ نصیحت کی لیکن اس سے اس کو فائدہ نہ ہوا وہ اس لڑکی پر عاشق ہوا اور نا مسلمانی کی صلیب کو اپنے گردن میں ڈال لیا لڑکی نے جب دیکھا کہ شیخ اس کے عشق میں اسیر ہو گیا ہے تو کہا: اے شیخ! اگر میرے ساتھ وصال چاہتے ہو تو پھر تم چار کام کرو + اول میرے بت کے لئے بجہہ کرو + دوسرا قرآن کو جلا دو + تیسرا نصاری کے دین میں داخل ہو جاؤ اور صلیب کو اپنی گردن میں باندھ لو + چوتھا شراب پیو شیخ صنعتاء نے کہا: میں شراب پیوں گا لیکن پہلے تین کام انجام نہیں دوں گا۔ جب اس نے شراب پی اور مست ہوا تو یہ تین کام بھی انجام دیئے۔

چون خبر فزدیک ترسایان رسید  
کان چنان شیخی رہ ایشان گزید  
شیخ رابر دند سوئی دیو مست  
بعد ازا آن گفتہ اند قاز نازیست  
شیخ چون در حلقہ زفارش  
خرقه دا آتش زدود در کارش  
دل زدین خویشت ن آزاد کرد  
نه زکبہ نہ ز شیخی یاد کرد  
بعد چند سال ایمان درست  
این چنینیں یک بارہ دست ازوی بشست

## پوس کی شقاوتوں

صاحب کتاب الفارق میں الخلق والخلق لکھتے ہیں کہ نصاریٰ کے لوگ 80 سال تک دین حق پر تھے اس کے بعد ان کے درمیان اور یہود کے درمیان جنگ ہوئی نصاریٰ غالب آگئے یہود کو شکست دی یہود کا ایک شخص جس کا نام پوں تھا اپنے آپ کو فنا کر کے نصاریٰ کے دین کو ختم کر دے اول اپنے گھوڑے کو تیار کیا اور موٹا کپڑا پہننا اور نصاریٰ کے پاس آیا اور کہا میں نے اب تو بکی ہے۔ ایک ہاتھ نے ندادی کہ تمہاری تو بے قبول نہیں ہو گی مگر یہ کہ نصاریٰ کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ اب اپنے گھوڑے پر تمہارے پاس آیا ہوں نصاریٰ نے اس کو قبول کیا اس کو نیسہ میں لے گئے اس کو غسل دیا وہ کنیسہ سے باہر نہیں آیا یہاں تک کہ تمام انجیل کو پڑھی اور حفظ کی اس کے بعد کہا منادی نے مجھے ندادی کہ تمہاری تو بے قبول ہو گئی ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نصاریٰ کے لوگ اس کو تیرک سمجھنے لگے یوں اس نے تین آدمیوں کو اپنارازدار بنا لیا ایک یعقوب دوسرا ملکا اور تیسرا نسطور جب اس نے دیکھ لیا کہ سب نصاریٰ مجھ سے مطمئن ہیں تو ایک رات یعقوب کو طلب کیا اور اس کو وصیت کی کہ اسکندر یہ جاؤ اور وہاں لوگوں کو تعلیم دو کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔

یعقوب کے پیروکار کو یعقوبیہ کہتے ہیں اور ملکا کو بلایا اور اس کو دوسرے شہر میں بھیجا اور وصیت کی یہ راز صرف تمہیں بتا رہا ہوں کہ لوگوں کو تعلیم دو کہ خدا نے عیسیٰ میں حلول کیا ہے اس کو نہ ہب ملکائی کہتے ہیں اس کے بعد نسطور کو بلایا اور اس کو وصیت کی کہ فلاں شہر میں جائیں اور لوگوں کو تعلیم دو کہ عیسیٰ مریم اور روح القدس تینوں خدا ہیں اور کل میں ذبح ہونے کی جگہ پر جاتا ہوں خدا کے لئے قربانی دیتا ہوں وہ چلا گیا اور اپنے ذبح ہونے کی جگہ پر اپنے آپ کو ذبح کیا۔ جماعت نسطور یہ اس نسطور پر منتفحی ہوتے ہیں کہ کہتے ہیں اور مجمع الجہن میں ثلاث کی لغت میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول: **كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ**۔ یہ نصاریٰ کے روئیں ہے، کہ جو قائل تھے اب ابن اور روح القدس کے اور ان کو اقسام مثلاش سے تعبیر کرتے ہیں اور اقوم کا معنی عربی زبان میں اصل ذات ہے اس کے وجود کے ساتھ اسے اقوم اب کہتے ہیں۔ ذات علم کے ساتھ اس کو اقوم ابن کہتے ہیں ذات حیوہ کے ساتھ اس کو اقوم روح القدس کہتے ہیں۔

## بلغم باعورا کی شقاوتوں

اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کی طرف قرآن مجید میں اشارہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأً**  
**الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَا تَنَا فَاتَسْلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ كَمَّا كَانَ مِنَ الْغَاوِينَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ**

بِهَا وَلِكَنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَفَمَثَلَةُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثُ أَوْ تَتَرَكُهُ يَلْهَثُ۔ اے محمد! اپنی قوم کو وہ خبر بتا دو کہ جن کو ہم نے اپنی آیات عطا کیں یعنی جس براہین یا اسم اعظم کو۔ پس معصیت کرنے کی وجہ سے ان آیات سے باہر آیا وہ علم اور اسم اعظم اس سے سلب کر دیا گیا اور شیطان کا تابع ہوا اور گراہ لوگوں سے ہوا۔ اگر میں چاہتا تو اس کو ان آیات کے ساتھ بلند کرتا لیکن زمین کی طرف مائل ہوا دنیا کی طرف رجوع کیا اور اپنی خواہشات کا تابع ہوا۔ پس اس کی مثال اس کتے کی طرح ہے۔ اگر اس پر حملہ کرتے ہیں تو اپنی زبان کو لٹکاتا ہے اور اگر اس کو چھوڑ دیں تو بھی زبان کو لٹکاتا ہے اور روایت کی گئی ہے کہ بلعم کی زبان کتے کی زبان کی طرح تھی۔ اس کی زبان منہ سے نکلی ہوئی تھی اور سینہ پر پڑتی تھی۔ سمرہ اعراف آء ۱۷۵

قارون کا بر انجام: اس مطلب کی تفصیل کو ریاضین الشریعہ صفحہ نمبر 291 میں نقل کیا گیا ہے۔ اب چونکہ کتاب شائع ہو چکی ہے اور ہر جگہ موجود ہے تو یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ **أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْخَذَلَانِ وَسُوءِ الْعَاقِبَةِ۔**

## شر بن ذی الجوش کی شقاوت

حالانکہ یہ ملعون امیر المؤمنین کے شکر میں تھا اور جنگ صفین میں آنحضرتؐ کے ہمراہ تکوار زنی کرتا رہا۔ رسوائی اور شقاوت اس کو کھینچ کر یہاں تک لائی کہ امام حسینؑ کے سینہ پر بیٹھا اور تکوار کو غلاف سے نکلا۔ آنحضرتؐ نے آنکھیں کھولیں اور اس ملعون کے چہرے پر نظر پڑی۔ اس کو نہ کوئی رنج ہوانہ خوف زدہ ہو بلکہ اس نے کہا میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ تمہارے قتل سے باز آ جاؤں آنحضرتؐ نے فرمایا: تو کون ہے؟ جو اس بلند مقام پر چڑھا آیا ہے کہ جو رسول خدا ملکہ ایکم کی بوسہ گا تھی۔

اس نے کہا میں شر بن ذی الجوش ہوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مجھے پہچانتے ہو کہا اچھی طرح آپ کو جانتا ہوں کہ تو علی مرتفعی کافر زند حسینؑ ہے تمہاری ماں فاطمہ الزہراء ہے تمہارا نانا محمد مصطفیٰ ملکہ ایکم ہے اور تمہاری نانی خدیجہ الکبری ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: تجھ پر وائے ہو مجھے پہچانے کے باوجود کس طرح تم مجھ کو قتل کرتے ہو کہا اس لئے کہ یزید مجھے انعام دے گا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: تو میرے نانا کی شفاعت کو زیادہ دوست رکھتا ہے یا یزید کے انعام کو اس نے کہا یزید کا تھوڑا سا انعام میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے تیرے نانا اور باپ کی شفاعت سے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اب اگر میرے قتل سے باز نہیں آتا تو مجھے تھوڑا سا پانی پلا دے۔ اس ملعون نے کہا بعید ہے خدا کی قسم تم پانی نہیں پی۔

سکتے ہو موت کا شربت پی لوائے۔ ابو راب کے بیٹے! کیا تم وہ نہیں ہو کہ گھن کرتے تھے کہ میرا باپ ساقی کو شہر ہے جس کو چاہے سیراب کرتا ہے تم بھی صبر کرو کہ اپنے باپ کے ہاتھ سے سیراب ہو جاؤ امام حسینؑ نے فرمایا: اپنے رومال کو چھڑہ سے ہنادوتا کہ تجھے دیکھ لوں شر نے کپڑے کو چھڑے سے ہنادیا آنحضرتؐ نے فرمایا: صَدَقَ جَدِّيْ رَسُولُ اللَّهِ میرے ننانے سچ کہا ہے۔ شر نے کہا مگر تمہارے ننانے کیا کہا تھا فرمایا میرے ننانے میرے ببابا سے فرمایا تھا کہ تیرے فرزند کو وہ شخص قتل کرے گا جو برس میں پتلا اور کانا ہو گا اس کی ناک کتے کی ناک کی طرح ہو گی اور اس کے بال خزیر کے بالوں کی طرح ہوں گے۔ شر کو غصہ آگیا اور کہا تمہارے ننانے مجھے کتے کی طرح قرار دیا ہے خدا کی قسم میں تمہاری گردن کو پشت سے جدا کر دوں گا۔ یہ سزا اس لئے دے رہا ہوں کہ تمہارے ننانے مجھے کتے سے تشبیہ دی ہے۔ اس کے بعد حضرت کومنہ کے بل لٹادیا اور بارہ ضربوں کے ساتھ حضرتؐ کے سر مبارک کو پس گردن سے جدا کیا اور نیزہ کے نوک پر بلند کیا لشکرنے تین مرتبہ بلند آواز سے تکبیر کہا اس وقت زمین میں زلزلہ آگیا۔ زرد اور سرخ ہوا میں چلنے لگیں اور ہوا تاریک ہو گئی اور مسلسل بجلی چکی اور آسمان سے خون کی بارش ہوئی اور لوگ لرزنے لگے۔ سورج گرہ، ہن ہوا مغرب اور مشرق میں تاریکی چھا گئی اور منادی نے آسمان سے ندادی: قُتْلَ وَاللَّهُ الْإِمَامُ إِبْنُ الْإِمَامِ أَخْوَ الْإِمَامِ أَبُو الْأَئْمَةِ الْحُسَيْنِ بْنُ عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔ مقتل ابن طالبؑ میں لکھا ہوا ہے کہ کسی نے ندادی۔

إِنَّ الْيَرِدَمَا حَالَ تَوَارِدَاتِ صُدُودَهَا  
 نَحَرَ الْحُسَيْنَ قَتَّاقِلُ التَّنْزِيلَادَ  
 وَيَهُ فِي لَهُونَ بِكَانَ قُتْلَتَ وَأَنَّهَا  
 قَتَّلَنَا وَابِكَ التَّتَّجِينَ رَوَاللَّهُ لِيَلَادَ  
 وَكَانَهَا فَقَتَّلُوا أَبَاكَ مَحَمَّدَ  
 صَلَّى عَلَيْهِ وَآلِهِ جَبَرِيلَادَ



## مجلس نمبر 31

تمام مخلوق کے مرنے کی کیفیت

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَذْكُرُ وَبِجُوَعِكُمْ وَعَطْشِكُمْ جُزَءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَطَشِهِ  
وَتَصَدَّقُوا عَلَىٰ فُقَرَاءِ كُمْ وَمَسَاكِينِكُمْ**

یعنی ماہ رمضان میں اگر زیادہ پیاس اور بھوک لگے تو قیامت کے دن کی پیاس اور بھوک کو یاد کرو جب زمین لوہار کے آتشدان کی طرح گرم اور سورج سر کے اوپر جلانے والی آگ کی طرح عقلیں جیان ہوں گی پھر ایک منادی ندا کرے گا یا **أَهَلَ الْجَنَّةِ أَبْشِرُوا وَيَا أَهَلَ النَّارِ اخْسُوا**۔ ارشاد القلوب میں دیلمی طبع نجف ص 534 میں ایک روایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے صن بن محبوب سے وہ یونس بن ابی فاختہ سے وہ امام زین العابدین سے روایت کرتے ہیں۔ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد خوف زیادہ اور بہت ہولناک ہو گا خدا فرماتا ہے **وَنُفَخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنِ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَاشَاءَ اللَّهُ**۔ سورہ زمر آیہ نمبر 68 "جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور جوگ زمیں میں ہیں بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جس کو خدا چاہے۔" صور کے لئے دو طرف ہے ایک زمین کی طرف اور ایک آسمان کی طرف اور وہ اسرافیل کے ہاتھ میں ہو گائیں مرتبہ اس صور میں پھونکا جائے گا ایک، نفحہ فزع، ایک، موت، اور ایک، نفحہ بعث، جب دنیا کا آخری دن ہو گا تو خدا کی طرف سے اسرافیل کو حکم ہو گا کہ نفحہ فزع کا صور پھونکے اور اسی کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا: **يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزَعَ مَنِ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَاشَاءَ اللَّهُ وَكُلُّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ**۔ سورہ نمل آیہ نمبر 87 ترجمہ: اور اس دن کو یاد کرو جس دن صور پھونکا جائے گا تو جتنے لوگ آسمانوں میں ہیں اور جتنے لوف زمیں میں ہیں سب کے سب بلاک ہو جائیں گے مگر جس شخص کو خدا چاہے وہ البتہ مطمئن ہو گا اور سب اس کی بارگاہ میں ذلت اور عاجزی کی حالت میں حاضر ہوں گے۔

اس وقت نیک کام کرنے والے امن اور اماں کے گھوارہ میں ہوں گے اس صور کے پھونکنے سے زمین میں زلزلہ آئے گا اور دودھ پلانے والی عورتیں اپنے فرزندوں کو فراموش کر دیں گی اور حاملہ عورتیں اپنے جنین کو سقط کر دیں گی۔

**دُوم رِزْغًا تَذَهَّلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتٍ حَمِلَ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سَكَارَى وَمَاهُمْ بِسَكَارَى۔** سورہ حج آیہ 1، ترجمہ: جس دن تم دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے (بچے) کو بھول جائے گی اور ساری حاملہ عورتیں اپنے اپنے حمل گردادیں گی تم ان کو نشہ کی حالت میں دیکھو گے حالانکہ وہ نشہ کی حالت میں نہیں ہوں گی۔

لوگ اضطراب کی حالت میں دیوانہ ہو کر ایک دوسرے پر گریں گے اور ہر طرف فرار کریں گے سخت ہونا اک فزع سے ان کی ڈاڑھی سفید ہو گی اور شیاطین زمین کے اطراف میں فرار کریں گے اگر اللہ تعالیٰ مخلوق کی ارواح کو بدن کی حفاظت میں نہ دیتا تو ارواح بدنوں سے پرواہ کر جاتیں اور کوئی سانس لینے والا باقی نہ رہتا یہ ہے فزع کی حالت یہاں تک کہ خدا جس مقدار میں چاہتا ہے اس کے بعد اسرا فیل کو حکم دے گا کہ دوبارہ صور پھونکنے زمین کی طرف اس صور کے پھونکنے کی وجہ سے کوئی صاحب روح باقی نہیں رہے گا۔ نہ انسانوں میں سے، نہ جنوں میں سے اور نہ شیاطین میں سے یعنی کوئی بھی باقی نہیں رہے گا اور جو آواز اور پرکی طرف سے ہو گی اس کی وجہ سے تمام آسمان والے بلکہ ہوں گے جریل اسرا فیل اور میکائیل بھی مر جائیں گے صرف عزرا میل باقی رہے گا خطاب ہو گا عزرا میل سے کہ کون باقی بچا ہے؟ عرض کرے گا کہ صرف تیرا مسکین عزرا میل باقی ہے ارشاد الہی ہو گا کہ تم بھی مر جاؤ میری اجازت سے ملک الموت ایک آواز دے گا اگر یہ آواز نبی آدم کے کان میں پہنچ جاتی تو تمام بلکہ ہو جاتے اور ملک الموت کہے گا اگر میں جانتا کہ جان کنی کی تلخی اس طرح ہے تو یقیناً مومنین کے ساتھ زیادہ شفقت سے پیش آتا اس وقت خدا کی ذات کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہے گا۔ خالق فرمائے گا ملک اس کا مالک کون ہے جواب دینے والا کوئی نہیں ہو گا خود خالق فرمائے گا۔ **إِلَهُ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ أَيْنَ الْمُلُوكُ وَأَبْنَاءُ الْمُلُوكِ وَأَيْنَ الْجَبَابِرَةُ وَأَبْنَاءُهُمْ أَيْنَ الَّذِينَ يَا كُلُونَ رِزْقِيٍّ وَلَا يَخْرُجُونَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ حَقِّيٍّ:**

اس کے بعد حکم دے گا کہ چالیس دن رات بارش برے۔ ہر بلندی کے اوپر بارہ ہاتھ پانی کھڑا ہو گا اور پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے اور ہر میت کے اجزاء ایک دوسرے سے نزدیک ہوں گے یہاں تک کہ ہزار میت کو ایک قبر میں رکھ دیا جائے بعض نیک اور بعض بد بخت ہوں اور ان کی مٹی آپس میں ملی ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے سب کو

ایک دوسرے سے جدا کرے گا۔ ایک میت کے اجزاء میں سے ایک جزء بھی دوسرے میت کے ساتھ مخلوط نہیں ہو گا اس وقت خداوند متعال جبریل میکائیل اسرافیل عزرا تیل اور عرش کے اٹھانے والوں کو زندہ کرے گا اور اسرافیل کو حکم دے گا تاکہ وہ صور پھونکنے کے وجہ سے تمام خلوق کے ارواح کو جمع کرے گا جب صور پھونکنے کا تو ارواح مکڑیوں کی طرح منتشر ہو جائیں گی اور ہر روح اپنے بدن میں داخل ہو گی اور زمین کو چیرا جائے گا اور سب کے سب زندہ ہوں گے اور قبروں سے سر باہر نکالیں گے چنانچہ خداوند تعالیٰ کا فرمان ہے:

سُورَةِ حَجَّ ۖ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجَادِثِ سُرَاعًا كَانَهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوْفِضُونَ خَاشِعَةً  
أَبْصَارَهُمْ تَرَهُقُهُمْ ذِلَّةُ ذَلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ - نیز سورہ نبیین میں فرماتے ہیں  
وَنُفُخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجَادِثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنَ  
مَرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ - ان آیات کے ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ خداوند متعال نے رسول خدا سے فرمایا کہ اس سرکش جماعت کو چھوڑ دوتا کہ اپنے باطل عمل اور کھیل کو دین مشغول ہو جائیں گویا فنا ہونے والی دنیا کے کاموں میں مشغول ہو جائیں۔ یہاں تک کہ ملاقات کریں اس دن سے کہ جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے یعنی قیامت کا دن جس دن یہ اپنی قبروں سے باہر آئیں گے۔ حالانکہ اسرافیل کی اجابت کی طرف جلدی کرنے والے ہوں گے جیسے کوئی اپنے لشکر کے رئیس کی طرف جلدی کرتا ہے۔ حالانکہ ذلیل دخوار ہوں گے ان کی آنکھیں ڈر کی وجہ سے اوپر کی طرف نہیں دیکھ سکیں گی اور ذلت دخواری نے ان کو گھیر کر کھا ہو گا۔ جب یہ صور کی پھونک نہیں گئی تو قبروں سے باہر آئیں گے اور کہیں گے وائے ہو ہمارے اوپر کہ کس نے ہم کو قبروں سے باہر نکالا یہ وہی پروردگار کا وعدہ ہے اور پیغمبروں نے تجھ کہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ سورج کو حکم دے گا کہ چوتھے آسمان سے اس دنیا کے آسمان میں اتر آئے اس کی حرارت کی وجہ سے اہل محشر اپنے پیسوں میں غرق ہوں گے اور اہل محشر برہمن پاؤں ہوں گے اس قدر ان کو پیاس لگے گی کہ جس کو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ وہ اس قدر روئیں گے کہ آنسو ختم ہو جائیں گے اور پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے۔ امام زین العابدین کا کلام جب یہاں تک پہنچا تو اس طرح روئے جیسے وہ عورت روتی ہے کہ جس کا بچہ مر گیا ہو۔ اور دعا ابو حزہ میں فرماتے ہیں: أَبِكِي لِغَرْوَجِي مِنْ قَبْرِي عَرِيَانًا ذَلِيلًا حَامِلًا تِقْلِي  
عَلَى ظَهَرِيْ أَنْظُرْ مَرَّةً عَنْ يَمِينِيْ وَآخِرًا عَنْ شِمَالِيْ إِذَا الْخَلَاثِقِ فِي شَانِ عَيْرَ  
شَانِ --- ایج یعنی روتا ہوں اس وقت کے لئے کہ جس وقت قبر سے برہمنہ باہر آؤں گا اس حالت میں کہ ہو

گی۔ میری پشت گناہوں کے بوجھ سے عین کبھی دامیں طرف دیکھوں گا۔ کبھی با میں طرف اور ہر آدمی اپنے اعمال کے نتیجہ میں مصروف ہو گا بعض خوشحال اور ہنتے ہوئے دکھائی دیں گے اور بعض روئے ہوئے برہمنہ حالت میں۔ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے انہائی ذلیل و خوار ہوں گے۔ امیر المؤمنینؑ اس خطبہ میں جو الف کے بغیر ہے، فرماتے ہیں: اس وقت اس کے روئے پر کوئی بھی رحم نہیں کرے گا۔ وہ اضطراب میں محصور ہو گا اس کی فریاد کو کوئی بھی نہیں سنے گا۔ اس کی جھٹ کوکوئی بھی قبول نہیں کرے گا۔ اس کے نامہ عمل کو اسے دے دیا جائے گا وہ اس کو کھو لے گا تو اس کو گناہوں سے پر دیکھے گا۔ اس وقت اس کے خلاف اس کی آنکھ ہاتھ، پاؤں اور باقی اعضاء گواہی دیں گے اس وقت آگ کی زنجیر اس کی گردان میں ڈالی جائے گی اور اس کے ہاتھوں کو پیچھے سے باندھا جائے گا اور اس کو ذلت کے ساتھ جہنم کی طرف کھینچ کر لے جائیں گے اور اس کو جہنم کا گیرم پانی پلایا جائے گا اور گرمی سے اس کی کھال اور چربی کھل جائے گی۔ جہنم کے دریان آگ کے ستون کے ساتھ اس کے سر پر ماریں گے۔ وہ اس قدر استغاثہ کرے گا کہ جہنم کے دریان اس سے اعراض کریں گے اس کا گوشت اور کھال جل جائیں گے اور وہ دوبارہ اصلی حالت میں لوٹا دیا جائے گا۔

اور نجاح البلاغہ میں ہے: **وَأَعْظَمُ مَا هُنَا إِلَّا بَلِيهٌ تُزُولُ الْحَيَّيْمُ وَتَصِيلَةُ الْجَحِيْمِ وَفُورَاتُ السَّعِيرِ وَسُورَاتُ الزَّفِيرِ لَا فَتْرَةُ مُرِيَّةٍ وَلَا دَعْةُ مُرِيَّةٍ وَلَا قُوَّةُ حَاجِزَةٍ وَلَا مَوَتَّهٗ نَاجِزَةٌ وَلَا سُنَّةُ مَسْلِيَّةٌ بَيْنَ أَطْوَارِ الْمُوَتَّاتِ وَعَذَابِ السَّاعَاتِ إِنَّا بِاللَّهِ عَائِذُونَ۔**

قبر سے نکلنے کے بعد سب سے بڑی مصیبت حبیم جہنم میں داخل ہونا ہے کہ ان کو پانی کی جگہ پر پانی جائے گی۔ سخت پیاس کی وجہ سے جب پھیں گے تو چہرہ کا سارا گوشت گر جائے گا۔ تمام آنٹزیاں نکلنے ہو جائیں گی ایک طرف جلانے والی آگ کے دریان دوسری طرف جہنم کا جوش و خروش اس طرح کے عذاب سے کسی وقت راحت و چھکارا نہیں ہے نہ تھوڑی دیر کے لئے اس سے یہ عذاب ٹل سکتا ہے نہ اس کو نیندا آئے گی نہ اس کو موت آئے گی اس قسم کے عذاب سے نجات مل جائے۔

محمد فیضی منازل الآخرۃ میں ایک روایت ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں ابن مسعود کہتا ہے کہ میں حضرت امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن چچاں موقف ہیں ہر موقف میں ایک ہزار سال ہے۔ پہلا موقف قبر سے باہر آتا ہے کہ ایک ہزار سال اسی برہمنہ بدن اور برہمنہ پاؤں کے ساتھ اور بھوک اور پیا

س کی حالت میں ہو گا۔ پس جو بھی قبر سے باہر آئے حالانکہ بہشت دوزخ بعث حساب قیامت پر ایمان لا لیا ہو خدا کے اقرار کے ساتھ اس کے پیغمبروں کی تصدیق بھی کرے اور جو کچھ خدا کی طرف سے آیا ہے اس کی تصدیق بھی کرے تو بھوک آور پیاس سے نجات ملے گی نیز آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت کا دن وہ دن ہو گا کہ جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ کے تمام مخلوق کو اول سے لیکر آنحضرت ان سے حساب لیا جائے گا اور ان کے اعمال کے مطابق ان کو جزا دی جائے گی اور اس روز ان کی حالت یہ ہو گی کہ بھکے ہوئے کھڑے ہوں گے اور ان کا پسینہ ان کے منہ تک پہنچ چکا ہو گا اور زمین کوختی کے ساتھ حرکت دی جائے گی تو تمام لوگوں میں اس کی حالت بہتر ہو گی جس کو قدم رکھنے کے لئے کوئی جگہ مل جائے تو اپنی مرضی سے سانس لے سکے۔

### چند گروہ کا سخت عذاب

○ پہلا گروہ جسے سخت عذاب ہو گا۔ وہ منکرِ فضیلت علی بن ابی طالبؑ کتاب مذکور میں ہے کہ شیخ صدوقؑ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ علی بن ابی طالبؑ کی فضیلت میں شک کرنے والا قیامت کے دن قبر سے اٹھے گا درحالانکہ ان کی گردن کے اطراف میں آگ کا ایک طوق ہو گا اس میں تین سو شعلے ہوں گے، ہر شعلہ پر ایک شیطان ہو گا اس کے چہرے کو ترکرے گا۔ اس کے منہ پر لعاب دہن پھینکیں گے۔

○ دوسرا گروہ وہ ہو گا کہ جنہوں نے خدا کے مال کو اپنے مال سے جد نہیں کیا ہو گا۔ کلینی کی کافی میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو قبروں سے نکالے گا حالانکہ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بند ہے ہوں گے۔ اس حد تک کہ ان میں قدرت نہیں ہو گی کہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ ایک بوری کی مقدار کسی چیز کو پکڑ سکیں گے ان کے ساتھ ملا نکہ ہوں گے کہ جوان کو سخت ملامت کریں گے یہ وہ اشخاص ہوں گے کہ جنہوں نے تھوڑی سی نیکی کو روکا جس کے سبب بڑی نیکی سے محروم ہو گئے تھے۔ اور اللہ نے انہیں جو کچھ عطا کیا تھا اس سے خدا کے حق کو ادا نہیں کیا اور اپنے مال کو روکے رکھا۔

○ تیسرا گروہ چغل خوری کرنے والے لوگ ہوں گے شیخ صدوقؑ نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ جو بھی دو آدمیوں کے درمیان چغل خوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کی قبر میں آگ کو مسلط کرے گا کہ جو قیامت تک اس کو جلاتی رہی گی۔

جب یہ قبر سے باہر آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک بڑا سیاہ سانپ مسلط کرے گا کہ جو اس کے گوشت کو اپنے

دانتوں کے ساتھ نوچے گا یہاں تک کہ جہنم میں داخل ہو گا۔

○ چونچا گروہ ہے جو آنکھوں سے بے ہودہ دیکھنا یعنی جو بھی اپنی آنکھوں کے ساتھ نامحرم عورتوں کو دیکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو محصور کرے گا قیامت کے دن محشور حالانکہ اس کو باندھا جائے گا آگ کی میخوں کے ساتھ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اس کو آگ میں ڈال دیں۔ بہترین بات کبی ہے جس نے بھی یہ کہا ہے:

منگر درستان کے آخر کار  
نگرستان گریستن آردبار  
شاهدان زمانہ خورد بزرگ  
دیدہ رایوس فندو دل را گرگ  
جعد مفتول دل کسل باشد  
زلف پر پیچ غول دل باشد

پانچواں گروہ ہے جو شراب پینے والا ہے کہ رسول خدا سے روایت کی گئی ہے کہ شراب پینے والا قیامت کے دن محشور ہو گا اس حالت میں اس کا چہرہ سیاہ اس کی آنکھیں کبود مائل ٹیز ہی ہوں گی اور منہ ٹیز ہا ہو گا۔ زبان پیچے سے نکلی ہو گی اور اس کی بوہر مردار سے زیادہ بد بودار ہو گی اور مختلف میں سے جو بھی گزرے گا اس پر لعنت بھیجے گا۔

○ چھٹا گروہ: منافقین کا ہو گا جس کے دو چہرے دو زبان کے سامنے تعریف کرے گا اور ان کی غیر موجودگی میں اس کو گالی دے گا۔ شیخ صدقہ نے رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: کہ قیامت کے دن ایک شخص آئے گا کہ جس کے دو چہرے ہوں گے۔ درحالیکہ اس کی ایک زبان آگے ہو گی اور ایک زبان پیچے اس سے شعلہ نکلیں گے۔ اس کے بدن سے آگ بھڑکے گی اور کہا جائے گا: یہ ہے وہ شخص کہ جس کے دنیا میں دو چہرے دو زبانیں تھیں۔ قیامت کے دن اس کے ساتھ پہچانا جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اخبار اس کے بارے میں بے شمار ہیں نمونہ کیلئے یہ چند روایات کافی ہیں۔

وَكَيْفَ يَلَدُ الْعِيشَ مَنْ كَانَ مُوقِنًا  
بَأَنَّ الْمَنَى يَا بَغْشَةً سَعَاجِلَةً  
وَكَيْفَ يَلَدُ النَّوْمَ مَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

بَأَنَّ إِلَهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلٌ  
 وَكَيْفَ يَلَدُ الْغَيْشَ مَنْ كَانَ صَائِرًا  
 إِلَى جَدِّيَّتِي الْيَابَ مَنَازِلَهُ  
 وَكَيْفَ يَلَدُ الْبَوْمَ مَنْ أَبْتَهُ وَالَّهُ  
 مَشَاقِيلُ أَوْزَانِ الَّذِي هُوَ فَاعِلٌ

**بعض وہ اعمال کہ جو قیامت کی ہولناکی سے نجات کا موجب بنتے ہیں**

محمد فیضی منازل الآخرۃ میں فرماتے ہیں کہ چند چیزوں ہیں کہ جو قیامت کی ہولناک سے نجات کا باعث ہیں۔

○ اول: تشیع جنازہ جو بھی جنازہ کی تشیع کرے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ چند ملائکہ مقرر کرتا ہے کہ جو اس کے ساتھ ہوتے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں ایک علم ہو گا اور وہ اس کی قبر سے لیکر محشر تک مشایعت کرتے ہیں اور ان کا مقصد مومن بھائی کے غم کو دور کرنا ہے۔

○ دوم: شیخ صدقہ نے حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ جو بھی کسی مومن سے غم کو دور کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے آخرت کے غنوں کو دور کرتا ہے اور قبر سے باہر آئے گا۔ اس حالت میں اس کا دل مسرور ہو گا۔

○ سوم: مومن بھائی کے دل کو مسرور و خوش کرنا۔ کلینی اور صدقہ سدیر صرفی سے روایت کی گئی ہے کہ ایک طویل خبر میں بتایا کہ امام صادق نے فرمایا: جب بھی اللہ تعالیٰ مومن کو اس کی قبر سے باہر نکالے گا تو اس کے ساتھ مثلی جسم یعنی قالب بھی اس کے آگے ہو گا مومن جب بھی قیامت کے دن ہولناک چیز کو دیکھے گا وہ مثلی جسم اس سے کہہ گا کہ غلیظین نہ ہو جاؤ مت ڈرو۔ تجھے خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حساب کے مقام تک اس کو بشارت دیتے رہیں گے پس اللہ تعالیٰ مومن سے آسان حساب لے گا اور اس کو بہشت جانے کا حکم دے گا اور وہ مثل اس کے سامنے ہو گی۔ پس مومن اس سے کہہ گا کہ خدا تمہارے اوپر رحمت کرے تو میرا بہترین رفیق تھا کہ جو میرے لئے نکل آیا قبر سے۔ ہمیشہ تم نے مجھ کو بشارت دی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت اور سرور کی یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا اب تم مجھ کو بتاؤ کہ تم کون ہوتا کہ جان لوں۔ وہ کہے گا میں وہ سرور ہوں کہ جو تم نے اس دنیا میں اپنے برادر مومن کے دل میں داخل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے تاکہ میں تمہیں بشارت دوں۔

○ چہارم: مومن کو بس پہنانا: شیخ کلینی نے امام صادق سے روایت کی ہے کہ فرمایا: جو بھی اپنے مومن بھائی کو

گرمیوں یا سردیوں کا لباس پہنائے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کا لباس پہنا تا ہے اور یہ کہ اس پر موت کی سختی کو آسان کرتا ہے اور اس کی قبر کو سب سعی کرتا ہے اور جب قبر سے باہر آتا ہے تو ملائکہ اس کو مبارک باد دیتے ہیں و رآ یہ شریفہ کا ارشاد بھی اسی طرف ہے: **وَتَعْلَقُهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمَكُمُ الدَّى كُنْتُمْ تُوعَدُونَ**

○ پنجم: مخصوص ذکر کا پڑھنا: سید بن طاووسؒ کتاب اقبال میں رسول اکرمؐ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ فرمایا: کہ جو بھی ماہ شعبان میں ہزار مرتبہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ولو کہ المشرکون - پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ہزار کی عبادت لکھ دیتا ہے اور ہزار سال کے گناہ کو مٹا دیتا ہے اور قیامت کے دن جب وہ قبر سے نکلنے کا تو اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا ہوا دکھائی دے گا اور صدقیقین میں سے لکھا جائے گا۔

○ ششم: دعائے جوش کبیر کا پڑھنا اول ماہ رمضان میں بہت زیادہ فضیلت ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو حرام قرار دیتا ہے اور بہشت اس پر واجب کر دیتا ہے۔

○ ہفتم: نماز کے بعد اس دعا کا پڑھنا علامہ مجلسیؒ نے عین الحجۃ کے آخر میں معتبر سند کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جو بھی ہر نماز کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ أَهْدِنِي مِنْ عِنْدِكَ وَأَفْضِلْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَإِنْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ  
وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَّ كَاتِبِكَ۔

اور اگر اس دعا کو ترک نہ کرے یہاں تک کہ اس دنیا سے چلا جائے تو قیامت کے دن اس کے لئے بہشت کے آٹھ دروازے کھول دے جائیں گے کہ ان میں سے جس دروازے سے چاہو دخل ہو جاؤ۔

○ هشتم: کتاب مذکور میں معتبر سند کے ساتھ رسول خدا سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا کہ جو بھی ہر روز دس مرتبہ اس دعا کو پڑھے: **اَشْهُدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَاحِدٌ اَحَدٌ صَمَدٌ الَّتِي تَخِذُ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا۔** تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے پیش تالیس ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اسکے نامہ اعمال سے پیش تالیس ہزار گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کے لئے پیش تالیس ہزار درجے بلند کرتا ہے۔

○ نهم: ائمہؑ کی زیارت بالخصوص زیارت امام رضا علیہ السلام منازل الآخرۃ میں تخفیۃ الزائر سے علامہ مجلسیؒ معتبر سند کے حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ جو بھی میری زیارت کرے میں قیامت کے دن اس کے

پاس تین مقامات پر آؤں گا تاکہ اس کو نجات دوں قیامت کی ہولنا کی سے، جس وقت نیک لوگوں کے اعمال ان کے دامیں ہاتھ میں اور میرے لوگوں کے نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ سے پرواز کریں گے اور صراط کے وقت اور اعمال کی ترازو کے وقت میرے ماں باپ قربان ہوں آپ پر اے آل رسول! جو بھی تمہارے پاس آیا تحقیق اس سے نجات پائی اور جو تمہارے پاس نہ آئے تحقیق وہ ہلاک ہوا۔

زادہ خاتم رسول علت خلق ماء و طین  
 دوحہ باغ عقل کل وارث انزع البطین  
 ناظر محضر قضا مهر سپھر ارتضی  
 تالی مرتضی رضامعنی صورت یقین  
 آدم و یوسف ابتلی نوح و خلیل مرتب  
 موسیٰ عیسیٰ آستان عیسیٰ موسیٰ آستین  
 مهر سپھر مکرمت محور چرخ معدلت  
 خسر و و تخت و سلطنت مر کز دائرة زمین  
 واقف هر چہ داستان کا شف راز هستیان  
 قوۃ قلب راستان قرۃ عین راستین  
 اختربرج هل اتی گوهر درج لافی  
 لالہ باغ قل کفی دوچہ راغ یا وسین  
 لشکر زور ق امان داوری خط جهان  
 ضامن رزق انس و جان بنده حق پناہ دین  
 خیر رسول و را خدم خیل ملایکش حشم  
 هفت سرادقش خیم شش جهتش سپہ نشین  
 ابر زجو داو سخی بحر زفیض او غنی  
 چرخ بحکم او روان خاک بامر او مکین

اے شہ عرش بارگہ خسرو کر سی آستان  
 مالک حومہ رضا سالک مسلک یقین  
 دردو جهان تو ناظمی وارث علم کاظمی  
 تاج سر اعظمی کف تور زق راضمین  
 خاک ز حزم تو سکون باد بعزم تور روان  
 آب ز لطف تور روان نیار قهر تو سخین  
 چشمہ فیض سرمدی حارث ملک ایزدی  
 حامی شرع احمدی شافع یوم واپسیں  
 یا ارض طوس تجاوزت السماء علا  
 اذلا بن موسی الرضا ضمانت جشمانا  
 انمت للکفر اجفان امسھلة  
 کانت وایقظت للاسلام اجفان  
 هل دری هاشم ان ابن سیدها  
 قضی غریام روع القلب احزانا  
 هل دری من به الكوفان قد فخرت  
 بمن انطوى من فخار فی خراسان  
 هل درت کربلا آل الطلاق بفت  
 علی الرضا باغی سفیان و مروانا  
 هل دری من بسام راء وان عذر  
 اعداهم بالرضا ظلم ما وعدوا نا



## مجلس نمبر 32

ماہ رمضان میں رسول کی چار ہدایتیں

قَالَ وَتَصَدَّقَ قَوْا عَلَىٰ فُقَرَائِكُمْ وَمَسَاكِينُكُمْ وَوَقِرْوَا كَبَارَكُمْ وَزَهْمُوا صِغَارَكُمْ  
وَصِلُوا أَرْحَامَكُمْ۔

رسول اسلام نے چار ہدایات دی ہیں:

\* اول یہ کہ تم اپنے فقراء اور مساکین کو صدقہ دو دوسرا اپنے بزرگوں کا احترام کرو تیسرا چھوٹوں پر رحم کرو چوتھا صدر جی کرنا ان میں سے ہر ایک کا ثواب بے شمار ہے۔ بحر الجواہر میں ہمایون بن جلال الدین محمد الطیب کے جوش بھائی کے ہم عصر تھے لفظ کیا ہے کہ ایک عابد نے ستر سال خدا کی عبادت کی ایک رات اس کے عبادت خانے میں ایک عورت آئی اس نے آنکھوں سے اشارہ کیا اور اپنے چہرے سے نقاب کو اٹھادیا۔ عابد اس عورت پر عاشق ہوا وہ اس کے پیچھے چل پڑا عورت نے کہا کیا چاہتے ہو عابد نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ وصال چاہتا ہوں عورت نے کہا تجھ ہے کہ طالب مطلوب ہوا اور مطلوب طالب۔ پس اس کو اپنے عبادت خانے میں لے گئی اور اپنا مطلب انجام دیا۔ سات دن تک اس کے ساتھ گزارے جب وہ عورت جانے لگی تو عابد سے کہا بھی تک تم نے ایسا کام نہیں کیا، تیرا ایک آقا ہے کہ اگر اس کے ساتھ آشنائی ہو جائے تو مجھے فرماؤں نہ کرنا یہ گویا ایک تیرتھا کہ جو عابد کے دل پر لگا اور دیوان ہو کر محروم کی طرف چلا گیا یہاں تک کہ ایک خرابہ میں پہنچا اس خرابہ میں دس نابینے رہتے تھے اور ایک ٹرودت مند آدمی وہاں پر دس روٹیاں ان کے لئے بھیجا تھا۔ جب معمول کے مطابق دس روٹیاں لے آئے تو اس عابد نے ہاتھ کو بڑھایا کہ ایک روٹی لے لیں ایک نابینے کہا میرا حصہ کہاں ہے؟ پہنچانے والے نے کہا میں نے دس روٹیاں پہنچائی ہیں اور تقسیم کر دی ہیں۔ عابد نے اپنے آپ سے کہا کہ سزاوار نہیں ہے یہ اطاعت گزار عاجز بندہ رات کا کھانا کھائے بغیر سوجائے اور میں جو کہ نافرمان ہوں سیر ہو کر سوؤں۔ پس اس عابد نے اپنی روٹی اس نابینا کو دے دی اور خود بھوکے صبر کیا اسی رات ملک الموت

کو حکم ہوا کہ اس عابد کی روح قبض کی جائے رحمت اور عذاب کے ملائکہ اس پر نازل ہوئے ملک الموت نے کہا: یہ نافرمان ہے اس کے اعمال جبط ہو گئے۔ ملائکہ رحمت نے کہا بلکہ توبہ کر کے حق کی طرف لوٹا ہے خطاب ہوا کہ اس کی ستر سال کی عبادت کا ساتھ موائزہ کریں تو اس نے ایک روٹی جو دی تھی وہ رانچ ہوئی اور رحمت کے ملائکہ اس کی روٹ کو اور پر عالم قدس میں لے گئے۔

علامہ تاجی نے عین الحجۃ میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ فقراء کو صدقہ دینا فقر کو دور کرتا ہے اس سے عمر بی ہو جاتی ہے اور ستر قسم کی بدترین موت کو دور کرتا ہے۔

نیز فرمایا: ایک نجاح کا ہجلا نے کو ستر بندوں کے آزاد کرنے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ اگر مسلمانوں میں سے کسی بھوکے کے گھروں والوں کو سیر کروں اور عرب یا شخص کو بس پہناؤں اور اس کو مخلوق سے سوال کرنے سے محفوظ کرلوں تو یہ چیز میرے ستر نجاح سے زیادہ عزیز ہے۔ اسی کتاب میں حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ اپنے بیماروں کا علاج صدقہ دیکر کرو اور بلاوں کو دعا کے ساتھ دور کرو اور صدقہ دیکر اپنے لئے روزی لے آؤ اس مقصد کو روکنے کے لئے سات سو شیطان نکل آتے ہیں کوئی چیز بھی شیطان پر مومن پر صدقہ دینے سے زیادہ سخت نہیں ہے یہ صدقہ اول خدا کے ہاتھ میں جاتا ہے یعنی اللہ قبول کرتا ہے اور اس بندہ سے خوش ہو جاتا ہے اس کے بعد سائل کے ہاتھ میں آتا ہے اسی کتاب میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا صدقہ دیکر بلاوں کو دور کرو۔ قیامت کے دن صدقہ اپنے دینے والے پر سایہ کرتا ہے حالانکہ قیامت کے دن زمین سب کی سب آگ کی طرح ہوگی۔

### دنیا میں صدقہ دینے کے آثار

حضرت امام صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک یہودی کا رسول خدا کے پاس سے گزر ہوا تو اس یہودی نے کہا: اسامیل یعنی تجھ پر موت واقع ہو حضرتؐ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تجھ پر ہو صحابہ کہنے لگے کہ اس نے موت کے ساتھ سلام کیا اور آپ کے لئے موت کو طلب کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا: میں نے بھی وہی اس کی طرف پڑا دی ہے۔ آج ایک سانپ اس کی پشت پر ڈنگ مارے گا اور وہ مر جائے گا وہ یہودی صحراء کی طرف چلا گیا وہ لکڑیاں لاتا تھا اس دن جب وہ پشت پر لکڑیاں لے آیا اور وہ صحیح سالم شہر میں آگیا تو حضرتؐ نے فرمایا ان لکڑیوں کو زمین پر کر کھیں تو آپ نے فرمایا کہ اس گنھری کو کھولو جب اسے کھولا تو اس میں ایک سانپ تھا۔ اس سانپ کے منہ میں ایک لکڑی تھی حضرتؐ نے پوچھا اے یہودی یہ بتاؤ آج تم نے کیا کام کیا ہے اس نے کہا کہ میرے پاس دور و میاں تھیں ان میں

سے ایک روئی سائل کو دی تھی حضرت نے فرمایا اسی صدقہ کی وجہ سے خدا نے تم سے بلااء کو دور کر دیا ہے کہ اس لکڑی نے اس سانپ کو روکے رکھا ہے۔

نیز آنحضرت نے فرمایا: جو شخص بھی چاہتا ہے کہ اس دن کی خوست کو اپنے سے دور کرے تو وہ صدقہ دے۔ امام جعفر صادق نے عمار سا باطنی سے فرمایا: چھپا کر صدقہ دینا غصب خدا کو بادیتا ہے۔ پس صدقہ کو چھپا کر دینا دکھا کر دینے سے بہتر ہے اسی طرح پوشیدہ عبادت آشکار عبادت سے بہتر ہے نیز فرمایا کہ میرے والد جب بھی صدقہ دیتے تھے تو اس کو سائل کے ہاتھ میں رکھ دیتے تھے پھر اس کو اٹھاتے تھے اور اس کا بوسہ دیتے تھے اور اس کو سونگھتے تھے پھر دوبارہ اس کے ہاتھ میں رکھ دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ رات کو صدقہ دینا غصب خدا کو بادیتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور قیامت کے حساب کو آسان کرتا ہے اور دن کے وقت صدقہ دینا مال اور عمر کو زیادہ کرتا ہے اور فرمایا: حضرت عینی دریا کے کنارے سے گزر رہے تھے کہ روئی کا ایک ٹکڑا جوان کے پاس تھا اس کو دریا میں ڈال دیا۔ بعض حواری کہنے لگا یا روح اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ یہ آپ کی غذا تھی فرمایا: میں نے اس لئے ایسا کیا ہے کہ دریا کے جانور کھائیں چونکہ خدا کے نزدیک اس کام کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ اور فرمایا صدقہ دینا قرض کے ادا کرنے کا موجب بنتا ہے اور برکت کی زیادتی کا موجب بنتا ہے صدقہ دینے میں دس گناہ ثواب ملتا ہے اور قرض دینا اٹھارہ گناہ ثواب اور برادر مومن کے ساتھ احسان کرنا میں گناہ ثواب عطا کرتا ہے۔ صدر حجی اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنا چوبیں گناہ ثواب عطا کرتا ہے۔ اور من لا سخیر الفقیر سے منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: الْبُرُّ وَ الصَّدَقَةُ يَنْفِيَانِ الْفَقَرَ وَ يَرِيدُانِ فِي الْعَمَرِ وَ يَدْفَعُانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا سَبْعِينَ مِيَتَتَهُ سُوءٍ۔ ”یعنی اور صدقہ فقر کو دور کرتا ہے اور عمر کے زیادہ ہونے کا موجب بنتا ہے اور ستر قسم کی بدترین موت کو دور کر دیتا ہے۔

ایک اور روایت میں رسول خدا نے قسم کھا کر فرمایا: کہ صدقہ دینا انسان کو گھر کو جانے سے محفوظ رکھتا اس پر گھر کے گرنے اور دیوانہ ہونے سے بچاتا ہے آنحضرت نے اس طرح کی ستر قسم کی بلااؤں کو گناہ ہے۔

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقرؑ کے ساتھ مسجد میں تھا تو مسجد کے نکر میں سے ایک سکنک شخص کے پاؤں پر گراہ شخص صحیح وسلامت نج کر چلا گیا آنحضرت نے فرمایا اس سے پوچھو کہ آج تم نے کیا کام انجام دیا تھا جب اس سے پوچھا گیا اس نے کہا میں جب گھر سے نکلا تو میری آستین میں کچھ خرے تھے ایک سائل گزار میں نے ان کو چند خرے دے دیئے آنحضرت نے فرمایا: کہ خدا نے اس صدقہ کی وجہ سے اس بلااؤ کو دور کر دیا ہے نیز اسی کتاب میں ایک

حدیث منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص جس کا ایک بیٹا تھا اور اس کو بہت زیادہ دوست رکھتا تھا اس کو عالمِ خواب میں بتایا گیا کہ تمہارا بینا شادی کے موقع پر مر جائے گا جب شادی کا وقت آگیا اور باپ کو یقین تھا کہ میرا بینا مر جائے گا لیکن وہ بینا صحیح تک صحیح و سالم رہا باپ نے اس سے پوچھا تم نے کوئی نیک کام انجام دیا ہے۔ بینا نے کہا نہیں صرف یہ کہ میرے پاس کھانا موجود تھا ایک سائل آیا میں نے اس کو اپنا کھانا دے دیا اس وقت باپ نے کہا کہ اس صدقہ وجہ سے موت تم سے دور ہو گئی ہے۔

کتاب کافی میں ایک حدیث امام صادقؑ سے منقول ہے کہ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے اور ایک شخص کے درمیان زمین مشترک تھی میں نے اس زمین کو تقسیم کرتا چاہا وہ چونکہ تم بھی نیک ساعت میں اس زمین پر چلا گیا اور مجھے خس ساعت میں بلا یا تاکہ اچھی زمین ملے اور خراب زمین آپ کوں جائے لیکن جب زمین کو تقسیم کیا تو اس تقسیم میں اچھی زمین مجھے مل گئی وہ شخص افسوس کرنے لگا اور کہا میں نے تم کو خس ساعت میں طلب کیا اور میں خود نیک ساعت میں پاہر آیا تاکہ میرے حصہ میں اچھی زمین آئے اور یہاں اس کے برکس ہوا ہے حضرتؐ نے ایک حدیث اس کے لئے بیان فرمائی اس حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ میں نے نکتے وقت صدقہ دیا تھا جس کی وجہ سے وہ خوست مجھ سے دور ہو گئی اور یہ عمل بہتر ہے تیرے اس علمِ نجوم سے۔ خلاصہ اخبار اور آثار اس موضوع پر بہت زیادہ ہیں۔

### ایستادن نفسی نزد مسیح انصاری

بـهـ زـصـدـسـالـ نـماـزـ اـسـتـ بـهـ پـایـانـ بـرـدـنـ  
 یـکـ طـوـافـ سـرـکـوـئـیـ وـلـیـ حـقـ کـرـدـنـ  
 بـهـ زـصـدـحـجـ قـبـولـ اـسـتـ بـدـیـوـانـ بـرـدـنـ  
 یـکـ گـرـسـنـهـ بـطـعـامـیـ بـنـوـازـیـ رـوـزـیـ  
 بـهـ زـصـوـمـ رـمـضـانـ اـسـتـ بـشـعـبـانـ بـرـدـنـ  
 یـکـ جـوـازـ دـوـشـ مـدـیـنـ دـیـنـ اـگـرـ بـرـدـارـیـ  
 بـهـ زـصـدـخـرـمـنـ طـاعـاتـ بـدـیـانـ بـرـدـنـ  
 نـفـسـ خـوـدـ رـاـشـکـنـیـ تـاـکـہـ اـسـیـرـ تـوـشـوـدـ  
 بـهـ اـشـکـنـ کـفـارـ اـسـیـرـ انـ بـرـدـنـ

خواہی از جان بسلا بـه بـری تن در ده  
 طاعـش راندھی تن نتوان جان بردن  
 سرتسلیم بنـه هـر چـه بـگوید بشـنو  
 از خـدان دـاشـارت زـتـو فـرـمان بـرـدن  
 حـجـج درـست خـواـہـی کـام شـکـسـتـگـان دـه  
 دـامـان کـعـبـه جـوـئـی دـست فـادـگـان گـیر

### انفاق کے آداب

- پہلا۔ معراج السعادہ میں فرماتے ہیں کہ انسان کے دل میں آجائے کہ وہ شی راہ خدا میں خرچ کرے اور شیطان اس سے غافل ہو تو جلد از جلد راہ خدا میں خرچ کر دے کیونکہ تاخیر کرنے میں بہت زیادہ آفات ہیں۔
- دوسرا: جب آپ کو پیچے چل جائے کہ کوئی شخص محتاج ہے تو اس شخص کو اپنی احتیاج کو ظاہر کرنے سے پہلے اس کو دو۔ اس کی عزت کا خیال رکھو اس کو مجبور ہو کر سوال کرنے کا موقع نہ دو۔ سوال کے بعد جو آپ دیں گے تو یہ اس کی عزت کی قیمت ہے یہ مکمل احسان نہیں ہے۔
- تیسا: اپنے صدقوں کو اچھے وقت اور اچھے زمانوں میں دیں جیسے غدیر کے دن ماہ رمضان میں اور مردوی ہے کہ پیغمبر خدا سب سے زیادہ محنت ہے اور ماہ رمضان میں اپنے ماں کو جلد خرچ کرتے تھے۔
- چھٹا: زکوٰۃ خمس اور واجب حقوق کو ظاہر بظاہر دے دیں یہ افضل ہے چھپا کر دینے سے اور ان کا ظاہر بظاہر دینا اس وقت دینا مستحب ہے جس وقت دینے والا ریا کاری اور لینے والا بخالت سے محفوظ ہو دنہ دن کو بھی چھپا کر دینا افضل ہے۔

- پانچواں: فقیر پر احسان نہ جتا ہے اس کو اذیت پہنچانے سے بچو، ورنہ آپ کا دیہا ہو اصدقہ باطل ہو گا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **بِيَا أَيَّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا أَصَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِ وَالْأَذَى**۔
- چھٹا: فقیر کو صدقہ دیتے وقت توضیح سے پیش آؤ۔

- ساتواں: فقیر کو دیتے وقت اس طرح دو کہ فقیر کو بخالت اور شرم ساری نہ ہو اگر کوئی عزیز ہو اور نقد دینا اس کی شان کے لائق نہ ہو تو اس کو جن میں تبدیل کر کے دو۔ اگر صدقہ لینے والا عام محسوس کرے تو اس کو بطور ہدیہ دے دو۔

○ آٹھواں: جو کچھ وہ دے رہا ہے اس کو عظیم شمار نہ کرے اور یہ خیال نہ کرے کہ میں نے بہت بڑا کام کیا ہے اور تکبر سے پرہیز کرے۔

○ نواس: جو بھی صدقہ دینا چاہے تو اپنا اچھا مال دے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبَرَ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ۔ نیز فرمایا: وَأَنْفَقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ۔ "تم نیکی کو ہرگز جس کو تم دوست رکھتے ہو حدیث میں ہے کہ ایک درہم صدقہ دینا ایک لاکھ درہم کے دینے سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک آدمی ایک درہم اپنے مال حلال سے دینا ہے اور دوسرا ایک لاکھ درہم ان چیزوں میں سے دینا ہے جن کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

○ دسوائیں: اگر ہو سکے فقیر کو اتنا دے دو کہ جس سے اس کا فقر درہم جائیں اور امیر ہو جائے۔

○ گیارہواں: صدقہ دینے کے بعد اپنے ہاتھ کو بوسہ دیں کیونکہ یہ صدقہ اس ہاتھ میں پہنچا ہے کہ جو خدا کے ہاتھ کا نائب ہے۔ اس بارے میں بہت سی اخباروارد ہیں۔

○ بارہواں: فقیر سے دعا کی خواہش کرے چونکہ فقیر کی دعا جلدی قبول ہوتی ہے اس باب میں متعدد اخبار (احادیث) معراج السعادہ میں مذکورہ ہیں۔

○ تیرہواں: اتحاق کو پیش نظر کئے کہ جو اچھی زندگی گزارتے ہیں ان کو نہ دے۔ عالم کو جاہل پر مقدم کرے جیسے قول معروف ہے کہ مرہم کو صحیح و سالم جگہ پر نہ لگاؤ بلکہ زخم کی جگہ پر لگاؤ۔ اہل تقویٰ کو دوسروں پر مقدم رکھیں اور سب سے بہتر یہ ہے کہ اپنے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی فقیر ہو تو اسے دوسروں پر ترجیح دیں۔

عین الحیۃ میں علامہ مجسیؒ نے معتبر سند کے ساتھ معلیٰ بن حمیس سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ رات کی تاریکی میں کہ جب بارش ہو رہی تھی تو حضرت امام صادقؑ اپنے گھر سے باہر نکل اور بنی ساعدہ کے شامیانہ مظلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ میں بھی آہستہ آہستہ سے ان کے پیچھے چل پڑا۔ راستے میں حضرت سے کوئی چیز گرفتی آنحضرتؑ نے فرمایا: بسم اللہ خداوند!! اسے ہماری طرف لوٹا دے۔ معلیٰ کہتا ہے: اس وقت میں نزدیک ہوا اور سلام عرض کیا: امام صادقؑ نے فرمایا کہ تو معلیٰ ہے؟ میں عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں معلیٰ ہوں فرمایا کہ ذرا ہاتھوں سے تلاش کر اور جو چیز بھی تمہیں ملے مجھے دیدو۔ میں ہاتھ پھیرا تو بہت زیادہ بکھری ہوئی روٹیوں کو پایا۔ میں نے وہ حضرت کو دے دیں میں نے دیکھا کہ حضرت کے ہاتھ میں دیکھا چڑے کا ایک تھیلا ہے۔ جو روٹیوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں برداشت نہ کر سکا کہ میرے مولا یہ بوجھا اٹھائیں۔ میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ یہ تھیلا کو مجھے دیدیں میں اپنے سر پر اٹھاؤں۔

گا۔ فرمایا: میں تجھ سے زیادہ سزدار ہوں کہ اس تھیلا کو اٹھاؤں لیکن میرے ساتھ آ جاؤ جب ہم بنی ساعدہ کے شامیانہ میں پہنچو میں نے دیکھا کہ وہاں پر کافی لوگ سوئے ہوئے ہیں۔ حضرت آہستہ سے ہر ایک کے سرہانے کے نیچے ایک ایک روٹی رکھتے گئے یہاں تک کہ سب تک پہنچا دی، اس کے بعد جب ہم لوٹے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں یہ حق کو جانتے ہیں اور شیعہ ہیں فرمایا اگر یہ شیعہ ہوتے تو ان کی مدد کرتا یہاں تک کہ نمک بھی دے دیتا۔ بعض روایات میں ہے کہ مدینہ میں سو گھنٹے ان کے درمیان ایک بہت بڑی جماعت تھی ان کی معاش حضرت علی بن الحسین کے صدقہ دینے کی وجہ سے گزرتی تھی جب حضرت اس دنیا سے چلے گئے اور ان کو صدقہ دینا بند ہوا اس وقت ان کو پتہ چلا کہ صدقہ دینے والے علی بن الحسین تھے اکثر اوقات دریتک گھر کے دروازے پر کھڑے رہتے تھے اور انتظار کرتے تھے جب حضرت کو دیکھتے تو خوش حال ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ابو جراب آ گیا یعنی تھیلے والا آ گیا حضرت گوشنڈ کو ذبح کرتے تھے اور اس کو پکاتے تھے اس کے بعد فرماتے تھے برلن لے آؤ اور اس کو فقراء اور ہماسیوں میں تقسیم کرتے تھے اور خود روٹی اور کھجور سے افطار کرتے تھے کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ پانی اور روٹی کو اپنے سامنے رکھ دیتے تھے اور آنسو بہاتے تھے اور فرماتے تھے: کیا میں کھانا کھالوں حالانکہ فرزند رسولؐ بھوک شہید کیا گیا کیا میں پانی پیوں حالانکہ فرزند رسولؐ کو فرزند بشید کیا گیا ایک دن حضرت کے غلام نے عرض کیا: اماَ أَنَ يَنْقُضِي حُزْنُكَ وَيَقُلُّ بُكَائِكَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا غَلَامَ إِنَّ يَعْقُوبَ كَانَ نَبِيًّا مِنْ أَنْبِيَاءِ اللَّهِ وَكَانَ لَهُ إِثْنَا عَشْرَ وَلَدًا فَغَيَّبَ اللَّهُ وَاحِدًا مِنْهُمْ فَبَكَى حَتَّىٰ إِهْدَوْذَبَ ظَهَرَهُ وَشَابَ رَأْسُهُ وَأَبْيَضَتْ عَيْنَاهُ وَأَنَّا رَأَيْتُ ثَمَانِيَّةَ عَشَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي مُرَمَّلِيَّنْ بِدِمَائِهِمْ۔ حضرت کے غلام نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا وہ وقت نہیں آیا ہے کہ آپ کاغم کم ہو اور آپ کارونا کم ہو جائے؟ حضرت نے فرمایا: اے غلام جناب یعقوب پیغمبر کے بارہ بیٹوں میں سے ایک بیٹا گم ہوا تھا اس کے لئے یعقوب اس قدر روئے کہ ان کی کرجھک گئی اور سر کے بال سفید ہو گئے اور ان کی آنکھیں ناپینا ہو گئیں میں کس طرح آرام کروں کہ میرے باپ اور اہل بیت میں سے اخبارہ کے سروں کو بدن سے جدا کیا گیا اور وہ خون آ لود ہو چکے تھے۔



## مجلس نمبر 33

دوسری اور تیسری ہدایت

### بزرگوں کا احترام کرنا اور چھوٹوں پر حرم کرنا

شیخ کلینی نے کافی کی دوسری جلد میں ایک باب قرار دیا ہے اور فرمایا ہے: بوڑھے مسلمان کا احترام کرنا واجب ہے اور چھاحدیث اس کے بارے میں روایت کی ہیں ان چھاحدیث کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے۔  
بوڑھے شخص کو بزرگ شمار کرنا خدا کو بزرگ شمار کرنا ہے اور جو بھی بوڑھے شخص کی فضیلت کو پہچانے اور اس کا احترام کرے گا خداوند متعال اس کو قیامت کے دن خوف سے محفوظ رکھے گا اور امام صادق نے فرمایا تین قسم کے لوگ ہیں کہ ان کے حق کا انکار نہیں کرتا مگر منافق کہ جو نفاق میں شہرت رکھتا ہو۔ وہ تین لوگ یہ ہیں: ایک بوڑھا شخص کہ جو باریش ہو، دوسرا حامل قرآن اور تیسرا امام عادل۔

نیز فرمایا: جو مومن باریش کا احترام کرے گا کویا اس نے خدا کو بزرگ جاتا اور جو کسی مومن کی عزت کرے تو خداوند متعال ہمیشہ اس کی عزت کرتا ہے اور جو بھی کسی مومن کی تو ہیں کرتا ہے خداوند متعال اس کے لئے ایک ایسے شخص کو بھیج دیتا ہے کہ جو اس کے مرنے سے پہلے اس کی تو ہیں کرتا ہے۔ اور جانا چاہئے کہ وہ بوڑھے لوگ جو اپنی ڈاڑھی منڈلاتے ہیں وہ احترام کے قابل نہیں ہیں۔ چونکہ یہ فاسق اور مجاہر بالفتن ہیں اگر کوئی مجلس میں ان کا احترام نہ کرے تو اس نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان کا احترام کرنا محل اشکال ہے مگر یہ کہ کوئی غرض ہو اغراض میں سے کہ جس میں مسلمانوں کا فائدہ یا فساد سے روکنے کا موجب ہو۔ خلاصہ بوڑھے شخص کہ جن کی دار ہی سفید ہے ان کا احترام کرنا چاہئے لیکن اگر اہل علم ہو تو اہل علم کو مقدم کرنا بہتر ہے۔ چنانچہ امام صادق نے

ہشام بن حکم کے ساتھ جو طریقہ اختیار کیا۔

مجاہل المومنین میں قاضی نور اللہ نے کتاب فضول میں علم الہدی سید مرتضی سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن الحکم بلند مرتبہ رکھتا تھا وہ حضرت امام جعفر صادق کی خدمت میں مقام منی میں پہنچا۔ اس وقت وہ نوجوان تھا۔ شیعوں کے بزرگ اشخاص جیسے حمران بن اعین یونس بن یعقوب و قیس ماصرمون طاق وغیرہ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے پس آنحضرت نے ہشام کا بہت زیادہ احترام کیا حالانکہ وہ بوز ہے بھی نہیں تھے۔ جب امام صادقؑ کو قرآن کے ذریعہ پتہ چلا کہ حضرت نے ہشام کو جواہیت دی تو ان پر دشوار گزرا ہے۔

امام صادقؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ہذا ناصِرُ نَا بِقَلْبِهِ وَلِسَانِهِ وَيَدِهِ، یہ ہشام اپنے دل اور زبان اور ہاتھ سے ہمارا مددگار ہے آنحضرت نے اللہ کے اسماء اور اشتھاق کے متعلق سوال کیا۔ اس نے ٹھیک ٹھاک جواب دیا اس وقت حضرت نے ہشام سے فرمایا اے ہشام خدا نے تمہیں یہ فہم اس لئے دیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے دشمنوں کو دور کرو۔ ہشام نے کہا: انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا پس اس کے لئے دعا کی میں نے ہشام کے حالات اور مناظروں کو پانچویں جلد (الکلمۃ التامة) میں نقل کیا ہے حضرت نے اس سے اسماء اللہ کے بارے میں پوچھا تاکہ وہاں پر جو موجود ہیں انہیں پتہ چل جائے کہ میں نے ان کو کیوں مقدم کیا ہے یعنی مقدم کی وجہ معلوم ہو کہ جس وجہ سے اسے بزرگوں پر ترقی دی ہے۔

جزیر شیخ طبریؓ نے احتجاج میں روایت کی ہے کہ امام علی نقیؑ کو بخوبی کہ فقہائے شیعہ میں سے ایک شخص نے ایک ناصیبی کے ساتھ مناظرہ کیا ہے اور اس کو جھٹ اور برہان کے ساتھ لا جواب کر دیا ہے اور اس کی رسوائی کو آشکار کیا ہے یہ شخص امام علی نقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے اس کو صدر مجلس میں بٹھایا اور حضرت کے پاس ایک بڑا سکیم تھا بیان عباس اور علویین میں سے بہت لوگ آنحضرت کی خدمت میں موجود تھے۔

حضرت نے اس فقیہ کو اپنے پاس بلایا تاکہ اسے اپنے پہلو میں بٹھائیں۔ یہ کام بھی ہاشم پر دشوار گزرا لیکن علویین نے حضرت کے احترام کی وجہ سے کوئی بات نہ کی۔ لیکن بنی عباس میں سے ایک بزرگ نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ اس قسم کے ایک عام آدی کو بنی ہاشم کے سادات جو طالبین اور عباستین سے ہیں، پر مقدم کیوں قرار دیا ہے؟ تو حضرت نے فرمایا: ڈرواس چیز سے کہیں اس آیہ کے مصدق نہ بن جاؤ کہ ارشاد فرماتا ہے:

**الَّمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أَوْتُوا نَصِيبَنَا مِنَ الْكِتَابِ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ يَعْلَمُ**

**بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّ فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ -** "کیا تم نہیں دیکھتے ہو ان لوگوں کی طرف کہ جنہیں کتاب خدا میں سے کوئی حصہ نہیں دیا گیا ہے کہ وہ کتاب خدا کی طرف دعوت دیں تاکہ ان کے درمیان حکم مقرر کریں اس وقت ایک جماعت نے اعراض کیا اور خدا کے حکم سے پشت پھیر لی اب اگر تو کتاب خدا پر راضی ہے تو خدا فرماتا ہے **وَالَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ -** "اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ عالم کو غیر عالم پر ترجیح دینا چاہیے جس طرح مومن کو غیر مومن پر ترجیح دی جاتی ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے **يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ -** "پس اللہ تعالیٰ کو نے ان لوگوں کو بلند مقام دیا ہے کہ جو تم میں سے مومن ہیں۔ مقدم کرنے کا معیار علم اور تقویٰ ہے نہ کہ حسب اور تعالیٰ نے ان لوگوں کو بلند مقام دیا ہے کہ جو تم میں سے مومن ہیں۔ مقدم کرنے کا معیار علم اور تقویٰ ہے نہ کہ حسب اور نسب اس کے بعد حضرت نے فرمایا: میں نے اس شخص کو تھارے اور پر مقدم قرار دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ناصی خلائق پر رجحت اور برہان کے ساتھ غالب آیا ہے۔ اس عباسی نے کہا: اول اسلام میں تو ہاشمی کو غیر ہاشمی پر نسب کے لحاظ سے اشرف و افضل جانا جاتا تھا؟ حضرت نے فرمایا: سبحان اللہ عباس بن عبد المطلب نے ابو بکر کی بیعت نہ کی؟ حالانکہ عباسی ہاشمی تھا اور ابو بکر تھی مگر عبد اللہ بن عباس عمر کی خدمت نہیں کرتا تھا۔

حالانکہ عمر دشمن تھا اور عمر نے غیر ہاشمیوں کو شوری میں داخل کیا اور عباس بن عبد المطلب کا خیال نہ رکھا۔ پس اگر تم غیر ہاشمی کے مرتبہ کو ہاشمی پر مقدم کرنے کے منکر ہو تو عبد اللہ بن عباس اس منکر فعل کو بجا لائے پس تم اس کا انکار کر دو کہ عباس نے ابو بکر کی بیعت نہ کی اور عبد اللہ بن عباس جو عمر کی خدمت کرتا تھا وہ جائز ہے۔ پس یہ عمل بھی جائز ہے عباسی لا جواب ہو گیا۔ چھپوں پر حرم کرنا یہ ہے کہ ان کی تربیت اچھی طرح کرو۔ ان کو سیر کرو اور ان کو پہناؤ جب گھر میں داخل ہو اور اگر کھانے کی چیزوں میں سے کچھ آئے تو چھپوں بچھوں سے ابتداء کرو اور ان سے پیار کرو۔

روایت میں ہے کہ رسول خدا جب سر کو جدہ میں رکھتے تھے تو امام حسین رسول اکرمؐ کی پشت پر سوار ہو جاتے تھے اور اپنے دونوں پاؤں کو حرکت دیتے تھے اور کہتے تھے حل حل (یہ کلمہ اونٹوں کو چلاتے وقت بولا جاتا تھا) جب رسول خدا سر کو جدہ سے اٹھاتے تھے تو اس کو پکڑتے تھے اور اپنے پہلو میں بخادیتے تھے جب نماز تمام ہوئی تو ایک یہودی شخص حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ بچوں کے ساتھ جس طرح شفقت سے پیش آتے ہیں ہمارا یہ طریقہ نہیں تھا رسول خدا نے فرمایا **لَوْكُنْتُمْ تُو مِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ لَرَ حَمْتُ الصِّنِيَّانَ -** "اگر تم خدا اور رسول پر ایمان لے آتے تو یقیناً بچوں پر حرم کرتے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ایمان لے آیا اس عظمت پر کہ جو آپ میں پائی جاتی ہے۔ مسناحمد بن عبد اللہ بن عباس نے میں ابو ہریرہ سے حدیث کی ہے کہ کہا کہ ایک دن رسول خدا نے حسن اور حسین کا بوسہ لیا اور عینہ یا اقرع بن حابس نے

عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے دس بیٹے ہیں ان میں نے کبھی کسی کا بوس نہیں لیا۔ رسول خدا کارنگ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا:

**إِنَّ كَانَ اللَّهُ قَدْ تَرَعَ الرَّحْمَةَ مِنْ قَلْبِكَ فَمَا أَصْنَعَ بِكَ مَنْ لَمْ يَرَحْمْ صَغِيرَ  
نَأَوْلَمْ يَعِزِّزَ كَبِيرَ نَا فَلَيْسَ مِنَّا -** "خدا نے تمہارے دل سے رحم کو نکال دیا ہے میں تمہارے ساتھ کیا کر سکتا ہوں؟ یعنی تمہاری اصلاح نہیں ہو سکتی جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا ہے اور ہمارے بزرگوں کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ رسول خدا نے چھوٹے بچوں پر رحم کرنے کی ہدایت کی اس کے باوجود کوفہ کے لوگ عاشورا کے دن خیموں میں چلے گئے اور یہ چھوٹے بچے ڈر کے مارے کا نپتے تھے اور جناب زینتؑ کی پناہ لیتے تھے اور ان کفار نے مقبعہ اور گوشواروں کو لوت لیا۔

### چوتھی ہدایت صدر حجی کرنا ہے:

کلمیتؑ نے کافی میں تین تیس روایتیں صدر حجی اور ثواب کے بارے میں نقل کی ہیں ان کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ میرے اہل بیت مجھ کو گالی دیتے ہیں اور مجھ پر غالب آ جاتے ہیں اور قطع رحم کرتے ہیں کیا میں بھی ان کو ترک کروں؟ رسول خدا نے فرمایا اگر ایسا کرو گے تو خداوند تعالیٰ تم دونوں کو چھوڑ دے گا۔ عرض کیا: پس میری تکلیف کیا ہے؟ فرمایا: وہ قطع کرتے ہیں تو صدر حجی کرو۔ وہ تم سے روکتے ہیں تو تم انہیں عطا کرو۔ وہ ظلم کرتے ہیں تو تم انہیں معاف کرو۔ جب بھی ایسا کرو گے تو خداوند تعالیٰ تجوہ کو ان پر کامیابی عطا کرے گا۔

اور فرمایا: ابو الحسن رضا علیہ السلام صدر حجی تین سال کی عمر کو تیس کر دیتا ہے اور امام باقرؑ نے فرمایا کہ صدر حجی عمل کو پاکیزہ کرتا ہے مال کو زیادہ کرتا ہے اور باداں کو دور کرتا ہے اور قیامت کے حساب کو آسان کر دیتا ہے اور موت کو موخر کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ رسول خدا نے وصیت کی امت میں سے جو حاضر تھے اور جوان میں سے غائب تھے اور جو بھی باپ کے صلب میں اور ماوں کے رحم میں ہیں اور قیامت تک آنے والوں کے لئے وصیت کی ہے کہ صدر حجی کریں اگرچہ ایک سال کی راہ کی مسافت ہو۔ امام صادقؑ نے فرمایا صدر حجی حسن خلق کو لے آتی ہے انسان کے ہاتھ کو جی قرار دیتی ہے اور انسان کے نفس کو پاکیزہ بناتی ہے بذل عنقا اور احسان سے نہیں روکتی ہے اور روزی کو زیادہ کرتی ہے نیز موت کو موخر کرتی ہے رحم عرش پروردگار کے ساتھ معلق ہے: **اللَّهُمَّ صِلْ مَنْ وَصَلْنَا وَاقْطَعْ مَنْ قَطَعْنَا -** "قیامت میں سب

سے پہلے یونے والا رحم ہے۔ کہتا ہے پروردگار! آج جس نے صدر حرم کیا اس دار دنیا میں اس کو اپنے ساتھ متصل کر دے اس کو قیامت کی ہولناکی سے نجات عطا فرم اور جو قطع رحم کرے تو بھی اس سے قطع کرے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا صدر حرمی کریں چاہے ایک گھونٹ پانی کا ہوا اور صدر حرم میں سے سب سے افضل یہ ہے کہ محارم سے اذیت کو دور کریں ابوذرؓ نے فرمایا میں نے رسول خداؐ سے سن کہ فرمایا کل قیامت کے دن ایک طرف صدر حرم صراط پر قرار پائے گا اور دوسری طرف امانت اگر امانت میں خیانت نہ کی اور صدر حرم کیا ہو تو وہ پل طراط سے گز رے گا ورنہ اس کے پاؤں میں لغزش ہو گی اور جہنم میں چلا جائے گا اور امام صادقؑ نے فرمایا: صلة الرحم وحسن الجوار يعمر ان الديار ويزيد ان في الاعمار۔ "صدر حرمی کرنا اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمر وہ کو زیادہ کرتے ہیں۔

امام زین العابدینؑ نے اپنے جدا کرم رسول خداؐ سے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا جو شخص دوست رکھتا ہو کہ اس کی عمر طولانی ہو جائے اور اس کی روزی و سیق ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ صدر حرمی کرے چونکہ صدر حرمی قیامت کے دن ایک فضیح و بیخ زبان رکھتی ہے اور قیامت کے دن عرض کرے گی بار بار! اس کے ساتھ اتصال رکھ جس نے صدر حرمی کی ہے اور اس سے تعلق رکھنے کو قطع کر دے جو قطع رحم کرتا (یعنی اپنی ارحام سے قطع تعلق کرتا ہے) قطع رحم با تفاق علماء محترمات عظیمه اور شدید گناہوں میں سے ہے آخرت کے عذاب اور دنیا کے بلا ویں کا موجب ہے۔

## قطع رحمی کرنا

اصول کافی میں آٹھ روایتیں قطع رحم کے بارے میں نقل ہوئی ہیں اور معراج السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ قطع رحم فقر پر یثانی اور کم عمری کا موجب بنتا ہے یہی وجہ ہے کہ جس خاندان میں نفاق اور انتمار ہوتا ہے ایک دوسرے کے ساتھ بھگڑے واقع ہوتے ہیں سب کے سب فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں بہت مختصر وقت میں ان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے قطع رحم کی نیمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ رحم کو قطع کرنے والے کے لئے خداوند عالم نے قرآن مجید میں لعنت بھیجی ہے:

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمْرَأَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوَصَّلُ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ۔

یعنی جو بھی خدا کے عبد کو حکم کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور توڑ دیتے ہیں اس پیرو کو کہ جس کو خدا نے ملانے کا حکم دیا اور زمین میں فساد کرتے ہیں ان کے لئے لعنت اور ان کا انعام

برا ہے۔ رسول خدا سے مروی ہے کہ خدا کے نزدیک دشمن تین اعمال میں سے خدا کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینا ہے اس کے بعد قطعِ رحم ہے اور فرمایا کہ اپنے رحم کے ساتھ تعلقات ختم نہ کرو اگرچہ تمہارے ساتھ تعلقات ختم کر دیں۔

خلاصہ یہ کہ اخبار اس باب میں بہت زیادہ ہیں حضرت سید الشہداء جب اپنے بیٹے علی اکبر کے سرہانے تشریف لائے اور عمر سعد سے خطاب فرمایا: يَا أَبْنَ سَعْدَ قَطَعَ اللَّهُ رَحْمَكَ قَطَعَتْ رَحْمِيْ اے ابن سعد اللہ تمہارے رحم کو کاٹ دے جس طرح تم نے میرے رحم کو کاٹ دیا اس کے بعد اپنے جوان بیٹے کے سر کو اٹھایا اور اپنے زانو پر رکھا...!

ہلا ہلا ہلا ہلا ہلا

## مجلس نمبر 34

**تیبیوں کے ساتھ نیکی کرنا**

قَالَ وَاحْفَظُوا الْسِّنَّةَ كُمْ وَغُضُّو اعْمَالًا يَعِلَّ النَّظَرُ إِلَيْهِ ابْصَارُكُمْ وَعَمَالًا يَعِلَّ الْإِسْتِيَاعُ أَسْمَاعَكُمْ وَتَحْتَنُّو اعْلَىٰ أَيْتَامِ النَّاسِ يَتَحَنَّنُ عَلَىٰ أَيْتَامِكُمْ ۔ ” یہاں پر بھی رسول اکرم ﷺ چار ہدایات دے چکے ہیں ایک یہ کہ نامحربوں سے اپنی آنکھوں کو بچانا دوسرا زبان کو بچانا حرام باتوں سے، جیسے غیبت تہمت چغل خوری فضول با تین کرنا وغیرہ تیری جن کان کو بچانا ان چیزوں سے کہ جس کا سننا حلال نہیں ہے۔ نیز ان تین چیزوں سے بچے کہ جن کے بارے میں ہم چھٹی مجلس اور اس کے بعد والی مجلس میں تشریح کی ہے۔ پانچوں ہدایت تیبیوں کی سر پرستی کرنا ” وَتَحْنَنُوا ” یعنی تیبیوں کی طرف مائل ہونا اور ان پر حرم کرنا ہے۔ فاطمہ زہرؑ کو حانیہ کہتے تھے اور یہ مشتق ہے جی سمجھو سے جو شفقت کے معنی میں ہے کہتے ہیں حنت المرأة على ولدہا ۔ ” یعنی عورت نے اپنے بیٹے پر شفقت کی اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد شادی نہ کی اور مجھ میں فرماتے ہیں المرأة الحاذية او حنین اوثنی کے نالہ اور آواز کو کہتے ہیں جو وہ اپنے بچے کے لئے گزگڑاتی ہے۔

حنان تخفیف کے ساتھ رحمت ہے اور شدید کے ساتھ صاحب رحمت کے معنی میں ہے اور یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے یعنی پروردگار اس کی طرف بھی متوجہ ہوتا ہے جو اس سے اعراض کرتا ہے یہ اس کی ایک رحمت ہے جو رحمت کے بعد ہوتی ہے اور اس صفت کا مخلوق میں ظہور ماؤں میں ہے فرزند جس قدر بھی ماں سے اعراض کرے ماں کی محبت اس بچے کی طرف ہے رسول خدا اور انہمہ ہدیٰ نے قول اور فعل سے تیبیوں کے بارے میں بہت زیادہ ہدایت کی ہیں رسول خدا کی آخری وصیت یہ تھی کہ ” وَصِيتُكُم بِالنِّسَاءِ وَالْأَيْتَامِ ” میں تمہیں عورتوں اور تیبیوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں ۔

کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں عبد الواحد بن زید سے روایت بیان کی ہے کہ جس سال میں مشرف ہوا طوفان کے دوران ایک چھوٹی سی پیچی کو دیکھا کہ کعبہ کے کپڑے کو پکڑے کھڑی ہے اس نے ایک اور لڑکی سے کہ جو اس کی ہم عمر تھی اس سے خطاب کیا اور کہتی تھی: لَا حَقُّ الْمَنْتَجَبِ بِالْوَصِيَّةِ الْحَارِكُمْ بِالْمُبَوِّهِةِ وَالْعَادِلُ فِي الْبَقْضِيَّةِ زَوْجُ فَاطِمَةَ الْمَرْضِيَّةِ مَا كَانَ كَذَّا وَ كَذَا۔ اس کے ساتھ متن ہو جاؤ کہ جس کو وصیت کی گئی ہے جو برادری کا حکم لگاتا ہے فیصلہ میں عدل سے کام لیتا ہے وہ ہے فاطمہ مرضیہ کا شوہر کہ جس میں یہ صفت پائی جاتی ہے۔

عبد الواحد کہتا ہے میں ان کے پاس گیا اور کہا ان اوصاف سے کس شخص کا ارادہ کیا ہے اس نے کہا: وَاللَّهِ عَلَمُ الْأَعْلَامِ وَبَابُ الْأَخْرَاقِ وَقِيسِيمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَرَبِّانِيُّ هَذِهِ الْأُمَّةُ وَرَأْسُ الْأَئِمَّةِ أَخُو النَّبِيِّ وَوَصِيُّهُ خَلِيلُهُ وَخَلِيفَهُ فِي أُمَّتِهِ ذَالِكَ مَوْلَايَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔

میں نے کہا علیٰ کو کس طرح ان اوصاف کا مستحق جانتے ہو؟ اس نے کہا خدا کی قسم میرا باپ جنگ صفين میں امیر المؤمنین کی رکاب میں تھا کہ جس میں شہادت کے درجہ پر پہنچا اس دن کے بعد میرے مولا امیر المؤمنین ہماری ماں کے پاس آئے جبکہ میری ماں پر دہ میں تھی۔ میرے مولانے ہمارے احوال کے بارے میں پوچھا میں اور میرا بھائی ایک یہماری میں بتلاع ہوئے کہ جس سے ہماری آنکھیں نایپنا ہوئیں میرے مولا امیر المؤمنین نے مجھے اور میرے بھائی کو اپنی گود میں بھایا اور جگر سے آہ کھینچی اور یہ اشعار پڑھے:

مَا إِنْ تَأْوَهَتْ مِنْ شَئْيٍ رُزِيَّتْ بِهِ  
كَمَاتَأَوَهَتْ لِلَّا طَفَالِ فِي الصِّفَرِ

قَدَمَاتٍ وَالدُّهُمْ مَنْ كَانَ يَكْفُلُهُمْ

رَفِي النَّائِبَاتِ وَفِي الْأَسْفَارِ وَالْحَضَرِ

اس کے بعد حضرت نے اپنے مبارک باتھ کو ہماری آنکھوں پر پھیرا اب میں ایک فرخ تک اونٹ کو دیکھتی ہوں اور یہ سب میرے مولا کی برکت سے ہے میں نے اپنے تھیلے کو کھولا اور دو دینا رس کے لئے پیش کئے مگر اس نے قبول نہ کئے اور میری طرف دیکھ کر مسکرائی اور کہا: امیر المؤمنین کے بعد ہمارا سر پست ابو محمد امام حسن ہے اس کے بعد مجھ سے کہا تم علیٰ کو دوست رکھتی ہو؟ میں نے کہا: بہاں اس نے کہا: تمہیں مبارک بادی ہو کہ تحقیق عروۃ الوثقی سے مستمک ہو۔ یہ ہرگز نہ توٹے پس وہ لڑکی چلی گئی میں نے کان لگا کر سناؤ دیکھا کہ وہ یہ اشعار پڑھتی تھی:

مَابَثَ حَبْ عَلَىٰ فِي ضَمِيرِ فَتَّىٰ  
 إِلَّا إِنَّهُ شَهِدَتْ مِنْ رَبِّهِ نِعْمَ  
 وَلَا إِنَّهُ قَدْ مَذَلَ الْزَمَانَ بِهَا  
 إِلَّا إِنَّهُ ثَبَّتْ مِنْ بَعْدِهَا قَدْ

### اصفہان میں شاہ شجاع کا واقعہ

ذکر کیا گیا ہے کہ شاہ شجاع ایک دن اصفہان کے دریا کے پل سے گزر رہا تھا۔ ایک بوڑھی عورت نے اس کے گھوڑے کی لگام کو پکڑا اور کہا: اے الہ ارسلان کے بیٹے اس پل پر میرا فیصلہ کرتے ہو یا پل صراط پر یہ سن کر شاہ شجاع پیادہ ہوا کہا مجھ میں پل صراط کی طاقت نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ تمہارے اوپر کیا ظلم ہوا ہے اس نے کہا ایک گائے میرے قیم پچوں کی تھی ہم اس کے دودھ پر پر زندگانی گزار رہی تھے آپ کے بعض سپاہیوں نے اس کو پکڑ لیا ہے اور اسے ذبح کر دیا ہے شاہ شجاع نے حکم دیا کہ ستر گائیں اس بوڑھی عورت کو دے دیں اور اس سپاہی کو سزا دی گئی پھر اس بوڑھی عورت سے کہا: تمہاری کوئی اور حاجت ہے کہا میری تین لڑکیاں ہیں ان کی شادی کرنے سے عاجز ہوں شاہ شجاع نے اپنے سپاہیوں سے کہا تم میں سے کون ہے کہ جو اس بوڑھی عورت کی لڑکیوں سے شادی کرے تین سپاہی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور انہوں نے شادی کی خواہش کی شاہ شجاع نے ان میں سے ہر ایک کی روزی میں اضافہ کر کے دے دیا یعنی ان کی تنوایاں بڑھا دیں۔ اور اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ اس بوڑھی عورت کی لڑکیوں کی عروضی میں شرکت کریں اور ان کی عروضی کی رونق میں اضافہ کریں۔ بوڑھی عورت نے اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا پر وردگار اشاہ شجاع نے مجھے ہم وغم سے نجات دی ہے تو بھی اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے۔ جب شاہ شجاع اس دنیا سے چلا گیا اس کو خوشی کی حالت میں دیکھا گیا تو اس سے احوال پری کی گئی اس نے کہا: اگر اس بوڑھی عورت کی دعا نہ ہوتی تو ہمارے لئے کام بہت زیادہ مشکل تھا۔

اور امیر المؤمنین کی وصیت میں ہے کہ جب حضرت کے سر مبارک پر ضربت لگی تو اس وقت فرمایا:

أُوصِيتُكُمْ يَا أَوَّلَدِي أَبَا مَحْمَدٍ وَيَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ وَأَنْ لَا تَتَبَغِيَ الدُّنْيَا وَأَنْ بَغْتَكُمَا  
 وَلَا تَأْسَفَا عَلَىٰ شَيْءٍ مِنْهَا زُوِّيَ عَنْكُمَا۔ یہاں تک کہ فرمایا: اللَّهُ اللَّهُ فِي الْآيَتَمْ وَلَا تَغِبُوا  
 إِفْوَاهُهُمْ وَلَا يُضِيغُو بَحَضْرَتِكُمْ فَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ مَنْ عَالَ يُتَبَيَّنَ حَتَّىٰ يَسْتَغْنِي

أَوْجَبَ اللَّهُ تَعَالَى بِذِلِّكَ لَهُ الْجَنَّةُ كَمَا أَوْجَبَ اللَّهُ لَا كِلَّ مَالٍ الْيَتَيمُ النَّارَ۔

یعنی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اے حسن اے حسین پر ہیز گاری کی اور دنیا کو طلب نہ کرو اگر چہ دنیا تم کو طلب کرے اور افسوس نہ کرو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ میں نہیں آئی۔ یہاں تک فرمایا کہ خدا کے لئے تیمیوں کے حق کا خیال رکھا تو کو موقع نہ دو کہ وہ بار بار تم سے سوال کریں۔ چونکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ جو تیمیوں کو اپنا عیال سمجھا اور ان کو مستغفی کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس پر بہشت واجب کر دیتا ہے جس طرح تیمیوں کے مال کو کھانے والے کو جہنم میں ڈال دیتا ہے۔ تفسیر منیع الصادقین سورہ بقرہ آیہ شریفہ کے ذیل میں: لَيْسَ إِلَّا مَنْ تُولِّ وَأَوْجُوْهُ كُمْ قِبْلِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغَرِبِ۔

رسول خدا سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا: سب سے بہترین گھروہ ہے کہ جس میں کوئی یتیم موجود ہو اور اس کے ساتھ نیکی اور شفقت سے پیش آیا جائے اور اس کی احوال پر سی کی جائے اور تمہارا بدرتیں گھروہ ہے کہ جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی سے پیش آیا جائے اور ان کے احوال کی رعایت نہ کی جائے۔ نیز ابوالاک نے رسول خدا سے حدیث بیان کی ہے کہ جو بھی کسی یتیم کے کھانے اور پینے کا انتظام کر دے یہاں تک کہ وہ مستغفی ہو جائے تو خداوند متعال اس پر بہشت واجب قرار دیتا ہے۔

روایت میں ہے یعقوب پیغمبر سے کہا گیا کہ مصر میں ایک شخص ہے کہ جو تیمیوں پر محرومی کرتا ہے اور ماسکین کو کھانا کھلاتا ہے۔ فرمایا کہ وہ تو میرے اہل بیت میں سے ہو گا جب تحقیق کی گئی تو پتہ چلا وہ جناب یوسف تھے۔

## تیمیوں کے بارے میں ہدایات

سورہ نساء کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ عرب کے درمیان رواج تھا کہ تیمیوں کے مال کا خیال نہیں کرتے تھے۔ چھوٹے اور لا غرگو سفند کو تیمیوں کے گو سفندوں میں ملاتے تھے۔ اس کے عوض ایک بڑا مونا گو سفند لے لیتے تھے اور کہتے تھے گو سفند کے مقابلہ میں گو سفند ہوا۔ پا آیا اس عمل کے نبی کے بارے میں نازل ہوئی: وَأَتُرُوا الْيَتَامَى أَمَوَالُهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُو الْخَيْبَيْتَ بِالظَّيْبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمُ إِلَى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُبُّاً كَبِيرًا۔ تیمیوں کے مالوں کو دے دو اور تبدیل نہ کرو کہ کمزور گو سفند دیکرا چھا گو سفند لے لیتے ہو ایسا نہ کرو اور کھانے میں تیمیوں کے مال کو اپنے مال کے ساتھ نہ ملاویہ بہت بڑا گناہ ہے۔ سورہ فجر: بَلْ لَا تُنْكِرُ مُونَ الْيَتَيمَ۔

ذیل میں حضرت رسول اکرم سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ فرمایا: **أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ كَهَاتَئِينِ فِي الْجَنَّةِ**۔ یعنی میں اور یتیم کا سرپرست انگوٹھی کی انگلی اور درمیانہ انگلی کی طرح ہیں کہ ساتھ ساتھ ہیں ہم اکٹھے بہت میں ہوں گے۔

تفسیر سورہ واشحی آیہ **وَأَمَّا الْيَتِيمُ فَلَا تَقْهِرْ**، کے ذیل میں فرماتے ہیں پس تیموں پر قہرہ کروانے آپ سے دور نہ کروان کو حقیر شمار نہ کروان کی قدر کو جان لو ان کے ساتھ نیکی کروان پر حمد کرو اور اپنی یتیم کو یاد کرو اور ان کے مال پر مسلط نہ ہو جاؤ اور ان کے حق کو ان تک پہنچا دو۔ نیز ابو بن اوفی سے روایت کی گئی ہے کہ ہم رسول خدا مشیختیم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مہاجرین کا ایک لڑکا وہاں آیا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں یتیم ہوں میری ایک یتیم بہن ہے اور میری ماں یوہ ہے: **أَطْعِنَنَا مِمَّا أَطْعَمْنَا اللَّهُ حَتَّىٰ أَعْطَاكَ اللَّهُ مِمَّا عِنْدَهُ حَتَّىٰ تَرْضَىٰ**۔ ”کھانا کھلا دو اس چیز سے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھانا کھلایا ہے تاکہ تمہیں دیدے وہ جو اس کے پاس یہے۔ یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے حضرت نے فرمایا: **مَا أَحَسْنُ مَا قُلْتَ يَا غَلَامُ**، اے غلام تم نے کتنی اچھی بات کی ہے۔ پس بلا ل کو حکم دیا کہ وہ گھر چلا جائے اور جو کچھ وہاں پر موجود ہے اس کے لئے آؤ بala چلا گیا اور ایکس کھجوریں لے آیا حضرت نے فرمایا: اے بچہ سات خرے تھے اسے لئے اور سات تھے اسی بہن کے لئے اور سات تھے اسی ماں کے لئے معاف کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ کو اس یتیم کے سر پر پھیرا اور کھا خدا تھے اسی کا ذالہ کرے اور تجھ کو اپنے باپ کا جائشیں قرار دے۔ رسول اللہ مجھے اس پر حمد آگیا حضرت نے فرمایا جو بھی تم میں سے کسی یتیم کی سر پر تی کرے اور اپنے ہاتھ کو اس کے سر پر پھیرے تو اللہ تعالیٰ ہر بال کے بد لے کہ جو اس کے ہاتھ کے نیچے آ جاتا ہے اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کی برائی مٹا دی جاتی ہے اس کا درجہ بلند کرتا ہے نیز عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: **مَنْ مَسَحَ عَلَى رَأْسِ يَتِيمٍ كَانَ لَهُ بُكْلٌ شَعْرٌ يَتَرَعَّلُ يَدِهِ نُورٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**۔ ”جو بھی اپنا ہاتھ یتیم کے سر پر پھیرے جس جس بال پر اس کا ہاتھ لگے گا اللہ تعالیٰ اس کے بد لے قیامت کے دن ایک نور عطا کرے گا۔ نیز فرمایا:

**إِنَّ الْيَتِيمَ إِذَا بَكَىٰ اهْتَزَّ لِبَكَائِهِ عَرْشُ الرَّحْمَنِ فَيَقُولُ اللَّهُ يَا مَلَائِكَتِي مَنْ أَبْكَى هَذَا الْيَتِيمَ الَّذِي أَبْوَهُ فِي التُّرَابِ فَيَقُولُ الْمَلَائِكَةُ أَنْتَ أَعْلَمُ فَيَقُولُ اللَّهُ يَا مَلَائِكَتِي فَإِنَّى أَشْهَدُكُمْ إِنَّ مَنْ أَشْكَنَهُ وَأَرْضَاهُ أَنْ أَرْضِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**

جب بھی یتیم روتا ہے تو اس کے رونے کی وجہ سے خدا کا عرش لرختا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے کہ اے میرے ملائکہ کس نے اس یتیم پچے کو لایا ہے کہ جس کا باپ مٹی کے نیچے غائب ہے۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں تو بہتر جانتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے فرشتوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں اس پر کہ جو بھی اس یتیم کو خاموش کرنے گا اور اس کو خوش کرے گا میں قیامت کے دن اس کو خوش کر دوں گا۔ نیز فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ایک یتیم کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے اتفاق سے وہ یتیم فوت ہو گی۔ رسول خدا نے اس رات کھانے سے ہاتھ اٹھایا یعنی کھانا نہیں کھایا اور بہت زیادہ افسوس کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے مبارک دل کو کیوں غمگین کرتے ہیں اگر آپ چاہیں تو کوئی اور یتیم لے آتے ہیں تاکہ اس کی خدمت میں زندگی گزاریں فرمایا وہ بچہ بد مزاج تھا اور میں اس کی بد مزاجی کے ساتھ زندگی گزارتا تھا اور اس کے ساتھ اپنے اخلاق کے ساتھ پیش آتا تھا خداوند عالم اس کی وجہ سے مجھے بہت زیادہ ثواب عطا فرماتا تھا۔ نویں بخار میں حسن علی امیر المؤمنین کے باب میں روایت کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین نے دیکھا ایک عورت نے پانی کی مشک اپنے کندھے پر اٹھائی ہوئی ہے۔ آنحضرت اس عورت کے پاس تشریف لے گئے اس پانی کی مشک کو اس عورت سے لے لیا اور اس کے گھر کے دروازے پر لے گئے اس عورت نے پوچھا کہ علی بن ابی طالب نے میرے شوہر کو کسی سرحد پر بھیجا اور وہ شہید ہو گئے اب میرے پاس چند یتیم پچے ہیں ان کے خرچ وغیرہ سے عاجز ہوں مجبور ہو کر لو گوں کا کام کرتی ہوں امیر المؤمنین پریشان ہو کر واپس ہوئے رات حضرت نے اضطراب کی حالت میں گزاری صح کھانا اور ضرورت کی چیزیں ایک تھیلے میں لیکر چلتے بعض صحابہ نے کہا کہ یہ تھیلا ہمیں دے دیں۔ ہم اٹھاتے ہیں حضرت نے فرمایا میں اس کا زیادہ حقدار ہوں گل قیامت کے دن میرا گناہ کون اٹھائے گا؟ حضرت جب اس عورت کے گھر دروازے پر پہنچے دق الباب کیا اس عورت نے کہا کہ دق الباب کرنے والا کون ہے حضرت نے فرمایا: میں وہی اللہ کا بندہ ہوں کہ جس نے گل تمہاری پانی کی مشک کو اٹھایا تھا بچوں کے لئے کچھ کھانا لے آیا ہوں اس عورت نے دروازے کو کھولا اور کہا زَرْضِيَ اللَّهُ عَنْكَ وَحْكَمَ بِيَنِيَ بَيْنَ عَلَىٰ بَنِ أَبِي طَالِبٍ اللَّهُ تَعَالَىٰ سَرِاضِيَ هُوَ جَاءَ اور میرے اور علی بن ابی طالب کے درمیان فیصلہ کرے آنحضرت نے فرمایا اب تم اس آٹا کو گوندھوتا کر میں بچوں کو خاموش کروں یا میں آٹا گوندھتا ہوں تو بچوں کو خاموش کراوے حضرت ان کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے۔ کبھی گوشت کا کباب بناتے تھے اور ان کے منہ میں ڈالتے تھے اور کبھی خرد کھلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کھاولی بن ابی طالب کے لئے حلال کریں وہ عورت جب آٹا سے فارغ ہوئی بچوں کے پاس آئی اور آنحضرت سے کہا یا عبد اللہ آپ تنویر کو جلا دیں۔ حضرت نے

لکڑیاں تور میں ڈال دیں جب آگ روشن ہوئی حضرت اپنے چہرے کو آگ کے قریب کر دیتے تھے اور فرماتے تھے اے علیؑ آگ کی حرارت کو دیکھ پھر تیہوں کو فراموش نہ کرنا اس وقت ایک عورت گھر میں داخل ہوئی اس نے حضرت علیؑ کو پہچان لیا جلدی سے صاحب خانہ عورت کے پاس گئی اور کہا: اے عورت اس شخص کو پہچانتی ہو جو تمہارے گھر میں کام کر رہا ہے۔ کہا میں تو اس کو نہیں جانتی ہوں صرف اتنا جانتی ہوں کہ ایک نیک آدمی ہے اللہ اس کو جزئے خردے۔ کہا جو پر وائے ہوا میر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ ہیں۔ اس عورت نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر پر مارا اور کہا: میں شرمند ہوں اے امیر المؤمنین! حضرت نے فرمایا: اے عورت میں تم سے شرمند ہوں کہ میں تمہارے حق میں کوتاہی کی ہے۔

نیز بخار جلد 9 میں روایت کی ہے کہ تھوڑا نجیر اور شہد ہمان سے حضرت کے لئے لائے تھے اور حضرت نے تیہوں کو بلوایا مشک کے سرے سے انگلی کے ساتھ شہد کو چکھا اور آنحضرت اس کے تقیم کرنے میں مشغول تھے اور مجھ ابھرین میں لعنت کے لفظ میں کہا ہے:

فَأَمَكَنَ الْيَتَامَى مِنْ رُؤُسِ الْزَّفَاقِ يَلْعَقُونَهَا أَئِ يَلْطُعُونَهَا وَيَلْحَسُونَهَا۔“  
اپنی انگلی کو شہد لگاتے تھے اور اس کو چھوٹتے تھے۔ حضرت سے کہا گیا کہ یہ پچ ایسا کرتے ہیں حضرت نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو یہ پچ اپنے باپ کی جگہ پر ہیں۔

قصیدہ ابی فراس ہمدانی کی شرح میں ہے کہ قبر نے کہا: میں اپنے مولا امیر المؤمنین کے ہمراہ تھا۔ آپ ایک تھیلا اٹھائے ہوئے تھے کہ جس میں سمجھو ریں تھیں۔ حضرت ایک گھر میں داخل ہوئے تو چند تیم پچ جو وہاں پر تھے ان کے منہ میں سمجھو ریں ڈالتے تھے۔

اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو ز میں پر رکھتے تھے اور گوسفند کی طرح یہ چیز (گوسفندوں کی طرح آوازیں) نکالتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! آپ کے اس کام میں کیا حکمت پائی جاتی ہے؟ فرمایا: اے قبر! میں اس گھر میں داخل ہوا یہ تیم پچ رو ہے تھے میں چاہتا ہوں کہ جب میں اس گھر سے نکلوں تو یہ پچ خوش ہوں اور بہتے ہوں۔ باقی آنکھہ ہدیٰ بھی تیہوں کی اسی طرح سر پرستی کرتے تھے۔ امام زین العابدین شام کے سفر سے مدینہ واپس لوئے تو فضل اور عبد اللہ (جو کہ قربی ہاشم کے دو فرزند تھے) کو اپنے زانو پر بٹھاتے تھے اور فرماتے تھے:

رَحِيمُ اللَّهُ عَلَى الْعَبَاسِ فَلَقَدْ آثَرَ وَأَبْلَى وَفَدَا أَخَاهُ بِنَقْسِهِ حَتَّى قُطِعَتْ يَدَاهُ  
فَابْدَلَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُمَا جَنَاحَتِينَ يَطِيرُ بِهِمَا مَعَ الْمُلَائِكَةِ فِي الْجَنَّةِ كَمَا

جَعْلًا لِجَعْفَرِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَإِنَّ لِلْعَبَاسَ إِنَّهُ مَنْزَلَةٌ يَغْبِطُهُ بِهَا جَمِيعُ الشُّهَدَاءِ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

الله عباس پر حمد کرے، تحقیق انہوں نے اپنے آپ کو قربان کیا یہاں تک کہ ان کے دونوں بازوں کوٹ گئے۔ اللہ نے ان دونوں بازوں کے بدالے میں دو پردے دئے آپ ان دونوں پروں کے ذریعہ ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ جس طرح جعفر بن ابی طالبؑ کو خالق نے دو پردیے تھے تحقیق عباس کے لئے خدا کے نزدیک بڑی منزلت ہے کہ اس منزلت کی وجہ سے قیامت کے دن تمام شہداء رشک کریں گے۔



## مجلس نمبر 35

ماہ رمضان میں توبہ کرنا

قَالَ اللَّهُمَّ وَتُوبْرُ إِلَيْنَا إِلَيْهِ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَارْفَعُوا إِلَيْهِ أَيْدِيْكُمْ فِي أَوْقَاتٍ صَلَواتِكُمْ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ الْأَوْقَاتِ يَنْظُرُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَ فِيهَا بِالرَّحْمَةِ إِلَى عِبَادِهِ يَجْتَبِيهِمْ إِذَا نَادُوهُ جَوْهُو وَيُلْبِيْهِمْ إِذَا دَعَوهُ

اٹھائیں یہ مجلس میں توبہ کے بارے میں شرح دی گئی ہے۔ یہاں پر رسول خدا فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان میں خدا سے توبہ کرلو اور اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرو اور نماز بخیگانہ کی تعقیبات میں (چونکہ وہ اوقات بہترین اوقات ہیں خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف رحمت کی نظر کرتا ہے جب بندے اس کے ساتھ مناجات کریں تو وہ قبول کرتا ہے جب بھی آپ اس کو پکاریں تو وہ جواب دیتا ہے) تضرع اور زاری کے ساتھ اس کو پکارو۔ وہ تمہاری پکار کو رد نہیں کرتا بلکہ تمہاری دعاوں کو قبول کرتا ہے۔

## توبہ کی شرط

نحو البلاغہ میں ہے کہ جب ایک شخص نے حضرت کے سامنے استغفار اللہ کہا تو حضرت امیرؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ استغفار کے کہتے ہیں؟ استغفار علیین کا درجہ ہے اور یہ استغفار چھ معانی پر واقع ہے۔ ① پہلا: گزشتہ گناہوں پر پشیمان ہونا۔ ② دوسرا: یہ عزم کرتا کہ گناہوں کو انجام نہیں دوں گا۔ ③ تیسرا یہ ہے کہ مخلوق کے حقوق کو ادا کرے یہاں تک کہ صاف سترہ اہواں پر کسی قسم کا حق نہ ہو۔ ④ چوتھا یہ ہے کہ جو فرائض انجام نہیں دے سکا انکو ادا کرے۔ ⑤ پانچواں: جو گوشت حرام خوری کے سبب سے بدن پر موجود ہے اس کو حزن کے ساتھ پکھلا دے یہاں تک کہ چڑاہدی کے ساتھ جائے اور ان کے درمیان ایک اور گوشت اُگے۔ ⑥ چھٹا یہ ہے کہ جسم کو طاعت کی تکلیف کا ذائقہ چکھا دے۔ جس طرح معصیت کی مٹھاں کو چکھا دیا تھا ان شرائط کے ساتھ کہے استغفار اللہ۔

## آدم ابوالبشر کی توبہ

**قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ فَتَلَقَّى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ۔** حضرت آدم نے خالق سے چند کلموں کو لیا۔ پھر وہ چند کلمے کے تو خدا نے آپ کی توبہ قبول کی۔ چونکہ وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے اور وہ رحم کرنے والا ہے تو بہ کرنے والوں پر اور وہ کلمات یہ تھے بار الہا! تجھے قسم ہے محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین کی کہ ان کے طفیل میری توبہ قبول فرم۔ جب خدا نے آدم کو اپنے دست قدرت کے ساتھ خلق فرمایا اور ان کو بہشت میں بٹھا دیا اور ایک درخت سے کھانے سے روکا تو حضرت آدم کواغوائے کیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس درخت سے پھل تناول کیا اور بہشت سے باہر نکالے گئے حضرت آدم نے سر اندیب کے پہاڑ میں پناہ حاصل کی شرح نجح البان غنوئی جلد اول میں فرماتے ہیں کہ سر اندیب کا پہاڑ ہند کے شرق میں ہے اقلیم اول میں ہے کہ آدم چالیس دن رات اور عیون اخبار الرضا کی روایت کے مطابق ایک سال تک روتے رہے اور دجلہ اور فرات کی طرح آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔ یہاں تک کہ پختن پاک کے انوار کاوا۔ طقر ارديا تو حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی نو تو میں سال اس دنیا میں زندگی کی اور مکہ میں اس دنیا سے چلے گئے اور اسی مقام پر ان کو دفن کیا گیا۔ اور شیشہ بہتہ اللہ اور ملائکہ نے ان پر نماز پڑھی۔

## آدم اور باقی انبیاء کی عصمت

عصمت لغت میں ضرب بیض ب کے باب سے ہے۔ عصمه یعنی اس نے اس کی حفاظت کی اور اس کو بچالیا اور اس کو اس سے روکا اور اصطلاح میں اس ملکہ کو کہتے ہیں کہ جس سے اپنے اختیار سے گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ اس ملکہ کی وجہ سے معاصی کے عیوب اور پروردگار کی اطاعت کے مناقب کو پایا جائے ہے۔ یہ خدا کی طرف سے لطف ہے خلاصہ یہ کہ عصمت ایک ملکہ ہے جو گناہوں کے ارتکاب سے مانع ہے اور یہ ملکہ موجب بنتا ہے اختیاری حالت میں اطاعت بجالانے کا۔ اور امامیہ حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر اور امام گناہ بالکل نہیں کرتے ہیں نہ صغیرہ نہ کبیرہ نہ عمدانہ کہوا اور یہ مطلب اولہ عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے۔

1:- پیغمبر کی پیروی کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ”فَاتَّبِعُونِي“ پس محصیت کی صورت میں اس کی اطاعت کریں تو حرمت اور وجوہ اکھٹے ہو جاتے ہیں اور یہ محال ہے۔ یعنی پیغمبر کی اطاعت کرنا واجب ہے اور

- عصیت کی صورت میں اس کی اطاعت کرنا حرام ہے۔
- 2:- اگر پیغمبر معصیت کرے تو اس کو نبی عن المکن کے عنوان سے ڈرانا اور رکنا واجب ہو جائے گا۔ حالانکہ ڈرانا اور پیغمبر کو اذیت پہنچانا حرام ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُنَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔** یہاں پر بھی وجوب اور حرمت اکھٹے ہیں۔
- 3:- جس پیغمبر کو خدا نے بڑا درجہ دیا ہے اور اپنی وحی کا امین قرار دیا ہے۔ شہروں اور لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر فرمایا ہے اور خدا کی طرف سے یہ نداء ہو کہ فلاں عمل کے مرتكب نہ ہو جاؤ وہ اپنی لذت کے لئے پروردگار کی نبی کی پرداز نہ کرے ڈرانے سے نہ ڈرے اور یقیناً یہ عمل فتح ہے اور اس کا فتح ہونا ظاہر ہے۔ رسول اور پیغمبر سے ایسا فل ہرگز سرزد نہیں ہو سکتا۔
- 4:- اگر پیغمبر معلوم نہ ہو تو اس کو مبعوث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے چونکہ اس کو منکرات سے نبی کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے جب وہ خود گناہوں کا مرتكب ہو جائے تو کسی اور کو اس گناہوں کے ارتکاب سے نہیں روک سکتا ہے۔
- 5:- پیغمبر پر امت کا اوثق ہے جب پیغمبر معلوم نہ ہو تو اس پیغمبر پر وثوق نہیں کیا جا سکتا۔ ممکن ہے کہ جو خبر دے رہا ہے وہ جھوٹ ہو اور لوگوں کی یہ عادت ہے جب بھی کوئی امر بالمعروف اور نبی عن المکن کرے اور خداوس پر عمل نہ کرتا ہو تو لوگ ان کی باتوں کو قبول نہیں کرتے۔
- 6:- اگر پیغمبر گناہ کرے تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس کی گواہی کو قبول نہ کیا جائے چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِنْ جَاهَنُكُمْ فَاسْقُّ بِنْبَأً فَتَبَيَّنُوا۔** اور تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ فاسق کی گواہی قبول نہیں ہے پس اس سے لازم آتا ہے کہ پیغمبر کی حالت امت کے افراد کی حالت سے الگ ہو۔
- 7:- اس سے لازم آتا ہے اس کی حالت گناہ گارہ کا مرمت کے گناہ گارہ کا لوگوں سے پست تر ہو چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کو ان پر کامل کیا ہے اور ان کو اپنی وحی کا امین اور اپنے بندوں پر خلیفہ قرار دیا ہے ان کی عظمت سب سے بلند ہے پس ان کا گناہوں میں مرتكب ہونا اور امر اور نواہی اُنہی سے اعراض کرنا اس دنیا کے فانی کی لذت کے لئے دوسرے لوگوں کی معصیت سے زیادہ فتح ہے۔ اور کوئی عاقل بھی یہ تسلیم نہیں کرتا ہے کہ پیغمبر باقی لوگوں کی نسبت پست تر ہوں۔
- 8:- پیغمبر اگر معصیت کرے تو وہ بھی لعنت اور عذاب کا مستحق ہو گا۔ قرآن کی نصوص بتاتی ہیں: **وَمَنْ**

**يَعْصِي اللَّهُ وَرَسُولَهُ**۔ “خدا کے پیغمبروں کا ان امور کا مسخر ہونا باطل ہے یہ بدیہی ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

9۔ خداشیطان کی حکایت بنیان فرماتا ہے کہ جس میں شیطان نے کہا کہ تیری ذات کی قسم میں تمام لوگوں کو گراہ کروں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ اگر کوئی پیغمبر معصیت کرے تو یہ ان میں سے ہو گا کہ جن کو شیطان نے گراہ کیا ہے اور یہ مخلصین سے نہیں نہیں جبکہ اس پر اجماع ہے کہ پیغمبر مخلصین میں سے ہیں اور قرآن کی آیتیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔

10۔ اگر پیغمبر معصیت کرے تو یہ ظالیمین میں سے ہو گا اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: **لَا يَنْأِيْلُ عَهْدِيِ الظَّالِمِينَ**۔ ”کہ امامت اور پیغمبری کا عہدہ ظالیمین کو نہیں مل سکتا ہے اور اس مدعا پر دلائل بہت زیادہ ہیں علامہ مجلسی نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے: پس آدم کی خطاء ترک اولیٰ تھا کہ جوان سے صادر ہوا اور تمام انبیاء اور اوصیاء خصوصاً بارہ آئندہ سے اول عمر سے آخر مرتب کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ نہ گناہ صغیرہ نہ کبیرہ، عمدانہ نہ او رونہ خطہ کی صورت میں۔ شرح فتح البالاغہ میں علامہ خویی فرماتے ہیں کہ جن دعاوں میں یہ وارد ہے کہ جو گناہ کا اعتراف کرتے ہیں یا امت کو تعلیم اور تنبیہ کرنے کے لئے ہے یا توضیح کی وجہ سے اعتراف کرتے ہیں یا اس لئے کہ انسان میں تقصیر کا گمان پایا جاتا ہے اگر یہ مجھ سے صادر ہو جائے یا امت کی زبان سے یہ کلمات تکلیف تو یہ امت کے گناہوں کا اعتراف یا امت کو تنبیہ کرنے کے لئے یا توضیح اور عبودیت کے اعتراف کے لئے یعنی امت سے سرزد ہو تو گناہوں کا اعتراف ہے۔ چونکہ ہر رائی اپنی رعیت کا مسول ہے اور گناہوں کا اضافہ نقوص قدیسی کی طرف یہ ایک سبب ہے پیغمبر اور امت کے درمیان امام اور اپنے شیعوں کے درمیان یا یہ کہ ”اَيَّاَكَ أَدْعُو وَاسْمُعِي“ یا جارہ کی طرح کنایہ ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جہاں ارشاد فرمایا: **يَغْفِر لَكُ اللَّهُ مَا تَقْدِمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخُرُ**۔ ”امام صادق نے فرمایا: خدا کی قسم رسول خدا کے ذمے کوئی گناہ نہیں تھا بلکہ انہوں نے گناہ کا خیال بھی نہیں کیا۔ لیکن اللہ نے ان کے شیعوں کے گناہ پر حمل کیا ہے پھر اس کے لئے بخش دیا اور مجھ میں ہے ان کا کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ضامن ہوا ہے کہ ان کے شیعوں کے گناہوں کو بخش دے۔



## مجلس نمبر 36

**حضرت اور لیں علیہ السلام کی قوم کا توبہ کرنا**

قالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَأَذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صَدِيقًا نَبِيًّا وَرَفِعَنَاهُ مَكَانًا عَلَيًّا۔

یاد کرو قرآن میں اور لیں کو وہ بہت زیادہ تصدیق کرنے والے اور بہت زیادہ حق بولنے والے بنی تھوڑے اور

ان کو حم بلند مکان پر لے گئے۔

مجلسی نے وہب سے روایت کی ہے کہ اور لیں کا نام اخنوخ تھا کہ خدا کی حکمتوں اور اسلام کی سنتوں کا بہت زیادہ درس دیتے تھے اس نے اس کا نام اور لیں رکھا گیا۔ یہ وہ پہلا شخص تھا کہ جس نے قلم کے ساتھ کوئی چیز لکھی اور یہ پہلا شخص تھا کہ جس نے کپڑوں کو سیا اور جب کپڑے لیتے تھے تو خدا کی تسبیح و تہلیل اور تجدید اور تکبیر کرتے تھے۔ آپ پر تمیں صحیفے نازل ہوئے مسجد سہلہ میں کپڑے سیتے تھے اور وہیں پر نماز اور دعا پڑھتے تھے۔ آپ وہاں پر جو بھی دعاء مانگتے اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرتا تھا۔ قیامت میں بلند مکان پر لے گیا آپ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے ایک ہزار آدمی ان پر ایمان لے آئے اور ان کے زمانے میں ایک ظالم بادشاہ تھا وہ ایک دن سیر و سیاحت کی غرض سے سوار ہوا پھر ان کا گزر ایک مر بزر زمین سے ہوا کہ جو حضرت اور لیں کے اصحاب میں سے ایک کی ملکیت تھی۔ اس وقت حضرت اور لیں کے اصحاب کو لوگ رفضی کہتے تھے۔ یعنی خالص مومن چونکہ انہوں نے باطل دین کو ترک کر دیا تھا اور ان لوگوں سے بیزار تھے جب ظالم بادشاہ اس زمین پر پہنچا تو اس کو وہ زمین پسند آئی اور اس نے اپنے وزیروں سے پوچھا کہ یہ کس کی زمین ہے؟ اس کو کہا گیا کہ تیرے بندوں میں سے ایک بندے کی زمین ہے بادشاہ نے اس کو طلب کیا اور چاہا کہ اس شخص سے زمین خریدے اس نے کہا کہ میں اپنی زمین نہیں پیچتا۔ میرے اہل و عیال تمہاری نسبت اس زمین کے زیادہ محتاج ہیں اس زمین کی بات نہ کریں۔ بادشاہ غصبنا ک ہوا اور غم کی حالت میں اپنے گھر کی طرف لوٹا اس کی ایک بیوی تھی کہ جس

سے اپنے امور میں اس سے مشورہ کرتا تھا اور وہ ازارقہ قبلہ سے تعلق رکھتی تھی اور اس کو بہت زیادہ دوست رکھتا تھا اس عورت نے پوچھا بادشاہ کو کیا ہوا ہے کہ میں ان کو غضب آلو دیکھ رہی ہوں اس کے سامنے اس زمین کا واقعہ بیان کیا گیا۔ اس عورت نے کہا اے بادشاہ غمگین ہونے کی ضرورت نہیں وہ شخص غمگین ہوتا ہے اور غصناک ہوتا ہے کہ جو انتقام لینے پر قدرت نہ رکھتا ہو اگر تم بغیر جمعت کے اس کو قتل نہیں کرنا چاہتے ہو تو میں اس کے قتل کرنے کا ایک طریقہ بتائے دیتی ہوں پھر زمین تھمارے ہاتھ میں آجائے گی اور اہل مملکت کے لئے تھمارے پاس عذر بھی موجود ہو گا۔ بادشاہ نے کہا وہ تدبیر کیا ہے؟ عورت نے کہا ازارقہ کی ایک جماعت ان کے پاس بھیجی ہوں جو کہ میرے اصحاب ہیں۔ وہ اس کو تھمارے پاس لے آئیں گے اور گواہی دیں گے کہ اس نے تھمارے دین سے بیزاری کی ہے۔ پھر تم اس کو قتل کر سکتے ہو اور اس کی زمین بھی لے سکتے ہو بادشاہ نے کہایہ کام کرو۔ اس عورت کے اصحاب راضیوں کے خون کو حلال جانتے تھے۔ پس وہ جماعت آگئی اور انہوں نے گواہی دی اس طریقے سے بادشاہ نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی زمین کو اپنے قبضہ میں لے لیا اس وقت خداوند تعالیٰ اس مومن کے قتل کی وجہ سے غصناک ہوا اور اوریس پیغمبر کو دی کی کہ اس ظالم بادشاہ کے پاس چلے جاؤ اور اسے کہو کہ میں تم سے راضی نہیں ہوں کیونکہ تو نے بلا وجہ میرے بندہ کو قتل کیا اور اس کی زمین کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور ان کے اہل و عیال کو محتاج کر دیا اور ان کو بھوکا چھوڑا میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ قیمت کے دن اس کے لئے تجھ سے انتقام لوں گا اور دنیا میں تھماری بادشاہی کو چھین لوں گا اور تھمارے عیال کے بدن کے گوشت کو کتوں کی نذر اقرار دوں گا اور تھمارے شہر کو خراب کروں گا تجھے میرے حلم نے مغروہ بنادیا ہے حضرت اوریس نے خدا کا پیغام پہنچایا حالانکہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس بادشاہ اصحاب ان کے ارد گرد موجود تھے۔ اس ظالم بادشاہ نے اوریس سے کہا کہ ہماری مجلس سے باہر چلے جاؤ کہیں میرے ہاتھ سے تھماری جان نہ چلی جائے اس کے بعد اپنی بیوی کو بلا یا اور اوریس کے پیغام کو اس کے سامنے نقل کیا عورت نے کہانہ ڈرو اوریس کی خدائی رسالت سے میں کسی کو بھیجی ہوں کہ جو اوریس کے قتل کرے اور اس کی خدائی رسالت باطل ہو جائے گی بادشاہ نے کہایہ کام کر لواں کے بعد اس عورت نے ازارقہ قبلہ سے چالیس آدمیوں کو بھیجا کہ وہ اوریس کو قتل کریں وہ اصحاب آئے اس مقام پر کہ جہاں اوریس اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے وہاں پر ان کو نہیں پایا اوریس کے اصحاب کو پتہ چلا کہ یہ جماعت اوریس کو قتل کرنے کے لئے ہے جلدی سے اوریس کو خبر دی اوریس نے خدا سے مناجات کی اور کہا اے میرے پروردگار آپ نے اس ظالم بادشاہ کی طرف بھیجا میں نے آپ کا پیغام پہنچایا اس نے مجھے قتل کی دھمکی دی اب مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں اللہ نے اوریس کو دی کی کہ شہر سے باہر نکلیں ان کو

میرے حوالہ کردیں میں اپنا امر ان پر جاری کروں گا پس اور لیں نے اپنے اصحاب کو خبر دی کہ خدا نے فرمایا کہ شہر سے باہر نکل جاؤ پس اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم سب شہر سے باہر نکل جاؤ کہ یہ شہر قحط کی وجہ سے خراب ہو گا اور لیں کے اصحاب مختلف شہروں میں چلے گئے اور اور لیں کی خبر شہروں میں شائع ہوئی کہ اور لیں نے اپنے خدا سے درخواست کی ہے کہ اس علاقے میں بارش نہ ہو جائے اور جب تک اور لیں سوال نہ کرے خدا بارش کو نہیں بھیجے گا پس اور لیں ایک بلند پہاڑ پر گئے وہاں پر ایک غارتھا اس میں چھپ گئے اور دن کو روزہ رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو اس پر مقرر کیا ہر شام کو اس کے لئے غذائے آئے خدا نے اس ظالم باوشاہ کو مارڈا لا اور شہر کو خراب کیا اور اس یوں گدائی کرنے لگی ایک رات محلہ کے کتے اکٹھے ہو گئے اور اس عورت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اس کے بعد اس کے گوشت کو کھالیا بیس سال تک وہاں پر بارش نہیں ہوئی بہت بڑی مشقت میں بنتا ہو گئے کھانے اور پینے کی چیزیں دور دراز علاقے سے لے لے آتے تھے بہت زیادہ مصیبت میں بنتا ہوئے کہ ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ بلااء اور لیں کی بددعا کی وجہ سے آئی ہے چونکہ انہوں نے چاہا ہے کہ ہمارے اوپر بارش نہ ہو اور وہ ہم سے پوشیدہ ہیں ان کی جگہ کوئی نہیں جانتے ہیں اور خدا اور لیں پر زیادہ حرم کرنے والا ہے پس سب نے یہ فیصلہ کیا کہ خدا سے تو بے کریں خدا سے دعا و استغاثا اور انصاف کریں اور سوال کریں کہ خدا ان کے لئے بارش بر سائے پس انہوں نے موٹے کپڑے پہنے اور مٹی پر کھڑے ہو گئے اور اپنے سروں پر مٹی ڈالتے تھے اور خدا سے تو بے استغاثا اور اگر یہ زاری کرتے تھے یہاں تک کہ خدا کی طرف سے اور لیں کو وحی ہوئی کہ میرے بندے میری طرف لوٹ آئے ہیں اب انہوں اور ان کے درمیان چلے جاؤ اور دعا مانگو تاکہ میں ان پر بارش بر سائے اور اپنے ہاتھ پاؤں سے روزی کماو۔

اور لیں پہاڑ سے نیچے آئے دیکھا کہ شہر ویران ہوا ہے درخت چشمے خشک ہو چکے ہیں اس شہر میں کہیں سے دھواں نہیں نکلتا ہے اس وقت اور لیں بہت زیادہ بھوک کرتے تھے اچانک دیکھا کہ شہر کے کنارے پر کچھ دھواں بلند ہوا ہے اس دھواں کی وجہ سے وہاں چلے گئے دیکھا کہ وہاں پر ایک عورت ہے اس نے دورو ٹیوں کو آگ پر ڈالا ہے حضرت اور لیں نے کہا اے خاتون مجھے روٹی دے دیں کہ بھوک کی وجہ سے طاقت ختم ہوئی ہے اس عورت نے کہا اے خدا کے بندے اور لیں کی بدعا نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا ہے تاکہ ہم دوسروں کو روٹی دے دیں خدا کی قسم ان دورو ٹیوں کے علاوہ کسی چیز کی مالک نہیں ہوں ایک میری روٹی ہے اور دوسرا میرے بیٹی کی ہے۔ اگر میں اپنی روٹی دیتی ہوں تو میں مر جاتی ہوں اور اگر اپنے بیٹی کی روٹی دیتی ہوں تو وہ مر جاتا ہے جائیں میرے علاوہ کسی اور سے اپنی غذا طلب کریں اور لیں

نے کہا کہ تمہارا بیٹا چھوٹا ہے آدمی روٹی اس کے لئے کافی ہے کہ جس سے زندگی برکر سکے اور آدمی روٹی میری زندگی کے لئے کافی ہے ہم دونوں ایک روٹی پر گزارہ کر سکتے ہیں۔

پس بوزھی عورت نے اپنی روٹی خود کھائی اور بیٹے کی روٹی کے دو حصے کر دئے اس بیٹے نے جب یہ دیکھا کہ جناب اور لیں اس کی روٹی کھا رہے ہیں وہ مغضطرب ہوا یہاں تک کہ وہ مر گیا عورت نے کہا: اے اللہ کے بندے تو نے میرے بیٹے کو مارڈا؟ اور لیں نے کہا کہ: جزع نہ کرو میں اس کو خدا کے اذن سے زندہ کرتا ہوں اس وقت اور لیں نے اس کے بیٹے کے دونوں بازوں سے پکڑا اور فرمایا اے روح جو باہر آتی ہے اس بیٹے کے بدن سے دوبارہ خدا کے اذن سے اپنی جگہ پر چلی جا اور میں اور لیں پیغابر ہوں جب اس عورت نے دیکھا کہ اس کا بیٹا زندہ ہوا ہے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ تو اور لیں پیغابر ہے وہ باہر آتی اور بلند آواز سے شہر کے درمیان فریاد کی کہ تمہیں بشارت ہوشکل کے حل ہو جانے کی کہ اور لیں تمہارے شہر میں آگئے ہیں میں کہتا ہوں کہ پروردگار ہم بھی منتظر ہیں کہ جریل کی آواز بلند ہو کے اے شیعہ آل ابی طالب تمہارے لئے خودج کی بشارت ہو کہ مہدی آل محمد ظاہر ہو گئے ہیں۔

خلاصہ اور لیں چلے گئے اور اس ظالم بادشاہ کے مکان میں جا کر بیٹھ گئے اور حکم دیا اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے بارش کی دعا مانگوں پس تمہارا بادشاہ تمام شہر والوں کے ساتھ نگے پاؤں پیادہ آئیں تاکہ میں دعا مانگوں مجبور ہو کر بادشاہ تمام شہر والوں کے ہمراہ نگے پاؤں خصوص و خشوع کے ساتھ حضرت اور لیں کے پاس آئے اس وقت حضرت اور لیں نے دعا مانگی اور اسی وقت اتنی بارش ہوئی کہ لوگوں نے گمان کیا کہ اب غرق ہو جائیں گے وہ قحط سالی سے نجات پاچکے اور اور لیں تین سو سال یا اس سے زیادہ زندگی کی اس کے بعد اپنے بیٹے متوجہ کو اپنا وصی قرار دیا اور آسان میں چلے گئے۔

## حضرت یونسؑ کی قوم کا توبہ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ: فَلَوْلَا كَانَتْ قَرِيَةً أَنْتَ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمُ يُونُسَ لَمَّا آتَمُوْا فَكَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَعَنَّاهُمْ إِلَىٰ حِينَ -، یعنی کیوں شہروں میں سے کوئی شہر عذاب دیکھنے سے پہلے ایمان نہیں لائے تاکہ ان کے لئے ایمان نفع مند ثابت ہو جیسے یونس کی قوم کہ انہوں نے عذاب نازل ہونے سے پہلے توبہ کی اور خدا پر ایمان لے آئے ہم نے بھی ان سے عذاب کو دور کیا جو ذیل کرنے والا تھا اس دار دنیا میں ہم نے ان کو مر نے تک دنیا کی لذتوں سے خوش قسمت قرار دیا۔ یونس بن متی شہر غزیا میں مبعوث ہوئے کہ جو موصى

کے اطراف میں ہے اس وقت ان کی قبروں میں نیلوں میں ہے تقریباً وہاں پر ایک لاکھ سے زیادہ افراد تھے۔ ”فَارْسَلَنَاهُ إِلَى مَائِقَةِ الْفَيْ أَوْيَذِيدُونَ“ اور کہا گیا ہے کہ یزیدون سے مراد ستر ہزار ہے ورنہ میں ہزار ہے اور یونس جب مبعوث ہوئے ان کی عمر تین سال سے زیادہ تھی تینتیس سال تک نیلوں کے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے کوئی بھی ان پر ایمان نہیں لایا صرف دو آدمی ایک تو خاکہ جوز میندار تھا و سر اور دنیل کہ ایک پڑھا لکھا عالم تھا اور گوسفند چراتا تھا اس سے زندگی گزارتا تھا تو خاکڑیاں شہر میں لا کر بیچتا تھا اور اس سے زندگی گزارتے تھا جب یونس نے دیکھا کہ اس کی قوم اس کی بات نہیں مانتی ہے اور اس پر ایمان نہیں لاتی ہے تو آپ دل بند ہوئے اور جزع کیا اور اپنے پروردگار سے شکایت کی اور عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے اس قوم کے لئے مبعوث فرمایا جبکہ اس وقت میری عمر تین سال تھی۔ تینتیس سال تک ان کو خدا کی طرف دعوت دی میں ان کو خدا کے غصب اور عذاب سے ڈرا تھا انہوں نے مجھے جھٹلایا اور میری رسالت کو معمولی سمجھا مجھے قتل کی دھمکی دی میں ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے قتل نہ کر دیں۔ پس تو اپنا عذاب ان پر نازل کر دے یا ایک جماعت ہے کہ جو ایمان نہیں لائی خدا کی طرف سے یونس کو دھی ہوئی کہ میں حکیم بھی ہوں اور عادل بھی ہوں میری رحمت میرے غصب پر سبقت کر پچھی ہے اس قوم کے درمیان حاملہ عورتیں چھوٹے پچ بوڑھے مرد اور کم عقل لوگ پائے جاتے ہیں اور میں عذاب نہیں دیتا۔ جب تک کہ ان پر جنت تمام نہ کروں اے میرے بندہ ان پر عذاب نازل ہونے کے بارے میں کیوں جلدی کرتے ہو؟ نوع پیغمبر کا اصر تھے زیادہ تھا اور ان کی شفقت اپنی امت پر تھے سے بہت زیادہ تھی۔ ان کا عذر تمام ہوا۔ اے یونس ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے یہ میرے شہروں کو آباد کرتے ہیں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ زی سے پیش آؤں۔ یونس نے عرض کیا: تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ہرگز ان پر مہربان نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے مجھے جھٹلایا اور میری پیغمبری کا انکار کیا پس اپنا عذاب ان پر نازل کر دے۔

خطاب آیا بدھ کے دن پندرہ شوال کو ان پر عذاب نازل ہو گا یونس خوش حال ہوئے۔ اور تو خاکے پاس گئے اور اس کو خبر دی اور فرمایا: آئیے چلتے ہیں اور ان کو خردے دیتے ہیں کہ فلاں دن ان پر عذاب نازل ہو گا۔ تو خانے کہا ان کو آپ کیوں بتاتے ہیں۔ انہیں چھوڑ دوتا کہ بغیر اطلاع ان پر عذاب نازل ہو جائے۔ یونس نے کہا: آئیے روئیل کے پاس جاتے ہیں اور ان سے مشورہ کرتے ہیں۔ چونکہ وہ ایک دانا عالم ہے جب روئیل کے پاس چلے گئے اور اس کو عذاب کے متعلق آگاہ کیا رہا۔ نے کہا: اے یونس بہتر یہ ہے کہ عذاب کے نازل ہونے میں خدا کی طرف رجوع کریں اور سفارش کریں تاکہ عذاب نازل ہونے میں تاخیر ہو جائے۔ یہ تمہارے درجہ کی بلندی کے لئے بہتر ہے۔ خدا بے نیاز ہے۔

ان کے عذاب سے تنوخانے کہا: وائے ہو تجھ پر اے روئیل! یہ کوئی مصلحت ہے کہ جو آپ نے یونس کے لئے دیکھی ہے کہ وہ سفارش کریں جبکہ یہ خدا کے منکر ہو چکے ہیں اور پیغمبر کو جھٹلا دیا ہے اور یونسؐ لوگوں کا رکنا چاہتے تھے۔ روئیل نے تو خا سے کہا: خاموش ہو جاؤ تو ایک عابد شخص ہے تمہیں پتہ نہیں ہے۔ پھر روئیل جناب یونس کی طرف متوج ہوا اور کہا: یہ بتائیے کہ اگر خدا عذاب نازل کرے اور یہ عذاب کے آثار کو دیکھ کر توبہ کر لیں اور خدا سے استغاثہ کریں اور خدا ان پر حرم کرے۔ چونکہ وہ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ہے اور ان سے عذاب کو اٹھادے۔ جب کہ آپ نے خبر دی ہو کہ فلاں دن تمہارے اوپر عذاب نازل ہو گا۔ اس کے بعد آپ نہیں ڈرتے ہیں کہ آپ کو جھٹلا دیں۔ تنوخانے ان کی باتوں سے پریشان ہو کر کہا: وائے ہو تجھ پر اے روئیل تم سے بری بات صادر ہوئی۔ پیغمبر مرسل تجھ کو خردے گا کہ خدا نے اس کی طرف وحی کی ہے کہ ان پر عذاب نازل ہو گا اور تم یہ باتیں کرتے ہو تم خدا اور رسول کے قول کو رد کرتے چلے جا رہے ہو تمہارا عمل ضائع ہوا ہے۔

روئیل نے کہا: اے تنوخا! تمہاری رائے کمزور ہے۔ میں جانتا ہوں اس چیز کو کہ جس کو تو نہیں جانتا ہے یہ قوم کہ جس کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ سب کے سب یونس کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائیں تو ان کے لئے اچھا نہیں ہے۔ مختصر آر روئیل کی نصیحتوں کو بقول نہ کیا گیا اور یونس نے قوم کو خبر دی کہ فلاں دن تمہارے اوپر عذاب نازل ہو گا شہر کے لوگ پریشان ہو گئے اور ان کو جھٹلا دیا اور ان کی اہانت کی اور زبردستی ان کو شہر سے باہر نکالا۔ یونس تنوخا کے ساتھ شکر سے دور چلے گئے اور عذاب نازل ہونے کے منتظر تھے۔ جب عذاب نزدیک آیا تو روئیل ایک بلند مقام پر آگیا اور لوگوں کو آواز دی کہ اس کے اردو گردنچ ہو جائیں اس نے کہا:

اے لوگو! میں روئیل ہوں میں تمہارے اوپر مہربان ہوں۔ یہ شوال کا مہینہ ہے کہ یونس نے وعدہ دیا ہے کہ اس مہینے کی پندرہ کو بدھ کے دن سورج نکلنے کے بعد تمہارے اوپر عذاب نازل ہو گا اور تم سب ہلاک ہو جاؤ گے اور یونس خدا کا پیغمبر ہے انہوں نے خدا پر جھوٹ نہیں بولا ہے اور خدا کا وعدہ برخلاف نہیں ہو سکتا ہے اب ہمیں کیا کرنا چاہئے روئیل کی باتوں سے لوگوں کو عذاب نازل ہونے کا یقین حاصل ہوا لوگ ڈر گئے اور وحشت زدہ ہو گئے۔ انہوں نے کہا: اے روئیل! اب آپ کی ہمارے بارے میں کیا مصلحت ہے چونکہ تو ایک دانا اور حکیم شخص ہو ہم آپ کو ہمیشہ سے دیکھ رہے ہیں اور ہمارے اوپر بڑے مہربان رہے اور ہم نے ساہے کہ آپ نے یونس کے پاس ہماری بہت سفارش کی ہے اب آپ کی جو رائے ہے بتا دیں تاکہ ہم اس پر عمل کریں روئیل نے کہا یہی رائے یہ ہے کہ جس نے جس کا مال لیا ہے اس کو

و اپس کر دے۔ اگر کسی کی گردن پر کوئی حق ہے تو اس کو داکر دے۔

پندرہ شوال بدھ کے دن صبح کے وقت سب کے سب صحراء میں نکل جائیں اور شیر خوار بچوں کو اپنی ماوں سے جدا کر دیں گائے اوفی اور گوسفند کے بچوں کو اپنی ماوں سے جدا کر دیں اور ماں افسوس کے بچوں کے لئے گریہ کریں اور یہ سب کچھ سورج نکلے سے پہلے ہو۔ جب آپ دیکھیں کہ ایک زرد ہوا مشرق کی طرف سے آتی ہے تو چھوٹے بڑے نالہ و فریاد بلند کریں اور اپنے سروں پر منی ڈالیں اور یونس پر ایمان لے آئیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں اور کہیں:

اے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اور تیرے پیغمبر کو جھٹا دیا۔ اب تھے سے اپنے گناہوں کی توبہ طلب کرتے ہیں۔ اگر تیری ذات نے ہمیں نہ بخدا اور ہم پر حرم نہ کیا تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ پس ہماری توبہ کو قبول کر اور ہمارے اوپر حرم فرم۔ تو بہترین حرم کرنے والا ہے اور شہر کے لوگوں کے گریہ و فریاد سے آپ کو کوئی ملال نہ پہنچے۔ انہوں نے روئیل کے کلمات کو سنا اور لوگوں کے حقوق ادا کئے اور جس نے کسی کا پتھر چوری کیا تھا اس کو دیوار کی بنیاد میں رکھا تھا اس دیوار کو بھی سمار کر کے اس پتھر کو مالک کے حوالہ کر دیا۔

یا وقت جموی مجسم البلدان میں حرف تاء میں کہا ہے تل توبہ وہ جگہ ہے کہ جہاں قوم یونس نے جا کر توبہ کی تھی اور وہاں پر ایک بت نصب تھا اس کو توز دیا اور گرادیا اور اس کے نزدیک پچھرے کام جسم تھا کہ جس پر جدہ کرتے تھے اس کو آگ لگادی اور خلوص کے ساتھ توبہ کی۔ **فتَابَ عَلَيْهِمْ فَكَشَفَ عَنْهُمْ الْعَذَابَ** ”اللہ نے ان کی توبہ کو قبول کیا اور ان سے عذاب بُل گیا۔

خلاصہ صبح ہوئی تو جیسے رونیل نے کہا ویسا ہی کیا۔ جب سورج نکلا ایک تیز زرد آنہی چلی اس میں ایک عظیم آواز تھی تاریکی چھا گئی اس وقت لوگوں نے فریاد بلند کی۔ سب اپنے سروں پر منی ڈالتے تھے اور استغاثہ بلند کرتے تھے اور توبہ و استغفار کرتے تھے۔ روئیل ان کے حق میں دعا مانگتے جا رہے تھے۔ جیوانوں کی آوازیں، پانی اور گھاس کے لئے بلند ہوئیں۔ بچے دودھ کے لئے رورہے تھے۔ انہوں نے فریاد و نالہ سے وادی کو بھر کر دیا۔

رحمت الٰہی کا دریا یہ جان میں آیا اور اسرائیل سے خطاب ہوا کہ جا کر ان سے عذاب کو اٹھادیں موصل کے پہاڑ مارتا کہ لوہا ہو جائے۔ عرض کیا میں ان کے عذاب کی رسم میں پھنسا ہوا ہوں۔ ملائکہ سے خطاب ہوا عذاب کو روکے رکھو اور عذاب ان کے سروں پر ایک نیزہ کی مقدار تک آپنچا تھا۔ اللہ نے فرمایا۔ اسرائیل یونس کی قوم نے نالہ و تضرع کی

ہے انہوں نے تو بہ اور استغفار کی ہے میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی تو بقول کی میں خداوند رحیم ہوں کہ جو اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے اور اس بندہ کی تو بے کو جلد از جلد قبول کرتا ہوں کہ جو اپنے گناہوں پر پشیمان ہو جائے اور یونس نے مجھ سے سوال کیا کہ میں ان پر عذاب نازل کروں تو میں نے اپنا وعدہ پورا کیا اور ان پر عذاب کو نازل کیا میں نے ان کو ہلاک کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ اسرافیل نے عذاب کو ان سے دور کر دیا اور موصل کے پہاڑ پر ڈال دیا جب لوگوں کی آوازیں خاموش ہو گئیں تو یونس نے گمان کیا کہ قوم ہلاک ہو گئی ہے۔ تنخا کے ساتھ جمعرات کے دن شہر کے قریب آگئے تو دیکھا کہ لوگ اپنے کام کا جزر راعت اور کبھی باڑی میں مشغول ہیں انہوں نے سوال کیا اور اہل شہر کی تو بہ کا بتا دیا۔ یونس شہر میں داخل نہ ہوئے اور دریا کے کنارے چلے گئے اور تنخا شہر میں داخل ہو گئے۔

جب روپیل سے ملاقات کی تو فرمایا: اے تنخا بہتاو کہ ہم میں سے کس کی رائے بہتر تھی میری رائے یا تمہاری رائے تنخانے کہا آپ کی رائے بہتر تھی اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا وہ حکماء اور علماء کی رائے تھی۔ میں ہمیشہ یہ گمان کرتا تھا کہ میں تم سے بہتر ہوں چونکہ میں اپنے اندر زہد اور عبادت کو زیادہ دیکھتا تھا اب تمہاری فضیلت مجھ پر ظاہر ہوئی تمہارے علم کی وجہ سے پھر دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہو گئے۔

یونس جب دریا کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ ایک کشتی ہے جو چلنے کے لئے تیار ہے۔ جب دریا کے وسط میں پہنچے تو ایک محصلی جو پہاڑ کی طرح تھی۔ اس نے کشتی کے لئے راستہ بند کر دیا۔ یونس نے فرمایا: یہ محصلی مجھے لگانا چاہتی ہے مجھے اس کے منہ میں ڈال دیں اہل کشتی نے ناپسند کیا۔ کہا کوئی حرج نہیں جب قرعداً اللہ تو یونس کے نام پر نکلا تین مرتبہ قرعداً کالا تیری مرتبہ یونس کو محصلی کے منہ میں ڈال دیا جتنا چچا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اذ أَبَقَ إِلَى الْفُلُكِ الْمَشْعُونَ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدَحْضِينَ فَالْتَّقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنْ

**الْمُسَبِّعَيْنَ لِلْبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَى يَوْمَ يَبْعَثُونَ -** سورة صافات آ ۱۴۵

جس وقت یونس نے اپنی قوم سے فرار کیا اور آئے اس کشتی کی طرف کہ جس میں سامان بھرا ہوا تھا پس اہل کشتی نے قرعداً اس وقت جب محصلی نے ان کا راستہ روکا تھا پس وہ قرعداً یونس کے نام پر نکلا اس کو دریا میں ڈال دیا محصلی ان کو نگل گئی اگر یہ تبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ محصلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک رکھتا یونس کے شکم مایہ میں رہنے کی مدت میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ محصلی کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے اور خدا کی تبیح کرتے تھے۔ اس محصلی نے حضرت

یونس کو سات دریاؤں کی سیر کرائی۔ اس کے بعد انہیں دجلہ فرات کے کنارے باہر نکلا:

**فَنَبَذَنَا هُنَّا بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ وَأَنْبَثْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِينٍ۔** یعنی میں نے اس کو مجھلی کے پیٹ سے ایک صحراء میں ڈال دیا کہ جس میں درخت اور گھاس نہیں تھے حالانکہ وہ بیمار تھا۔ ان کے بدن کا چجز اتنا زہ مواد بچ کی طرح ہو گیا تھا۔ وہ حرارت کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اور میں نے کدو کی ایک نیل گاودی کہ اس پر سایہ کرے جب اس کا بدن قوی ہوا تو وہ کدو کا درخت خشک ہونے لگا یونس نے عرض کیا پر وردگارا کدو کا درخت مجھ پر سایہ کرتا تھا وہ خشک ہو چکا اللہ کی طرف سے وحی آئی اے یونس! اس درخت کے لئے جزع فرع نہ کرو نہ تو نے اس کو پانی دیا اب تم اس سے بے نیاز ہو چکے ہو۔ اس کے باوجود جزع کرتے ہو کہ کیوں خشک ہوا ہے اور جب ایک لاکھ سے زیادہ پر عذاب نازل ہونے والا تھا۔ اس وقت جزع نہیں کی اب اٹھا اور شہر کی طرف چلے جاؤ کہ نیوا کے لوگ ایمان لائے ہیں اور پر ہیز گار ہو گئے ہیں۔

یونس جب شہر کے نزدیک پہنچ گو شرم آئی کہ شہر میں کیسے داخل ہو۔ ایک چڑواہے کو دیکھا اور کہا اپنی قوم سے جا کر کہہ دو کہ یونس آگیا ہے چڑواہا کہنے لگا کہ تم جھوٹ کہتے ہیں یونس تو دریا میں غرق ہو گیا ہے۔ تمہیں شرم نہیں آتی ہے کہ اس قدم کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہو۔

حضرت یونسؐ نے فرمایا: اگر یہ تمہارے گو سفند گواہی دیں کہ میں یونس ہوں تو مان لو گے؟ اور جب گو سفندوں نے گواہی دی تو چڑواہے نے تصدیق کی حضرت یونس نے فرمایا: اس گو سفند کو اپنے ساتھ لے جاؤ تاکہ گواہی دے اور لوگ تمہارے کے قول کی تصدیق کریں۔ چڑواہے نے نیوا کے لوگوں کے درمیان ندادی کہ یونس آئے ہوئے ہیں لوگوں نے ان کو جھلادیا اور اس کو مارنا چاہتے تھے۔ تو چڑواہے نے کہا: میرے پاس گواہ موجود ہے یہ کہ یونس آگئے ہیں۔ انہوں نے کہا: کہ تمہارا گواہ کون ہے؟ اس نے کہا: کہ یہ میرا گو سفند گواہی دے گا کہ یونس آئے ہوئے ہیں۔

جب گو سفند نے گواہی دی تو لوگوں نے اس کی تصدیق کی سب کے سب یونسؐ کے استقبال کے لئے دوڑے اور ان کو احترام کے ساتھ شہر میں لے آئے اور ان پر ایمان لے آئے یہاں تک کہ انکو موت آئی جو مقدر میں تھی۔ بہر حال مدینہ کے لوگ بھی اہل بیتؐ کے استقبال کے لئے باہر نکلے۔ نالہ و فریاد بلند ہوئے۔ لوگوں نے اپنے گر بیان کو چاک کیا اپنے سروں پر مٹی ڈالی اور واحسینا و اشہید اکی فریاد کو بلند کی۔ دیکھا کہ سیاہ علم سیاہ پوش کجاوے غم زده عورتوں اور یتیم بچوں کو دیکھا تو مدینہ والے اپنے چہروں کو نوچتے گے۔

دیدند مردمی ز مصیبت سیاه پوش  
 دیدند خیمه ای ز عزا قیر گون لباس  
 آن یک ز روی خویش خراشان ترش جگر  
 وین یک ز موئی خویش پریشان ترش حواس  
 یک کاروان ززن همه مردانشان اسیر  
 یک بوستان دروده ریاخیشان بداس



ل

## مجلس نمبر 37

### حضرت یوسف کے بھائیوں کا واقعہ

یوسف کے بھائیوں سے ایک عظیم جرم سرزد ہوا۔ وہ حد کی وجہ سے کہ جوانہوں نے یوسف کے ساتھ کیا تھا، کہ سب جتاب یوسف کو باپ سے لیکر گئے۔ جب وہ یعقوب سے دور ہو گئے تو یوسف کو ز میں پڑاں دیا ان کو طمانچے مارے اور کتوں سے پچی ہوئی غذا ان کو دے دی۔ پھر ان کو ز میں پر لانا کر پاؤں کو پکڑ کر کھینچتے رہے اور ان کے بدنا سے قصص اتار لی۔ یوسف جس سے پناہ حاصل کرنا چاہتے وہ طمانچے مار کر اپنے آپ سے دور کرتے تھے پھر ان کو قتل کرنے کے لئے چھری نکالی۔ آخر میں بھائیوں نے انہیں کنویں میں ڈال دیا اور ان کو معمولی درہمومی میں فروخت کر دیا۔ تاکہ اپنے باپ کے نزدیک زیادہ عزیز ہو جائیں۔ لیکن ان کی اس خیانت نے ان کی زندگی کوتار یک کردیا۔

بیس سال تک حضرت یعقوب نے ان سے منہ پھیرے رکھا اور ان پر ناراض رہے بالآخر یہ قحط اور مہنگائی میں بنتا ہوئے مجبور ہو کر اپنے باپ کے پاس آئے اور گریدی وزاری کرنے لگے اور کہنے لگے:

اے پدر بزرگوار! آج ہماری طرف توجہ دیں اب چالیس سال ہو گئے ہیں کہ آپ نے ہماری طرف توجہ نہیں دی۔ ایک کلمہ بھی نہیں کہا کہ جس سے ہمارا دل خوش ہو اور ہمارے لئے دعا بھی نہیں کرتے۔ ہم نے کبھی آپ کو سکراتے ہوئے نہیں دیکھا اگرچہ ہم گناہ کار ہیں۔ لیکن جگر خراش غربت کی حالت میں آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہمارے اوپر رحم کریں۔ بابا بھوک کی آگ سے لوگوں کی عورتیں نالہ و فریاد کر رہی ہیں۔ اب ہماری طرف توجہ کریں اور اپنے رب سے دعا نہیں کہ ہماری روزی میں وسعت عطا فرمائے۔ یعقوب نے فرمایا: میں تمہاری عزیز مصر کی طرف را ہمنائی کرتا ہوں۔ کیونکہ جب بھی شام کا قافلہ ہمارے قریب اترتا ہے تو وہ اس کے اخلاق حسن جو داور خاوات کا بہت زیادہ تذکرہ کرتے ہیں۔

کہتے ہیں: کہ عزیز مصر کس قدر پر ملاحت کلام کا حامل، کس قدر فتح، کس قدر رنجی اور کس قدر متواضع نیز صاحب جلال و عظمت ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ اور میری طرف سے اس کو سلام کرنا۔ انہوں نے کہا: ہمارے پاس عزیز مصر کے لائق کوئی تقدیم نہیں ہے کس طرح ہم تھوڑے سے سرمایہ کے ساتھ وہاں جا سکتے ہیں۔ یعقوب نے فرمایا: وہ شخص کریم ہے تھوڑا اہدیہ بھی قبول کرتا ہے اور اس کے مقابلہ بہت زیادہ احسان کرتا ہے۔ بیٹے کہنے لگے اگر وہ ہمارے ہدیہ کو قبول نہ کرے ہمیں کیا کرنا چاہیے جبکہ اس اون اور سیاہ رقم کی کوئی قیمت نہیں ہے کہ وہ اس کے مقابلہ میں قیمتی طعام دے دے۔ یعقوب نے کہا: اگر تمہارے اس ہدیہ کو قبول نہ کرے تو تم اپنا حسب و نسب ان کے سامنے بیان کرنا۔ اگر پھر بھی قبول نہ کرے تو اپنی تنگی اور فقر کو بیان کرنا اور صدقات کی تمنا کرنا۔ یعقوب کے فرزندوں نے کہا: ہم کبھی بھی باادشاہ کے محل میں نہیں گئے۔ وہاں جانے کے آداب بھی نہیں جانتے۔ ہم جیران ہیں کہ کیا کریں؟ یعقوب نے کہا: میں تمہیں سکھا تاہوں باادشاہ کے محل میں اجازت کے بغیر نہ جانا جب اجازت لے لو تو دائیں بائیں نہ دیکھو اور عزیز مصر کی تعریف کرنا جب تک بیٹھنے کی اجازت نہ دے۔ جب تک وہ سوال نہ کرے۔ اس وقت تک بات نہ کرنا جب کلام کرو تو اپنے کلام کو طول نہ دینا جب وہ تمہیں رخصت کرے تو اس کی طرف پشت نہ کرنا اس کی طرف منہ کر کے پیچھے کی طرف چلنا۔ یہاں تک کہ اس کے دربار سے خارج ہو جاؤ اور جو واقعہ تمہارے اور عزیز مصر کے درمیان پیش آیا ہے دوسروں کو نہ بتانا اور پادشاہ کے رازوں کو آشکارنہ کرنا۔

یعقوب کے فرزندوں اپنے باپ کے حکم کے مطابق عزیز مصر کی طرف متوجہ ہوئے۔ جریل نے یوسف صدیق کو خبر دی کہ تمہارے بھائی مصر آ رہے ہیں اور یوسف نے حکم دیا تھا کہ شہر کے اطراف میں دیوار بنادی جائے اور شہر کے دروازے پر پانچ سو محافظ مقرر کئے گئے۔ وہ جو بھی آتا اس سے پوچھ گکھ کرتے تھے تحقیق کے بعد نام نشان اور کام کی نوعیت کے بارے میں یوسف کو خبر دیتے تھتھا کہ اجازت دے کہ ان کو گندم دے دی جائے۔

جب یعقوب کے فرزند شہر کے دروازے پر پہنچے تو محافظین نے ان کو دیکھا ان کے قوی یہیکل اور ان کے قد و قامت کی بلندی کو دیکھ کر تجھ کیا اس کے بعد ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اور کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: کہ ہم شام کے لوگوں میں سے ہیں کنغان میں ہمارا مکان ہے، ہم یعقوب کے بیٹے ہیں گارڈ نے کہا: تمہارا نسب صحیح رخسار ملیح اور زبان فتحی ہے۔ یہ بتاؤ کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا: کہ عزیز مصر کی طرف۔ محافظوں نے پوچھا: تمہارے پاس کس قسم کی چیزیں ہیں انہوں نے اپنے سروں کو نیچے جھکا لیا اور کہا: کہ بوجھ کے بارے میں ہم سے نہ

پوچھیں۔ مخالفتوں نے یوسف کو خط لکھا ان کے حالات نام اور نشان ہر چیز اس میں لکھی جب وہ خط یوسف کو پہنچا تو حضرت اس قدر روئے کہ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو سب لوگوں کو جانے کی اجازت دی دوبارہ اس خط کو پڑھا اور بہت زیادہ روئے وزیر نے یوسف کے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا: یہ میرے بھائی ہیں کہ انہوں نے مجھے کنوں میں ڈالا تھا اور مجھے غلام بننا کر بیچا۔ اب یہ میرے پاس آئے ہیں وزیر نے کہا ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟ فرمایا: ان کے ساتھ نبایت مہربانی سے پیش آتا چاہئے اور یہ میرا رونماں کے فقر اور پریشانی کی وجہ سے ہے اس کے بعد محافظہ بھیجا کہ تین دن تک ان کی مہمانی کریں۔ گوشت میوہ اور میٹھی چیزیں ان کو کھلائیں۔

اس کے بعد ان کو بلایا اور اپنے مخصوص محل میں ان کی مہمان نوازی کی بادشاہوں والا فرش ان کیلئے بچھایا اور شاہانہ دستخوان ان کے لئے سجا گیا۔ قسم قسم کے کھانے ان کے سامنے رکھے گئے یعقوب کے فرزند اس کھڑکی سے کہ جو غرباء کی طرف کھولی گئی تھی دیکھتے تھے کہ ہر ایک کو ایک روٹی سے زیادہ نہیں دیتے تھے تگی میش کی وجہ سے (اس مقام پر) اس سے زیادہ گنجائش بھی نہیں تھی ہر اونٹ پر جو گندم لا دی جاسکتی تھی اس کی ایک ہزار دو سو اشرفی قیمت تھی جتاب یعقوب کے بیٹوں نے اس حالت کو دیکھا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے عزیز نے ہمارا بہت زیادہ احترام کیا ہے۔ ایسا احترام کسی اور غریب کا نہیں کیا۔ ہم ڈرتے ہیں کہ بادشاہ اس قدر خدمت کے بدلے میں ہمارے متعلق یہ گمان نہ رکھتا ہو کہ ہم بہت زیادہ سرمایہ لے کر آئے ہیں۔

جب یوسف ان کی باتوں کو سنتے تھے اور روتے تھے شمعون نے کہا: شاید عزیز نے ہمارے باپ داداوں کا نام سنا ہوا ہے اور خاندان نبوت کے اوصاف حمیدہ کو جانتا ہے اس لئے ہمارا احترام کرتا ہے خلاصہ ہر ایک کوئی نہ کوئی بات کرتا تھا اس کے بعد جناب یوسف ان کے پاس آئے اور ان کے حال کی تفییش کی ان کے حال و احوال کے بارے میں پوچھا تو یعقوب کے میئے کہنے لگے: ہم بارہ بھائی تھے ہمارا باپ ہمارے چھوٹے بھائی کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرتا تھا ایک دن ہم اس کو تفریح کے لئے صحراء میں لے گئے اور اس کو وہیں پر ہلاک کیا۔ خلاصہ یوسف نے ان سے کہا: اس وقت دس بھائی ہوانہوں نے کہا: کہ ہم کل بارہ تھے ان میں سے ایک ہلاک ہوا کہا: پھر دوسرا کہا ہے؟ (بارہوں) انہوں نے کہا: وہ ہمارے باپ کے پاس ہے یوسف نے کہا دوبارہ اس سفر پر جب آؤ تو اس کو بھی اپنے ساتھ لے آتا تاکہ میں تمہیں زیادہ گندم دوں۔ اگر اس کو اپنے ساتھ نہ لائے تو میں تمہیں گندم نہیں دوں گا۔ پس حکم دیا کہ ان کے بار کو گندم سے پر کر دیں اور ان کے سامان کو ان کے بوجھ میں اس طرح رکھ دیں۔ کہ ان کو پتہ بھی نہ چلے۔

جب یعقوب کے پاس پہنچے اور عزیز کے قصہ کو بیان کیا تو یعقوب کے دل کو حرکت ہوئی کہ یہ خصلتیں اور اخلاق پنجمبروں کے ہیں اس پر روپڑے۔ اس کے بعد فرزندوں نے کہا: عزیز مصر نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور کہا ہے اگر بن یامین کو دوبارہ نہ لائے تو میں تمہیں کچھ بھی نہیں دوں گا۔ اب بن یامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ ہمارے گندم میں اضافہ ہو، ہم اس کی حفاظت کریں گے۔

یعقوب نے فرمایا: میں کس طرح تمہارے اوپر اعتماد کر سکتا ہوں مگر اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں مجھے مطمئن نہیں کیا تھا: **وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتِهِمْ رُدَّتِ الِّيَهُمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي هُذِهِ بِضَاعَتُنَا وَرَدَتِ الِّيَنَا وَنَقِيرِ أَهْلَنَا وَنَحْفَظَ أَخَانَا وَنَزَدَدُ كَيْلَ بَعْثِيرٍ ذَالِكَ كَيْلٌ يَسْتَيْرٌ۔** جب یعقوب کے فرزندوں نے اپنے سامان کو کھولا دیکھا کہ ان کا سارا سامان واپس کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: اب ہم کیا طلب کریں جبکہ ہمارا سب سامان واپس کیا گیا ہے۔ اب بن یامین کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ ہم بہت زیادہ گندم لے لیں۔ ہم اپنے بھائی کا خیال رکھیں گے۔ اس کی حفاظت میں کوتاہی نہیں کریں گے البتہ ہمیں بہت زیادہ گندم ملے گی اور یہ گندم اس کے مقابلہ میں کم ہو گی۔ یعقوب نے ان سے عہد اور بیٹاً لیا بن یامین کی حفاظت کے لئے اور انہیں وصیت کی کہ سب ایک دروازہ سے داخل نہ ہو جانا بلکہ صرف دو شخص ایک دروازہ سے داخل ہوں۔

یوسف کے بھائی جب مصر کے دروازہ پر پہنچے تو باپ کے فرمان کے مطابق دو دو ہو کر ایک دروازے سے داخل ہوئے۔ بن یامین تھا رہ گیا وہ نہیں جانتا تھا کہ کہاں جائے اور وہاں کسی کو نہیں جانتا تھا اور نہ قبطی زبان جانتا تھا جبکہ کوئی اور اس کی زبان کو نہیں جانتا تھا۔ اس وقت یوسف کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا: اے یوسف اٹھو کروہ ایک ناواقف شام کے دروازے پر کھڑا ہے، جاؤ کہ تمہارا پدری اور ماوری بھائی بن یامین اپنی اوثنی پر سوار ہے اور دروازے پر حیران اور پریشان کھڑا ہے۔ یوسف روپڑے اور چہرے پر ایک نقاب ڈالا اور اپنے بھائی کے پاس گئے۔ عبرانی زبان میں اس کو سلام کیا اور کہا: تو کہاں سے آیا ہے؟ اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ کہا: میں شام سے آیا ہوں اور ہم اپنی غذا حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ پوچھتا تو کون ہے؟ آپ کے علاوہ کوئی اور ہماری زبان کو نہیں بھگتا ہے۔ یوسف نے کہا: میں ایک مدت تک آپ کے وطن میں رہا ہوں اور عبرانی زبان کو سیکھا ہے۔ پس کہا کہ یہاں پر کیوں کھڑے ہیں؟ کہا میں اپنے بھائیوں کے پاس جاتا چاہتا ہوں۔ یوسف نے کہا: میرے ساتھ آئیں تاکہ میں ان تک پہنچا دوں گا۔ بن یامین یوسف کے ساتھ روانہ ہوئے اور یوسف نے ایک بازوں بند جو سرخ یاقوت کا تھا اس کو دے دیا کہ جس کی قیمت پچاس ہزار

دینار تھی۔ اس کو اس کے بھائیوں کے پاس پہنچا دیا اور خود وہاں سے واپس ہوئے۔ بن یا میں جب اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ تو انہوں نے ان سے کہا کہ ہم نے کبھی تمہیں ہٹتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ آج ہم تمہیں خوش حال دیکھ رہے ہیں۔ بن یا میں نے کہا یہ خوشی اس سوار سے مل کر ہوئی ہے کہ میں نے ان کو دیکھا کہ عبرانی زبان بولتے ہیں اور یہ شیشہ مجھ کو دیا اور کہا کہ اس کو بازو پر باندھ لوں۔ یہودا نے کہا یہ شیشہ مجھے دید و تاک دیکھوں۔ جب اس نے لیا تو دیکھا کہ یہ سرخ یا قوت ہے۔ کہا کہ میں اپنے بازو پر باندھوں گا کہ کہیں گم نہ ہو جائے۔ جب اس نے بازو پر باندھا اور پھر کچھ دور پر بعد دیکھا تو بازو بند نہیں تھا۔ کہا بازو بند گم ہو گیا۔ بن یا میں نے کہا: یہ میرے بازو پر باندھا ہوا ہے۔ شمعون نے کہا مجھے دکھا دیں۔ اس کو پکڑ کر اپنے ہاتھ میں رکھا تو بازو بند اس سے بھی گم ہو گیا۔ شمعون نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ بازو بند کو کیا ہوا؟ بن یا میں نے کہا: یہ میرے ہاتھ میں ہے۔ ہر بھائی اسی طرح لیتا رہا اور یہ دیکھنے کے بعد خود بخود بن یا میں کی طرف لوٹا رہا۔ اس بات سے وہ لوگ جیران رہ گئے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہو گئے۔

مصر کے لوگ یوسف کے ساتھ ان کے رابطہ کو جانتے تھے اس لئے ان کا احترام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ یوسف کے دربار میں پہنچے۔ ان کے آنے سے پہلے یوسف نے ایک عمارت تعمیر کروائی تھی کہ جس کا طول اور عرض چالیس ذراع تھا۔ یوسف نے حکم دیا کہ یعقوب اور یوسف کی تصویر اس میں نقش کریں بھائیوں کے سخت رو یہ کو مکمل طور پر اس میں نقش کریں ایک طرف بھائی یوسف کو کندھے پر اٹھائے ہوئے صحراء کی طرف لے جا رہے تھے۔ لے جاتے ہوئے ان کو زمین پر گراتے ہیں اور پھر ان کو طمانچہ مارتے ہیں۔ اس کے آگے شمعون کی تصویر بناتے ہیں۔ کہ وہ بائیں ہاتھ سے یوسف کے گیسو اور دوائیں ہاتھ میں چاولتے ہوئے یوسف کے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر روئیل کی تصویر بنا لی گئی تھی کہ یوسف جب اس سے پناہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو طمانچہ مار کر اپنے سے دور کرتا ہے۔

یوسف نے حکم دیا کہ ان کے بھائیوں کو اس عمارت کے اندر لاایا جائے اور کھانے اور پینے کی چیزیں ان کے لئے مہیا کی جائیں۔ درست خوان بچھایا گیا۔ کھانے کی چیزیں اس پر رکھ دیں گیں۔ جب وہ آئے اور بیٹھ گئے تو روئیل نے اپنا سر بلند کیا۔ اس کی نظر ان تصویریوں پر پڑی تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تصویریوں کو دیکھ کر وہ جیران ہو گئے۔ اس کے بھائی کہنے لگے: اے روئیل! تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ: آپ دیکھ لیں تمہیں کیا نظر آتا ہے؟ جب انہوں نے دیکھا تو دنیا ان کی نظر میں تاریک ہو گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ جو تکلیفیں یوسف کو دی گئی تھیں وہ دیوار پر نقش ہیں انہوں نے اپنے ہاتھ کھانے کے لئے نہ اٹھائے جیسے ان پر بھل آ گری ہو وہ جیران رہ گئے۔ یوسف نے اپنے مترجم سے کہا: ان سے پوچھو

کہ کھانا کیوں نہیں کھاتے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا ہم بھوک کے تھے جیسے ہی ہم نے ان نئتوں کو دیکھا ہماری بھوک ختم ہو گئی۔ وہ اس لئے کہ یہ ہماری تصویریں ہیں اور یہ ہمارا بھائی کہ جو گم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد بہت زیادہ روئے یوسف نے حکم دیا کہ ان کو اپنے مخصوص کمرہ میں لے جائیں اور وہاں پر دستِ خواں بچھا دیا جائے اور فرمایا: جو ایک ماں کے بھائی ہیں وہ دونوں ایک ایک دستِ خواں پر بیٹھئے۔ پس سب بیٹھ گئے اور بنیا میں کھڑا تھا۔ یوسف نے کہا: آپ کیوں نہیں بیٹھتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرا کوئی مادری بھائی نہیں نے البتہ میرا ایک بھائی تھا۔ یوسف نے فرمایا: اس کو کیا ہوا بنیا میں نے کہا: یہ جماعت اس کو صراء میں لی گئی جب واپس آئے تو انہوں نے کہا کہ اس کو بھیڑ کا کھا گیا ہے۔ یوسف نے کہا: میں تمہارے بھائی کی جگہ پر ہوں۔ آجاؤ ہم کر کھانا کھاتے ہیں۔ اس کے بھائی کہنے لگے خدا بھیشہ یوسف اور اس کے بھائی کو ہمارے اوپر ترجیح دیتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ نے اس کو اپنے ساتھ دستِ خواں پر بٹھا کر کھانا کھایا غذا کھانے کے بعد بنیا میں نے درخواست کی کہ ان کو اس کمرہ میں لے جائیں کہ جس میں تصویریں نقش ہیں یوسف نے کہا: وہاں کس لئے جانا چاہتے ہو؟ بن یامین نے کہا: میرا بھائی جو گم ہوا ہے وہاں پر میں نے دیکھا میں دوبارہ ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں اس کو اجازت دی گئی بنیا میں یوسف کی تصویر کے نیچے بیٹھ گیا اور اس دلخراش منظر کو دیکھ کر اتنا رویا کہے ہوں گیا یوسف کے نوکر اس واقعے سے باخبر ہوئے۔

جناب یوسف نے اپنے آپ سے کہا کہ میں کب تک اپنے بھائی کو اپنی جدائی کے غم میں رکھوں فوراً اپنے فرزند افرائیم کو بلایا اور کہا: یہ تمہارا بچا ہے اس کے پاس چلے جاؤ جو بھی تجھ سے سوال کرے اس کا جواب عبرانی زبان میں دینا۔ اگر تجھ سے پوچھئے کہ تو کس کا بیٹا ہے؟ تو کہنا کہ میں تمہارے بھائی یوسف صدیق کا لڑکا ہوں۔ افرائیم باپ کے فرمان کے مطابق بنیا میں کے پاس آیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا بنیا میں نے دیکھا تو کہا بیٹا یہ دیوار پر جو نقش ہے کس کا ہے؟ تم اس کے ساتھ شاہت رکھتے ہو۔ پھر پوچھا: اے فرزند تو کس باغ کا پھول ہے؟ اس نے کہا: میں یوسف صدیق کا بیٹا ہوں۔

بنیا میں نے کہا مگر اس زمین پر یوسف موجود ہے۔ افرائیم نے کہا: ہاں ہے بنیا میں بہت زیادہ روئے افرائیم نے پوچھا: آپ کیوں رور ہے ہیں۔ بنیا میں نے کہا: میرا ایک بھائی تھا کہ جس کا نام یوسف تھا وہ اس تصویر کے ساتھ شاہت رکھتا تھا جو دیوار پر نقش ہے۔ میرے دوسرے بھائی اسے صراء میں لے گئے اور کہتے تھے کہ اسے بھڑکا کھا گیا ہے افرائیم نے کہا نہ روئیں یوسف کو بھیرئے نہیں کھایا۔ میں یوسف کا فرزند ہوں جو کہ تیرا بھائی ہے۔ بن یامین ایک

مرتبہ اپنی جگہ سے انھا اور اپنے بھائی کے فرزند کو اپنے گود میں لے لیا اور شوق کا نالہ دل سے کھینچا کہا: اے میرے دل کے میوہ اور میری آنکھوں کے نور آپ کا بابا کہاں ہیں؟ کہا وہ تو ہیں کہ جنہوں نے آپ کے ساتھ کھانا کھایا ایک گھنٹہ پہلے آپ کے پاس تھے۔ اس نے کہا مجھے دکھادیں۔ میرے صبر کا پیانہ لبریز ہو چکا ہے افرائیم نے کہا: صبر کریں تاکہ ان کو بتا دوں اس کے بعد یوسف کے پاس جا کر اپنے باپ کو اس کے بارے میں خبر دی۔ کہا جا کر اس کو لے آؤ۔ افرائیم آیا اور کہا: اے چچا جان میرا بابا آپ کو بلا تا ہے۔ بنیامین جب یوسف کے ززو دیک پہنچنے تو اس کو اپنی آغوش میں لیا اور نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔

جناب یوسف انہیں ہوش میں لائے اور فرمایا: میں تمہارا بھائی ہوں اس پر افسر دہ نہ ہوں کہ جو کچھ میرے بھائیوں نے میرے ساتھ کیا۔ اب میرے والد کے حالات مجھے بتا دیں۔ بنیامین نے کہا: اے میرے سر کے تاج ان کی آنکھیں آپ کی جدائی میں روئے کی وجہ سے ناہیں ہو چکیں ہیں اور اس دنیا میں تمہاری ملاقات کے علاوہ کچھ نہیں چاہتے ہیں۔ جناب یوسف بہت زیادہ روانے اور کہا: کاش! میری ماں مجھے نہ جتنی اس کے بعد اپنی بہن دینے کے بارے میں پوچھا۔ بنیامین نے کہا: آپ کی جان کی قسم یہ چالیس سال سے آپ کی عزداری میں سیاہ اونی لباس پہنچتی رہی ان کو اپنے بدن سے نہیں نکالا ہے اور ہمیشہ بیت الاحزان میں اپنے غمکین باپ کے ساتھ پہنچتی رہتی ہے اور اس کی دلیکھ بحال کرتی ہے اور ہر مسافر سے آپ کے حالات کے بارے میں پوچھتی ہے۔ یہ بہن وہ تھی کہ جس کا ایک بھائی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔ چالیس سال تک مصیبت رسیدہ عورتوں کی طرح ماتم کے لباس کو اپنے آپ سے دو نہیں کیا۔ پس جناب نہیں کہ جن کے چھ بھائی شہید ہو کر خون آلو دھونے سوچو کہ ان کی کیا حالت ہو گی۔



## مجلس نمبر 38

### یوسف کے بھائیوں کا واقعہ

یوسف نے کہا کیا تم نے شادی کی ہے بنیامن نے کہا: ہاں میرے باپ نے فرمایا کہ شادی کرلو کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنے والے زیادہ نہ تھے۔ جناب یوسف نے کہا تمہاری کوئی اولاد ہے؟ کہا: ہاں میرے تین بیٹے ہیں یوسف نے کہا ان کے نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک کا نام بھیڑیا اور دوسرے کا نام خون اور تیسرا کا نام قیص ہے۔ کس وجہ سے آپ نے یہ نام مرکھے ہیں؟ اس نے کہا جب بھی اپنے فرزند بھیڑیا کو دیکھتا ہوں اس بھیڑیا کو یاد کرتا ہوں کہ جس کو میرے بھائیوں نے متمم کر دیا کہ اس نے یوسف کو کھایا ہے۔ اور اس کو میرے باپ کے پاس لے آئے اس کی وجہ سے یوسف کو یاد کرتا ہوں۔ جب میری نظر میرے بیٹے قیص پر پڑتی ہے تو آپ کی قیص یاد آتی ہے کہ جو میرے باپ کے پاس لے آئے اور جب میری نظر میرے فرزند خون پر پڑتی ہے تو اس جھوٹے خون کہ جو جس سے آپ کی قیص کو آلا وہ کیا گیا تھا، یاد کرتا ہوں۔ یوسف نے فرمایا: اس وقت انھیں اور دوسرے بھائیوں کے پاس جائیں۔ بنیامن کہنے لگا: بھی میں آپ سے جدا ہونے کی بہت نہیں ہے یوسف نے فرمایا میرا بھی بھی ارادہ ہے کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے لہذا مجبور ہوں کہ تم پر چوری کی تہمت لگاؤں۔ چونکہ تمہیں اپنے پاس رکھنے کے لئے اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ بنیامن نے عرض کیا جیسا آپ چاہتے ہیں انجام دیں۔ بنیامن اٹھا اور اپنے بھائیوں کے پاس چلا گیا۔ ان کو خوش حال اور صروردی کھا۔ اس کی حالت کی تبدیلی سے انکو تعجب ہوا یوسف نے جب اس کے بھائیوں کی ضروریات کو تیار کیا تو سرخ یا قوت کا ایک ظرف (پیالہ) جس کی قیمت دولا کھدیار تھی چھپا کر اس کو بنیامن کے سامان میں رکھ دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

**فَلَمَّا جَهَزْ هُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذْنَ مُؤْذِنَ اِنْتَهَا الْعِيْزَ اِنْكُمْ سَارِقُونَ - (یوسف ۱۷)**

جب جناب یوسفؐ کے بھائی مصر سے نکلے تو جناب یوسف نے پانچ سو سوار کو انکے پیچھے بھیجا ہر ایک نے فریاد بلند کی۔ اے جماعت اے قافلہ والو! تم چور ہو! یوسف کے بھائی آئے انہوں نے کہا تمہاری کوئی چیز گم ہوئی ہے؟ ان سواروں نے کہایا قوت کا ایک برتن کہ اس ظرف کی قیمت دولا کھدی نار ہے: **قَالُوا وَأَقْبَلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ قَالُوا نَفْقَدُ صَوَاعِ الْمَلِكِ فَمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلٌ بَعِيرٌ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنَفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا لَكُنَا سَارِقِينَ۔** انہوں نے کہا جو بھی اس ظرف کی خبر ہمیں دے ایک اونٹ کا بارگدم مبارک باد کے طور پر اسے دیں گے۔ یوسفؐ کے بھائی کہنے لگے خدا کی قسم آپ جانتے ہیں۔ ہم اس زمین میں فاد کے لئے نہیں آئے ہیں چوری کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ ظرف تمہارے سامان میں مل گیا تو کیا سزا ہے وہ کہنے لگے چور کی سزا یہ ہے کہ اس چور کو غلام بنالیا جائے۔ اس وقت کہا گیا اونٹوں کے سامان کی تلاشی دینے کے لئے مصروف چلوس سے پہلے یوسفؐ کے بھائیوں کی تلاشی لی گئی: **فَبَدَأَ يَأْوِ عَيْتِهِمْ قَبْلَ وِعَاهِ أَخْيَهِ** جب سب سامان کی تلاشی لی گئی یوسفؐ نے کہا ان کو اپنے وطن جانے دیں اور بنیامین کی تلاشی نہ لو یہ ظرف ان کے پاس نہیں ہو سکتا۔ اس کے بھائی کہنے لگے۔ بنیامین ہم سے زیادہ شریف نہ تھا اور نہ ہے۔ جس طرح ہم متهم ہیں اسی طرح اس کو بھی متهم ہوتا چاہیے جب بنیامین کے سامان کی تلاشی لی گئی تو قوت کا برتن اس کے سامان سے نکل آیا یوسفؐ کے بھائیوں کے لئے یہ دنیا تاریک ہوئی اور شرمدگی سے مر نے پر تیار ہوئے ان میں سے ایک کہنے لگا: **إِن يَسْرِقُ فَقَدْ سَرَقَ أَخْ لَهُ مِنْ قَبْلِ**۔ ان میں ایک بھائی کہنے لگا اگر اس نے چوری کی ہے اس کا ایک بھائی تھا اس نے بھی چوری کی تھی یوسفؐ نے یہ بات سنی لیکن اس کی پرواہ نہ کی یوسفؐ کی چوری کے بارے میں تفسیر صافی اور عیاشی اور دوسرا کتابوں میں لکھا ہے کہ یوسف کی ایک پھوپھی جو یوسفؐ کو بہت زیادہ دوست رکھتی تھی۔ ایک دن بھی اس کے بغیر زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔ یعقوب نے اپنی بہن کے پاس بیعام بھیجا کہ یوسفؐ کو بھیج دو تو ان کی بہن کہنے لگی: آج کی رات اس کو میرے پاس رہنے دیں تاکہ میں سیر ہو کر اس کو دیکھ لوں۔ اس کے بعد اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گی۔ پس ایک فیضی کر بند جو اس کے بھائی اسحاق سے اس کو وارثت میں ملا تھا اس کو لباس کے پیچے یوسف کی کر کے ساتھ باندھ دیا اور قانون اس طرح کا تھا کہ جب چور کے پاس مال نکل آئے تو اس کو غلام بنالیتے تھے اس کو بھیجنے کا حق حاصل تھا جب یوسفؐ یعقوب کے پاس گئے تو یعقوب کی بہن کر بند کی تلاشی لینے لگی یعقوب نے پوچھا کہ تمہاری کوئی چیز گم ہو گئی ہے۔ بہن کہنے لگی اسحاق کا کمر بند کہ جو میرے بھائی کی یاد گا تھی جب یوسفؐ کی تلاشی لی گئی تو کر بند کو اس کی کمزی میں دیکھا اس کی بہن نے کہا شریعت کا

حکم یہ ہے کہ یوسف میراغلام ہے۔ یعقوب نے کہا یوسف تمہارا غلام سبی مگر شرط یہ ہے کہ اس کو نہ بخیس اور کسی کو بخیش بھی نہ۔ اس کی بہن نے کہا کہ مجھے یہ شرط قبول ہے۔ آپ اسے مجھ سے نہ لیں اور میں نے اس کو آزاد کر دیا خلاصہ شریعت کے مطابق بن یامین کو غلام بنادیا گیا بھائی مجبور ہو کر مصر واپس ہوئے ہو سکتا ہے کہ بنیامن کو آزاد کریں اس کے بعد یوسف سے کہا گیا ایہا العزیزِ انَّ لَهُ أَبَا شَيْخًا كَبِيرًا فَذَادَهُ نَامَكَانَهُ إِنَّا نَرَأُكَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ۔ اے عزیز مصر! اس کا باپ بوڑھا ہے۔ آپ ہمارے اوپر احسان کریں ہم میں سے ایک کو اس کی جگہ رکھیں۔ ہم آپ کو نیک لوگوں میں سے جانتے ہیں۔ یوسف نے فرمایا: ایسا کام ہرگز سرزد نہیں ہو سکتا کہ ایک بے گناہ کو ایک گناہ گاری جگہ قید کر دوں۔ اگر ہم نے ایسا کام کیا تو ہم ظالموں میں سے شمار ہوں گے۔ انہوں نے کوشش کی لیکن فائدہ نہ ہوا جب بھائی یوسف سے نا امید ہو گئے تو آپس میں مشورہ کیا مخفی طور پر یہودا نے کہا کہ بنیامن کی خلاصی کے لئے میری رائے یہ ہے کہ ہم جا کر قید خانہ کے دروازے پر بیٹھ جائیں اور بنیامن کو قید خانہ میں جانے نہ دیں تم میں سے ہر ایک بازار سے اسلحہ لیکر جنگ کے لئے تیاری کرے اور جب میں آواز دوں تو میرے پاس آنا اور جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مصر کے لوگ ہمارے ساتھ مقابله نہیں کر سکتے ہیں۔ یہودا ایک تویی اور طاقتور شخص تھا۔ جب اس کو غصہ آتا تھا تو اس کے بال لباس کے اندر کھڑے ہو جاتے تھے کامتوں کی طرح اور کچھی شدت غضب کی صورت میں اس کے سر کے بالوں سے خون گرتا تھا اس حالت میں جب یعقوب کے فرزندوں میں کسی ایک کا ہاتھ لگ جاتا تھا فوراً اس کا غضب ختم ہو جاتا تھا اور اس کی طاقت باقی نہیں رہتی تھی یوسف اپنے بھائیوں کے بیان کو سنتے رہے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر یہودا کو غصہ آ گیا تو کوئی نہ کوئی واقعہ پیش آ سکتا ہے اس نے اپنے چھوٹے بیٹے مائیل کو بلبایا اور کہا اس شخص کے پاس جا کر (اور اشارہ یہودا کی طرف کیا) اپنا باتھا اس کی پشت پر رکھ دو۔

مائیل نے باپ کے کنبے کے مطابق عمل کیا یہودا کا غصہ ختم ہو گیا۔ یہودا نے اس بچے کو اپنی طرف کھینچا اور اپنے چہرہ کو اس کے چہرہ پر رکھ دیا اور کہا تو کس کا فرزند ہے؟ مائیل نے اس کو جواب نہ دیا۔ اس کے بھائی انتظار میں کرتے رہے۔ لیکن یہودا کی آواز کو نہیں رہتی۔ پھر وہ اس کے پاس آ گئے اور اس سے کہا کہ آپ کو کیا ہوا ہے کہ آواز نہیں دی۔ یہودا نے کہا: آرام سے رہوں شہر میں یعقوب کی اولاد میں سے ایک ہے۔ اس کے بعد ان کے سامنے اپنی داستان کو بیان کیا اور کہا اپنے وطن چلے جاؤ اور باپ کو خبر دو کہ بن یامین نے چوری کی ہے اور گرفتار ہو گیا ہے۔

**قَالَ كَبِيرٌ هُمُ الَّمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخْذَ عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَطْتُمْ فِي**

**يُوْسَفَ فَلَنَ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْخَالِقِينَ -** "شمعون نے اپنے بھائیوں سے کہا: کیا تم نہیں جانتے ہو یا فراموش کر چکے ہو اس باب کے عہد اور پیمان کو جو ہم سے لیا گیا ہے کہ بنیامین کو صحیح وسلامت اس تک لوٹادیں گے اس سے پہلے مصیبتیں کہ جو یوسف پر آئیں ان پر مستزاداب اگر ہم بنیامین کو یہاں چھوڑ کر چلے جائیں تو ہمارے باب کا کیا حال ہو گا۔ میں مصر سے نہیں جاؤں گا جب تک میرے والد اجازت نہ دیں۔ یہودا نے کہا تم چلے جاؤ میں بنیامین کے بارے میں عزیز مصر کے ساتھ بات کرتا ہوں اس کے بھائی کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور یہودا یوسف کے پاس آیا اور بنیامین کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے جواب منفی میں دیا۔ یہودا سخت غضبناک ہوا۔ اس حد تک کہ اس کے شانہ سے چند بال کھڑے ہو گئے اور ان سے خون پھوٹ لگا یوسف کا چھوٹا بیٹا اپنے باب کے پاس گیا وہ انار کے جو سونے اور جواہرات کے ساتھ مر صبح تھا اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اس کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ جناب یوسف نے اس انار کو لیکر یہودا کی جانب پھینکا پچھے انار کے پیچھے دوڑا اس کا ہاتھ یہودا کو لگا تو اس کا غصہ ختم ہو گیا تین مرتبہ یا کام کیا یہودا کو یقین ہو گیا کہ یعقوب کے فرزندوں میں ایک اسی لگر میں موجود ہے۔ خلاصہ بھائی جب کنعان میں پہنچے اور بنیامین کا قصہ بیان کیا اور انہوں نے کہا اگر ہم جھوٹ بولتے ہیں تو ہمارے اس واقعہ کو اہل قافلہ اور اہل مصر سے پوچھ لیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہم نے جھوٹ نہیں کہا ہے تو یعقوب نے اپنے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور کہا:

**يَا أَسَفِي عَلَى يُوْسَفَ وَأَيَّضَتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُرَّ كَظِيمٌ قَالُوا أَتَالَّهِ تَفْتَوَأَذْكُرُ  
يُوْسَفَ حَتَّى تَكُونَ أَوْ تَكُونَ مِنِ الْهَالِكِينَ -**

ہائے افسوس! یوسف پر کہ میری نظروں سے غائب ہوا اور زیادہ رونے کی وجہ سے میں آنکھوں سے نایبا ہو گیا، تفسیر صافی میں حضرت امام صادق سے منقول ہے کہ یعقوب کا حزن یوسف کے گم ہونے پر ستر ہوتا ہے کہ حزن جتنا تھا کہ جن کے جوان بیٹے مر چکے ہوں۔ یعقوب کے بیٹے کہنے لگے: آپ تھوڑی دریکیلے بھی یوسف کے ذکر کو فراموش نہیں کرتے ہیں اس طرح تو آپ بیمار ہو جائیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔ یعقوب نے کہا: میں اپنے غم کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور اس سے فرج کی امید رکھتا ہوں نیز اس کے لطف اور رحمت سے جانتا ہوں۔ جس چیز کو تم نہیں جانتے ہو اب میں ایک خط عزیز مصر کے لئے لکھتا ہوں اس کو لے جاؤ اور پروردگار کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو خدا کی رحمت سے نامید ہوتا کافروں کا کام ہے پس شمعون کو حکم دیا کہ اس مضمون کا

خط عزیز، مصر کو لکھو:

بسم الله الرحمن الرحيم يه خط ہے یعقوب بن ابراہیم خلیل کی طرف سے کہ جس ابراہیم کیلئے خدا نے آگ کو مخنثہ اور سلامت قرار دیا یہ جان لو کہ میرا ایک بینا تھا کہ جس کا نام یوسف تھا یہ باقی فرزندوں میں تمام صفات حمیدہ میں متاز تھا۔ اس لئے میں نے دیکھا ہے اس کی وجہ سے میرے گھر میں رونق تھی۔ اس کے بھائیوں نے ایک دن مجھ سے درخواست کی کہ ان کے ساتھ یوسف کو صحراء میں بھیج دوں۔ میں نے اجازت دے دی۔ وہ اپنے ساتھ صحراء میں لے گئے۔ جب سورج غروب ہوا تو اس کے بھائی رو تے ہوئے میرے پاس آئے اور وہ اس کی قیص پر جھوٹا خون لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس کو بھیڑ یا کھا گیا ہے اس کے گم ہونے کی وجہ سے مجھے غمگین کر دیا ہے میرا رونا ختم نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ میں نا بینا ہو گیا اور میری کمر جھک گئی۔ میرے بال سفید ہو گئے میرے اس گم شدہ فرزند کا ایک بھائی تھا میں نے اس کو مگشیدہ فرزند کی جگہ اختیار کیا مجھے غم اور حزن سے گم شدہ فرزند کی جگہ اس فرزند کو اپنے سینہ سے لگا کر تسلیکیں حاصل کرتا تھا اس کے بھائی کہنے لگے کہ آپ نے چاہا ہے کہ اس کو اپنے ساتھ لے آئیں۔

اگر نہ لاتے یالانے میں کوئی کوتا ہی کی تو میں تمہیں اپنی بخششوں سے محروم رکھوں گا اور تمہیں گندم بھی نہیں ملے گی۔ لہذا میں نے اسی فرزند کو آپ کی طرف بھیجا ہے جب اس کے بھائی واپس آگئے تو اس فرزند کو ان کے بھائیوں کے ساتھ نہ دیکھا میں نے اس کی وجہ پوچھی تو ان میؤں نے کہا: اس نے چوری کی ہے اور مصر کے عزیز نے ان کو غلام بنالیا ہے۔

اے عزیز! جان لو ہم خاندان نبوت سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم ابراہیم خلیل کے خاندان سے ہیں چوری کرنا ہمارا کام نہیں ہے اس اتهام کی وجہ سے میرے فرزند کو مجھ سے جدا کر دیا گیا۔ مجھے اس کی جدائی نے پریشان کر رکھا ہے میں آپ سے چاہتا ہوں کہ مجھ پر احسان کریں اور میرے بیٹے کو آزاد کر کے میرے پاس بھیج دیں اور اپنا احسان ہمارے حق میں کریں اور اپنے عطیات ہم سے نہ لے لیں اور ابراہیم کے خاندان کو اس خوشخبری سے خوش حال کریں۔ یعقوب کے فرزند نے خط کو جلد از جلد مصر پہنچایا: فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَا وَأَهْلَنَا الصَّرُوقَ جَنَّتَنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزَجَاتٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكِيلَ وَتَصَدَّقَ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ الْمُتَصَدِّقِينَ۔

جب یعقوب کے فرزند یوسف کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: اے عزیز! ہمارے خاندان کی زندگی سخت گز رہی ہے۔ یہ کہ ہم آپ کے پاس ناجائز ہدیہ کے ساتھ آئے ہیں۔ پس ہمارے اوپر رحم کرو اور طعام دے دو اور ہمارے اوپر

پہلے سے زیادہ فضل کرو۔ چونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ یوسف نے باپ کا خط پڑھا تو گریہ کو روک نہ کے گھر جا کر بہت زیادہ روانے۔ پھر اپنے منہ کو دھو کر بھائیوں کے پاس آئے۔ ان کے پاس بیٹھ کر ان سے سوال کیا کہ یوسف کا واقعہ کیا تھا؟ یعقوب نے لکھا ہے کہ یوسف کی قیص کو جھوٹے طریقے پر خون آلو دکر کے میرے پاس لے آئے۔

یعقوب کے فرزندوں نے اپنے سروں کو جھکالیا اور ان کا رنگ متغیر ہو گیا۔ یوسف نے دیکھا کہ بات نہیں کرتے تو کہا: میرا ایک جام ہے کہ جو گزشتہ حادث کی خبر دیتا ہے اور یہ صفت اس ظرف میں ہے کہ اسی اور ظرف میں نہیں ہے۔ اب میں تم سے تمہارے بارے میں سوالات کرتا ہوں۔ یوسف نے سونے کی ایک چیز اس ظرف پر ماری آواز آئی یوسف نے کہا یہ جام کہتا ہے کہ تم نے یوسف اور یعقوب کے درمیان جدائی ڈال دی تم نے اس پر ظلم کیا۔ یعقوب کی اولاً دکے لئے اقرار کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا انہوں نے کہا کہ ہاں ایسا ہوا تھا پھر اس میل کو اس جام پر گاہ دیا آواز آئی یوسف نے غور سے سنی اور کہا: یہ جام کہتا ہے: یوسف کے تو شہ کوئتے کے سامنے ڈال دیا اور اس کے پانی کو زمین پر پھینک دیا۔ اس کو تم نے مٹا نچہ مارا کیا یہ کام تم سے سرزد ہوا ہے یا نہیں؟! اس وقت یعقوب کے فرزندوں کے بدن کے جوڑوں میں اضطراب آگیا اور وہ بے اختیار راز نے لگ۔

انہوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے تیسری مرتبہ میل کو جام کے ساتھ مارا تو اس سے ایک آواز آئی یوسف غور سے سننے لگا اور کہا یہ جام کہتا ہے ان ٹکنیوں اور عذاب کے بعد اس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تمہارا بھائی یہودا نے اس کو تمہارے ہاتھ سے نجات دی انہوں نے کہا ایسا ہوا تھا۔ یوسف نے فرمایا یہودا کون ہے؟ یہودا کے بھائیوں نے ان کا تعارف کر دیا جناب یوسف یہودا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خدا تمہیں نیک جزادے انہوں نے عرض کیا: اے عزیز! پھر بھی جام کے ذریعہ ہمارے حالات کا پتہ لگائیں تاکہ اس سے زیادہ رسوا ہو جائیں۔ چوتھی مرتبہ میل کو جام پر مارا تو فرمایا: یہ جام کہتا ہے کہ تم نے یوسف کو کنویں میں ڈال دیا اس کو کچھ قافلہ والوں نے نکالا اور تم آگئے اور اس کوستی قیمت میں بیچا انہوں نے کہا ایسا ہی ہوا ہے یوسف نے فرمایا تم کیے برے لوگ تھے کہ تم نے اپنے بھائی کے ساتھ یہ سلوک کیا۔

اب جبکہ تم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا ہے تو تم پھانسی کے سزاوار ہو۔ یعقوب کی اولاد نے سمجھا اس دنیا کی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے اس وقت ایک ورقہ کہ جو یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو بیچتے وقت مالک بن زعر کو لکھا تھا اور اس کے سر دکیا تھا یہ ایک ورقہ ہے کہ جس کی وجہ سے مالک بن زعر نے یعقوب کے فرزندوں میں سے ایک غلام کو کہ

جس کا نام یوسف تھا، میں درہم میں تسلیم کیا اور وہ ضامن ہو گئے خداوند تعالیٰ یعنی والوں پر وکیل اور گواہ ہے۔ یوسف کے بھائیوں نے جب اس خط کو پڑھا تو وہ چاہتے تھے کہ زمین کے اندر دھنس جائیں اور یہ رسوائی اور خجالت نہ دیکھیں اس وقت یوسف نے مسکراتے ہوئے عربی زبان میں فرمایا: قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذَا نَتَمَّ جَاهِلُونَ - "کیا تم جانتے ہو کہم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا؟ جو انہوں نے یوسف کو ہٹتے ہوئے دیکھا تو ان کی نظر موتیوں جیسے دانتوں پر پڑی: قَالُوا إِنَّكَ لَأَنْتَ يَوْسُفُ قَالَ أَنَا يَوْسُفُ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَرَ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَقَرَّبَ إِلَيَّ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ -"

انہوں نے کہا کیا تم یوسف ہو؟ آپ نے کہا: باں! میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی بھائیوں میں ہے خدا نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے جو بھی پرہیز گار ہو اور شدائد اور بلااؤں میں صبر کرے تو پروردگار اسے نیک لوگوں کے عمل کو ضائع نہیں کرتا اس وقت یعقوب کے فرزندوں نے شرم ساری کی وجہ سے اپنے سروں کو نیچے جھکایا اور بہت زیادہ روئے: قالوا تَاللهُ لَقَدْ آثَرَكُ اللهُ عَلَيْنَا وَانِّي كُنَّا الظَّاطِئِينَ -"

انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم خدا نے تمہیں ہمارے اوپر چنانے البتہ تم خطاء کا رتے اب اپنے کرم سے ہمارے اوپر زگاہ کریں اللہ نے تمہیں بہت زیادہ انعام سے نوازا ہے ہمارے اوپر نظر کرو۔ قَالَ لَا تَشْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرَحَّ الرَّاحِمِينَ اذْهَبُو بِقُمِيَصِيِّ هَذَا فَالْقُوَّهُ عَلَى وَجْهِ أَيِّ يَا تِي بَصِيرًا - یغفر لكم الله وهو ارحم الراحمين -"

یوسف اٹھے اور اپنے بھائیوں کی آنکھوں کے درمیان بوس دیا اور فرمایا آج تمہارے لئے کوئی ملامت نہیں ہے میں خداوند تعالیٰ سے درخواست کروں گا کہ تمہاری تقصیرات سے درگزر کرے وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اب اس قیص کو لے جاؤ اور اس کو میرے والد کے چہرے پر ڈال دو اس کے نتیجے میں ان کی آنکھوں میں روشنی آئے گی اس وقت باپ کے ساتھ اور جو بھی ان کے پاس ہیں سب میرے پاس آ جائیں۔ یعقوب کے فرزند انتہائی سرور کے ساتھ کنغان کی طرف روانہ ہوئے اور خوشحالی کی خبر لیکر واپس آگئے۔ لیکن امام زین العابدینؑ باقی اہل بیت کے ساتھ مدینہ کی طرف روان ہوئے آنکھوں میں آنسو اور دل میں اپنے باپ اور بھائیوں کا غم لیکر آگئے۔



## مجلس نمبر 39

**نفس اعمال کے گروہ میں.....!**

قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ إِيَّاهَا النَّاسَ إِنَّ أَنفُسَكُمْ مَرْءُونَةٌ بِأَعْمَالِكُمْ فَنَكُوْهَا بِإِسْتِغْفارِكُمْ -، یعنی اے لوگو! تمہارے نفس تمہارے اعمال کے گروہ میں پس توبہ اور استغفار اور اللہ کی طرف رجوع کرنے سے تم اپنے نفسوں کو آزاد کرو اور تمہاری پشت گناہوں کی وجہ سے عینہ ہے اس کو طویل بجدوں کے ساتھ ہلکا کر لو کتب فتنہ میں رہن کا ایک مستقل باب ہے اور وہ یہ ہے کہ قرض کے بد لے میں کوئی چیز اس شخص کے پاس رکھتے ہیں۔ اگر مقرض قارض کا قرض ادا نہ کر سکے تو اس کے مال سے اپنا قرض پورا کرے۔ قرض دینے والے کو رہن کہتے ہیں۔ اور لینے والے کو مرہن کہتے ہیں اور جو مال رہن میں دیتا ہے اس کو مرہن اور رہن کہتے ہیں اور فقہی کتابوں میں اس کے لئے شرعاً درج ہیں۔

\* اول یہ کہ رہن اور مرہن دونوں بالغ عاقل مختار غیر سفیہ اور قصر رکھتا ہو۔

\* دوسری شرط یہ ہے کہ رہن رہن کے تصرف میں اور اس کی ملکیت میں ہوش عائیج اور شراء کے قابل ہو۔

\* تیسرا شرط یہ ہے کہ اگر رہن سے کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہو وہ رہن کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کی ملکیت میں ہے۔

\* چوتھی یہ کہ رہن اور مرہن ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر رہن کو کسی کے ہاتھ نہیں بیٹھ سکتے۔ یا کسی کو اجارہ یا رہن رکھنا چاہیں تو اجازت کی ضرورت ہے لیکن اس کو بیچنے کے بعد یا بخشش کے بعد ان میں سے ایک کہہ دے کہ میں راضی

ہوں پھر کوئی اشکال نہیں ہے وہ حق اور اجارہ صحیح ہے۔

\* پانچواں اس رہن کو مرہن کے قبض کے ساتھ دیا جائے اور عین معین ہو مجہول اور مہم صحیح نہیں ہے جیسا کہ یہ کہے جو چیز بھی اس صندوق میں ہے مغلل ہے وہ تجھ کو رہن دیتا ہوں یہ حق نہیں ہے۔

\* چھٹی مرہن جب بھی رہن کی اجازت سے رہن میں تصرف کرے اس تصرف کی وجہ سے رہن تلف ہو جائے یا اس کی قیمت میں کمی واقع ہو جائے تو مرہن ضامن ہو گا۔

\* ساتواں رہن مرہن کے ہاتھ میں امانت ہے اگر تفریط کے بغیر تلف ہو جائے تو رہن کا کوئی حق نہیں ہے۔

\* آٹھواں اگر مرہن چاہے تو جس گھر میں رہن رہتا ہے اس گھر کے علاوہ کوئی اور گھر نہیں ہے مال سواری کے علاوہ کوئی اور سواری نہیں ہے کہ گھر کے اساس کے علاوہ کہ جو محل احتیاج ہے اور شب و روز اس کے استعمال میں ہے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے چونکہ یہ مکورات دین کے مشدیات میں سے ہیں۔

\* نواں اگر رہن کی مدت آجائے اور مرہن اپنے حق کے استيقاء کا مطالبہ کرے اگر وکیل رہن کی طرف سے ہے کہ وہ یقچے اور اپنا حق ادا کرے تو پھر رہن کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر وکیل نہیں ہے تو رہن کے سے پہلے اس کو یقچے سکتا ہے مگر یہ کہ رہن کی طرف رجوع کرے اور اس کو اجازت نہ دے تو حاکم شرع کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ اگر حاکم شرع بھی اس کو یقچے پر مجبور نہ کر سکے تو پھر مرہن کے لئے جائز ہے کہ رہن کو یقچ کر اپنا حق ادا کرے۔

\* دسویں اگر مرہن کے پاس اپنے دین کے اثبات کے لئے گواہ نہ ہو اور وہ سمجھتا ہو کہ اگر رہن کا اعتراف کرے تو وہ اس سے لے گا اور دین کیلئے گواہ کا مطالبہ کرے ایسی صورت میں جائز ہے کہ رہن کو یقچ دے اور اپنا حق وصول کرے اب جاننا چاہیے کہ یہ نفس جو اعمال صالح کے رہن میں ہے حقیقت میں انسان رہن اور اس کا دل مر ہوں ہے وہ خواہشات فسانیہ کے گروی میں ہے اور شیطانی خواہشات ہاتھ سے دے بیٹھا ہے اور عمل صالح سے دل کو گروی سے آزاد کر سکتا ہے چنانچہ یوسف کے ساتھ بھائیوں کی طرف سے جنایت خباثت اور ظلم کے ساتھ توبہ واستغفار اور عمل صالح کی وجہ سے اس کو عزت اور دولت سے نوازا۔

## یوسف کے بھائیوں کا واقعہ

اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یوسف نے قیص دی کہ اس کو لے جاؤ اور میرے باپ یعقوب کے چہرے پر

ڈال دینا۔ اس سے اس کی بینائی لوٹ آئے گی تو یہودا نے اس قیص کو لیا اور جلد از جلد راستہ طے کیا: **وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِشَرُ قَالَ أَبُو هُمَّانِي لَا جُدُرِيْحَ يُوسَفَ لَوْلَا أَنْ تَفَنَّدُونَ قَالُوا تَأَلَّهُ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالٍ كَالْقَدِيمِ فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ الْقَاهَ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَ بَصِيرًا قَالَ اللَّهُ أَقْلَ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مَالًا تَعْلَمُونَ**۔ جب قافلہ مصر سے باہر نکلا تو یعقوب نے کہا: میں یوسف کی بسوگھتا ہوں اگر میرے ساتھ مذاق نہ کرو تو اس کو کہا گیا کہ خدا کی خدا کی قسم تم اسی سابق گراہی پر باقی ہو جب بشیر پہنچا اور قیص کو یعقوب کے چہرے پر ڈال دیا اور ان کی آنکھوں میں بینائی آگئی تو انہوں نے حاضرین سے کہا: میں نے تم سے نہیں کہا تھا جا کر یوسف کو ٹھلاش کرو۔ میں خدا کے لطف و کرم سے جانتا تھا جو کچھ تم نہیں جانتے۔

بیٹوں نے کہا: اے بابا! ہمارے لئے استغفار کریں اور ہمارے گناہوں سے صرف نظر کریں ہم گنہ گار اور خطا کار ہیں۔ یعقوب نے فرمایا: مجھے مہلت دو یہاں تک کہ شب جمعہ آجائے تو میں تمہارے لئے دعا کروں گا۔ البتہ خدا بخشش والا اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے:

**قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْ بَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ قَالَ سَوْفَ اسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ إِنَّهُ هُوَ الْفَقُورُ الرَّحِيمُ**۔ یوسف نے یعقوب کو ایک خط لکھا اور اس خط میں لکھا کہ اے بابا جان! میں نے مضم ارادہ کر لیا ہے کہ آپ کے پاس جلد پہنچوں اور آپ کی زیارت کروں۔ لیکن میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ آپ کو مصر لے آؤں کہ آپ میرے ساتھ ہوں اور اس خط کے ذیل میں لکھا کہ میں نے ایک سو اسی لباس بطور ہدیہ بھیجا ہے آپ کے اہل بیت کے لئے عامے قیصیں اور نقاب وغیرہ بھیج رہا ہوں۔ اور ہر ایک کے لئے گھوڑا زین اور بجا م کے ساتھ بھیجا کہ جو جواہر سے مرصع ہے اور ہر سواری کے ساتھ ایک غلام کو بھیجا ہے۔ آپ عظمت کے ساتھ مصر میں داخل ہو جاؤ اور ہر ایک بھائی کے لئے ایک آباد دیہات کو میں کیا ہے کہ جو اس کے ساتھ مخصوص ہو گا جو میرا لفظ ہے وہی آپ کا لفظ ہو گا جو آپ کے لئے ضرر ہے وہ میرے لئے بھی ضرر ہو گا اور میں چاہتا ہوں مصر کے شہر کو آپ اور آپ کے فرزندوں کے وجود سے زیست بخشش تاکہ تم سے کوئی بھی تنگ دست نہ ہو اور تمہیں تعظیم کے ساتھ دیکھیں۔ یعقوب نے خدا کی حمد بجای اور انہوں کر غسل کیا اس کو تبدیل کیا اور اپنی اولاد کو جمع کیا اور فرمایا: اس وقت چار سو افراد تھے سوار ہو کر مصر کی جانب روانہ ہوئے جب یوسف کو جانب یعقوب کے آنے کی خبر پہنچی تو یوسف نے اپنے تمام لشکر کو حکم دیا کہ یعقوب کے احترام کے لئے استقبال کو نہیں جب جانب یعقوب کے نزدیک ہو گئے تو یہ اپنے گھوڑوں سے نیچا تر آئے اور سب کے سب می پر پڑے۔

گئے۔ یعقوب نے پوچھا: یکون ہیں؟ انہیں بتایا گیا کہ یوسف کے لشکر والے ہیں۔ اس لشکر کے پیچھے ایک ہزار گھوڑے کر جنہیں دیبا کے کپڑے سے زینت دی گئی تھی اور ہر ایک پر ایک غلام سوار تھا وہ پیچے اور چار ہزار اوٹ کہ جن میں ہر عماری میں دو کنیریں بیٹھی ہوئی تھیں پیچے گئے۔ حضرت یعقوب نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہیں بتایا گیا یہ سب کے سب یوسف کے خدمت گزار ہیں۔ اور چار فرخ تک چالیس ہزار دستے یوسف کے استقبال کے لئے نکلے۔ جناب یوسف بھی یعقوب کی ملاقات کے انتظار میں تھے۔ جناب یعقوب نے ایک تخت آتے ہوئے دیکھا ان کو کہا گیا یہ یوسف ہیں یعقوب جلدی سے گھوڑے سے پیچے آئے اور تخت کی طرف چل پڑے اس طرح یوسف بھی سوار تھے موقع نہ دیا کہ یوسف پیادہ ہوا کہا میں اور اپنے ہاتھ یوسف کی گردن میں ڈال دیے اور یوسف نے اپنے باپ کے سر کو آغوش میں لیا اپنا چہرہ اپنے باپ کے چہرہ پر رکھا اور کہا: اے میرے بزرگوار بیبا! کیا میرے لئے روتے رہے کہ جس کی وجہ سے آپ کی نظر ختم ہو گئی۔ یعقوب نے کہا: اے میرے ہم اور خم کو دور کرنے والے اے میرے آنکھوں کا نورِ سلام اور مبارکباد قبول ہو اس وقت جریئل نازل ہوا کہا: اے یوسف! اپنے ہاتھ کھولوں دیں جب ہاتھوں کو کھولا تو کئی نور دہاں سے نکلے پوچھا یہ کیا تھا جریئل نے کہا: یہ انبیاء کے نور تھے کہ جو آپ کے صلب سے خارج ہو گئے اور کوئی پیغمبر بھی آپ کے صلب سے ظاہر نہیں ہو گا اس لئے کہ تو پہلے پیادہ کیوں نہیں ہوا کہ اپنے باپ کا استقبال کرے وہ پیادہ اور تو سوار۔ یوسف نے کہا: زیادہ خوش ہونے کے وجہ سے فراموش کر بیٹھا۔

خلاصہ وہ شان و شوکت کے ساتھ مصر میں داخل ہوئے اور یوسف شاہی تخت پر بیٹھا اور اپنے باپ کو اپنے دائیں طرف بٹھا دیا اور ما موں کو باہمیں جانب اور ان کے بھائی اس کے سامنے صاف باندھے ہوئے کھڑے تھے: *فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يَوْسَفَ آوَى إِلَيْهِ أَبُوهُهُ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ أَمْنِينَ وَرَفَعَ أَبُوهُهُ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوَ اللَّهُ سُجَّدَ أَوْقَالَ يَا أَبَتِ هذَا تَأْوِيلُ رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلٍ قَدْ جَعَلْتَهَا رُبَّيْ حَقًا وَقَدْ أَحْسَنَ بِي إِذَا خَرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْ وَمِنْ بَعْدِ أَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي*۔  
جب یعقوب اور اس کے بیٹے یوسف کے پاس گئے تو سجدہ شکر بجالائے یوسف نے اپنے باپ یعقوب اور اپنے ما موں کو اپنے تخت پر بٹھایا اور کہا: اے بابا جان! یہ میرے خواب کی تاویل تھی کہ جو میں نے اس سے پہلے دیکھا تھا خداوند تعالیٰ نے اس خواب کو تجھ کر دکھایا اور مجھ پر احسان کیا کہ اس نے مجھے قید خانہ سے نجات دی اور آپ کو اس بیبا بن سے شان و شوکت کے ساتھ مصر میں داخل کیا۔ اس کے بعد جو شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان دشمنی ڈال دی

تھی۔

جب جناب یعقوب جناب یوسف کے ساتھ اگ تھلک ہوئے۔ یعقوب نے یوسف سے کہا کہ اپنے بھائیوں کی رفتار کی کیفیت بیان کریں کہ جب تجھ کو میرے پاس سے لے گئے تو آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا یوسف نے عرض کیا اُن بابا جان! ان باتوں سے مجھے معاف رکھیں یعقوب نے فرمایا اگر تمام واقعہ بیان نہیں کرتے ہو تو کچھ نہ کچھ مجھے بتا دو یوسف نے عرض کیا: جب مجھے کنوئیں کے قریب لے گئے تو مجھ سے کہا کہ اپنی قیص اتار لیں۔ میں نے کہا اے بھائیو! خدا سے ڈر اور مجھے برہمنہ کرو تو بھائیوں نے میرے سامنے چاقو کو نکالا اور مجھے دھمکی دی اگر قیص کو نہ اتاری تو تجھے قتل کر دیں گے۔ اس لئے مجبور ہو کر قیص کو اتارا تو مجھے کنوئیں میں ڈال دیا یعقوب ان لکھات کو سننے کے بعد ایک فریاد بلند کر کے بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا اے میری آنکھوں کے نور باقی واقعات کو بیان کریں یوسف نے عرض کیا: اے بابا! آپ ابراہیم اور اسحاق کے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے اس واقعہ کے بیان کرنے سے معاف کریں بلکہ آپ مجھ سے یہ پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور کس قدر نعمت عطا کی ہے مجھے اس خواب کی تاویل سے مجھے بادشاہی دی ہے۔ حیر کرتا ہے: ساعد اللہ قلبک یا ابا عبد اللہ الحسین۔ یعقوب کو سننے کی طاقت نہ تھی حسین آتے ہیں اور شاہزادہ علی اکبر کو خاک و خون میں غلطان اور سر شکافتہ دیکھتے ہیں۔

منفصل اعضاءی او ازهم دیگر  
ہمچہ آیات کتاب داد گر  
بستہ ازخون نقش در اور اق او  
لن تنال البر حتی تنفقوا

لیکن سجدہ کو طول دینا اللہ تعالیٰ کے قریب ترین حالات سے ہے مسراج رسول خدا میں ایک حدیث ہے کہ عرض کیا: پروردگار ابنہ کی کوئی حالت تیرے زیادہ نزدیک ہے۔ خطاب ہوا بھوک کی حالت میں اور سجدہ کی حالت میں۔ امام موسی بن جعفر امام زین العابدین اور باقی ائمہ کے حالات میں ان کے سجدے زیادہ مشہور ہیں۔ موسی بن جعفر کی زیارات میں سے ایک زیارت میں ہے: حَلِيفُ السَّجْدَةِ الطَّوِيلَةِ وَالدُّمُوعِ الْغَزِيرَةِ وَالْمَنَاجَاتِ الْكَثِيرَةِ الْخ۔“

دوسری مجلس میں محمد بن ابی عمر کے طویل سجدہ کو نقل کیا گیا ہے کہ نماز فجر میں سر کو سجدہ میں رکھ دیتے تھے۔ زوال

کے وقت تک اسی طرح جیل بن دراج کا سجدہ میں طول دینا اور معروف بن خربوز کا اور اس جماعت نے اس عمل میں اپنے امام کی اقتدا کی ہے چونکہ سجدہ انتہائی خصوصی اور انتہائی عبادت اور بندگی کے حالات میں سے قریب ترین حالت ہے۔ اپنے پروردگار کے نزدیک اس لئے ہے کہ آئندہ ہدیٰ نے اس کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ امام زین العابدینؑ کے القاب میں سے ایک لقب ذوالثفات تھا کہ حضرت کی پیشانی پر زیادہ سجدہ کی وجہ سے گھٹے پڑے گئے تھے جب سجدہ کرتے تھے تو سجدہ سے سرنپیں اٹھاتے تھے یہاں تک کہ پسینے جاری ہو جاتا تھا اور شب و روز ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے۔

تاریخ خطیب بغدادی سے منقول ہے: موسیٰ بن جعفر کو عبد صالح کہتے تھے۔ یہ زیادہ عبادت کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کہ روایت میں ہے کہ آنحضرت مسجد رسول اللہؐ میں داخل ہوئے اور سجدہ میں گئے اول شب میں اور نماز گیا کہ مسلسل کہتے تھے: عَظُمُ الذَّنْبُ مِنْ عَبْدِكَ فَلِيَحْسُنْ عَفْوًا مِنْ عِنْدِكَ۔“ اور اس دعا کو بار بار پڑھتے تھے یہاں تک کہ صحیح ہوئی گئی صدقہ عَبْدِ اللَّهِ قَرْوَانِی سے حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن میں فضل بن ربع کے پاس گیا۔ وہ اپنے گھر کی چھپت پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھے بلا یا جب میں ان کے پاس گیا تو کہا اس روشن دان سے دیکھو کہ کیا نظر آتا ہے؟ میں نے کہا میں ایک کپڑا دیکھ رہا ہوں کہ جو زمین پر پڑا ہوا ہے۔

میں نے کہا ذرا غور سے دیکھو کہتا ہے میں نے غور سے دیکھا کہا ایک شخص ہے کہ جو سجدہ میں گیا ہوا ہے میں نے کہا کہ اس کو جانتے ہو کہ کون ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہایہ تمہارا مولا ہے۔ میں نے کہا میرا کو نامولی ہے، اس نے کہا جان بوجھ کرنیں بتاتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنا کوئی مولیٰ مگان نہیں کرتا ہوں اس نے کہا کہ یہ موسیٰ بن جعفر ہیں۔ میں شب و روز ان کے احوال کا پتہ لگاتا ہوں۔ مگر اسی حالت میں دیکھتا ہوں جب نماز کو ادا کرتے ہیں سورج نکلنے تک تعقیب میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جب سجدہ میں چلے جاتے ہیں تو سجدہ میں پڑے رہے ہیں زوال شمس تک کسی کو مقرر کیا ہے کہ جب زوال کا وقت ہو جائے تو یہ تجدید وضو کے بغیر نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس سجدہ کے دوران میں سوئے نہیں ہیں۔ پھر ظہراً اور عصر کے نوافل کو ساتھ ادا کرتے ہیں۔ پھر سجدہ میں چلے جاتے ہیں اور غروب آفتاب تک سجدہ میں رہتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور تجدید وضو کے بغیر نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

نماز اور تعقیب میں مشغول ہو جاتا ہے جب نماز عشاء کا وقت ہو جائے تو نماز عشاء کو ادا کرتے ہیں۔ جب نماز عشاء کی تعقیب سے فارغ ہو جاتے ہیں تو پھر افطار کرتے ہیں ان چیزوں کے ساتھ کہ جوان کے لئے لائی جاتی ہیں۔

اس کے بعد تجدید وضو کرتے ہیں اس کے بعد جدہ بجالاتا ہے جب بحمدہ سے سراخھاتا ہے تھوڑی دریکیہ پر آرام کرتا ہے پھر کھڑے ہو جاتے ہیں اور تجدید وضو کرتے ہیں۔ اور عبادت نماز دعا اور تضرع میں مشغول ہو جاتے ہیں صبح تک جب صبح ہو جائے تو نماز صبح میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

یہ ہے ان کے شب و روز کی حالت جب سے یہ میرے پاس آئے ہیں۔ ان کی عادت اسی طرح ہے اس حالت کے علاوہ کوئی حالت نہیں دیکھی ہے جب میں نے ان سے یہ بات سنی تو میں نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور اس کے بارے میں کوئی بر ارادہ نہ کرو ورنہ تمہاری نعمت کے زوال کا باعث بنے گا چونکہ کسی نے ان کے ساتھ براہی نہیں کی ہے مگر یہ کہ جلد از جلد دنیا میں اس کی جزا می ہے فضل نے کہا کئی مرتبہ میرے پاس بھیجا ہے کہ میں ان کو شہید کر دوں اور میں نے قبول نہیں کیا اور میں نے بتا دیا کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ مجھے قتل بھی کر دیں تب بھی نہیں کر دوں گا۔



## مجلس نمبر 40

**نماز پڑھنے والے کو عذاب نہیں دیا جائے گا**

قَالَ رَبُّهُمْ أَعْلَمُ بِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ذِكْرُهُ أَقْسَمُ بِعِزْتِهِ أَن لَا يُعَذِّبَ الْمُصَلِّينَ وَالسَّاجِدِينَ وَأَن لَا يَرْوَعَهُمْ بِالنَّارِ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ -

جان لو اور آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند متعال نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہیں کہ نماز پڑھنے والے کو عذاب نہیں دے گا اور کل قیامت کے دن تمام لوگ عدل الہی میں صفت حاضر ہوں گے جو بھی چوتیس مرتبہ اپنی پیشانی کو خاک پر رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے سبحان ربی الا علی وبحمدہ اس کو خدا قیامت کے دن خوف سے امن و امان کے گھوارہ میں قرار دیتا ہے۔ نماز پہلا فرض ہے جو اس امت پر واجب کیا گیا ہے۔ اگر کوئی اس کے واجب ہونے کا انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ نمازو دین کا ستون ہے: **الصَّلَاةُ عَمُودُ الدِّينِ إِنْ قُبِلَتْ قُبْلًا مَسِوَا هَا وَإِنْ رُدَدَ رَدَمَا سِوَا هَا**۔ ”نمازو دین کا ستون ہے کل قیامت کے دن اگر نماز قبول ہوئی تو باقی اعمال بھی قبول ہوں گے۔

روز محسر کے جان گداز بود

اویس پرس ش از نماز بود

پس مکن در نماز خود تقدیر

تادر آن روز باشد ت تو قیر

اور فرمایا: الصلوة معراج المؤمن - ”نمازو مؤمن کی معراج ہے: **قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنَوْنَ الَّذِينَ هُمْ فِي**

**صَلَوةٍ تَهُمْ خَاتِمُونَ -**

تحقیق فلاح پائی ان مؤمنوں نے کہ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ یعنی نمازو کو خضوع و خشوع سے بجالاتے

ہیں۔ قالَ لَا يَقْبُلُ اللَّهُ صَلَوةً اِمْرِئٍ لَا يَخْضُرُ فِيهَا قَلْبُهُ مَعَ بَدْنِهِ۔ ”اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی ہے کہ جس کا دل اس کے ساتھ حاضر نہیں ہوتا۔ قالَ لَيْسَ مِنِّي مَنِ اسْتَخَفَ الصَّلَاةَ وَهُوَ مُجْهَسٌ نَّبِيْسٌ ہے کہ جو نماز کو بلکہ سمجھ لے۔ وَقَالَ لَا يَنَالُ شَفَاعَتِي مَنِ اسْتَخَفَ بِالصَّلَاةِ، حضرت نے فرمایا جو نماز کو بلکہ سمجھو وہ میری شفاعت کو نہیں پائے گا۔

وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَنَالُ شَفَاعَتِنَا مَنِ اسْتَخَفَ الصَّلَاةَ۔ ”میری شفاعت نہیں پاسکتا ہے کہ جو نماز کو خفیف سمجھے رسول اللہ نے فرمایا: الصَّلَاةُ مِيزَانٌ مِنْ وَفَىٰ اسْتَوْفَى، ”نماز ایک ترازو ہے کہ پھر ترازو میں رکھ دیا جائے اسکی تمام قیمت کا پتہ چل جاتا ہے اگر اس نماز کو خصوص قلب کے ساتھ بجالا جائے۔ اس سے بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ اگر حضور قلب کے بغیر بجالا ہے تو نماز قبول نہیں ہو گی۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: الصَّلَاةُ قوام الاسلام نماز سے دین قائم ہوتا ہے: الصَّلَاةُ قرْبَانٌ كُلُّ تَقْيَى، ”نماز ہر مرثی کو (خداء کے) قریب کر دیتی ہے۔

گرتوبرداری نماز خود پیا  
دین خود را داشتی قائم بجائی  
زانکہ دینست راستون آمد نماز  
خانہ دین بی ستون نبود روای  
وامش مده آنکہ بی نماز است  
ور خود دهن س رفاقہ باز است  
گوفرض خدا نمی گزارد  
از قرض تو نی ز غم ندارد

قرآن کی بہت سی آیتوں میں نماز اور اقامہ نماز کی تنبیہ کی ہے: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، ”نماز قائم کرو اور مشرکین سے نہ ہو جاؤ۔ وَقَالَ تَعَالَى وَاقِمُ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلِذِكْرِ اللَّهِ أَكْبَرِ۔ ”نماز قائم کرو۔ تحقیق نماز برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے ہے۔ وَقَالَ فَوَيْلٌ لِلْمُحْسَلِينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَوةِهِمْ سَاهُونَ۔ ”ویل ان نماز پر ہنے والوں کے لئے

ہے کہ جو اپنی نماز سے غافل ہوتے ہیں اس کے علاوہ بھی اور بہت آیات ہیں قرآن میں کہ جس میں نماز کا ذکر کیا گیا ہے۔

دمی کان را بھا آید جہانی  
پی آن دم نمی گیری زمانی  
گرفتی از سر غفلت کم خویش  
نمیدانی بھای یک دم خویش  
نیائی در نماز الابصد کار  
حساب دہ کنی یا کار بازار

**قالَ رَسُولُ اللَّهِ: "أَحِبُّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلَاثَةٌ: الظِّلِيبُ وَالنِّسَاءُ وَقُرْبَةُ عَيْنِي الصَّلَاةُ"** میں تہاری اس دنیا سے تین چیزوں کو دوست رکھتا ہوں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھ کی محنت ک نماز ہے۔ **وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَشْتَغَلَ بِالصَّلَاةِ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ لَهُ أَذْكُرْ كَذَا أَذْكُرْ كَذَا حَتَّى يَضِلَّ الرَّجُلَ كَمْ صَلَّى**۔ ”جب بندہ نماز میں مشغول ہو جاتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ فلاں چیز کو فراموش نہ کرو۔ فلاں مطلب کوہن میں لے آؤ۔ بندہ اتنے خیالوں میں بتلاء ہو جاتا ہے کہ رکعتوں کی تعداد تک کو فراموش کر بیٹھتا ہے۔

**وَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ أُمَّتِي يَقُومَانِ إِلَى الصَّلَاةِ رَكُوعَهُمَا وَسَجْدَوْهُمَا وَاحِدٌ وَإِنَّمَا يَبْيَنُ صَلَوَتَهُمَا مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ**۔ ”فرماتے ہیں کہ دوآدمی امت سے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں ان دونوں کا رکوع اور بجود ایک جیسا ہے لیکن ان دونوں نمازوں کے درمیان فرق آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ پس جو بھی دونوں نمازوں کو بخشنے اور حدیث نفس نہ رکھتا ہو اور امور دنیا میں سے اپنے دل میں کوئی فکر نہ کرے تو خداوند عالم اس کے دور کعت نماز بجا لائے اور حدیث نفس نہ رکھتا ہو اور امور دنیا میں سے اپنے دل کو محفوظ رکھے۔ پس رکوع بجود اور نماز کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ نیز فرماتے ہیں: جو بھی واجب نماز میں اپنے دل کو محفوظ رکھے۔ پس رکوع بجود اور نماز کے ساتھ تو اضع کو بجا لائے۔

پس وہ خدا کی تنظیم اور سپاس کرتا ہے۔ یہاں تک دوسری نماز کا وقت آجائے اور کسی پر ظلم نہ کرے یعنی کسی پر ان دونوں نمازوں کے درمیان ظلم نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب لکھتا ہے اور وہ اہل علیہن

سے ہو جاتا ہے۔

نیز رسول خدا سے منقول ہے کہ فرمایا: بعض نمازی وہ ہیں کہ جن کی نمازوں کا آدھایا تیرایا چوتھایا پانچواں یا دسوائی حصہ قبول ہوتا ہے اور بعض نمازیں یقیدہ ہوتی ہیں جیسے پرانے کھڑے کو پیٹ دیا جاتا ہے پس نماز بجالانے والا نماز کو اس کیفیت کے ساتھ بجالاتا ہے تو اسکے منہ پر مار دی جاتی ہے مگر وہ نماز کہ جس میں حضور قلب ہو۔

نیز آنحضرت سے منقول ہے: جب بھی کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور اپنی رحمت کا سایہ اس کے اوپر ڈال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ آسمان کے افق اور فرشتوں کو بھی گھیر لیتا ہے یہاں تک کہ آسمان کے افق اور فرشتوں کو بھی گھیر لیتا ہے اس کے اطراف کو آسمان تک پھراں کے اوپر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے: اے نماز پڑھنے والے اگر تمہیں پتہ ہوتا کہ کون تمہاری طرف نظر کرتا ہے اور کس کے ساتھ مناجات کر رہے ہو تو تم اپنی جگہ سے منصرف نہ ہو تے۔

## حضور قلب

امام صادق سے منقول ہے کہ فرمایا کہ کسی کے دل میں خدا کی دوستی اور خوف جمع نہیں ہو جاتے مگر یہ کہ اس کے صاحب کے لئے بہشت ضروری ہے اور جب نماز پڑھ لے اور حضور قلب کے ساتھ ہو تو کوئی مومن بندہ نہیں ہے کہ جو نماز یادِ عالمیں حضور قلب کے ساتھ ہو مگر یہ کہ خداوند تعالیٰ اس کی طرف توجہ کرتا ہے اور بہشت میں جانے کیلئے اس کی مدد کرتا ہے۔ اور ابو حمزہ ثمانی سے منقول ہے کہ فرمایا: میں نے دیکھا کہ نماز کے دوران میں امام صادق کے کاندھے سے چادر گرگئی آنحضرت نے اپنے ہاتھ کو نہیں بڑھایا کہ اپنی چادر ٹھیک کریں یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ آپ نے اپنی چادر کو ٹھیک کیوں نہیں کیا؟ آنحضرت نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہو کیا تم جانتے نہیں ہو کہ کس کے مقابل میں کھڑا تھا چونکہ بندہ کی نماز قبول نہیں ہوتی مگر اس مقدار میں کہ جس میں توجہ اور حضور قلب ہو۔ ابو حمزہ کہتا ہے میں نے آنحضرت سے کہا اس بناء پر ہم ہلاک ہو گئے آنحضرت نے فرمایا: ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ واجب نمازوں کو نافذ نمازوں کے ساتھ تمام کرتا ہے۔

اور امام سے منقول ہے کہ زرارہ بن اعین سے فرمایا جب بھی نماز میں کھڑے ہو تو تمہارے اوپر ضروری ہے کہ اس نماز میں توجہ دیں چونکہ تمہارے لئے اس مقدار میں نماز ہو گئی کہ جس میں حضور قلب ہو نماز کی حالت میں اپنے ہاتھ

کے ساتھ نہ کھلیں نہ اپنے سر کے ساتھ نہ اپنی ڈاڑھی کے ساتھ اور اپنے دل کو کسی کام میں مشغول نہ کریں اور باقی اعضاء کے ساتھ مشغول نہ ہوں۔ اور آنحضرت سے منقول ہے کفر میا:

إِنَّ أَوَّلَ مَا يَحَاسِبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلُوةُ إِنْ قُبِّلَتْ قَبْلَ مَاصِيَّةِ هَا إِنَّ الصَّلُوةَ إِذَا أَرْتَفَعَتْ فِي  
وَقْتِهَا رَجَعَتْ إِلَى صَاحِبِهَا وَهِيَ بَيْضَاءٌ مُشَرِّقَةٌ تَقُولُ حَفَظْكَ اللَّهُ وَإِذَا أَرْتَفَعَتْ فِي غَيْرِ  
وَقْتِهَا يُغَيِّرُ حَدَوِيدَهَا رَجَعَتْ إِلَى صَاحِبِهَا وَهِيَ سُودَاءً مُظَلَّةً تَقُولُ حَسِيَّعْتِنِي ضَيَّعْكَ اللَّهُ۔

سب سے پہلی چیز کہ جس کا قیامت کے دن حساب ہو گا وہ نماز ہوگی۔ جس کی نماز قبول ہو اس کے باقی اعمال بھی قبول ہوں گے۔ بھی نماز اس وقت اور پر لے جاتے ہیں کہ جب اس میں شرائط ہوں۔ یہ بہت زیادہ سفید اور نورانی ہوتی ہے اور اپنے صاحب سے کہتی ہے کہ جس طرح تم نے میری حفاظت کی خدا تھاری حفاظت کرے اور جس وقت حدود اور شرائط کے بغیر اور پر چلی جاتی ہے اس وقت تاریکی ہوتی ہے اور نماز صاحب سے کہتے گی: جس طرح تم نے مجھے ضائع کیا آسی طرح اللہ تھیں ضائع کرے۔

امام صادقؑ سے منقول ہے کفر میا: خدا کی قسم پچاس سال ایک شخص پر گزرے ہیں۔ حالانکہ خدا نے اس سے کوئی نماز بھی قبول نہیں کی ہے پس اس سے سخت مصیبت کوئی ہو گی خدا کی قسم تم جانتے ہو اور باخبر ہو اپنے ہمسایہ اور ساتھیوں کی حالت سے اگر اس طرح نماز پڑھ لو تو تم میں سے بعض کی نماز قبول نہیں ہوگی۔ اہمیت نہ دینے اور خفیف شمار کرنے کی وجہ سے خداوند تعالیٰ اس کام کو قبول کرتا ہے جو نیک ہو پس اس کو قبول نہیں کرتا ہے کہ جو خفیف شمار کر ہو۔

نیز اب ان بن تغلب سے روایت ہوئی ہے کہ کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادقؑ کے پیچے مشرب الحرام میں گیا۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اب ان! جو بھی پانچ وقت کی نمازوں کو بجالائے اور ان کے اوقات کی رعایت کرے تو خدا کے پاس اس حالت میں آتا ہے کہ جیسے اس کی خدا کے ساتھ آشنای ہو۔ اور اس آشنای کی وجہ سے بہشت میں داخل ہو جاتا ہے اور جو بھی بجالائے اور ان کے اوقات کی حفاظت نہ کرے تو خدا کے پاس آتا ہے حالانکہ اس کی خدا کے ساتھ کوئی آشنای نہیں ہوتی۔ اگر خدا چاہے تو عذاب دے دیتا ہے اگر چاہے تو اس کو بخشن دیتا ہے۔

عروة الوثقی میں روایت کی گئی ہے کہ نماز نہر کی مانند ہے جو شخص بھی جاری نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح پانچ وقت کی نماز میں گناہوں کا کفارہ ہیں اگر نماز ترک کرے تو

مسلمان اور کافر کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ امام صادقؑ نے فرمایا میں نہیں جانتا ہوں کہ خدا کی معرفت کے بعد نماز سے کوئی چیز افضل ہو۔ نیز فرمایا کہ ایک واجب نماز خدا کے نزدیک ہزار حج اور ہزار عمرہ کے برابر ہے کہ جو قابل قبول ہوں۔

وقالَ: مَنِ اسْتَخَفَ بِصَلَاةِ كَانَ فِي حُكْمِ التَّارِكِ لَهَا۔ جو بھی اپنی نماز کو خفیف سمجھتا ہے ایسا شخص تارک الصلوٰۃ کے حکم میں ہے۔ رسول خدا نے فرمایا: میری شفاعت اس کو نہیں نصیب ہوگی کہ جو نماز کو خفیف شمار کرے اور فرمایا تم اپنی نمازوں کو ضائع نہ کرو جو بھی اپنی نمازوں کو ضائع کرے اس کا حشر قارون و رہمان کے ساتھ ہو گا اور خدا پر ضروری ہے کہ اس کو منافقین کے ساتھ جہنم میں داخل کرے۔ نیز رسول اکرمؐ نے فرمایا: جو بھی مسجد میں چلا جائے اور نہیک شماک نماز نہ پڑھے نقرا (کنقر الغراب) اس نے ایسی پڑھی جیسے کوادانہ کو اٹھاتا ہے۔ اگر یہ شخص ایسی حالت میں مرجائے تو وہ میرے دین کے علاوہ کسی اور دین پر مرا۔

ابو بصیر کہتا ہے میں امام حمیدہ کے پاس گیتا کہ امام جعفر صادقؑ کی وفات پر تعزیت پیش کروں۔ پس وہ روپڑی۔ میں بھی رویا اس کے بعد فرمایا: اے ابو محمد! اگر تم ابو عبد اللہ کو احتصار کی حالت میں دیکھتے تو یقیناً ایک عجیب چیز کو مشاهدہ کرتے۔ آپ نے احتصار کے وقت آنکھوں کو کھولا اور فرمایا: میرے پاس میرے فرزندوں اور رشتہداروں کو بلا اوجب سب اکھٹھے ہو گئے ہو۔ آنحضرت نے ان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: میری شفاعت اس کو نہیں پہنچے گی کہ جو نماز کو خفیف شمار کرے۔ اب جبکہ آپ نے جان لیا ان روایات سے جب نماز کے قبول نہ ہونے سے باقی اعمال بھی قبول نہیں ہوتے ہیں مگر یہ کہ اس میں حضور قلب ہو۔

پس ہمیں چاہیے کہ ہم کوشش کریں کہ حضور قلب کے ساتھ عبادت بجالائیں اور امیر المؤمنین کی پیرودی کریں کہ جنگ صفين میں ایک رات حضرت امیر المؤمنین پایا ان کو تلاش کیا گیا تو دیکھا کہ ایک میلہ پر چڑھ کر حضور قلب کے ساتھ نماز میں مشغول ہیں ماں اشتر نے کہایا امیر المؤمنین کیا یہ نماز کا وقت ہے حضرت نے فرمایا: اے ماں اشتر! نماز کو قائم کرنے کے لئے توارکو چلاتا ہوں اور ہماری جنگ نماز کو قائم کرنے کے لئے ہے۔

بِحَمْدِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

## مجلس نمبر 41

### حضرت قلب کے لئے جو اسباب فائدہ مند ہیں

**پہلا** [یہ کہ اپنی آنکھ کو چھپا دے یا تاریک گھر میں چلا جائے یا دیوار کے نزدیک کھڑا ہو جائے کہ آگے کی صاحت کا پتہ نہ چلے اور سڑکوں پر نماز پڑھنے سے بچے اور ان جگہوں پر کہ جہاں نقش و نگار ہوں۔ جیسے فرشوں پر تصویریں ہوتی ہیں کہ جس کی وجہ سے فرش کو زینت دی گئی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خدا کی عبادت کرنے والے عبادت کرتے تھے۔ چھوٹے گھروں میں کہ جو تاریک ہوں۔ ان کی وسعت اتنی ہوتی تھی کہ جس میں نماز پڑھی جاسکے اور قیام کی حالت میں نظر بجدہ کی جگہ پر ہو۔]

**دوسرा** [یہ کہ جب بھی اس کی فلکر اس چیز میں ہو کہ جس کو بیان کیا گیا ہے تو جمع نہیں ہو جاتا ہے اپنے نفس کو پھیر دے جرا اور قہر اس کے معنی کو سمجھنے کی طرف جو کچھ وہ نماز میں پڑھتا ہے اس میں اپنے آپ کو مشغول کر دے نہ کہ باطل امور میں۔ اور یہی معنی ہے کہ تکبیرۃ الاحرام سے پہلے تجدید کرے اپنے نفس کے ساتھ آخرت کی یاد کو اور حساب کے مقام اور فرع اکابر کو یاد کرے۔]

**تیسرا** [یہ کہ تکبیرۃ الاحرام سے پہلے اپنے دل کو ان چیزوں سے خالی کرے کہ جنہیں دنیا کے امور میں اہمیت دی جاتی ہے پس اپنے نفس کے لئے ایک کام ہے کہ جو اس کے دل کو مشغول کرے۔ وہ یہ کہ میں ماںک الملوك کے سامنے کھڑا ہوں اور یہ قیام کمال ادب کے ساتھ ہونا چاہئے۔]

**چوتھا** [یہ کہ اپنے نفس کو ملامت کرے کہ کیوں امور باطلہ فانیہ کے ساتھ اپنے آپ کو مشغول کرتے ہو اور مجھے قرب الہی سے کیوں دور کرتے اور بہت زیادہ ثواب سے محروم کرتے ہو اور مجھے شیطان کے ہاتھ میں دے رہے ہو اور عذاب الیم کا مستحق قرار دیتے ہو اور دنیا کے پست امور کو میری نظر میں جلوہ گرتے ہو اور پانی کی جگہ مجھے سراب دکھاتے ہو۔]

اسی اسرار الصلوٰۃ میں روایت کی گئی ہے کہ ایک مومن شخص نماز پڑھ رہا اس کے سامنے ایک باغ تھا کہ جس کے درخت بہت زیادہ تھے۔ اچانک اس کی نظر ایک پرندے پر پڑی کہ جس کے پروبال بہت اچھے تھے اور نماز کے دوران اس پرندہ میں اس قدر کھویا کہ نماز کی رکعتوں کی تعداد کوفرا موش کر دیا اس شخص نے نماز کو مقام کرنے کے بعد اس باغ کو راہ خدا میں صدقہ کر دیا تاکہ جو غفلت اس سے نماز کے دوران ہوئی ہے اس کا کفارہ قرار پائے ایک جماعت ایسی بھی تھی کہ جب بھی ان سے نماز با جماعت فوت ہو جاتی اس رات عبادت میں بیدار رہتے تھے اور اگر ان کی نماز میں تاخیر ہو جاتی اور آسمان میں دوستارے طلوع ہو جاتے تو اس تاخیر کی وجہ سے دو غلام آزاد کر دیتے تھے۔

## مقدمات نماز کے راز

**پہلا:-** بدن اور لباس سے نجاست کو دور کرنا۔ یہ بھی یاد ہونا چاہئے کہ دل اخلاق رزیلہ سے پاک ہونا چاہئے جب یہ حکم دیا گیا ہے کہ ظاہری جلد کو پاک کریں حالانکہ وہ ایک چیز اے اور حکم ہوا کہ لباس کو پاک کریں حالانکہ وہ ایک کپڑا ہے کہ جوانان سے جدا ہے پس دل کی طہارت سے غافل نہ ہو جاؤ وہ دل تمہاری ذات ہے اور تمہارے بدن کا بادشاہ ہے۔ دل کو پاک کرنے کی کوشش کرو تو بندامت اور جو کچھ تھجھ سے کوتاہی ہوئی ہے عبادات میں جس چیز کا حکم دیا گیا تھا جانبیں لائے اور جس سے روکا تھا اس کے مرتكب ہوئے ہو اور اپنے غزم کو مضم کر اوتک کرنے پر اور یہ کہ آئندہ زمانے میں بجان لائیا تھا۔

**دوسرہ:-** حدث سے پاک ہونا پس اپنے دل کے ساتھ سوچیں کہ ظاہری بدن کو پاک کرنا، اس لئے ہے کہ لوگ سمجھ لیں کہ یہ اعضاء دوسرے اعضاء کی نسبت زیادہ دنیوی امور میں اور دنیوی کدورات میں منہک ہیں۔ پس یہیں سے قیاس کرو کہ جہاں ظاہری اعضاء کو پاک ہونا چاہئے تو پھر دل بھی پاک ہونا چاہیے کہ جو نظر رحمت کی جگہ ہے اس کو پاک کرنے میں زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ اس کو جسمانی کدورات اور شیطانی خطرات سے پاک ہونا چاہئے کیونکہ یہ دل نظر رحمت کی جگہ ہے:

**إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَنْسَابِكُمْ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ -** "اور رضوء کرنے میں امر ہوا ہے کہ چہرہ کو دھولے چونکہ ظاہری توجہ اس پر ہے اس لئے دل کے بارے میں بھی حکم ہوا ہے کہ اس کو بھی دنیوی کثافت سے پاک ہونا چاہئے چونکہ باطنی توجہ اس کے ساتھ ہے اس کے بعد حکم ہوا ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دھولے کہنی سے لیکر انگلیوں کے سروں تک چونکہ یہ ہاتھ پست دنیا کے امور کے ساتھ مر بوط میں اور طبعی خواہشات کے ساتھ ہیں اس

کے بعد حکم ہوا ہے کہ سر کا مسح کر لیں چونکہ اس میں قوتِ فکر و عقل ہے اور اس سے نفسانی مرادیں حاصل ہوتی ہیں اور امور دینویں پر حواس کو برآجھتہ کرنے کا سبب ہے اور آخرت کی طرف توجہ کرنے سے منع ہے۔

اس کے بعد حکم ہوا ہے کہ پاؤں کا مسح کریں۔ وہ اس لئے ہے کہ دنیا میں مقصود تک پہنچنے کا آلمہ ہیں۔ ان اعمال کو بجالانے کے بعد انسان عبادت میں داخل ہو سکتا ہے اور تمام بدن کے دھونے کا حکم دیا گیا ہے چونکہ سب سے پست تر جماع کی حالت ہے اس لئے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ ان تحت کل شعرہ جنابہ، "ہر بال کے نیچے جذابت کے آثار پوشیدہ ہیں وہ اس حالت میں بدن مجردات کے مرتبہ سے دور ہو جاتا ہے اور سب سے پست تریں حیوانی لذات میں پڑ جاتا ہے۔"

اس لئے حکم ہوا ہے کہ تمام بدن کو دھونے غسل کرتے وقت اور غسل مطالب شرعیہ سے اہم ہے عبادات میں داخل ہونے کے لئے اور قبائح حیوانیہ سے دور ہونے کے لئے چونکہ دل اس کا حصہ اس امر میں بدن کے باقی اعضاء کی نسبت زیادہ ہے اس کو رزالی سے پاک کرنا اور ان امور کی طرف توجہ دینا جو منع ہیں فضائل کے اور اک میں۔ یہ عقلاء کے نزدیک اولی ہے ظاہری اعضاء کے پاک کرنے سے۔

تیتم میں حکم ہوا ہے کہ ان اعضاء پر مٹی کے ساتھ مسح کر لیں جب پانی کے استعمال کرنے میں کوئی غدر ہو اور اپنے بہترین اعضاء کو مٹی لگانا تو اوضاع کی بناء پر ہے اور ان اعضاء پر مٹی کے آثار باقی رہنے چاہئیں اس وقت دل میں یہ کہہ کہ جب اپنے نفس کو اخلاقی رزیل سے زینت نہیں دی جائی تو اس کو اخلاقی جیل سے زینت دے۔ لیکن ستر عورتیں۔ پس جان لواس کا معنی یہ ہے کہ بدن کے عیب کو چھپانا ہے مخلوق کی نظر سے کیونکہ ظاہری بدن پر مخلوق کی نظر ہے۔ آپ کا کیا عقیدہ ہے باطنی عیوب پر اطلاع خدا کے علاوہ کسی اور کوئی نہیں ہے پس نفس کے قبائح کو دل میں لے آؤ اور اس کے چھپانے کا توبہ اور پیشانی کے ساتھ مطالبہ کرو۔

تیسرا۔ مکان ہے کہ تم بادشاہوں کے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو اور تمہارا ارادہ ہے کہ مناجات کرو اور اس کے سامنے تضرع کرنا چاہتے ہو اور چاہتے ہو کہ خدائی خوشنودی حاصل کرو تاکہ تمہاری طرف نظر رحمت ہو۔ پس متوجہ ہو جاؤ جس مکان میں اس کام کی صلاحیت ہو جیسے مساجد شریفہ اور مقامات مقدسہ اور اماکن مطہرہ اگر ممکن ہو ورنہ جس مکان میں بھی ہو عبادت الہی کے لئے قیام کرو کہ **أَيْنَمَا تُولُوا فَثُمَّ وَجَهُ اللَّهُ**، جس طرف بھی رخ کرو خدا اسی طرف ہے چونکہ ان مقامات پر دعا کی اجابت رحمت کی نزول کی جگہ رضا اور مغفرت کی جگہ ہے۔

چوتھا۔ وقت کا داخل ہوتا۔ پس یاد کر لو وقت جب داخل ہو یہ وہ زمانہ ہے کہ اللہ نے مقرر فرمایا ہے کہ اس وقت قیام کرو۔ باری تعالیٰ سے بال مشابہ کلام ہوا اور تم میں بات کرنے کی صلاحیت ہو۔ یہ بھی ظاہر ہونا چاہئے کہ جب وقت داخل ہو تو اس وقت خوشی اس لئے ہوتی ہے کہ اذن دخول کا وقت اور قرب کا سبب اور کامیابی کا وسیلہ ہے۔

پس تیار ہو جاؤ طہارت اور نظافت کے ساتھ اور باری تعالیٰ کے حضور داخل ہو جاؤ جس طرح دنیا کے بادشاہ کے غلام بادشاہ کے پاس جانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ خوف اور رجاء کے درمیان جیسے بادشاہوں کے ملازمین کرتے ہیں وہ سوچتے ہیں پتنہیں کیا ان کی گفتگو کو بادشاہ پسند کرتا ہے اور انہیں انعام دیتا ہے یا انہیں تنہیہ کی جاتی ہے۔

روایت ہوئی ہے کہ جب نماز کا وقت قریب ہو جاتا ہے تو رسول خدا کا شوق اور اضطراب زیادہ ہو جاتا تھا اور اپنے موذن بلاں سے کہتے تھے: اِرْحَنَا يَا بِلَائُ۔ ”اے بلاں! راحت قرار دے ہمارے لئے اور اس کلام میں احتمال ہے کہ آنحضرت نے اس وقت انتہائی شوق کی بنیاد پر یہ کلام فرمایا ہوا ری یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت کا اضطراب امانت الہی کے ادا کرنے کے لئے ہوا اور یہ بوجہ ان سے ہلکا ہو۔

منقول ہے کہ نماز کا وقت جب داخل ہوتا تو حضرت امیر کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ جب بھی لوگ اس کا سبب پوچھتے تھے تو فرماتے تھے کہ امانت ادا کرنے کا وقت داخل ہو گیا ہے۔ جس امانت کو آسمان اور زمین کے لئے پیش کیا گیا تو انہوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ پس اپنے دل میں سرور لے آؤ کہ تمہیں حرم ذات کبریا میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ پس ذات باری تعالیٰ کی درگاہ میں حضوری کی وجہ سے پہلے سرور آئے۔ اس کے بعد تم میں خوف الہی پیدا ہو چونکہ تم علاقہ دینیوں اور عوارض بدن کی کدو رتوں سے آلو دہ ہو چکے ہو اور ڈرو کہ کہیں اطف کے لئے کوئی حاجب نہ ہو۔ خوف الہی کو دل میں لانا کامل اور مخلص لوگوں کا شعار ہے چنانچہ اس سے غفلت کرنا۔ رد اور محبوب ہونے کی علامت ہے۔

جب آپ موذن کی اذان کو سن لیں تو قیامت کے دن کی ندا کو اپنے دل میں لے آؤ اور جلدی کریں اس کی اجابت کے لئے ظاہر اور باطن کے ساتھ۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ جو بھی اس ندا کی اجابت کے لئے جلدی کرے تو اسے قیامت کے دن کی نداسے خوشی ہو گی اور فصول اذان کو دیکھ لیں کہ کس طرح ابتداء کی ہے خدا کے نام کے ساتھ اور ختم کیا ہے خدا کے نام کے ساتھ تہاری ابتداء بھی اسی سے ہے اور تہارا رجوع بھی اسی کی طرف ہے اور اعتاد کرو جوں اور وقت الہی پر اپنی اور دوسروں کے حول اور وقت سے بری ہو جاؤ۔

پانچواں۔ قبلہ سے مراد تمام اعضا کو خانہ خدا کی طرف پھیرنا اور قبلہ کی طرف توجہ سے مراد دل کو پھیرنا ہے تمام امور سے خدا کے امور کی جانب اس کے علاوہ کوئی مطلب اور مقصد نہیں ہے اپنے تمام اعضا اور جوارح کو ایک جہت کی طرف کریں یہاں پر ہے کہ پیغمبر نے فرمایا: **أَمَا يَخَافُ الَّذِي يَحْوَلُ وَجْهَهُ فِي الصَّلَاةِ أَنْ يَحْوَلَ اللَّهُ وَجْهُهُ وَجْهَ حِمَارٍ**۔ کیا وہ ذرتا ہے کہ جو پھیرتا ہے اپنے چہرہ کو نماز میں قبلہ سے یہ کہ خدا اس کی صورت کو پھیر دے گدھے کی صورت کی طرح یہاں نہیں ہے۔ خدا کے علاوہ کسی کی طرف توجہ نہ ہو جو بھی ایسا کرے غفلت اس کو پھیر لیتی ہے پس پھیر دیتا ہے اس کے دل کو گدھے کے دل کی طرح یعنی کم عقلی میں اس کا رخ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا جب تک اپنے چہرہ پھیر دے باقی اطراف سے کعبہ کی طرف دل خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جب تک ماسوی اللہ سے منہ پھیرے۔

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا قَامَ الْعَبْدُ إِلَى صَلَاةِ وَكَانَ هَوَاهُ وَقَلْبُهُ إِلَى اللَّهِ اِنْصَرَفَ كَيْوَمِ وَلَدَتَهُ أُمَّهَّةٌ**۔ جب بھی اللہ کا بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کا دل خدا کی طرف ہو ایسا شخص جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے اوپر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ بچہ ماں سے ابھی ابھی پیدا ہوا ہو۔

امام صادقؑ فرماتے ہیں جب بھی تم قبلہ کی طرف متوجہ ہو تو نا امید ہو اس دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اور اسی طرح مخلوق سے بھی اور اپنے دل کو خالی کرو۔ ہر اس چیز سے کہ جو تجھ کو یاد خدا سے پھیر دے اور یاد کرو اس وقت کو کہ جب خدا کے سامنے کھڑے ہو۔ یہ حالت محبوب کا قرب حاصل کرنے کا مقام ہے چنانچہ امام حسینؑ بھی یہی فرماتے تھے:

**تَرَكَتِ الْخَلْقَ طَرَأً فِي هَوَاهُكَ وَأَيْتَمَتِ الْعِيَالَ لِكَ أَرَاكَ**

میں نے تمام مخلوق کو آپ کی محبت میں چھوڑ دیا اور اپنے عیال کو تیتم کیا تاکہ تجھے دیکھ لوں  
**وَلَوْ قَطَعْتَنِي فِي الْحُبَّ إِرَبًا لَمَاحَنَ الْفُؤَادُ إِلَى سِوَاكَ**  
 اگر مجھے تیری محبت میں ٹکڑے کر دوں تب بھی میرا دل کسی اور کی طرف مائل نہیں ہو گا۔

## مجلس نمبر 42

### واجبات نماز کے رازوں کے بارے میں

اور وہ آٹھ چیزیں ہیں

(اول) قیام اور دل کا وظیفہ یہ ہے دل میں یہ خیال کریں کہ خدا کے سامنے کھڑے ہیں۔ جو رازوں سے آگاہ ہے تمام چیزوں کے بارے میں چاہے ظاہر کریں یا اس کو چھپا دیں اور وہ تیرے گردن کی بیگ سے زیادہ قریب ہے پس اس کی عبادت کرو گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ رسول خدا نے ابوذر سے فرمایا: **أَبَا ذَرٍ أَعْبُدُ اللَّهَ كَانَكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ** - "اے ابا ذر! اللہ کی عبادت کرو گویا تو اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

(دوم) نیت ہے نیت کا وظیفہ خدا کے فرمان کی اجابت اور انتشال امر کی اجابت پر عزم کرنا یا نماز میں جو چیزیں واجب قرار دی ہیں ان کو انجام دینا اور نفس کو ان چیزوں سے روکے رکھنا کہ جو ناقص اور نماز کو باطل کرنے والی ہیں اور رضائے الہی کے لئے ثواب اور قرب حاصل کرنے کے لئے نیت کو خالص کرنا اور امام صادقؑ نے فرمایا ہے: **الْأَخْلَاصُ يَجْمَعُ صَوَالِحَ الْأَعْمَالِ** - "اخلاص تمام نیک کام کو جمع کرنا اور اعمال کے قبول کرنے کی چابی ہے۔" اخلاص کے معنی کا پہلا مرتبہ یہ ہے کہ انسان اپنی طاقت کو اطاعت الہی میں خرچ کریا اور اپنے عمل کے لئے مقدار کا مقابلہ ہو اور اخلاص کا ادنیٰ مرتبہ دنیا میں انسان کا تمام گناہوں سے محفوظ رہنا اور آخرت میں جہنم کی آگ سے نجات اور بہشت تک پہنچنا ہے۔ اور امام صادقؑ نے فرمایا: **صَاحِبُ النِّيَةِ الصَّادِقَةِ صَاحِبُ الْقَلْبِ السَّلِيمِ** یعنی جس آدمی کی نیت حج اور درست ہو اور قلب سلیم رکھتا ہو تو ایسے شخص کی عبادت ترقی کرتی ہے ایسے بندوں کی عبادت سے کہ جو اجر ہیں یعنی جو جہنم کے خوف یا بہشت کے شوق میں نماز ادا کرتے ہیں۔ احرار کی عبادت یہ ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: **مَا عَبَدَ تَكَ خَوْفًا مِنْ نَارِكَ وَلَا طَمَاعًا فِي جَنَّتِكَ بَلْ وَجَدَ تَكَ أَهْلًا لِلِّعِبَادَةِ فَعَبَدَ تَكَ** - "میں نے تیری

عبادت تری آگ کے خوف سے اور تیری جنت کے لامچے میں نہیں کی بلکہ میں نے مجھ کو عبادت کا الہ پایا پس میں نے تیری عبادت کی۔

**(سوم)** تکبیرۃ الاحرام ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں سے بڑا ہے اور بڑا ہے اس چیز سے کہ جو زبان سے وصف کی جائے یا اس کو حواس کے ساتھ پاسکیں یا لوگوں کے ساتھ قیاس کرتے ہوئے جب آپ اس کا سزاوار قرار دیں تو دل اس کو جھٹانہ دے اگر تمہارا دل نے اس کو جھٹا دے تو خدا فرماتا ہے اے جھوٹے انسان کیا تم مجھے دھوکہ دیتے ہو؟ میرے جلال اور عزت کی قسم تجھ کو اپنے قرب سے دور کرن گا اور اپنی مناجات کی حلاوت سے بھی دور رکھوں گا۔

**(چہارم)** قرأت اور اس کے وظائف بے شمار ہیں۔ وقت بشری اس کو احاطہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے خدا کا کلام اسلوب عجیبہ اوضاع غریبیہ و اسرار دیقیقہ پر مشتمل ہے اور قرائت سے مراد زبان کی حرکت نہیں ہے بلکہ ان کے معانی میں غور کرنا اور انکی حکتوں سے استفادہ کرنا ہے۔ پس جب آپ نے کہا: **أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ** تو یہ جان لو کہ شیطان تمہارا بڑا شمن ہے وہ حسد کرتا ہے کہ تو پروردگار کے لئے سجدہ کرتا ہے اس لئے مختلف راستوں سے کو شش کرتا ہے کہ مجھ کو اس کی عبادت کی لذت سے محروم کر دے۔ پس جو چیز بھی قرأت کے معانی کے سمجھنے سے روکے وہ شیطانی وسوسہ ہے چونکہ قرأت سے مراد زبان کو حرکت دینا نہیں ہے بلکہ اس سے مقصود معنی کو سمجھنا ہے لوگ قرأت کرتے وقت تین قسم کے ہیں۔

﴿اول وہ ہیں کہ جو اپنی زبان کو حرکت دیتے ہیں اور دل میں ان کے معانی کی طرف غور و فکر نہیں کرتے ہیں یہ جماعت نقصان میں ہیں اور تمہید الہی میں داخل ہے کہ فرمایا ہے: **إِفْلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَفْفَالَهَا**۔ "کیا یہ غور و فکر نہیں کرتے ہیں اپنی قرائت میں بلکہ ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں اور حدیث نبوی میں ہے: **وَيَلِ لِمَنْ لَكَهَا بَيْنَ لَحِيَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَتَدَبَّرْهَا**۔" وائے ہوں پر کہ جو قرأت کو اپنی دو دل ہوں کے درمیان میں کر دے اور اس کے معانی میں غور و فکر نہ کرے۔

﴿دوسری قسم وہ ہیں کہ جو زبان کو حرکت دیتے ہیں اور دل بھی زبان کی پیروی کرتا ہے۔ پس وہ سنتا ہے اور ان کے معانی کو سمجھتا ہے اس طریقہ پر کہ گویا اپنے علاوہ کوئی اور سن رہا ہے (یعنی خدا کی ذات)۔ یہ اصحاب یہیں کا درجہ ہے۔

﴿تیسرا قسم وہ لوگ ہیں کہ ان کا دل معانی کے سمجھنے پر سبقت کرتا ہے اور ان کی زبان دل کی خدمت کرتی ہے

اور اس کا ترجمہ کرتی ہے اور یہ مقرر ہیں کا درج ہے۔ جب تم نے کہا: **بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** میں مدد مانگتا ہوں خدا کے نام سے جو بخشش والا مہربان ہے پس تمکی نیت کو ابتداء میں کلام الہی کے پڑھنے کے ساتھ اور ان کے معانی کو سمجھنے کے ساتھ ہے اور اس سے مراد یہاں پر مسمی ہے پس جب امور خدا کے ساتھ ہوں تو ضروری ہے کہ تمام تعریفیں خدا کیلئے ہوں اس لئے کہو: **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**، تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں کہ جو عالمین کا پیدا کرنے والا ہے وہ بخشش والا مہربان ہے پس اپنے دلوں پر الطاف الہی کو گزاریں تاکہ واضح ہو جائے کہ تمہارے اوپر اس کی رحمتیں ہیں اور تجدید اخلاص کرو یہ کہنے کے ساتھ: **مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ** صرف تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھے ہی سے مدد مانگتا ہوں تو ہی حساب اور روز جزا کا بادشاہ ہے اس دن تیرے علاوہ کوئی بادشاہ اور مالک نہیں ہو گا۔ پس اپنے سوال کو میعنی کرو اور طلب نہ کرو مگر اس حاجت کو کہ جس کے بارے میں تم زیادہ اہتمام کرتے ہو۔ اور کہو: **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** اے خداہدایت فرمادہماری اس راستے پر کہ جو ہمیں لے جائے تیری رحمت کے جوار میں اور ہمیں تیری رضا اور خوشنودی تک پہنچا دے **صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرَ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ** ان لوگوں کا راستہ کہ جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ کہ وہ راستہ کہ جو گمراہ لوگوں کا ہے اور جن پر تمہارا غصب ہوا ہے۔ اپنے دل سے سوچیں کہ وہ کون ہیں کہ جن پر انعام کیا گیا ہے ہدایت کی نعمت پنغمبروں، صدیقین اور صالحین کے لئے ہے نہ ان کا راستہ کہ جن پر غصب ہوا اور نہ ان کا راستہ کہ جو حق سے باطل کی طرف مائل ہوئے ہیں جیسے یہود، نصاریٰ، صائمین۔ پس جب بھی سورہ فاتحہ پڑھ لے اس وقت شبیہ ہوا ان لوگوں کی کہ جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: میرے بندے نے میری حمد کی اور خلوص کے ساتھ شفاء کی۔ پس مجھ پر ہے کہ اپنے اٹف کو اس کے شامل حال کر دوں اور رحمت کے جوار میں اس کو جگہ دوں یہ ہے سمع اللہ من حمدہ کا معنی اللہ سنتا ہے اس شخص کی آواز کو کہ جو اس کی حمد کرتا ہے۔

﴿پنجم﴾ رکوع ہے جب رکوع میں پہنچو تو تجدید کرو اپنے دل میں کبیریٰ الہی کے ذکر کی اور اس کی عظمت کی۔ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھا دا اور کہو اللہ اکبر جب رکوع کی حد تک پہنچو تو کہو: **سُبْحَانَ رَبِّي الْعَظِيمِ** و بحمدہ،<sup>۱</sup> میں اپنے پروردگار کو منزہ اور پاک جانتا ہوں اور ان کلمات کو بار بار زبان پر ذکر کروتا کہتا کید ہو جائے ان معنی کی دل میں بار بار کہنے کی وجہ سے۔ اس کے بعد سر کو رکوع سے اٹھاؤ حالانکہ تم رحمت کی امید رکھتے ہو اور حضرت صادقؑ نے فرمایا: **لَا يَرْكَعُ عَبْدُ رَبِّكُو عَلَى الْحَقِيقَةِ إِلَّا زَيْنَةً اللَّهُ بِنُورِ بَهَائِهِ وَأَظْلَلَ فِي ظِلَالِ كَبِيرٍ**

**يَا إِهٰ وَكَسَاهٰ كَسْوَةٌ أَصْفِيَّا تُهُـ**، کوئی بندہ نہیں ہے کہ جور کوع کی حقیقت کو بجالائے مگر یہ کہ خدا اس کو اپنے نور کے ساتھ زینت دیتا ہے اپنے نور کے ساتھ اور اپنی کبریاں کا سایہ اس پڑال دیتا ہے اور اس کو اپنے برگزیدوں کا لباس کو پہنا تا ہے۔

﴿شِم﴾ ہم جو دیکھ سکتے ہیں اور یہ بخوبی خصوص کے بزرگترین مراتب اور خشوع کے اعلیٰ ترین مراتب میں سے ہے دعا کے قبول ہونے اور قرب اللہ کے حاصل کرنے کا سزاوار ہے۔ جب بحمدہ کا ارادہ کریں تو اپنے دل میں خدا کی عظمت کو لے آئیں کہ جور کوع کی عظمت سے زیادہ ہو اور کہیں: سَبَحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ بَارَبَارَ پڑھ کر اس کی تاکید کریں تاکہ قرب کی زیادتی کا موجب ہو۔

### مٹی پر بحمدہ کرنے کا راز

یہ ہے کہ کھانے پینے پہنچنے اور معادن یہ دنیا کی زندگی کے ساز و سامان ہیں۔ اور جو سوتا اور چاندی سے بنے ہوئے ہیں۔ پس تم نے پست کیا اپنے نفس کو اور لوٹا دیا فرع کو اصل کی طرف چونکہ تمہاری اصل مٹی سے ہے اور آخر میں اس کی طرف لوٹا ہے پھر اس سے نکلتا ہے اس وقت کو یاد کرو حشر اور نشر کے دن کو اور جزا کے دن کو بحمدہ کرو تو واضح اور ذات کے ساتھ خدا کے لئے جیسے بحمدہ کرنا اس شخص کا کہ جو جانتا ہے کہ خدا نے خلق کیا ہے اس مٹی سے کہ جس پر لوگ اپنے پاؤں رکھتے ہیں۔ اس پر اور اس کو ایک نقطہ سے پیدا کیا ہے کہ جسے ہر ایک ناپسند کرتا ہے پس جو بھی خدا کے نزدیک ہوا وہ غیر خدا سے دور ہو جاتا ہے پس نماز میں جس کا دل غیر خدا میں مشغول ہو تو وہی اس غیر خدا کے نزدیک ہو گا۔

﴿ہفتہم﴾ تشهد۔ پس جب بھی تشهد پڑھنے کے لئے بیٹھیں تو اپنے دل میں خوف حیا کو لے آؤ۔ کہیں تمہارے گزشتہ اعمال غلط طریقے سے بجانہ لائے ہو گئے ہوں۔ ہر ایک کے لئے جو آداب ہیں تم ان کو بجانہ لائے اور ذرواس سے کہیں تمہاری نماز کو نماز ناقبول شدگان کے نامہ اعمال میں نہ لکھا ہو اور خالی ہاتھ لوٹئے والوں کی طرح تمہیں خالی ہاتھ لوٹا دیا ہو۔ امام صادقؑ نے فرمایا: التَّشَهِيدُ ثَنَاءً عَلَى اللَّهِ فَكُنْ عَبْدًا فِي السَّيِّرِ خَاضِعًا لَهُ فِي الْفِعْلِ كَمَا أَنْكَ عَبْدُ لَهُ بِالْقُوْلِ وَالْدَّعْوَى، یعنی تشهد خدا کی تعریف کی ہے جو اس کے لئے ضروری ہے۔ اس باطنی طور پر کا بندہ ہو اور اس کے لئے اپنے عمل میں خشوع کرو۔ جس طرح تم اس کے بندے ہو۔ گفتار میں اور دعویٰ میں اپنی گفتار کو دل کے صفا کے ساتھ متصل کروتا کہ دل زبان اور باقی اعضاء کے ساتھ اس کی عبادت ہو۔

﴿ہشتم﴾ سلام ہے کہ تشهد کے بعد کہیں: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَّ كَاتُهُ

یعنی اور و تمہارے اوپر اے پیغیر خدا! خدا کی رحمتیں اور برکتیں تمہارے اوپر ہوں۔ پس حاضر کرو اپنے دل میں باقی پیغیروں آئندہ طاہرین اور نیک بندوں کو اور جاری کرو اپنی زبان پر خطاب کے صیغہ کے ساتھ اور ہم کو: **السلام علیہنا و علی عبادِ اللہ الصالحین السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ** یعنی سلام اور دورہ ہمارے اوپر اور خدا کے نیک بندوں پر سلام اور دورد۔ تم سب پر خدا کی رحمت اور برکت ہو۔

پس قصد کرو مخاطب کے حضور کاپنے ذہن میں تاکہ آپ کا کام لغو اور فضول نہ ہو اگر پیش نماز ہے تو پہلے سلام کے ساتھ قوم کا قصد کرے اور قوم بھی سلام کرنے کی صورت میں اس کا قصد کرے۔ اگر آپ نے اس طرح سلام بھیجا تو آپ نے سلام کا حق ادا کر دیا۔

یہ تھے نماز کے رموز کہ دس ہزار میں سے ایک کو پیش کیا اب تصور کریں دیکھیں کہ انسان اپنا خیال رکھ کے کہ کہیں ان پر غصب خدا نازل نہ ہو اور پروردگار کی رحمت سے محروم نہ ہو ورنہ دنیا اور آخرت میں خسارہ ہے۔

## اصحاب سبت کا واقعہ

اصحاب سبت کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ سورہ بقرہ آیہ 62 میں ارشاد ہے: **وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الْذِينَ أَعْتَدَوا مِنْكُمْ فِي السَّبَتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوا قَرْدَةً خَاسِئِينَ**۔ یقیناً تم بنی اسرائیل کی جماعت جانتے ہو کرم میں سے ایک جماعت نے ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کر کے نافرمانی کی پھر ہم نے انہیں کہا کہ مسخ ہو جاؤ بندر کی صورت میں۔ یعنی ذیل اور پست ہو جاؤ: **فَجَعَلْنَا هَا نَكَالًا لِمَا يَدَيْهَا وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ**۔ ہم نے ان کے مسخ کو ان کے لئے عذاب فرار دیا۔ تاکہ دوسرا شہر کے لوگ جاؤ گے اور پیچھے ہیں وہ سب عبرت حاصل کریں اور اس طرح مقنی اور پرہیز گار بن جائیں۔ نیز سورہ اعراف میں آیہ 163 میں فرماتے ہیں: **وَأَسْأَلُهُمْ عَنِ الْقَرَيْةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةً الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبَتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبَّتِهِمْ شُرَاعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ تَبَلُّوْهُمْ بِمَا كَانُوا أَيْفَسَقُونَ**۔ یہاں تک کہ فرمایا: فلما عتو عن مانھو اعنہ قلنالہم کو نوا قردة خاسئین۔ اور سوال کرو۔ محمد ادیہات والوں سے کہ جو دریا کے کنارے رہتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں نے خدا کے حکم سے تجاوز کیا اور ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار کرنا حرام تھا لیکن انہوں نے مچھلیوں کا شکار کیا جو نکلے خداني ان سے امتحان لینا چاہا ہفتہ کے دن مچھلیاں پانی پر مسلسل آتی تھیں اور اس دن کے علاوہ مچھلیاں نہیں آتی تھیں۔ اس دن شکار کر کے فاسق اور معصیت کار ہوئے اور وعظ کرنے والوں کی بات نہیں سنی اور سرکش ہوئے تو ہم نے ان سے کہا کہ

ہو جاؤ بندر اور رحمت الہی سے دور ہو جاؤ۔ اور امام زین العابدینؑ سے متفقہ ہے: یہ ایک جماعت تھی کہ جو دریا کے کنارے رہتی تھی ان کی تعداد تقریباً (80) اسی ہزار تھی ان کے پیغمبر نے ان کو ہفت کے دن مچھلیوں کے شکار سے منع کیا۔ پس انہوں نے ایک حیله تلاش کیا جب ہفت کا دن ہوتا تو مچھلیاں مسلسل نہروں میں آتی تھیں اگر یہ اپنے ہاتھ سے پکڑتے تو آسانی سے پکڑ سکتے تھے۔ جب غروب کے وقت مچھلیاں دریا میں جانا چاہتی تھیں تو انہوں نے آگے سے راستے بند کر دیا اور اتوار کے دن شکار کرتے تھے اس کام کی وجہ سے بہت زیادہ مال کیا۔ اسی ہزار میں سے ایک ہزار آدمی انہیں روکتے تھے لیکن ان کے لئے کوئی فائدہ ثابت نہ ہوا ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کوئی فائدہ نہیں ہوا بالآخر یہ روکنے والے شہر کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس کے نزدیک ایک شہر میں بھر گئے کہیں ان پر عذاب نازل نہ ہوا اور کہیں وہ بھی اس عذاب میں گرفتار نہ ہوا جیسیں پس اسی رات ان پر عذاب نازل ہوا اور سب کے سب مسخ ہو کر بندر کی شکل میں ہو گئے۔

ان کے شہر کا دروازہ بند ہوا ان میں کوئی بھی باہر نہ آ سکا جب دوسرا شہر والوں کو پتہ چلا تو وہ آگئے وہ شہر کے دروازے کو کھٹکھٹاتے رہے کسی نے جواب نہ دیا بعض دیوار سے کوکر اندر چلے گئے تو دیکھا کہ تمام شہروں اے مرد عورتیں بندر کی شکل میں مسخ ہو گئے تھے۔ پس نصیحت کرنے والے اپنے رشد اور دوست احباب کے پاس آتے اور ان سے پوچھتے تھے کہ تم فلاں نہیں ہو؟ تو وہ سر کے ساتھ اشارہ کرتا کہ ہاں اور ان کی آنکھوں سے آنسو گرتے تھے تین دن تک اسی حالت میں رہے۔

پس اللہ نے ہوا اور بارش کو بھیجا اور سب کو دریا میں ڈال دیا اور ہلاک کر دیا اور جو مسخ ہوئے تین دن سے زیادہ زندہ نہ رہے اور یہ جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ ان کی شبیہ ہیں اور ان کی نسل سے ہیں۔

امام زین العابدینؑ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اس گروہ کی مچھلی شکار کرنے کی وجہ سے یہ حالت ہوئی پھر ان لوگوں کی کیا حالت ہو گئی کہ جنہوں نے پیغمبر کی اولاد کو شہید کر دیا اور ان کی ہنگ حرمت کی اللہ نے اگرچہ دنیا میں ان کو مسخ نہیں کیا لیکن آخرت میں جو عذاب ان کے لئے مہیا کیا ہے وہ مسخ کرنے سے کئی گناہ زیادہ ہے وہ بھی اس طرح شہید کیا کہ فرزند رسول گوشنے لب نہر فرات کے کنارے شہید کیا گیا۔

ہلہ ہلہ ہلہ ہلہ

## مجلس نمبر 43

### ماہ رمضان میں افطاری دینے کی فضیلت

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: أَيَّهَا النَّاسُ مَنْ أَفْطَرَ مِنْكُمْ صَائِمًا مُؤْمِنًا فِي هَذَا الشَّهْرِ كَانَ لَهُ بِذَلِكَ عَتْقٌ رَقَبَةٌ وَمَغْفِرَةٌ لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَقْدِرُ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقَّ تَمَرَّهُ وَلَوْ بِشَرَّ بَةٍ مِنْ مَاءٍ۔**

رسول اللہ نے فرمایا: اے لوگو! جو بھی ماہ رمضان میں کسی مومن کو افطاری دے اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور اس کے گناہوں کی بخشش کا موجب ہے۔ بعض نے عرض کیا ہے یا رسول اللہ تم سب اس قسم کی قدرت نہیں رکھتے ہیں کہ افطاری دے سکیں تو آنحضرت نے فرمایا اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے نجات دو اگرچہ کبھوڑ کا ایک مکڑا ہی کیوں نہ ہو اور ایک گھونٹ پانی کیوں نہ ہو۔

محضی شر ہے رسول خدا کے سارے اصحاب ایسے نہیں تھے کہ وہ ایک آدمی کو کھانا دے سکیں اس لئے ان کے لئے آدھا خرمہ یا ایک گھونٹ پانی بھی دینا اس ثواب کو حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں ہے لیکن جو شخص قدرت رکھتا ہے کہ ایک آدمی کو بلکہ دوسرا آدمیوں کو قسم کی افطاری دے سکتا ہے تو ایسے آدمی اگر آدھا خرمہ یا ایک گلاس پانی دے تو اس سے اس کو وہ ثواب نہیں ملے گا۔

چھبیسویں مجلس میں مہمان نوازی کے ثواب ایک مقدار بیان کی گئی ہے کہ کھانا کھلانا اگرچہ روزہ بھی نہ دا اور ماہ رمضان بھی نہ ہو اس سب میں ثواب پایا جاتا ہے پس جب بھی ماہ رمضان میں روزدار مومن کو کھانا کھلانے تو اس کا ثواب بے شمار ہے۔

چنانچہ کلینی نے کافی میں کئی روایات نقل کی ہیں۔ اور جلد ثانی میں اطعام المومن میں ایک باب بیان کی ہے اور اس میں اخبار کو بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کو یہ

کرے اس پر بہشت واجب ہو جاتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام صادقؑ سے مروی ہے کہ فرمایا: جو شخص بھی دو مو منوں کو اپنے گھر میں لے جائے اور ان کو کھانا کھلادے تو اس کا یہ عمل ایک غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔

اسی میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ جو تین مسلمانوں کو کھانا دے اللہ تعالیٰ شجرہ طوبی سے ملکوت سماوات میں اس کو کھانا دیتا ہے۔

ایک دوسری خبر میں ابو حمزہ ثمائی امام زین العابدینؑ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ جو کسی مومن کو بھوک سے نجات دے اور اس کو سیر کرے اس کو اللہ تعالیٰ بہشت کے میوں سے کھانا کھلاتا ہے۔ اور جو کسی مومن کو سیراب کرے تو خدا اس کو رحمت مختوم سے پلاتا ہے۔ اور رحمق مختوم ایک خالص شربت ہے کہ جس سے کستوری کی خوشبو آتی ہے۔ اسی میں عبد اللہ یعنی مسلم حضرت صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کسی مومن کو سیر کر کے کھانا کھلائے اس کے ثواب کو کوئی نہیں جانتا۔ نہ ملک مقرب نہ بنی مرسل صرف خدا کی ذات جانتی ہے اور مغفرت کے موجبات میں سے بھوک کے مسلمان کو کھانا کھلانا ہے۔

اسی میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ سے حدیث بیان کی کہ فرمایا: جو بھی کسی مومن کو پانی پلاۓ حالانکہ وہ مومن اس پانی پر قدرت رکھتا ہو یعنی وہ پانی تک پہنچ سکتا ہو (اب جس قسم کا شربت اس کو دے دیا جائے) اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر وہ مومن اس پانی تک پہنچنے کے لئے قدرت نہ رکھتا ہو اسی حالت میں اس کو سیراب کرے تو گویا ایسا ہے کہ اس نے اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد میں سے دس فرزندوں کو آزاد کیا ہو اور اسی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ حسین بن نعیم صحاف سے فرمایا: اے حسین! کیا تم اپنے دینی بھائیوں کو دوست رکھتے ہو حسین کہتا ہے کہ میں نے کہا کیوں نہیں یا بن رسول اللہؐ! فرمایا: آپ سے فقراء کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے؟ عرض کیا: ہاں کیوں نہیں! حضرت نے فرمایا تمہارے لئے سزاوار ہے کہ دوست رکھواں کو جس کو خدا دوست رکھتا ہے۔ اے حسین! صرف محبت کا دعویٰ کرنا تمہارے لئے کافی نہیں ہے خدا کی قسم اس دعویٰ سے تمہیں فائدہ نہیں پہنچے گا جب تک ان کو اپنے دستخواں پر حاضر نہ کرو کیا تم اکام کرتے ہو؟ حسین نے عرض کیا: کیوں نہیں یا بن رسول اللہؐ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک دو تین آدمیوں کو اپنے دستخواں پر دعوت نہ دوں حضرت نے فرمایا: ان کی فضیلت تمہارے اوپر تمہاری فضیلت سے زیادہ ہے حسین نے عرض کیا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں ان کو کھانا کھلاتا ہوں ان کو اپنے گھر میں بلاتا ہوں اس کے باوجود ان کی فضیلت مجھ سے زیادہ ہے حضرت نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے جب وہ تمہارے گھر میں داخل ہو جاتے

ہیں تو تمہاری اور تمہارے عیال کی مغفرت لیکر داخل ہوتے ہیں۔ جب تمہارے گھر سے نکلتے ہیں تو تمہارے اور تمہارے گھروالوں کے گناہوں کو لیکر نکلتے ہیں یعنی تمہارا اور تمہاری اولاد کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ ایک اور خبر میں اسی قسم کی ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ اس سے حدیث کے آخر میں فرمایا: **إِذَا دَخَلُوا عَلَيْكَ دَخَلُوا بِدِرْزٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ كَثِيرًا وَإِذَا خَرَجُوا خَرَجُوا بِالْمُغْفِرَةِ لِلَّهِ**۔ جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو خدا کی طرف سے بہت زیادہ روزی لیکر داخل ہوتے ہیں اور جب نکلتے ہیں تو تمہارے لئے مغفرت کے ساتھ نکلتے ہیں۔ ایک اور خبر میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت سے پوچھا گیا ایک غلام آزاد کرنے کے مقابلے میں کس چیز کو قرار دیتے ہیں۔ فرمایا: ایک مسلمان شخص کو کھانا دینا ایک اور خبر میں امام صادقؑ نے فرمایا: جو کسی مال دار مومن کو کھانا کھلانے اس کا اتنا ثواب ہے کہ جتنا اولاد اسماعیل کو قتل سے نجات دیکر آزاد کرنے کا۔ اگر کسی محتاج مومن کو کھانا کھلانے تو اس کا ثواب اتنا ہے کہ جتنا اولاد اسماعیل میں سے سوآدمیوں کو قتل سے نجات دلا کر آزاد کرنے کا ثواب ہے۔

خلاصہ کافی شریف میں اس قسم کی روایات بہت زیادہ ہیں اور ثواب کام کیا زیادہ ہونا مراتب ایمان اور احتیاج اور عدم احتیاج کی وجہ سے ہے۔ پس جب بھی کوئی مومن محتاج ہو اور ماہ رمضان کا روزہ بھی رکھا ہو تو اس کو کھانا کھلانے کا ثواب بے شمار ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ اتنے تکلفات میں پڑ جاتے ہیں کہ جب تک بہترین کھانا بہترین میوہ اور بہترین شربت نہ ہو وہ افطاری نہیں دیتے۔ اگر اعلیٰ قسم کا کھانا نہ ہو تو اپنی توہین سمجھتے ہیں وہ اس چیز سے غافل ہیں کہ کتنے ثواب سے محروم ہو رہے ہیں کہ جس کو شارت کی نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک شخص حضرت امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور غذا اتنی نہیں تھی کہ اس عرب کے لئے کافی ہو حضرت نے چراغ کو اصلاح کے بہانے بچھادیا اور چراغ جلانے میں بہانہ تلاش کیا اور حضرت اپنے منہ کو حركت دیتے تھے تاکہ مہمان یہ سمجھے کہ میں بھی اس کے ساتھ غذا اکھا رہا ہوں۔ امیر المؤمنینؑ کے اس کام سے آسمان کے ملائکہ نے تجلب کیا جب چراغ کو لایا گیا تو دیکھا کہ برلن طعام سے بھرا ہوا ہے۔

## شان نزول "هل اتی"

تفسیر منجع الصادقین میں سورہ هل اتی کی تفسیر میں تفسیر غلبی سے نقل کیا گیا ہے کہ پورا سورہ هل اتی اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اس کی شان نزول یہ تھی کہ امام حسنؑ اور حسینؑ بیمار ہو گئے۔ رسول خدا اصحاب کے ہمراہ حسینؑ کی عیادت کے لئے آئے رسول خدا نے فرمایا: **إِنَّا لَمَنْزَلْنَا هَذِهِ الْأَيَّامَ لِنَعْصِيَ الْمُنْكَرَ**۔ ایک نذر مان علی مرتضیؑ نے عرض

کیا: میں نے نذر کیا کہ تین دن روزہ رکھلوں حضرت فاطمہ زہرا حسن اور حسین اور فضہ نے بھی یہی نذر کی انہوں نے بھی روزہ رکھنے کی نذر کی اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت عطا کی انہوں نے چاہا کہ وہ اپنی نذر انجام دیں گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز موجود نہیں تھی امیر المؤمنین شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کیا ہو سکتا ہے کہ تھوڑی سی اون دے دیں تاکہ فاطمہ اس کو کاتے اور اس کے بد لے میں تم تین صاع گندم دے دو (ایک صاع تین کیلو کا ہوتا ہے) یہودی راضی ہوا گیا اور اون اور گندم دے دیا جتاب فاطمہ نے ایک مقدار اون کو کاتا اور ایک صاع جو سے کھانا پکا جب افطار کا وقت آیا تو گھر کے باہر سے آواز آئی میں مدینہ کے مساکین میں سے ایک مسکین ہوں محتاج اور بحاج کا ہوں مجھے کھانا کھلا دیں تاکہ خداوند تعالیٰ آپ کو جنت کے طعام سے کھانا کھلائے۔ امیر المؤمنین نے اپنی روٹی کو صدقہ دیا باقی سب نے بھی آنحضرت کی پیروی کرتے ہوئے کھانا دے دیا اور اس رات خالص پانی سے افطار کیا وسرے دن جتاب فاطمہ نے جو کے ایک صاع سے روٹی پکائی جب افطار کا وقت آیا تو گھر کے باہر سے آواز بلند ہوئی: ﴿السلام علیکم يا اہل بیت رسول اللہ میں ایک بے کس یتیم اور بحاج کا ہوں مجھے کھانا کھلادیں تاکہ خداوند تعالیٰ آپ کو بہشت کے طعام سے بہرہ مند کرے۔ حضرت امیر نے اپنی روٹی اس یتیم کو دے دی اور باقی نے بھی حضرت کی پیروی کرتے ہوئے روٹیاں دے دیں۔ اور خود سادا پانی کے ساتھ افطار کیا۔ تیرے دن باقی جو کو پیسا جتاب فاطمہ نے پانچ روٹیاں تیار کیں افطار کے وقت ایک اسیر گھر کے دروازے پر آیا تو سب روٹیاں اسے دے دیں۔ چوتھے دن حضرت علی حسن اور حسین کو لیکر رسول کے کرہ میں تشریف لے گئے اور ان کو محراب عبادت میں دیکھا ان کا شکم خشک ہونے کی وجہ سے پشت کے ساتھ لگا ہو تھا ہے اس وقت فرمایا: وَأَغْوَثَاهُ يَا اللَّهُ أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ يَمُوْتُنَ جُوْعًا۔ یا اللہ! اہل بیت محمد بھوک سے مر رہے ہیں۔ اس وقت جریئل نازل ہوا اور سورہ بل اتی کو پیغمبر پر قرأت کی اور بہشت کا دستخوان ان پر نازل کیا۔ شاعر کہتا ہے

أَنَّا عَبْدُ لَهُ فَإِنِّي أُنْزَلَ فِي هَلَّ أَتَى  
إِلَى مَتَى أَكْتَمَهُ أَكْتَمَهُ إِلَى مَتَى  
وَهَلْ زُوْجَتْ فَاطِمَةُ غَيْرَهُ  
وَفِي غِيرِهِ هَلْ أَتَى هَلَّ أَتَى

نیز تفسیر مکر میں مل اتنی کے سورہ میں امام صادق علیہ السلام سے ایک حدیث میان کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت ابراہیم خلیل راتوں میں سے ایک رات کہ سات گھنٹے اس کے گزرے چکے تھے گھر سے باہر نکلے اور حرام کی طرف متوجہ ہوئے اس نے درگاہ الہی میں عرض کیا کہ بار الہبا! میں نے خانہ کعبہ کو بنایا اور ستر مسجدیں بنائیں مدد آتی تھیا رے لئے میرے پاس اس کا اجر ہے ابراہیم نے اپنے اطراف کو دیکھا تو کسی کو نہیں پایا وہ بارہ اپنے کلام کو دھرا یا اور عرض کیا: اَوْلَمْ تَرَدَّنِي عَلَى الْأَجَرِ شَيْئًا؟ کیا میرے اجر میں کوئی اضافہ نہیں ہو گا آواز آتی کہ اے ابراہیم ایسا مگان کرو کہ شیعیان علی کے ایک آدمی کو سیر کر دیا ہے یا کسی شیعہ کو بس پہنایا ہے کہ جو زیادہ اجرت طلب کرتے ہو؟ ابراہیم نے عرض کیا: کیا علی پیدا ہو چکا ہے؟ یا بعد میں پیدا ہو گا۔ آواز آتی بعد میں پیدا ہو گا ان کو دیکھنا چاہتے ہو عرض کیا ہاں پس اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی آنکھوں سے حجاب کو اٹھادیا عرش کے شامیانوں کو دکھادیا اور یہ ہے معنی وَنُرِي إِبْرَاهِيمَ مَكْوُتِ السَّمَوَاتِ "پس جناب ابراہیم نے شیشہ کا ایک بڑا گلوب دیکھا عرض کیا یہ گلوب کیا ہے؟ آواز آتی کہ اس میں میرے حبیب محمد کی روح ہے۔ عرض کیا دوسری اشیائے کا گلوب کیا ہے؟ خطاب آیا میری جنت علی بن ابی طالب کی روح ہیں۔ عرض کیا وہ گلوب کیا ہے؟ خطاب ہوا کہ اس میں فاطمہ بنت محمد کی روح ہے کہ جو علی بن ابی طالب کی زوجہ ہیں۔ عرض کیا وہ دو قدمیں کیا ہیں؟ آواز آتی اس میں حسن اور حسین کی روحیں ہیں کہ جو علی اور فاطمہ کی اولاد ہیں۔ عرض کیا وہ نو قدمیں یعنی گلوب کیا ہیں؟ آواز آتی اس میں نو اماموں کی ارواح ہیں کہ جو علی اور فاطمہ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ عرض کیا جائی دار قدمیں کیا ہے کہ جس کو آپ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا ہے ندا آتی یہ علی کے شیعوں میں سے جو نیک ہیں یا انکے ارواح ہیں ابراہیم نے عرض کیا: پروردگار! مجھے علی کے شیعوں میں سے قرار دے اس آیا کیا یہ مطلب یہ ہے وَإِنَّ مِنْ شِيعَةَ بَرِّ اَبِيهِمَ "خلاص رسول خدا لوگوں کو کھانا کھلانے کی طرف ترغیب دلاتے تھے لیکن اس جفا کارامت نے علی اور فاطمہ کی اولاد کو بھوکا بیاسا اسیر کر کے شہر بہ شہر اور دیار بہ دیار پھرا یا۔ امام زین العابدین نے منہاں بن عمرو سے فرمایا: جس دن سے یہ اہل بیت کر بلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام گئے وہ اس وقت سے روٹی سے سیر نہیں ہوئے اور پرده کرنے کے لئے کوئی کپڑا نہیں تھا۔ ما شیعن بطنہن ولا کسین راء و سکن۔ انہوں نے سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور نہ انہوں نے اپنے سروں کو چادروں سے ڈانپا۔



## مجلس نمبر 44

### حسن خلق کے بارے میں

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: مَنْ حَسْنَ مِنْكُمْ فِي هَذَا الشَّهْرِ خَلَقَهُ كَانَ لَهُ جَوَازٌ عَلَى الْجَرَاطِ يَوْمَ تَزِيلَ فِيهِ الْأَقْدَامُ۔** جو بھی اس ماہ رمضان میں اپنے اخلاق کو اچھا بنائے کل قیامت کے دن آسمانی کے ساتھ پل صراط سے گزرے گا۔ جس وقت قدم پھسل جائیں گے۔ حسن خلق اچھی صفات میں سے اہم صفت ہے اور شیطان کے چنگل سے نجات کا بہتریں سرمایہ ہے کیونکہ نے کافی میں اٹھا رہا روایات حسن خلق کے بارے میں نقل کی ہیں۔ اور امام زین العابدین نے فرمایا: سب سے افضل ترین چیز جو حساب کی ترازو میں رکھتے ہیں وہ ہے حسن خلق ایک اور خبر میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ فرمایا: اگر کسی میں چار صفات ہوں تو اس کا ایمان کامل ہے اگرچہ سر سے لیکر پاؤں تک گناہ میں گرفتار ہو اس کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا ہے وہ ہے حق بولنا، امانت کا ادا کرنا حیاء اور حسن خلق ہے۔

محضی نہ رہے کہ اس حدیث شریف کا معنی یہ ہے جن میں یہ اوصاف موجود ہوں ان میں کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔ کہ اس کو ضرر پہنچائے وہ اس لئے کہ حق بولنا، جھوٹ، غیبت، گالی، تہمت، چٹلی خوری لغو با تین کرنے سے اس کو روکتا ہے۔ اور امانت کا ادا کرنا اس کو تمام خیانت سے روکتا ہے۔ چاہے مال میں خیانت ہو جا ہے لوگوں کے حقوق میں خیانت ہو جا ہے تو اس شرعیہ میں خیانت ہو۔ جیسے طہارات سے لیکر حدوڑا اور دیات تک کہ ہر ایک میں ستی کرنا خیانت ہے ایسا نہیں ہوتا۔ کہ لوگ اس کے معصیت میں مر تکب ہونے کو بیکھیں اور نہیں اور خلوت میں اپنے ولی نعمت جو کہ خدا سے ہے حیا کرتا ہے یعنی معصیت کا مر تکب نہیں ہوتا اور حسن خلق اس کو آمادہ کرتا ہے کہ جو بھی اس پر ظلم کرے اس ظلم کے مقابلے میں عفو کرتا ہے قطع رحمی نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اگر کوئی قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اپنے والدین کے ساتھ نیکی سے پیش آتا ہے پھر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا کہ کوئی چیز اس کو ضرر پہنچائے۔

چند روایتیں ہیں کہ حسن خلق انسان کے گناہ اس طرح ختم کرتا ہے جس طرح برف سورج میں پانی ہو جاتی

ہے۔ ایک اور خبر میں فرمایا: حسن خلق شہروں کے آباد ہونے کا اور طول عمر کا موجب بنتا ہے۔

ایک خبر میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا: رسول خدا ایک دن مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے انصار کی ایک عورت نے رسول اکرمؐ کی عجاہ کو پکڑا حضرت اس گمان سے کہ اسے کوئی کام ہے اپنی جگہ سے اٹھے لیکن اس عورت نے کچھ بھی نہ کہا۔ رسول خدا نے بھی کچھ نہ فرمایا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تین مرتبہ اس کام کو انجام دیا چوتھی مرتبہ جب اس عورت کے لئے گھرے ہوئے تو اس عورت کو حضرت رسول خدا سے ایک دھاگہ ملا اس کو لیا اور وہ چل گئی۔ صحابہ نے اس کو ڈانتا اے عورت! آخر تمہاری کیا حاجت ہے کہ چار مرتبہ رسول خدا کو اپنی جگہ سے کھڑا ہوئا پڑا اور تم نے کوئی بات نہ کی جو اس عورت نے کہا ہمارے گھر میں ایک بیمار ہے میرے گھر والوں نے بھیجا تھا کہ رسول خدا کے کپڑوں سے ایک دھاگہ تبرک کے لئے لے لوں اور اپنے مریض کا علاج اس سے کروں۔ میں نے ہاتھ پر ہادیا حضرت کھڑے ہو گئے مجھے شرم آئی کہ اپنے ہاتھ کو پیچھے کھینچوں اور میں نہیں چاہتی تھی کہ اس کے بارے میں حضرت گوہتاوں اس لئے یہ عمل بار بار ہوا۔

یہ مضمون اصول کافی سے نقل کیا گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ پندرہ اکرمؐ کی تعریف حسن خلق کی وجہ سے کرتا ہے اور حضرتؐ کے بارے میں: **إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** فرمایا: جواہر الکلمات نہادندی میں مردی ہے کہ رسول خدا صاحب میں سے کسی ایک کے ساتھ مدینہ کے صحراء میں گشت کرتے ہوئے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا کہ کنوئیں سے پانی نکالتا چاہتی تھی۔ حضرتؐ اگر گے بڑھے اور فرمایا: اگر آپ چاہیں تو آپ کے لئے پانی نکال دوں۔ اس بوڑھی نے کہا: ان **أَحَسَّنْتُمْ أَحَسَّنْتُمْ لَا نَفْسِكُمْ**، رسول اللہ نے کنوئیں سے پانی نکالا اور اس کی مشک کو پانی سے بھر دیا پھر مشک اپنے کندھوں پر رکھی اور اس بوڑھی عورت سے کہا آگے چلو اور اپنا خیمہ مجھے دکھاؤ۔ وہ صحابی رسول اکرمؐ کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے بہت کوشش کی کہ اس مشک کو اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھیں رسول خدا نے فرمایا: میں امت کے بوجھ کو اٹھانے کا زیادہ حقدار ہوں۔ بوڑھی عورت خیمہ میں داخل ہوئی اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ اٹھو اور مشکیزہ کو خیمہ کے اندر لے آؤ اس کے بیٹے کہنے لگے اے مادر! کس طرح آپ اس مشک کو یہاں تک لے آئیں؟! بوڑھی عورت نے کہا: ایک جوان شخص شیرین زبان خوبصورت اور بہترین اخلاق دارے نے مجھ پر ہمربانی کی اور اس مشک کو یہاں تک لے آیا انہوں نے پوچھا وہ کہاں چلے گئے اس عورت نے کہا یہ جو راستے پر جا رہا ہے اس کے بیٹے جلدی جلدی حضرتؐ کے پاس آئے اور آپ کو پہچانا اور اپنی ماں کو خبر دی۔ بوڑھی عورت آکر حضرتؐ کے قدموں پر گر پڑی اور بہت زیادہ روئی اور کہا کہ معدترت چاہتی ہوں حضرت

اس سے شفقت سے پیش آئے۔ پھر اس کے لئے اور اس کے فرزندوں کے لئے دعاۓ خیر فرمائی۔

ایک دن رسول خدا کو بخار ہو گیا اس دن حصہ کی باری تھی عائشہ نے کینز کو ایک برتن میں جو کا آش (پلی پکی ہوئی چیز ہے پی سکتیں) دیا کہ رسول اللہؐ کے لئے لے جائیں کینز جب پیالہ کو لے کر آئی تو حصہ نے کہا یہ کیا ہے؟ تو کینز نے کہا کہ جو کا آش ہے جو عائشہ نے بھیجا ہے حصہ کو حصہ آگیا کہا عائشہ مجھ پر برتری حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ وہ خیال کرتی ہے یہ کام میں نہیں کر سکتی ہوں کہ آش درست کروں یا اس کی شفقت رسول اللہؐ پر مجھ سے زیادہ ہے۔ پھر اس پیالہ کو کینز کے ہاتھ سے لیا۔ اور زمین پر پھینک دیا۔ چند قطربے آش کے اس میں باقی تھے حضور نے ان کو اٹھایا اور تناول فرمایا اور کینز سے کہا کہ اگر عائشہ مجھ سے پوچھے کہ رسول خدا نے آش کو کھایا تو انہیں بتا دینا کہ ہاں کھایا ہے اور جو کچھ تم نے حصہ سے دیکھا اور سن اس کو عائشہ کو نہ بتانا تاکہ جھگڑے کا موجب نہ بنے۔

از خوش سخنی همیچه لدی رویش نشان  
با خوش سخنان کسی بلاد رویش نشان  
گنجی انت کلام خوش کد گویند از ان  
چند اونک کرم فشوک در رویش نشان

اہل داش نے کہا ہے: اچھی بات ایک دوا ہے جو بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ مثلاً کینہ عداوت کو دشمنوں کے دلوں سے اور ان کے باطن کو دھوکہ سے پاک کرتی ہے۔ خصوصاً کسی کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں اچھی بات کرنا ایک دوا ہے۔

لایف سخن از سینک گرد کین بیز  
زبان لطف را بروی خشن بر چین بیز  
بیز رین زبانی لطف و خوشی  
قوافی کد پیانی بسوئی کشی  
خلاق فکر و صفت میں مابود  
خیلت بل مرگ مفاجا بود

اس لئے خداوند متعال نے مہر بانی کے مقام پر اپنے پیغمبر سے فرمایا: وَلَوْ كُنْتَ فَظَّاعَ لِيظَ الْقُلُبُ لَا

نَفَضُوا مِنْ حَوْلَكَ۔“ اگر آپ بد مزاج اور بد اخلاق ہوتے تو لوگ آپ کے اطراف سے متفرق ہو جاتے اور ابواب الجنان حاجی ملا رفیع اور دوسری کتابوں میں لکھا گیا ہوا ہے کہ ایک دن رسول خدا اصحاب کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے کہ اتنے میں ایک عربی شخص نظر آیا اور حضرت گی عباء کو اس سختی کے ساتھ کھینچا کہ اس کا ایک کنارہ حضرت کی گردان میں پڑا رہا اور وہ پھٹ گئی اور کہا: أَعْطِنِي عَطَانًا يَا مُحَمَّدُ،“ اے محمد! مجھے کچھ دیں۔ رسول خدا سکرائے اور فرمایا: اس کو کوئی چیز دی جائے۔ اس کو کوئی چیز دی گئی۔

### ایک یہودی کا واقعہ

حیات القلوب کے باب ہشتم میں معتبر سند کے ساتھ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ ایک یہودی کو رسول اکرم نے کچھ دینا رہی نہ تھے۔ اس نے راستے میں حضرت کو روکا اور اپنا قرض طلب کیا حضرت نے فرمایا: اس وقت میرے پاس نہیں ہے کہ دے سکوں۔ یہودی نے کہا میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میرا قرض ادا ن کریں۔ رسول اللہ نے فرمایا میں یہاں تمہارے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں حضرت اس یہودی کے پاس بیٹھ گئے یہاں تک کہ ظہر عصر مغرب اور عشا کی نمازیں اس کے ساتھ دیں پر ادا کیں حضرت کے اصحاب اس یہودی کو دھمکی دینے لگے تو آنحضرت ان اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس یہودی کے ساتھ تمہارا کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ اس یہودی نے آپ کو یہاں روکا ہوا ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ کسی ایسے شخص پر ظلم کروں جو میری امام میں ہے یا اس پر جو میری امام میں نہیں ہے۔

جب سورج نکلا تو یہودی نے کہا: أَشَهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشَهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔“ اپنا آدھا مال حضرت کو بخش دیا اس کے پاس بہت سارا مال تھا اور کہا میں نے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ دیکھوں کہ جو اوصاف تورات میں پیغمبر آخرا زمان کے لئے ہیں آپ میں یہ صفات ہیں یا نہیں؟ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ محمد بن عبد اللہ کی ولادت مکہ میں ہے اور مدینہ کی طرف بھرت کریں گے۔ سخت اور بد مزاج نہیں ہوں گے۔ آواز کو بلند نہیں کرنے اور گالی نہیں دیتے۔ کمزور بات نہیں کریں گے۔ اب میں خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔

معتبر سند کے ساتھ امام صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک سائل نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا کہ حضرتؐ نے فرمایا: کیا کوئی ہے کہ جو ہمیں قرض دے؟ انصار میں سے ایک شخص نے کہا: ہمارے پاس ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا چار و سنت (وقت ساتھ صاع کا ہوتا ہے) کھجور میں اس سائل کو دی گئیں۔ جب کھجور میں سائل کو دے دیں تو تھوڑی دیر کے بعد اس

نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ حضرت نے فرمایا: انشاء اللہ میں دیدوں گا دوبارہ وہ آیا اور اسی طرح کا جواب سن۔ جب تیسری مرتبہ آیا اور قرض کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ نے فرمایا: انشاء اللہ دے دیں گے اس نے کہا آپ نے بہت زیادہ کہا آنحضرت اس کی نامناسب بات پر مسکرانے اور فرمایا کیا کوئی ہے جو مجھے قرض دے دیں ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا میرے پاس ہے۔

حضرت نے فرمایا: آٹھ و سو خرمسہ اس شخص کو دے دوں عرض کیا یا رسول اللہ چاروں سوں کا طلب گار ہوں حضرت نے فرمایا یہ چاروں سوں تمہیں بخش دیئے۔ جابر بن عبد اللہ انصاری نے کہا کہ میں ایک سفر میں رسول خدا کے ساتھ تھا میرا اونٹ کمزوری کی وجہ سے لیٹ گیا میں نے بڑی کوشش کی لیکن انھیں، رسول اکرمؐ قافلہ کے پیچے تھے اور کمزوروں کو قافلہ تک پہنچاتے تھے۔ کبھی ان کو اپنے پیچے سوار کرتے تھے۔ جب وہ میرے پاس پہنچنے تو کہا تو کون ہے؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جابر ہوں۔ فرمایا: مجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا میرا اونٹ چل نہیں سکتا ہے۔

آنحضرت بیادہ ہوئے اور اپنا عصا اس اونٹ پر مارا وہ اونٹ کھڑا ہو گیا جب میں سوار ہوا تو میرا اونٹ رسول خدا کے اونٹ سے آگے نکل گیا۔ اس رات رسول خدا نے بچیں مرتبہ میرے لئے استغفار کیا۔ پس پوچھا اے جابر تمہارے باپ کے کتنے فرزند ہیں۔ میں نے کہا سات لڑکیاں۔ فرمایا: کوئی قرض بھی ان کے ذمہ تھا میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرت نے فرمایا: جب آپ مدینہ پہنچیں تو قرض لینے والوں سے مٹے کر لیں کہ وہ اتنے اب لے لیں اور اتنے پرہی راضی ہو جائیں تو بہتر ہے تاکہ یہ معاملہ تمام ہو جائے اگر راضی نہ ہوں تو جب کھجور کے جمع کرنے کا وقت آجائے تو مجھے بتا دیں۔

پھر انہوں نے پوچھا کیا تم نے شادی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں ایک بیوہ عورت سے شادی کی ہے۔ حضرت نے فرمایا کسی لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی کہ تم اس کے ساتھ کھیلو اور وہ تمہارے ساتھ کھیلے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ میں ڈر گیا کہ میری بہنوں کے ساتھ اس کے تعلقات اچھے نہ ہوں۔ فرمایا: آپ نے بہت اچھا سمجھا ہے پھر فرمایا: اس اونٹ کو کتنے میں خریدا ہے؟ میں نے کہا پنج اوقیہ سونے میں خریدا ہے۔ (اویہ دس مشقال کو کہتے ہیں) آنحضرت نے فرمایا: ہم نے تم سے لے لیا ہے۔

جابر کہتا ہے جب میں مدینہ پہنچا تو اپنے اونٹ کو حضرت کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا: بلاں پانچ اوقیہ

اوٹ کی قیمت ادا کر دو کہ وہ اپنے باپ کے قرض کو ادا کرے تین اوقیٰ بھی اس کو دے دوازدہ بھی اس کو لوٹا دو اس کے بعد فرمایا اگر باپ کا قرض ادا نہ ہو تو جس وقت کھجور اتارتے ہیں اس وقت مجھ کو خبر دے دیں جابر نے کہا جب خرمہ چلنے کا وقت آیا تو میں نے حضرت کو خبر دی۔

حضرت نے ہمارے لئے دعا کی حضرت کی دعاؤں کی برکت سے ہم نے خرمہ کو چنا اور اپنے باپ کے قرض کو ادا کر دیا اور اس سے زیادہ اس قدر تھے کہ کئی مدت تک اس سے زندگی گزار سکتے تھے۔

خلاصہ رسول اللہ پیغمبر و آلہ کی مدد کرتے تھے۔ ان کی اولاد نے بھی رسول اللہ کی پیروی کی لیکن امت نے اس کا

عجب بدلہ دیا۔



## محلس نمبر 45

### امیر المؤمنینؑ کے حسن خلق کے بارے میں

چونکہ میں محلس میں امیر المؤمنینؑ کے حسن خلق کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔ عین الحیۃ میں اور مجموعہ ورام میں تحریر ہے کہ امیر المؤمنینؑ نے اپنے غلام کو کئی مرتبہ آواز دی وہ مستاتھا پھر بھی جواب نہیں دیتا تھا۔ حضرت اس کے پاس آئے تو دیکھا کہ سویا ہوا ہے۔ فرمایا: اے غلام کیا تم نے میری آواز نہیں سنی عرض کیا کیوں نہیں۔ میں نے آپ کی آواز سنی تھی۔ فرمایا پھر کیوں جواب نہیں دیا اس نے کہا ستی کی وجہ سے اور دوسری بات یہ ہے کہ میں آپ کی سزا سے محفوظ تھا اس لئے جواب دینے میں تسامح سے کام لیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اس غلام نے کہا کہ میں آپ کو غصہ دلانا چاہتا تھا۔ حضرت نے فرمایا: مجھے غصہ آتا ہے اس پر کہ جس نے اس چیز پر آمادہ کیا یعنی شیطان پر میں نے تمہیں راہ خدا میں آزاد کر دیا جب تک زندہ ہوں تمہاری ضروریات میرے ذمہ ہیں۔

ابواب الجہان میں ہے کہ ایک دن کنیز نے قصاب سے گوشت خریدا۔ اس نے اس کو خراب گوشت دے دیا۔ اس کو واپس لے آئی تو قصاب نے قبول نہ کیا۔ کنیز روئی ہوئی اور ہر اپنے مولا سے بھی ڈرتی تھی حیران ہو گئی۔ امیر المؤمنینؑ نے اس سے ملاقات کی اس سے احوال پوچھ کنیز نے اپنا واقعہ بتا دیا۔ حضرت قصابی کے پاس آئے تاکہ قصابی سے سفارش کریں۔ قصاب حضرتؑ کو نہیں پہچانتا تھا۔ اس نے حضرت کے سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ جا کر اپنا کام کرو۔ حضرتؑ نے اس کی بے ادبی کو نظر انداز کیا کچھ نہیں فرمایا اور واپس ہو گئے۔

حضرتؑ کے جانے کے بعد ہر طرف سے اس کو برا بھلا کہنے لگے کہ وائے ہو تجھ پر جانتے ہو کہ تم نے کس سے بے ادبی کی ہے۔ کس سے جمارت کی ہے یہ امیر المؤمنینؑ علی بن ابی طالبؓ تھے۔ قصاب کے نزدیک دنیا تاریک ہوئی اپنا ہاتھ کاٹا اور اس کو دوسرے ہاتھ میں لیکر حضرتؑ کی خدمت میں آیا اور عذرخواہی کرنے لگا حضرتؑ نے اس کے ہاتھ کو

اسی جگہ پر رکھا اور ایک دعا پڑھی اسکا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔

ای صحن میں ہے کہ حسینؑ جب اپنے والد کو کوفن کر کے واپس آئے تو ان کے کان میں نالہ و فریاد کی آواز آئی اس آواز کو تلاش کرتے ہوئے خرابہ میں داخل ہوئے۔ ایک نایبنا بوز ہے شخص کو دیکھا کہ نالہ و فریاد کر رہا ہے۔ اس سے پوچھا تو کہنے لگا: ایک سال سے اس خرابہ میں زندگی گزار رہا ہوں ہر رات ایک شخص آتا تھا اور میرے سر بانے بیٹھ جاتا تھا۔ ایک مہربان باپ اور مہربان بھائی کی طرح میری غم خواری میں قیام کرتا تھا اس سے پوچھا کہ آپ نے ان کے نام کے بارے میں نہیں پوچھا کہا کہ کیوں نہیں میں نے پوچھا ہے تو جواب میں کہا: تمہیں نام سے کیا کام میں تمہاری خدمت خدا کے لئے کرتا ہوں۔

ان سے پوچھا اس کی شکل و شتمل سے کچھ پیچا نہیں۔ کہا میں نایبنا ہوں لیکن وہ جب بھی میرے پاس بیٹھتے تھے خدا کی تسبیح و تبلیغ میں مشغول ہو جاتے تھے اور کہتے تھے مسکین جالس مسکین مسکین کے پاس بیٹھا ہے۔ غریب جالس غریب غریب غریب کے پاس بیٹھا ہے۔ آج تین دن ہو گئے ہے کہ وہ شخص میرے پاس نہیں آیا ہے۔ حسینؑ نے علامات اور قرآن سے جان لیا کہ وہ شخص ہمارے والد گرامی امیر المؤمنین تھے۔ انہوں نے پوچھا: اے شخص وہ شخص کہ جس کی تلاس میں ہو وہ ہمارا باپ علی بن ابی طالب ہے۔

اس وقت ان کو کوفن کر کے واپس آئے ہیں۔ وہ بوز ہما شخص نالہ و فریاد بلند کرنے لگا کہتے ہیں کہ اس نے درخواست کی کہ مجھے ان کی قبر پر لیجا میں جب ان کو قبر پر لے گئے تو اس نے نعرہ مارا اور اس کی روح قبض ہوئی۔

### امیر المؤمنین علیہ السلام اور ایک یہودی کا واقعہ

ایک یہودی شخص سوریہ سے کافی مقدار میں گندم اپنی سواری پر لا کر کوفن کی طرف آیا۔ جب کوفن کے اطراف میں پہنچا تو ایک شوردار زین میں اس کا وہ حیوان لا پتہ ہو گیا اور اس کا کوئی پتہ نہ چلا۔ یہودی شخص جیران ہوا اور ہر طرف دوڑا دائیں باسیں گیا۔ کہیں سے پتہ نہ چلا تو مجبور ہو کر کوفن کا راستہ اختیار کیا جو نکلے حارث اعور کے ساتھ اس کی جان پہچان تھی۔ اس کے گھر میں گیا اور اپنا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا۔ حارث نے کہا ہمیں چاہیے کہ امیر المؤمنین کے گھر میں چلے جائیں اور اس کو اس واقعہ سے آگاہ کریں۔

جب حضرت امیر المؤمنینؑ کی خدمت میں پہنچا اور اپنا واقعہ بیان کیا تو حضرتؐ نے حارث سے فرمایا کہ آپ اپنا کام کریں اور مجھے اس یہودی کے ساتھ چھوڑ دیں۔ پس حضرتؐ نے یہودی سے فرمایا: مجھے وہاں لے چل جبا تیرا

حیوان گم ہوا ہے حضرت اس مکان میں پہنچ چند کلمات حضرت نے فرمائے کہ اس یہودی شخص کو پتہ نہیں چلا اس کے بعد فرمایا: اے گروہ جن خدا کی قسم تم نے اس طریقے پر میرے ساتھ بیعت اور عبد نہیں کیا تھا کہ لوگوں کے مال کو لے جاؤ اور میری رعیت کو اذیت پہنچاو و خدا کی قسم اگر تم نے اس شخص سے حیوان اور بوجھ کو سالم واپس نہ کیا تو تینیں میں تمہارے ساتھ جہاد کروں گا یہودی نے کہا خدا کی قسم کہ حضرت کا کلام ابھی تمام نہیں ہوا تھا کہ حیوان کو بوجھ سمیت حاضر کیا اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا وہ کاموں میں سے ایک کو اختیار کر دا پ آگے چلیں میں حیوان کو چلاتا ہوں یا میں آگے چلتا ہوں تم اس کو چلاو یہودی نے کہا: یا امیر المؤمنین آپ آگے چلیں میں اس حیوان کو چلاتا ہوں۔ اس طریقہ پر چلے۔

یہاں تک کوفہ کے میدان میں پہنچ کے جہاں کھانے اور پینے کے خرید و فروخت کی جگہ تھی حضرت نے فرمایا: اے یہودی رات کا کچھ حصہ باقی ہے اب اپنا بوجھ اتار دیں میں حفاظت کرتا ہوں۔ جب سامان کو اتارا گیا تو حضرت نے فرمایا: اب تم سو جاؤ میں صح تک سامان کی حفاظت کروں گا۔ جب صح ہوئی تو یہودی کے مال کو اس کے سپرد کیا فرمایا میں نماز کے لئے جاتا ہوں جب سورج نکلے گا تو تمہارے پاس آؤں گا۔ حضرت نماز کے لئے چلے گئے۔

جب سورج نکلا تو حضرت واپس آگئے اور یہودی کو حکم دیا کہ اپنے سامان کو کھول دو اور اس کی قیمت لگادو۔ تمہاری مرضی ہے اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے سامان کو بچتا ہوں تم قیمت وصول کرو یا تو وزن کرو اور بیچو میں قیمت کو وصول کرو۔ عرض کیا کہ آپ قیمت کو وصول کریں اس طریقے پر تمام سامان کو بیچا اور حضرت اس کی قیمت وصول کرتے تھے یہودی کو دیتے تھے۔ اور فرمایا کیا آپ کی کوئی اور حاجت ہے عرض کیا: ہاں! میں بازار سے بعض اجنباء خریدنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ۔ آنحضرت نے اس یہودی شخص کے لئے خیرداری کی اس حسن اخلاق نے کفر کے زنگ کو یہودی کے دل سے پاک کیا اس کی غفلت اور نادانی کو اپنی آنکھوں سے انھا کر اسلام کو قبول کیا اور کہا:

أَشْهَدُ أَنَّكَ عَالِمٌ هَذِهِ الْأَمَّةِ وَخَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ عَلَى الْجَنَّةِ وَالْإِنْسَنِ فَجَزَاكَ اللَّهُ عَنِ الْإِسْلَامِ حَيْرًا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس امت کے عالم اور جن و انس پر رسول اللہ کے خلیفہ ہیں جن اور انس پر اللہ تم کو اسلام کے متعلق جزاۓ خیر دے۔ اور مجھی نہ رہے کہ ابو درداء کا قصہ اس مقام پر مناسب ہے کہ چھٹی مجلس میں گزر چکا اور ضرار بن حمزہ امیر المؤمنین کے اوصاف کو معاویہ کے لئے بیان کیا اور مجلس ۱۶ میں ذکر ہوا اور مجلس ۳۲ میں اور امیر المؤمنین کی قضاوت میں اس کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور مشتبی الامال میں فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین کا حسن خلق

اس درجہ پر تھا کہ حضرت کے دشمن اس کو عیب جانتے تھے عمر بن عاصی کہتا تھا کہ حضرت بہت زیادہ خوش طبع تھا اس بات کو قول عمر سے لیا گیا ہے اس عذر کے لئے کہ ایسے آدمی کو خلافت حوالہ نہیں کرنا چاہئے اس کو بھی انہوں نے عیب شمار کیا ہے۔

صعصعہ بن صوحان اور دوسرے لوگوں نے حضرت کے وصف میں کہا ہے۔ امیر المؤمنینؑ ہمارے درمیان ایسے تھے کہ ہم میں سے ہی کوئی ایک ہے جہاں ان کو بلا تہ وہ آ جاتے جو کچھ ہم کہتے وہ سنتے تھے۔ جہاں کہیں کہتے بیٹھ جاتے تھے۔ اس کے باوجود حضرت کی بیت تھی۔ جیسے ایک شخص کے جس کے ہاتھ میں برہنہ تکوار ہوا اور اس کے سر پر کھڑا ہے کہ اس کی گردن جدا کر دے۔ نقل ہوا ہے کہ ایک دن معاویہ نے قیس بن سعد سے کہا کہ خدارحمت کرے ابو الحسن پر کہ جو بہت زیادہ ہنتے تھے اور خوش طبع تھے قیس نے کہا ہاں ایسا ہی تھا رسول خدا بھی اسی طرح تھے اپنے اصحاب کے ساتھ خوس طبع تھے اور ہنتے تھے اے معاویہ! تو اس نے ظاہری طور پر اس کی تعریف کی لیکن ان کی مذمت کا قصد کیا۔

خدا کی قسم حضرت اس خوش طبع کے باوجود ان کی بیت سب سے زیادہ تھی اور وہ تقویٰ کی بیت تھی کہ جس میں سرور پایا جاتا تھا ان لوگوں کی بیت کی طرح جس طرح شام کے ذلیل اور لیسم لوگ تجھ سے رکھتے ہیں۔ خدارحمت کرے قیس بن سعد پر کہ اس نے کس قدر معاویہ کو پیچا نہ کھا اہل سنت کے بہت سے علمانے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ اہل سنت کے ایک باوثق شخص نے کہا کہ میں نے علی بن ابی طالبؑ کو خواب میں دیکھا میں نے کہا: یا امیر المؤمنینؑ جب آپ نے فتح مکہ کیا تھا تو ابوسفیان کے گھر کو لوگوں کے لئے اُن کی جگہ قرار دیا تھا اور فرمایا تھا جو بھی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوا حفظ ہو آپ نے اس قسم کا احسان ابوسفیان کے حق میں فرمایا: اس کے فرزندوں نے اس کے بدله میں آپ کے فرزندوں کو قتل کر دیا۔

انہوں نے کہا حضرتؐ نے فرمایا مگر تم نے ابن صلیٰ کے اشعار کو اس باب میں نہیں سنائیں نے کہا کہ میں نے نہیں سناؤ آپ نے فرمایا کہ اس سے جا کر سن لو۔ جب میں بیدار ہوا جلدی سے ابن صلیٰ کے گھر کر جو معروف جیسی بیس ہے۔ میں نے اپنا خواب اس کے لئے بیان کیا جب اس نے میرا خواب سنا ایک جیخ ماری اور بہت زیادہ روئے اور کہا خدا کی قسم جن اشعار کے بارے میں امیر المؤمنینؑ نے فرمایا ہے آج ہی رات میں نے لکھے ہیں ابھی تک میری زبان سے نہیں لکھے ہیں اور آج تک کسی کے لئے نہیں لکھا ہے پس کیا میرے لئے ان اشعار کو انشاء کیا۔

مَأْكُنَّا وَكَانَ الْعَفْوُ مِنَ سَجَّةٍ  
 فَأَمَّا مَا كُنْتُمْ سَارِينَ بِاللَّدِيمْ أَبْطَحْ  
 وَحَآتَمْ قَتَلَ الْأُسَارَى وَطَالَمَا  
 غَدُونَاءَ عَلَى الْأُسْرَى فَنَعْفُو وَنَصْفُو  
 وَحَسْبِكُمْ هَذَا التَّفَاؤْتُ بَيْنَنَا  
 وَكُلُّ إِنَاءٍ بِاللِّذِي فِيهِ يَرْشُحُ

امام زین العابدینؑ کو جب اسیر کیا گیا تو ملعونوں نے تین مرتبہ ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر خداوند عالم نے  
 ان کی حفاظت کی۔



## مجلس نمبر 46

### حسنیںؑ اور امام زین العابدینؑ کا حسن اخلاق

کامل مبرد سے منقول ہے کہ مجلسی کی عین الحیوۃ اور دیگر کتب میں ہے کہ ایک دن امام حسنؑ سوار تھے اہل شام کے ایک شخص نے حضرتؐ سے ملاقات کی اور حضرتؐ کو برا بھلا کہا۔ آنحضرتؐ نے اس کے جواب میں کچھ بھی نہ کہا یہاں تک کہ شامی مردگائی دینے سے فارغ ہوا اس وقت حضرت اس مرد کی طرف متوجہ ہوئے سلام کیا اور ہنس پڑے اور فرمایا: اے شیخ! میں گمان کرتا ہوں کہ تو مسافر ہے گویا تمہارے اوپر چند چیزیں مشتبہ ہوئی ہیں اگر مجھ سے خوشنودی چاہو گو تو میں تجھ سے راضی ہو جاؤں گا۔

اگر مجھ سے کسی چیز کا سوال کرو گے تو میں تمہیں دوں گا اگر مجھ سے ہدایت حاصل کرنا چاہو گے تو میں تمہاری ہدایت کروں گا۔ اگر سامان انٹھانے کے لئے چاہتے ہو تو میں تجھے دوں گا اگر بھوکے ہو تو میں تمہیں سیر کر دوں گا۔ اگر مفروض ہو تو تمہارا قرض ادا کروں گا۔ اگر برہنہ ہو تو تجھ کو لباس دوں گا۔ اگر کوئی حاجت مند ہو تو تمہاری حاجت بجالاؤں گا۔ اگر سامان سمیت ہمارے گھر پر نازل ہوئے ہو تو ہمارے پاس مہمان بن کر رہیں یہاں سے جانے تک تو تمہارے لئے بہتر ہو گا۔ چونکہ ہمارے پاس کھلاڑی مکان موجود ہے اور ہمارے پاس مال بھی بہت زیادہ ہے۔

جب شامی شخص نے حضرتؐ سے ان باتوں کو ساتھ رکھنا چاہئے۔ آپ سے ملاقات سے پہلے آپ اور آپ کا باپ میرے نزدیک تمام مخلوق سے سب سے زیادہ دشمن تھے اور اب مخلوق خدا میں سب سے زیادہ محظوظ مخلوق ہیں۔ پس اس نے اپنا سامان حضرت کے گھر میں اتنا راجب تک مدینے میں رہا حضرت کامہمان رہا اور حضرت کے شیعوں میں سے ہوا۔ اور منتہی الامال میں امام حسنؑ کے حالات میں روایت کی گئی ہے کہ حضرت کے غلاموں میں سے کسی نے خیانت

کی کہا ورس اکاسن اواز ہوا حضرت اس کو سزاد بیان چاہتے تھے تو غلام نے کہا **اللَّهُ أَكْبَرُ** حضرت نے فرمایا میں اپنے غصہ کو پی گیا۔ غلام نے کہا **اللَّهُ أَكْبَرُ** حضرت نے فرمایا میں تمہیں معاف کیا غلام نے کہا **وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** حضرت نے فرمایا کہ میں نے تمہیں آزاد کر دیا اور جو کچھ میں تمہیں دیتا تھا اس کا دو گناہ کیا۔

ناخ کی اس جلد میں کہ جس میں حضرت کے حالات بیان کئے گئے ہیں یہ روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص امام حسن کے پاس آیا اور عرض کیا فلان شخص آپ کے حق میں بدگونی کرتا تھا حضرت نے فرمایا تم نے مجھے رنج میں ڈال دیا اب اپنے لئے اور اس کے لئے استغفار کرو۔ نیز روایت کی گئی ہے کہ ایک دن مروان بن حکم جنی چاہتا تھا امام حسن کو گالیاں دیں حضرت خاموش ہو گئے اس کے بعد کلام شروع کیا اور مروان سے مخاطب ہو کر کہا: میں تمہیں معاف نہیں کرتا بلکہ خدا پر جھوڑ دیتا ہوں۔ اگر تم نے سچ کہا تو تمہیں جزاۓ خیر دے اور اگر جھوٹ کہا ہے تو خدا تمہیں جھوٹ کی سزادے چوتکہ خدا کا انقام مجھ سے زیادہ سخت ہے۔ خلاصہ امام حسن کے اخلاق اور ان کے اعمال کی خوبیوں کا حساب نہیں کیا جاسکتا اسی طرح امام حسین بھی تھے۔

علامہ مجلسی نے تفسیر عیاشی سے حدیث بیان کی ہے۔ امام کا گزر فقراء اور مساکین کی ایک جماعت کے پاس سے ہوا کہ جو حلقة باندھے ہوئے تھے اور اپنی چادر کو بچھایا ہوا تھا۔ پچھر دیباں اس پر رکھے ہوئے تھے جب انہوں نے امام حسین کو دیکھا تو آنحضرت کو کھانے کی دعوت دی حضرت پیارہ ہوئے اور ان کے پاس دوز انو ہو کر بیٹھے اور فرمایا **إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُنْكَرِينَ، إِنَّ اللَّهَ تَكْبِرُ كَرْنَے والوں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔** اس کے بعد فرمایا میں نے تمہاری دعوت قبول کی اب تم بھی میری دعوت قبول کر دیا اور ان کو اپنے ساتھ گھر میں لے آئے اور ان کو کھانا کھلا کر سیر کر دیا۔

مناقب ابن شہر آشوب میں حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین اسامہ بن زید کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ بستر پر سوئے ہوئے تھے اور یہی کہتے تھے واغما۔ حضرت نے فرمایا: اے بھائی کس چیز کا تمہیں غم ہے عرض کیا سانحہ ہزار درہم کا مقروظ ہوں فرمایا آپ کے قرضوں کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے کہا کہ ڈرتا ہوں کہیں قرض کے ادا کرنے سے پہلے مر جاؤں۔ حضرت نے حکم دیا یہاں تک کہ سانحہ ہزار درہم لے آئے اس کے مرنے سے پہلے اور اس کے قرض کو ادا کیا۔

ناخ نے کتاب انس الجالس سے نقل کیا ہے جب مروان نے فرزدق شاعر کو مدینہ سے باہر نکالا تو وہ امام حسین

کے پاس آیا حضرت نے چار ہزار دینار اس کو دیئے عرض کیا گیا کہ یہ شخص ایک فاسق شاعر ہے۔ حضرت نے فرمایا بہترین مال وہ ہے کہ جس کے خرچ کرنے میں انسان کی عزت محفوظ رہے۔ رسول خدا نے کعب بن زہیر کو معاف کیا اور اس کو اچھا بدله دیا اور عباس بن مرد اس کے بارے میں فرمایا: اس کی زبان کو میری زبان سے کاٹ دو یہ کنا یہ ہے کہ اس کو مال دیکھ رکھو۔ مجلس 14 میں اس سے مناسب چیزیں گزر چکی ہیں۔

مناقب ابن شہر آشوب میں شعیب بن عبد الرحمن خراونی سے حدیث بیان کی ہے کہ طف کے دن حضرت امام حسینؑ کی پشت پر کوئی اثر ظاہر ہوا سید سجاد سے پوچھا گیا۔ فرمایا: یہ بہت زیادہ وزنی چیزیں اٹھانے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزیں ہیوہ اور قیموں کے لئے اپنی پشت پر اٹھاتے تھے اس کی وجہ سے یہ اثر ظاہر ہوا۔

اور بخار میں عبد الرحمن سلمی سے کہ وہ حضرت امام حسینؑ کے بعض بچوں کا استاد تھا اتفاق سے استاد سورہ حمد بچے کو سکھا رہا تھا جب وہ بچہ حضرت امام حسینؑ کے پاس آیا اور سورہ حمد کی قرات کی تو حضرتؐ نے حکم دیا کہ ہزار دینار اور ہزار حلہ اس کو دے دیا جائے اور اس کے منہ کو موتیوں سے بھر دیں۔ لوگوں نے کہا یا بن رسول اللہؐ آپ نے کیا دیا ہے فرمایا: یہ مختصر سماں خرچ کرنا اس عطا نے کثیر کے بد لے میں کچھ نہیں ہے۔ اور اس کا اسکے ساتھ میرزا نبیں کیا جا سکتا ہے اس کے بعد یہ اشعار پڑھے۔

إِذَا جَاءَتِ الْدُّنْيَا عَلَيْكَ فَجُذِّبْهَا  
عَلَى النَّاسِ طَرَّاقَبَلَ أَنْ تَتَنَاهَّى  
فَلَا أَلْجُودُ يُفْرِنِيهَا إِذَا هِيَ أَقْبَأَتْ  
وَلَا الْبُخْلُ يُبَقِّيهَا إِذَا مَاتَوْا تَ

اور حضرتؐ نے فرمایا:

سَبَقْتُ الْعَالَمَيْنَ إِلَى الْمَعَالِيِّ  
بِسُحْسِنٍ خَلِيلَةَ وَأَوْهِمَةَ  
وَلَأَحَبِّ حِكْمَتِي نُورَ الْهُدَى فِي  
لَيَالِيِّ الظَّلَالِ مُذْلِمَةَ

يُرِيدُ الْجَاهِ دُونَ لِيُ طَفُوْهُ  
وَيَأْبَى إِلَّا أَنْ يَتَّمَّهُ

آنحضرت سے مردی ہے کہ فرمایا کہ رسول خدا کا قول درست ہوا کہ فرمایا: **أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ بَعْدَ الصَّلَاةِ أَدْخَالُ السَّرُورِ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ بِمَا لَا إِثْمَ فِيهِ۔** نماز کے بعد سب سے افضل عمل مومن کے دل میں خوشی کا داخل کرنا ہے کہ جس میں گناہ نہ ہو۔ چونکہ میں نے دیکھا ایک غلام کو کہ ایک لقہ خود کھاتا ہے اور ایک لقہ کتے کوڈاں دیتا ہے اور اس کو اپنی غذا میں شریک قرار دے رکھا ہے تو میں نے کہا: اے غلام! ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا: یا بن رسول اللہ میں ایک شخص ہوں کہ جو تمگیں رہتا ہوں۔ اس کے کو خوش کر کے اپنے آپ کو مشغول رکھتا ہوں۔ چونکہ میرا مولا یہودی ہے میں اس سے جداً اختیار کرنا چاہتا ہوں۔

جب آنحضرت نے یہ کلمات سے تو اس کے مولا کے پاس گئے جو یہودی تھا اور دوسرا صاحب سونے کے دینا راس یہودی کے پاس رکھے جو یہودی نے عرض کیا میں نے اس غلام کو باغ سمیت تمہیں بخش دیا اور یہ مال بھی آپ کو دے رہا ہوں حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس مال کو اور باغ کو غلام کو بخش دیا اور میں نے اس کو آزاد کر دیا اس یہودی کی بیوی نے حضرت کے اس ستاوہ کو دیکھا تو کہا میں نے اپنا مہر اپنے شوہر کو بخش دیا اور میں مسلمان ہوئی تو اس یہودی نے کہا میں نے بھی اپنے گھر کو اپنے عیال کے لئے بخش دیا اور مسلمان ہوا۔

اور کشف الغمہ میں انس بن مالک سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ کہا کہ میں امام حسینؑ کے پاس تھا چاک ایک کنیز آگئی وہ حضرت کے لئے ایک خوبصورتی لے آیا آنحضرت نے فرمایا میں نے تمہیں راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ انس نے کہا ایک کنیز کو ایک خوبصورت شاخ کے بدے کہ جس کی کوئی قیمت نہیں ہے آزاد کر دیا؟! حضرت نے فرمایا اسی طرح اللہ نے ادب سکھایا ہے جہاں فرمایا ہے:

وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحْيَيَةٍ فَحَيِّوْا بِالْحَسَنِ مِنْهَا أَوْ رَدُّهَا۔

فرمایا اور ادب سکھا کر بھیجا اور قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جب بھی تمہیں کوئی سلام کریں تو تم بھی اس کو سلام کرو ایسی چیز کے ساتھ کہ جو اچھی ہو اور سب سے اچھی چیز اس کنیز کے لئے اس کی آزادی ہے۔

مقتل خوارزمی میں حدیث بیان کی گئی ہے کہ ایک عرب شخص حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا بن رسول اللہ! میں ضامن ہو اہوں کے مکمل دیہ ادا کروں اور اس کے ادا کرنے سے عاجز ہوں آپ سے کہا کہ

سب سے زیادہ کریم کے پاس جاتا ہوں کہ اس سے سوال کروں اور سب سے زیادہ کریم آپ کی ذات ہے اب آپ نکے پاس آیا ہوں تو حضرت نے فرمایا: اے اعرابی بھائی! میں تم سے تین سوال کرتا ہوں اگر ایک سوال کا جواب دیا تو مال کا تیسرا حصہ تمہیں دوں گا اگر دو سوالوں کا جواب دیا تو دو تھائی دیتے تمہیں دوں گا۔ اگر تینوں سوالوں کا جواب دیا تو تمام دیتے تمہیں دوں گا اعرابی نے عرض کیا: آپ سوال کریں اگرچہ آپ اہل علم اہل شرف ہیں اور میں ایک اعرابی سے زیادہ نہیں ہوں۔

حضرت نے فرمایا کہ میں رسول خدا سے سنائے کہ فرماتے تھے المعرفتہ هر کسی کو اس کی معرفت کے مطابق دیدا اعرابی نے عرض کیا آپ پوچھ لیں اگر مجھے پتہ ہوا تو جواب دوں گا ورنہ آپ سے سیکھوں گا نہ لَا حَتَّوْ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ حضرت نے فرمایا: یہ بتاؤ اعمال میں سے کون عمل افضل ہے؟ عرض کیا الایمان باللہ خدا پر ایمان لانا حضرت نے فرمایا یہ بتاؤ کہ ہلاکت سے نجات دکس چیز سے حاصل ہوتی ہے؟ اس نے کہا کہ خدا پر وثوق رکھنے سے حضرت نے فرمایا کوئی چیز انسان کو زیست دیتی ہے اور کس سے بزرگواری حاصل ہوتی ہے؟ عرض کیا علم کے ساتھ برد باری ہو حضرت نے فرمایا: اگر یہ نہ ہو عرب نے کہا مال ہو اور اس کے ساتھ مردوت ہو حضرت نے فرمایا اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو عرب نے کہا فقر کہ جس کے ساتھ صبر ہو حضرت نے فرمایا: اگر یہ نہ ہو تو عرب نے کہا کہ اس شخص کے لئے سزاوار ہے کہ ایک بچلی آسمان سے گرے جو اس کو جلا کر ہلاک کرے۔ آنحضرت مسکرائے اور آپ کے پاس ہزار دینار زردوسرخ تھے اس کو دے دیئے اور ایک انگوٹھی تھی وہ بھی دی کہ جس کے گنینہ کی قیمت دو سو درہم تھی اس وقت فرمایا اے اعرابی اس ہزار دینار سے اپنا قرض ادا کرو اور اس انگوٹھی کو اپنے خرچ کے لئے قرار دو عرب نے کہا: اللہ اعلم حثیث يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ۔“

## حضرت موسیٰ کی مناجات اور عاشورا

نائج کی اس جلد میں کہ جس میں امام حسینؑ کے حالات ہیں اس نے کتب اخبار اور احادیث سے علامہ مجلسیؑ نے نقل کیا ہے کہ ایک دن موسیٰ بن عمران کو طور پر مناجات کے لئے گئے اور راستے میں بنی اسرائیل کے ایک شخص نے موسیٰ سے ملاقات کی عرض کیا یا نبی اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جب مناجات کے مقام پر پہنچو تو اپنے رب سے سوال کرنا کہ میرے اعمال کے جرائم پر قلم غنوپھیر دے۔ چونکہ میں نے بہت زیادہ گناہ کیا ہے۔

موسیٰ نے قبول کیا اور کوہ طور میں مناجات میں مشغول ہو گئے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں آپ سے

سوال کرتا ہوں اور تو جانتا ہے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں کہ بنی اسرائیل کا ایک مرد بہت زیادہ گناہگار ہے میں تیری کی درگاہ میں اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ خالق کی طرف سے خطاب ہوا: اے موسیٰ! میں نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کے گناہ کو بخش دیا جو بھی مجھ سے مغفرت کی دعماً نگے اس کو قبول کرتا ہوں مگر حسین بن علی کا قاتل کہ اسے نہیں بخشوں گا۔

موسیٰ نے عرض کیا: اے میرے خدا! حسین بن علی کون ہے؟ فرمایا: وہ ہے کہ جس کے بارے میں کوہ طور پر بتا دیا تھا۔ عرض کیا: اے پروردگار! اس کا قاتل کون ہے؟ خطاب ہوا کہ اے موسیٰ اس کا قاتل اس کے جد کی امت سے ہے گراہ اور نافرمان لوگ اس کو کربلا میں شہید کریں گے اور اس کے گھوڑے کی آواز بلند ہوگی اور اپنی آواز میں کہے گا **الظَّلِيمَ الظَّلِيمَ مِنْ أُمَّةٍ قَتَلَتْ إِبْنَ يَتِيمَهَا**، اور حسین کے بدن کو برہمنہ روئے زمین پر رکھیں گے اور ان کے اموال کو لوث لیں گے۔

ان کے مستورات اور اولاد کو اسیر کریں گے اور شہروں میں پھرائے جائیں گے ان کے ہر مرد گار کو قتل کریں گے۔ ان کے سروں کو نیزوں پر بلند کریں گے اور بازاروں میں پھرائیں گے چھوٹے بچے پیاس کی وجہ سے بلاک ہوں گے وہ استغاثہ کریں گے تو کوئی ان کے استغاثہ کو نہیں پہنچے گا اور کوئی بھی ان کو پناہ نہیں دے گا جب یہ کلمات تمام ہوئے تو حضرت موسیٰ بہت زیادہ روئے اس کے بعد عرض کیا قتل کرنے والوں پر عذاب کیا ہوگا؟ خطاب ہوا: اے موسیٰ! ایسا عذاب ان کے قاتلوں پر نازل کروں گا کہ جہنم والے اس عذاب کو دیکھ کر ان سے پناہ حاصل کریں گے۔

میری رحمت اور ان کے نانا کی شفاعت سے محروم ہوں گے۔ موسیٰ نے عرض کیا: میں قاتلان حسین اور جو بھی ان کے فعل پر راضی ہے اس سے پیزار ہوں خطاب ہوا کہ اے موسیٰ! میں نے ان کے شیعوں کیلئے ایک بہت بڑی رحمت قرار دی ہے کہ جو بھی امام حسین پر گریہ کرے گا یا کسی کو رلائے یا رونے پر آمادہ کرے گا تو اس کے بدن پر جہنم کی آگ کو حرام قرار دے دیا ہے۔



## مجلس نمبر 47

### امام زین العابدین علیہ السلام کا مکارم اخلاق

سمندر کو کیسے کیل کیا جاسکتا ہے یا وزن کیا جاسکتا ہے یا سورج کونا پا جاسکتا ہے۔ اس کتاب کو زینت دینے کے لئے اس گوہ رامات کے اخلاق کی طرف صرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

بخار الانوار اور مدحۃ العالجہر میں جابر بن زید رض سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ امام محمد باقر رض نے فرمایا کہ عبد الملک بن مروان بیت اللہ کے طواف میں مشغول کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن الحسین کو دیکھا کہ اس کے سامنے طواف کرتے تھے اور عبد الملک کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ عبد الملک نے حضرت کو پہچان لیا لیکن اپنے آپ کو جامل قرار دیتے ہوئے۔ حاضرین سے پوچھا یہ شخص کون ہے کہ ہمارے سامنے طواف میں مشغول ہے؟ عبد الملک کو ان کا تعارف کرایا گیا۔ جب طواف سے فارغ ہوئے تو اپنی جگہ پر بیٹھ گئے عبد الملک نے کہا: ان کو میرے پاس لے آؤ حضرت کو لایا گیا تو عبد الملک نے کہا: علی بن الحسین میں تمہارے باپ کا قاتل توجہ نہیں کہ جو تم مجھ سے الگ ہوتے ہو کس چیز نے تجھ کو میری ملاقات سے روکا ہے حضرت نے فرمایا میرے باپ کو قتل کرنے والے نے اپنی آخرت خراب کی ہے۔

اگر تم بھی دوست رکھتے ہو کہ ایسا ہو تو ہو جاؤ یہ مجھ پر احسان نہیں کہ تم میرے باپ کے قاتل نہیں ہو بلکہ تمہیں خود منوں ہونا چاہئے کہ میرے باپ کے قتل کی سزا میں گرفتار نہیں ہو عبد الملک نے کہا ہرگز نہیں کہ میں بھی اسی حال میں جاؤں لیکن ہماری طرف رخ کرو اور کبھی ہماری ملاقات کے لئے آؤ کہ آپ کو دینیوی فائدہ حاصل ہو۔ پس امام زین العابدین علیہ السلام بیٹھ گئے اور اپنی چادر پھیلا دی اور فرمایا: بار الہا! اپنے اولیاء کے مرتبہ کو عبد الملک کو دکھادے۔ پس دیکھا کہ وہ چادر موتویوں سے بھر گئی فرمایا اے عبد الملک! جس کا مقام اور منزلت خدا کے نزدیک یہ ہو وہ کس طرح تمہاری اس دنیا کا محتاج ہے اس کے بعد فرمایا اے پروردگار! اس سب کو لے لو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور عین الحکمة میں فرماتے

ہیں کہ معتبر سند کے ساتھ مقول ہے حضرت کی کنیزوں میں سے ایک کنیز کہ کھانے کا ایک پیالہ ہاتھ میں تھا، وہ پیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا اس کا رنگ ڈر کی وجہ سے زرد ہو گیا امام زین العابدینؑ نے فرمایا: چلی جاؤ کہ میں نے تمہیں آزاد کر دیا۔ نیز معتبر سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے کہ ایک کنیز امام زین العابدینؑ کے ہاتھ پر پانی ڈال رہی تھی کہ لوٹا اس کے ہاتھ سے گرا اور حضرت کا سر اس سے مجروح ہو گیا۔ آپ نے سر کو اٹھایا تو کنیز نے کہ: **وَالْكَّاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ** حضرت نے فرمایا کہ میں غصہ کو پی گیا اور تجھے معاف کیا۔ کنیز نے کہا: **وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ** حضرت نے فرمایا کہ جاؤ میں نے تمہیں راہ خدا میں آزاد کر دیا۔ نیز روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص سے حضرت کو گالی دی حضرت نے غلاموں سے اس کو مارنے کا قصد کیا حضرت نے فرمایا چھوڑ و جو یہ برا بیاں ہمارے اندر چھپی ہوئی ہیں زیادہ ہیں اس سے کہ جو ہماری طرف نسبت دیتا ہے اس کے بعد اس گالی دینے والے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تمہاری کوئی حاجت ہے وہ شخص شرمندہ ہوا۔

حضرت نے حکم دیا وہ کپڑا کہ جس کی قیمت ایک ہزار ہے اس کو دید دو۔ وہ شخص روپا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو رسول اللہ کا فرزند ہیں نیز روایت کی گئی ہے کہ ایک شخص نے گالی دی دی حضرت نے فرمایا اے جوان ہمارے آگے آخرت کا موقف بہت زیادہ دشوار ہے اگر بہت زیادہ دشوار ہے اگر میں اس موقف سے گزر گیا تو مجھے کوئی پروانیں ہے کہ تو مجھے جو پچھچھی کہے۔ اگر اس عقبے میں حیران اور سرگردان رہتا تو میں بدتر ہوں اس سے کہ جو تو نے کہا ہے۔

نیز روایت میں ہے کہ علی بن الحسین کا ایک آزاد کردہ غلام تھا وہ اپنے کھیت میں کسی کام میں مشغول تھا حضرت ایک دن کھیت میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس کھیت بہت زیادہ خراب ہے آنحضرت نے ایک تازیانہ اس غلام کو مارا جب گھر لوئے تو پیشان ہوئے۔ کسی کو بھیجا کہ اس غلام کو میرے پاس لے آؤ۔

جب اس غلام کو لے آئے تو غلام کو دیکھ کر حضرت نے اپنے بدن سے قیص کو اتارا اور تازیانہ سامنے رکھا گیا غلام نے یہ خیال کیا کہ حضرت اس کو تازیانہ سے مارنا چاہتے ہیں اور (مزید) تنبیہ کرنا چاہتے ہیں حضرت نے تازیانہ لیا اور غلام کو دے دیا اور فرمایا آج مجھ سے ایسی لغزش سر زد ہوئی ہے کہ صیحی آج تک صادر نہیں ہوئی تھی۔ اب اسکو لو اور اس تازیانہ کے بد لے میں مجھ سے قصاص لے تو اور مجھے تازیانہ مارو۔ غلام نے کہا: اے میرے موڑا! میں گمان کرتا تھا کہ آپ مجھے تازیانہ مارنا چاہتے ہیں اور میں مُتْحَقْ تھا اس تازیانہ کا جو آپ نے مجھے مارا ہے پھر بھی حضرت نے بار بار کہا لیکن غلام نے کہا: میں خدا کی پناہ حاصل کرتا ہوں، اس قسم کے عمل سے میں نے آپ کے لئے حلal کیا ہے بار بار حضرت

نے فرمایا: لیکن غلام راضی نہ ہوا حضرت نے فرمایا ب جب تم یہ کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو یہ کھیت خدا کی رضا کے لئے تمہیں بخش دیتا ہوں۔

نیز روایت میں ہے کہ ایک دن کچھ لوگ حضرت کے گھر میں مهمان تھے غلام نے تور سے خستہ کتاب کو نکالا اور چاہا کہ جلدی سے دستِ خوان پر لے آئے وہ؟ اس کے ہاتھ سے گرا اور حضرت کے چھوٹے بچے پر گراہ فوراً مر گیا۔ غلام جیران اور پریشان ہوا۔ امام نے غلام کے اضطراب کو دیکھا تو فرمایا: تو نے جان بوجھ کر یہ کام نہیں کیا ہے پریشان نہ ہو۔ میں نے تمہیں خدا کی راہ میں آزاد کر دیا اور مہمانوں کو خوشی کے ساتھ کھانا کھلایا اس کے بعد اس بچے کو دفن کر دیا۔

نیز روایت کی گئی ہے آنحضرت نے سنا کہ کچھ لوگ حضرت کی غیبت کرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا: اگر تم نے کچھ کہا ہے خدا مجھے بخش دے اور اگر جھوٹ کہتے ہو تو خدا تمہیں بخش دے۔

حدیقة الشیعہ اور کشف الغمہ وغیرہ میں منقول ہے کہ زہری نے کہا کہ عبد الملک بن مروان نے شام سے مدینہ حکم بھیجا کہ امام زین العابدینؑ کو طوق و زنجیر میں جکڑ کر شام بھیج دیا جائے۔ مدینہ کے والی نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا ان پر کچھ لوگوں کو مقرر کیا میں نے ان کے وکلاء سے التماس کیا کہ مجھے ان سے ملنے کی اجازت دیں جب میں ان کی خدمت میں پہنچتا وہی کو طوق و زنجیر میں دیکھا میں روایا اور میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ طوق و زنجیر مجھے ڈال دیں اور آپ کو اس سے تکلیف نہ ہو۔ حضرت مسکرائے اور مجھے خطاب کر کے فرمایا: اے زہری! تمہارا اگمان یہ ہے کہ مجھے اس طوق و زنجیر میں تکلیف ہے ایسا نہیں ہے اور اپنے ہاتھ اور پاؤں کو طوق و زنجیر سے نکالا فرمایا کہ جب تمہیں ایسی چیز پیش آئے تو خدا کے عذاب کو اپنے دل میں لے آؤ اور اس کی فکر کرو اور یہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں دو منزل سے زیادہ اس جماعت کے ہمراہ نہیں ہوں پس تیرے دن دیکھا کہ ان کے وکلا پریشان ہو کر واپس لوئے اور حضرت کو تلاش کرتے تھے اور کہیں پر بھی نہیں پایا اور انہوں نے کہا ہے کہ ہم کے اطراف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک دفعہ طوق و زنجیر ان کی جگہ پر دیکھے اور ان کو نہیں پایا۔

پس میں شام چلا گیا اور عبد الملک مروان کو بلا کہ وہ مجھ سے احوال پوچھی میں نے جو کچھ دیکھا تھا نقل کیا۔ کہا خدا کی قسم جس دن میں اس کے پیچھے گیا تھا وہ میرے گھر میں آیا اور مجھ سے خطاب کیا: مَا، أَنَا وَأَنْتَ تَجْهِي میرے ساتھ اور مجھے آپ کے ساتھ کیا کام؟ خدا کی قسم اس سے ایسی بیت مجھے پیشی جب خلوت میں آیا اپنے لباس کو ملوث تھا زہری کہتا ہے میں علی بن الحسین اپنے خدا کے ساتھ مشغول ہے اس سے بدگمان نہ ہو جاؤ خوش وہ ہے جو اس کے شغل کے

ساتھ مشغول ہو جائے۔

## ایک فقیر کا عجیب واقعہ

نیز کتب مذکورہ میں زہری سے منقول ہے کہ کہا کہ میں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں تھا آپ کے شیعوں میں سے ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور پریشانی کا اظہار کیا اور کہا اس کے علاوہ چار سورہم کا مقرض ہوں امام روئے جب سب پوچھا تو فرمایا: کوئی مصیبت اس سے سخت ہے کہ آدمی اپنے بھائی کو پریشانی اور قرض دار دیکھے اور اس کا علاج نہ کر سکے جب سب لوگ اس مجلس سے باہر چلے گئے تو منافقین میں سے ایک نے کہا: تجھ بے اس خاندان سے کبھی کہتے ہیں کہ آسمان اور زمین ہمارے فرمان بردار ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم اپنے دینی بھائی کی اصلاح (مد) سے عاجز ہیں۔ درویش شخص نے اس بات کو سن کر سنا تو تکلیف ہوئی۔ امامؑ کی خدمت میں جا کر کہا یا بن رسول اللہؐ کسی نے مجھ سے یہ بات کی ہے کہ مجھ پر تاگوار گزری ہے۔ اس حد تک کہ اپنی پریشانی کو بھول گیا ہوں۔

حضرتؑ نے فرمایا: خدا تمہاری مشکل کو حل کرے پس اپنی کنیز کو آواز دی فرمایا جو کچھ میرے اظفار کیلئے تیار کیا ہے اس کو لے آؤ وہ کنیز نے دوجو کی خشک روٹیاں لے آئی حضرتؑ نے اس درویش سے کہا کہ اس وقت ہمارے گھر میں اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان جو کی دورو ٹیوں کی برکت سے بہت زیادہ نعمت عطا کرے گا اور بہت زیادہ روزی تھیں دے گا۔ یہ شخص ان دورو ٹیوں کو لیکر بازار چلا گیا نفس اور شیطان نے اس کو وسوسہ ڈالا انہ بچوں کی طرح دانت ہیں کہ جو یہ کام کریں نہ یہاں تجھے نہ تیرے اہل بیت کو سیر کرتے ہیں پس بازار میں جیران ہو کر قدم بڑھا رہا تھا چند قدم کے بعد ایک مچھلی فروش کی دکان پر پہنچا اپنے آپ سے کہا کہ جا کر اس روٹی کو مچھلی کے ساتھ تبدیل کرو جب مچھلی فروش کے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک مچھلی رہ گئی ہے اس کو کوئی بھی نہیں خریدتا ہے درویش نے کہا میرے پاس جو کی روٹی ہے اس کے پد لے میں مجھے مچھلی دے دو۔ دکاندار نے قبول کیا اس نے مچھلی دے کر روٹی لے لی۔

اس کے بعد ایک بقال (سزی فروش) کو دیکھا کہ نمک لئے بیٹھا ہے کہ جس میں خاک ملی ہوئی ہے اس کو کوئی بھی نہیں خریدتا ہے بقال سے کہا کہ یہ نمک مجھے دے دو کہ اس کے ساتھ اس مچھلی کا تدبیر؟ کروں اس کے عوض جو کی روٹی دیتا ہوں بقال نے قبول کیا درویش اس مچھلی کو نمک کے ساتھ گھر میں لے آیا ان کے چیخھے دونوں مشتری آئے صاحب نمک اور مچھلی کا صاحب انہوں نے کہا ہم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ہم ان دانتوں کے ساتھ کھالیں معلوم ہوتا ہے کہ تو ایک درویش مرد ہے ایسی روٹی تمہاری غذا ہے ہماری طرف سے نمک اور مچھلی تمہارے لئے حلال ہے درویش نے ان

کے لئے دعا کی وہ چلے گئے۔

اس کے بعد کہا کہ میں مچھلی کے پیٹ کو چاک کروں جب اس کو شکاف کیا گیا تو اس سے موتی کے دودا نے کل آئے کہ ایسے موتی کسی دریا کے صدف میں پیدا نہیں ہوتے۔ اس وقت اس نے اس نعمت پر خدا کا شکرا دا کیا امام زین العابدینؑ کے پیغام رسان نے دق الباب کیا اور کہا میرے مولا فرماتے ہیں کہ تمہاری مشکل حل ہو گئی فوراً ہماری روئیاں ہمارے حوالے کر دو ان روئیوں کو ہمارے علاوہ کوئی اور نہیں کھا سکتا۔ درویش نے ان روئیوں کو واپس کیا اور حضرت نے اس کے ساتھ افطار کیا۔ یوں وہ شخص بہت زیادہ دولت مند ہو گیا۔

### حضرت امام سید سجاد علیہ السلام کا محبزہ

مشہی الامال میں مدینہ الماجزے اس نے ابو یحییٰ علی بن یزید نے حدیث بیان کی ہے کہ میں علی بن الحسینؑ کی خدمت میں موجود تھا جس وقت آپ شام سے مدینہ کی طرف واپس ہوئے ان کے ساتھ مستورات بھی تھیں۔ میں نے ان کے احترام اور خدمت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ میں ہمیشہ ان کے احترام کا لحاظ رکھتا تھا ان سے دور اترتا تھا۔

جب مدینہ میں داخل ہوئے تو عورتوں نے اپنے زیورات میرے لئے بھیجے میں نے قبول نہ کئے اور میں نے کہا: اگر حسن سلوک اس سفر میں مجھ سے ظاہر ہوا ہے تو یہ میں نے خوشنودی خدا و رسولؐ کے لئے کیا ہے اس وقت حضرت نے ایک سیاہ پتھر لیا اپنی انگوٹھی کے ساتھ اس پر قش کیا اور فرمایا اس کو لے لو جو حاجت بھی چاہو اس سے حاصل کر لینا۔ وہ شخص کہتا ہے اس ذات کی قسم کہ جس نے اپنا رسولؐ سمجھا میں نے تاریک جگہوں پر اس پتھر سے روشنی حاصل کی ہے جس قفل پر اس کو رکھ دیتا وہ قفل کھل جاتا۔ اس پتھر کو لیکر بادشاہوں کے پاس چلا جاتا تو ان سے کوئی برائی نہ دیکھتا۔ شیخ صدوقؓ سے روایت کی گئی ہے کہ امام زین العابدینؑ ناشراس لوگوں کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے کہ لوگ ان کو نہ پہچانیں اور ان کے ساتھ یہ شرط کرتے تھے کہ جس چیز میں تم محتاج ہو میں تمہاری خدمت کروں گا۔ اتفاق سے ایک گروہ کے ساتھ حضرت کو سفر کرنے کا اتفاق ہوا حضرت اُنکی حجاج کو بجالاتے تھے۔

ان میں ایک شخص نے حضرت کو پہچانا اور اس جماعت سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے کہ جو تمہاری خدمت کرتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں اس نے کہا یہ زین العابدینؑ علی بن الحسینؑ ہے جب ساتھیوں نے یہ سناتا ویک مرتبہ اپنی جگہ سے اٹھے اور حضرت کے ہاتھ پاؤں کو بوسے دیئے۔ پھر عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ آپ چاہتے ہیں کہ ہم جہنم کی آگ

میں جل جائیں۔ اگر ہم سے نادانستہ ہاتھ یا زبان سے جسارت ہو جاتی کیا ہم ہمیشہ کے لئے ہلاک نہ ہو جاتے کس چیز نے آپ کو اس چیز پر آمادہ کیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: میں نے ایک دفعہ ایک جماعت کے ساتھ سفر کیا وہ مجھے جانتے تھے یہ لوگ خوشنودی رسول خدا کے لئے ضرورت سے زیادہ مہربانی کرتے تھے اس لئے میں ڈر گیا کہ کہیں آپ بھی ایسا نہ کریں میں اپنے آپ کو پوشیدہ رکھنا زیادہ پسند کرتا ہوں کہ لوگ مجھے نہ پہچانیں حضرت رات کی تاریکی میں تھیلا اپنے کندھوں پر رکھ لیتے تھے کہ اس میں درہم اور دینار ہوتے تھے فقر اور ماسکین کے گھروں میں لے جاتے تھے۔ کبھی ایسا ہوتا تھا کہ کھانا اور لکڑیاں لیکر محتاجوں کے گھروں میں جاتے تھے اور انہیں دیتے تھے۔ آپ اپنا چہرہ چھپائے ہوتے تھے تاکہ آپ کو کوئی نہ پہچانے اور ماسکین بھی نہیں جانتے تھے کہ دینے والا کون ہے۔ صرف اتنا کہتے تھے کہ ابو جراب یعنی تھیلا والا جب آخر حضرت اس دنیا سے چلے گئے اور فقیروں کو کھانا ملنا بند ہو گیا تب انہیں پتہ چلا کہ وہ حضرت سجاد تھے۔

خلاصہ حضرت کا اخلاق بیان کرنے سے قلم تحریر زبان اور تقریر عاجز ہے۔ خدالعنت کرے اس قوم پر کہ جنہیوں نے ایسے امام کے نیچے سے فرش کو کھینچا کہ جس سے بیمار کا بدن زمین پر آگرا۔



## مجلس نمبر 48

### غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ نرمی کرنا

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَمَنْ حَفَظَ مِنْكُمْ عَمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ حَفَظَ اللَّهُ عَلَيْهِ حِسَابَهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَمَنْ كَفَ فِيهِ شَرَهٌ كَفَ اللَّهُ غَضَبَهُ عَنْهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ وَمَنْ قَطَعَ فِيهِ رَحْمَهُ قَطَعَ اللَّهُ رَحْمَتَهُ عَنْهُ يَوْمَ يَلْقَاهُ -

یعنی جو بھی ماہ رمضان میں اپنے غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ نرمی اختیار کرے اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کے حساب کو آسان قرار دیتا ہے اور جو بھی اپنے شر کو دور رکھے۔ یعنی اس سے کوئی شر اور فساد طاہر نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس پر غصب نہیں کرتا ہے۔ اور جو شخص قطع رحم کرے تو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اپنی رحمت کو اس سے قطع کر دے گا۔

مجلس نمبر 33 میں صدر رحم اور قطع رحم کے بارے میں اخبار ذکر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسْأَلُونَ بِهِ وَالآرْحَامَ - "ارحام کے حقوق کے متعلق اللہ سے ذرود کتم سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ یہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قطع رحم پر لعنت بھیجی ہے اور اپنی کتاب میں فرمایا ہے: الَّذِينَ يَنْقَضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيَثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمْرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُؤْصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَئِكَ لَهُمُ الْلَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ -"

یعنی جو حکم کرنے کے بعد خدا کے عہد کو توڑ دیتے ہیں اور کاٹ دیتے ہیں اس چیز کو جس کے خداب نے وصل کا حکم دیا ہے یعنی صدر رحمی کا اور زین میں فساد برپا کرتے ہیں ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے انجام برآ ہے۔ لیکن غلاموں کے بارے میں بعض تجھ نظر اور بے بصیرت کہ جن کو دین سے آگاہی نہیں ہے وہ اعتراض کرتے ہیں کہ غلاموں کے خرید و فروخت کے بارے میں کہا ہے کہ کیوں غلامی اور کنیزی کے عنوان کو نہیں اختیار وہ اس چیز سے غافل ہیں

کہ جس طرح رسول خدا نے عورتوں کو ذلت سے نجات دی ہے ان کے تمام حقوق کی رعایت کی کہ اس کی تفصیل کو کشف الغرور میں نقل کیا گیا ہے اسی طرح غلامی کو ذلت سختی اور دشواری سے نجات دی ہے کہ جو بھی روم کے لوگوں کی تاریخ کا مطالعہ کرے کہ وہ غلاموں کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے۔ کبھی ان کے پاؤں میں زنجیر باندھ دیتے تھے کبھی بغیر جرم و گناہ کے ان کو تنگ اور تاریک قید خانہ میں رکھ دیتے تھے۔ دین مقدس اسلام نے ان کو عزت دی اور ان کے لئے احکام مقرر فرمائے جیسے غلام قن، مکاتب، مدری، نکاح، عتق ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آیا ہے آخر وقت ان کے بارے میں تاکید فرماتے رہے ہر ایک کے لئے ایک مفصل تاریخ ہے یہاں تک جبکی انصاف پسند نے اعتراض کیا ہے کہ کسی صدی میں غلام آسائش کی زندگی نہیں گزارتے تھے جیسا کہ حضرت محمد بن عبد اللہ کی صدی ہے کہ جس زمانے میں ظہور فرمایا کہ حضرت غلاموں کے ساتھ فرزندوں اور بھائیوں کی طرح سلوک کرتے تھے اور ان کی سرپرستی کرتے تھے۔ فدق کی کتابیں اس چیز پر شاہد اور گواہ ہیں کہ غلام کو آزاد کرنے کی کتنی اہمیت دی ہے۔ زکوٰۃ کے مصارف میں ایک غلام کا خریدنا اور آزاد کرنا ہے اسی طرح قتل کا کفارہ، ماہ رمضان میں افطار کا کفارہ، عہد توڑنے کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، عورت کا اپنے بال اکھڑنے کا کفارہ، قسم اور نذر توڑنے کا کفارہ، اور مرد اپنے فرزند یا عیال کی موت میں کپڑے چھاڑنے کا کفارہ، ہر ایک کے لئے غلام کا آزاد کرنا کافی ہے۔

ازیک اصلند خواجہ بندہ ☆ ہر دو راخواجہ آفرینندہ

خواجکی جز خدا یران سد ☆ آنچہ سر کردہ پای رانر سد

آنکہ مفلوج شد بدان زشتی ☆ گر غلام توبود چون هشتی

اگر این بندہ راتو کنجوری ☆ مرگ زودباز دار رنجوری

كتاب من لا يحضره الفقيه میں رسول خدا سے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا کہ جب تک بار بار غلاموں کے بارے میں سفارش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب وہ وقت پہنچ گا تو آزاد ہوں گے۔ نیز یہ بھی رسول خدا سے منقول ہے کہ فرمایا: اِتَّقُوا اللَّهَ فِيمَا مَلَكْتُ أَيْمَانُكُمْ۔ “یعنی خدا سے ڈردا پنے غلاموں اور کئیروں کے بارے میں خبردار ہو کہ کہیں ان پر ظلم اور ان کے بارے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو کہیں ان کی وجہ سے خدا کے عذاب میں بمتلاعنة ہو جاؤ۔

کلینیٰ کی اصول کافی باب غصب میں ساتویں خبر میں منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران کو حکم دیا کہ

اپنے غصہ کو پی جاؤ رو کے رکھواں سے کہ جس پر تجھ کو مالک قرار دیا گیا ہے تاکہ میں بھی اپنا غصب تجھ سے رو کے رکھوں۔

نصال صدوقیٰ میں امام زین العابدینؑ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے ایک خط اپنے بعض اصحاب کو حقوق کے بارے میں لکھا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ فرمایا کہ تمہارے غلام کا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ جان لو اس کو بھی تمہارے خدا نے پیدا کیا ہے اسی نے ماں باپ اور فرزند کو پیدا کیا ہے وہ تمہارے گوشت اور خون سے ہے نہ اس لئے کہ تم مالک ہو مگان کر لو کہ اس کو تم نے بنایا ہے نہ اللہ تعالیٰ نے نہ ان کے اعضا اور جوارج کو تم نے خلق کیا ہے نہ تم اس کو روزی دے ہو لیکن خدا نے تم کو اس کا سر پرست قرار دیا ہے اس کو تمہارا تابع بنایا ہے تم کو اس پر امین قرار دیا ہے اس کو بطور امانت تجھے دیا ہے تاکہ تم اس کی حفاظت کرو ان کے ساتھ اچھائی سے پیش آؤ۔ اس کی اجرت اس کو دے دو پس اس کے ساتھ نیکی کرو جس طرح خدا نے تمہارے ساتھ نیکی کی ہے اگر اس غلام کو پسند نہیں کرتے ہو اور اس کو نہیں چاہتے ہو تو اس کو تبدیل کرو اور اس کی جگہ کسی اور غلام کو رکھ دیں۔ اور اصول کافی میں فرماتے ہیں کہ امام صادقؑ کا ایک دوست تھا عام طور پر دونوں اکھیں چلتے تھے۔ ایک دن وہ شخص حضرتؑ کے ہمراہ تھا اور غلام سندی بھی ان کے ہمراہ تھا اور ان کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ اچانک اس شخص نے اپنے پیچھے دیکھا تو غلام کو نہ پایا اس کو تین مرتبہ آواز دی پوتھی مرتبہ غلام نے جواب دیا اس شخص نے غلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: **یا بَنَ الْفَاعِلَةِ أَيْنَ كُنْتَ** اے بغل عورت کے میٹے کہا تھا۔

حضرتؑ نے اس سے جب یہ کلام سناتا حضرتؑ نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر مارا اور فرمایا سبحان اللہ تقدیف ام تم اس کی ماں پر تہمت لگاتے ہو میں خیال کرتا تھا کہ تم نیک اور پر ہیزگار ہو اب پتہ چلا کہ تو نیک اور پر ہیزگار نہیں ہو۔ اس شخص نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں اس کی ماں سندی یہ ہے جو کہ مشرک ہے۔ یعنی وہ کافر ہے شریعت اور دین کے قانون کے مطابق ان کے درمیان نکاح نہیں ہوا۔ اس کو زانی کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ ہرامت اور نمذہب میں ایک نکاح ہوتا ہے۔ ان کی عورتیں زنا سے اور ان کی اولاد حرام سے محفوظ ہوں مجھ سے دور ہو جاؤ۔ راوی نے کہا: اس کے بعد اس شخص کو حضرتؑ کے ساتھ جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

خلاصہ یہ کہ اہل بیت کی نرمی غلاموں اور کنیز دل کی نسبت یہ خود مرمش اور شاہد ہے کہ غلاموں کے خرید و فروخت سے ان کے لئے کوئی ضرر نہیں ہوتا ہے کفار سے ان کو پکڑنے کی وجہ سے دین اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں یا فدیہ اور مسلمانوں میں سے جو گرفتار ہیں ان کی آزادی کا سبب بنتے ہیں اور معارف کی تحصیل اور مقامات عالیہ کا موجب بنتے ہیں۔

## رسول خدا میں کام عالمہ غلاموں کے ساتھ

علامہ محدث علیٰ حیۃ القلوب میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضرت کے پڑے پرانے ہو گئے تھے ایک شخص حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا بارہ درہم حضرت کے لئے بدیہ لے آیا تقریباً اس زمانے میں پندرہ شاہی (ایران کا ایک سکہ جو پچاس دینار کے برابر ہے) ہوتے ہیں۔

پس آنحضرت نے فرمایا: اے علی! یہ درہم لے اوور میرے لئے پڑے خرید لوتا کہ پہن لوں حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا کہ میں بازار چلا گیا بارہ درہم دیکر رسول خدا کے لئے ایک قیص کو خرید اجب میں اس کو حضرت کے پاس لے گیا تو رسول اللہ نے اس قیص کو دیکھا اور فرمایا: میں اس سے سنتی قیص کو چاہتا تھا اے علی! تمہیں مگان ہے کہ دکاندار اس کو واپس لے لے گا۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ فرمایا: دیکھ لو ہو سکتا ہے کہ دکاندار قیص واپس لینے پر راضی ہو جائے حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اس قیص کو لیکر دکاندار کے پاس آ گیا اور میں نے کہا کہ اس کپڑے کو نہیں چاہتے اس سے ستا کپڑا چاہتے ہیں وہ قیص واپس لینے پر راضی ہو اور رقم کو واپس کر دیا۔ پس اس رقم کو رسول اکرمؐ کی خدمت میں لے آیا رسول خدا میرے ساتھ بازار آئے کہ ایک قیص خرید لے اچانک ایک کنیز کو دیکھا کہ سڑک کے کنارے بیٹھ کر رورہی ہے حضرت نے فرمایا کہ کیوں روئی ہے؟ اس کنیز نے کہا یا رسول اللہ! میرے گھروں کو نے مجھے چار درہم دیئے تھے کہ ان کے لئے کوئی چیز خرید لوں لیکن اس رقم کو میں نے گم کر دیا ہے اب گھر جانے کی جرأت نہیں کرتی ہوں رسول اللہ نے اپنی اس رقم سے چار درہم اس کنیز کو دیئے اور فرمایا: اب اپنے گھر چلی جاؤ۔

اس کے بعد رسول اکرمؐ بازار میں تشریف لے گئے اور چار درہم کی ایک قیص خرید لی اور پہن لی اس کے بعد محمد علیؑ بجالائے جب بازار سے باہر آئے تو ایک عرب شخص کو دیکھا جو کہتا تھا جو بھی مجھے کپڑا پہنائے گا اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کا لباس پہنائے گا رسول اکرمؐ نے جو قیص پہنی تھی اس کو بدن سے اتارا اور اس سائل کو پہنا دیا۔ پھر بازار واپس ہوئے۔ باقی چار درہم سے ایک اور قیص کو خرید لیا۔ اس کے بعد محمد خدا بجالا یا۔ جب حضرت واپس لوٹے تو پھر اسی کنیز کو دیکھا کہ راستے میں بیٹھی ہوئی تھی اس کنیز سے فرمایا کہ گھر میں کیوں نہیں گئی۔ اس کنیز نے کہا: یا رسول اللہ دیر ہو گئی ہے میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہ مجھے مارنے دیں۔ حضرت نے فرمایا: اچھا تم میرے ساتھ اپنے گھر چلو اور گھر کی راہنمائی کرو۔

پس حضرت اس کنیز کے ساتھ اس کے گھر تک تشریف لے گئے اور گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی:

**السلام عليكُمْ يَا أَهْلَ الدَّارِ**

کسی نے جواب نہ دیا وسری مرتبہ سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا تیرتی مرتبہ

## مجلس نمبر 49

### نمازِ شب کی فضیلت

**قال رسول الله ﷺ: مَنْ تَطَوَّعَ فِيهِ -**

جو بھی ماہ رمضان میں متحب نماز بجالائے خداوند تعالیٰ اس کے لئے لکھتا ہے کہ یہ شخص جہنم کی آگ سے آزا دے اور واجب نماز جو شخص بجا لاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کے لئے ستر نمازوں کا ثواب عطا کرتا ہے کہ جو باقی نہیں میں بجا لاتا ہو۔ اور رسول خدا نے فرمایا: جو بھی ماہ رمضان میں مجھ پر زیادہ دور دیجیے تو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اس کی نیکیوں کا ترازو بھاری کر دیتا ہے۔ اس وقت کہ جب بہت سے لوگوں کے اعمال کے ترازو بلکے ہو گئے یعنی ان کے گناہ زیادہ ہو گے۔ متحب نمازیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے پانچ وقت کے نوافل، دور رکعت صبح کی نماز ہے پہلے آٹھ رکعت نماز ظہر سے پہلے آٹھ رکعت نماز، نماز عصر سے پہلے چار رکعت نماز نماز مغرب کے بعد دور رکعت نماز بیٹھ کر نماز عشاء کے بعد آٹھ رکعت نماز آدمی رات کے بعد دور رکعت نماز شفعت، آٹھ رکعت کے بعد ان کے بعد ایک رکعت نماز و ترک حمد کے بعد قل اعوذ بر رب الناس، اور قل اعوذ بر رب الفلق اور تین مرتبہ سورہ تو حید اس کے بعد قنوت پڑھیں اور قنوت میں ستر مرتبہ استغفار اللہ ربی و اتواب الیہ، اس کے بعد چالیس موننوں کے لئے استغفار کریں، چاہے مرد ہوں یا عورت۔ زندہ ہو یا مردہ۔ اس کے بعد تین سو مرتبہ العفو کہوا اگر صبح ہو چکی ہے اور چار رکعت بجا لا چکا ہو باقی نمازوں کو بھی ادا کرے سورہ کے بغیر اور العفو کہتے وقت اپنے بائیں ہاتھ کو بلند کرے اور چہرے کے مقابل لائے اور دائیں ہاتھ سے شمار کرے اور جس مقدار میں کر سکتا ہے دعا میں پڑھے۔ یہ تمام بجا ہے اور یہی مقام ہے اور دعاوں کی کتابوں میں بہت زیادہ دعا میں منقول ہوئی ہیں: اللَّهُمَّ ارْزُقْنَا إِقَامَ اللَّيْلِ وَتِلَاءَةَ الْقُرْآنِ وَقِرَاءَةَ الْأَوْعِيَةِ مَعَ قَلْبٍ طَاهِيرٍ وَنِيةً صَادِقَةً۔

نماز شب کی فضیلت اور فوائد نیا اور آخرت میں بہت زیادہ ہیں۔ اور مضمون کا خلاصہ بعض روایات ہیں کہ جو ارشاد دیکھی میں ہے کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں چند مقامات پر قیامِ لیل کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالآسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ۔ یعنی مومنین رات کو کچھ دیر سوتے ہیں اور سحری کے وقت خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ نیز فرماتا ہے تَجَافِيْ جَنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعاً وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ۔ یعنی مومنین وہ ہیں جو اپنے بستر سے امتحنے ہیں تاکہ اپنے رب کو پکاریں حالانکہ خدا سے مغفرت کے لائی گئی ہیں اور خدا کے عذاب سے ڈرتے ہیں اس کے علاوہ بھی اس بارے میں آیات ہیں۔ رسول خدا نے فرمایا: مومن کی شرافت نماز ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی ہے۔

نیز فرمایا: جب خداوند تعالیٰ تمام مخلوق کو قیامت میں جمع کرے گا ایک منادی ندادے گا کہ انہوں حضرات کہ جو نماز شب کے لئے اپنے بستر کو چھوڑ کر مغفرت طلب کرنے کے لئے اور عذاب آخرت سے محفوظ رہنے کے لئے امتحنے تھے اس وقت تھوڑے لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور بہشت کی طرف جائیں گے اس کے بعد مخلوق کے حساب میں مشغول ہو جائیں گے۔

نیز فرماتے ہیں: جنت عدن ایک درخت ہے کہ سفید سیاہ گھوڑے وہاں سے باہر آئیں گے اس کے اوپر یا قوت اور زبرجد کے زین ہو گے کہ وہ اپنے دوپروں کے ساتھ پرواز کریں گے۔ ان کا بول و بر از نہیں ہوگا خدا کے اولیا اس پر سوار ہوں گے اور جنت کی طرف پرواز کریں گے جہاں جانا چاہیں بہشت والے عرض کریں گے پروردگار الیہ جماعت کس وجہ سے ایک بلند مقام پر فائز ہو چکی ہے۔ منادی ندادے گا یہ جماعت وہ ہے کہ جو دنیا میں نماز شب کے لئے امتحنے تھے۔ اور تم سوئے ہوئے ہوتے تھے دن کو روزہ رکھتے تھے اور تم کھانا کھاتے تھے اور اپنے مال سے صدقہ دیتے تھے اور تم بجل سے کام لیتے تھے اور یہ خدا کے ذکر سے تھک نہیں جاتے تھے اور خوف خدا سے روتے تھے۔

اور اسی کتاب میں داؤ دیغیب گر و صیت کی کہ اے داؤ دیکھی نماز شب پڑھتا ہے۔ اور لوگ سوئے ہوئے ہوں ان کی غرض یہ ہے کہ مجھ سے قرب حاصل کرنا چاہتا ہو۔ میں ملائکہ کو حکم دیتا ہوں کہ اس کے لئے استغفار کریں اور بہشت ایسے شخص کی مشتاق ہوتی ہے اور ہر خشک اور تر اس کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص نیند سے امتحنا ہے اور انیند کی لذت کو ختم کر کے خوشنودی خدا کے لئے نماز شب پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس بند کے عمل کے ساتھ ملائکہ پر فخر و مبارکات کرتا ہے۔ فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! کیا تم نہیں دیکھتے میرے اس بند کو کہ جو نیند سے امتحنا ہے اور خواب کی

لذت کو ترک کر دیا ہے اس نماز کے لئے کہ جو میں نے اس پر واجب نہیں کیا ہے تم گواہ رہنا کہ میں نے اس کو بخش دیا۔ نیز رسول خدا نے فرمایا: مدد حاصل کرو روزہ کیلئے سحری کھانے کے ساتھ اور مدد حاصل کرو خواب قیلولہ کے ساتھ نماز شب کے لئے ساری رات نہیں سوتا ہے مگر وہ شخص کہ شیطان نے جس کے کان میں پیش اب کیا ہوا اور قیامت میں مغلس اور بے چارہ ہے۔ نیز رسول خدا نے فرمایا: کوئی بندہ نہیں مگر یہ ایک ملک کہ رات کو دو مرتبہ اس کو بیدار کرتا ہے اگر وہ نہ اٹھے تو شیطان اس کے کان میں پیش اب کرتا ہے۔

نیز رسول خدا نے فرمایا: جس گھر میں نماز شب پڑھی جائے اور قرآن مجید کی تلاوت ہو وہ گھر آسمان والوں کے لئے چمکتا ہے۔ جس طرح ستارہ زمین والوں کے لئے چمکتا ہے۔

نیز اسی ارشادی میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ یقین جانو کو کوئی مومن بندہ قرب الہی حاصل نہیں کرتا ہے کہ جو خدا کے نزدیک بزرگ ہو۔ نماز شب سے بڑھ کر پس جو بھی نماز شب کے لئے اٹھے اور خدا کی نیجے اور تلاوت قرآن اور گریہ میں رات گزارے اور نماز شب کو نماز صبح کے ساتھ ملائے یقیناً میں اس کو بشارت دیتا ہوں دنیا میں وسیع روزی بغیر کسی رنج و تعب کے عافیت اور محنت کے ساتھ اور میں اس کو بشارت دیتا ہوں کہ قیامت تک قبر میں بہشت کی نعمتیں ہوں گی اور اس کی قبر اسی شب نماز کی وجہ سے روشن ہو گی اور اس کو بشارت دیتا ہوں کہ قیامت کے دن اس کا حساب نہیں ہو گا بغیر حساب کے جنت کے اعلیٰ علیین میں چلا جائے گا۔ اور محمد وآل محمدؐ کے جوار میں ہو گا۔

نیز رسول خدا نے امیر المؤمنین سے فرمایا: **أَعْلَى عَلَيْكَ بِصُلُوةِ اللَّيلِ**، اعلیٰ! تمہارے اوپر نماز شب ضروری ہے۔ اس کو تین مرتبہ تکرار فرمایا: اعلیٰ! کیا تم نہیں دیکھتے ہو وہ جماعت کہ جو نماز شب پڑھتی ہے ان کی صورتیں نورانی ہیں اور لوگوں میں ان کے چہرے روشن ہوں گے۔ جب رات کو خدا کے ساتھ خلوت اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے نور سے ان کو عطا کرتا ہے۔ اور باقیات الصالحات میں محدثؓ نے روایت کی ہے کہ نماز شب مومن کے لئے شرف ہے۔ بدن کی صحبت کا باعث ہے اور روزہ کے گناہوں کا کفارہ ہے قبر کی وحشت کو دور کرنے والی ہے، اس کا چہرہ سفید اس کی خوبصورتی کیزہ کرتی ہے اور روزی کا سبب بنتی ہے جس طرح مال اور اولاد اس دنیا کی زندگی کے لئے زینت ہیں آٹھ رکعت نماز شب نمازو تر کے ساتھ آخرت کی زینت ہے۔

انس سے روایت ہے کہا: میں نے رسول خدا سے سنا کہ فرماتے تھے: دو رکعت نماز رات کی تاریکی میں نصف

شب میں میرے نزدیک بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ اس دنیا میں ہے۔ معتبر سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی گئی ہے کہ فرمایا کہ رات کے لئے ایک شیطان ہے کہ اس کو رہا کہتے ہیں جب بھی کوئی نیند سے بیدار ہوتا ہے اور انہا چاہتا ہے تو وہ شیطان اس سے کہتا ہے اب انھنے کا وقت نہیں ہے پھر دوبارہ بیدار ہوتا ہے پھر چاہتا ہے کہ انھے تو شیطان کہتا ہے کہ ابھی انھنے کا وقت نہیں ہوا۔ یعنی ابھی جلدی ہے بار بار اس کو انھنے سے روک دیتا ہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے پھر اس کے کان میں پیشاب کرتا ہے اور اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ قطب راوندی سے روایت کی گئی ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا: تمیں چیزوں میں طمع نہ کرو تمیں چیزوں کے ہوتے ہوئے زیادہ کھانے کے ساتھ شب بیداری کی طمع نہ کرو ساری رات سونے سے چہرہ میں نور نہیں آ سکتا ہے فاسقوں کے ساتھ رہنے سے اور دنیا میں امان میں نہیں رہ سکتا ہے۔

اے برادر عزیز! دن اور رات تیرانداز کے تیر کی طرح گزر جاتا ہے اور یہ عمر کئی گھنٹے اور بھٹکوں سے زیادہ نہیں ہے اگر تمام دن کو غفلت میں گزاریں اور تمام رات بھی سو جاؤ تو پھر کہاں تم میں تیکی باقی رہتی ہے۔ البتہ تمہارا دل مر جاتا ہے اور مردہ دل جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

أَيَّةٌ ظَهَانٌ أَنْتَ الْيَوْمُ أَمْ أَنْتَ نَازِمٌ  
وَكَيْفَ يَا ذَالِّنَّوْمَ حَيَّرَانٌ هَازِمٌ  
نَهَّارَكَ يَامَغْرُورَكَهُوَوَغَفَلَةٌ  
وَلَيْهِ لُكَذَّبَوْمُ وَالِّرَّدِى لَكَ لَازِمٌ  
وَلَا أَنْتَ فِي الْيَقِظَانِ يَقِظَانٌ ذَاكِرٌ  
وَلَا أَنْتَ فِي الْأَوَامِ نَاجٌ وَسَالِمٌ

خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ وہ ندادیتا ہے۔ اے وہ شخص کہ جس کی عمر پچاس سال سے زیادہ گزر چکی ہے تمہاری زراعت کے کامنے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ یعنی تمہاری موت نزدیک ہو چکی ہے۔ اور سانحہ سال والے کو آواز دیتا ہے کہ آخرت کیلئے کیا کیا بھیجا ہے یعنی یہک عمل میں سے اور کس قسم کا مال رکھا ہے کہ جو لوگ کھائیں تو رحمت بھیجیں اور ستر سال کو آواز دیتا ہے کہ اپنے نفس کو مردوں میں شمار کرو اور آرزو نہ رکھو۔ اے کاش یہ مخلوق خلق نہ ہوتی اب جبکہ یہ خلق ہوئے ہیں کاش کہ جانتے کہ کس لئے خلق ہوئے ہیں؟

پس اے برادر عزیز! اپنی عمر کے چند دنوں کو غنیمت شمار کرو اور نیک کاموں میں جلدی کرو قبل اس کے کہ ملک

الموت تمہارے گریان کو پکڑے اور تمہاری روح کو بغض کرے۔ امام زین العابدین فرماتے ہیں: ہماری پھوپھی کی نماز شب شام کے راستے میں بھی ترک نہیں ہوئی آپ دیکھ لیں ان مصائب کا دسوال حصہ بھی انسان برداشت نہیں کر سکتا اور یہ خدرہ وہ ہے جن سے نوافل اور مستحبات بھی ترک نہیں ہوتے ہیں۔ اور کبھی دل جلانے والا مرثیہ پڑھتی تھی ہے

مَاتَتْ رِجَالٍ وَأَفْنَى الدَّهْرُ سَادَاتِي  
وَذَادَنِي حَسَرَاتٌ بَغْدَلَوْعَاتِي  
صَالُوا إِلَيْنَا مَعَكِينَ نَابَغَدَمَاعِلَمُوا  
إِنَّا بَنَاثُرَاتُ رَسُولٍ لِهُدَايَاتٍ  
يُسِيرُونَاعَمَائِي الْأَقْطَابَ عَارِيَةً  
كَانَنَا أَيْتَنَهُمْ بَغْضَ الْفَنِيمَاتِ

\* \* \* \*

## مجلس نمبر 50

### باقی نوافل کے بارے میں

ان میں ایک نماز جعفر طیار ہے کہ جس پر شیعہ اور سنی کے درمیان اتفاق ہے اس کو صلوٰۃ تسبیح اور صلوٰۃ حجہ بھی کہتے ہیں اس کی فضیلت کے بارے میں اخبار تواتر کی حد تک ہیں۔ جب حضرت جعفر جبش سے واپس لوٹنے اسی دن فتح خیر بھی ہوئی تھی رسول خدا نے فرمایا: میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھے کس سے زیادہ خوشی ہوئی ہے فتح خیر سے یا جعفر کے آنے کی وجہ سے اس کے بعد جعفر طیار سے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کوئی انعام دوں یعنی تمہیں ایک ہدیہ دوں عرض کیا ہاں یا رسول اللہؐ فرمایا: میں تجھے ایک ایسا عطا ہے دوں گا کہ جو دنیا اور ما فیہا سے بہتر ہو گا لوگوں نے گمان کیا کہ وہ ہدیہ سوتا اور چاندی ہے۔ پس رسول اکرمؐ نے حضرت نماز جعفر کی تعلیم دی اور فرمایا کہ اگر اس نمازوں کو بجالاؤ گے۔ تو دونوں کے درمیان جو گناہ ہیں بخشنے جائیں گے۔ اگر ہر جماعت ایک دفعہ یا ہر ہمہینہ میں ایک مرتبہ یا سال میں ایک دفعہ ادا کرو گے تو جو گناہ ان کے درمیان واقع ہوں گے سب کو خداوند کریم معاف کرتا ہے۔ ایک اور روایت کہ جو عروۃ اللوثقی میں نقل ہوئی ہے میں فرمایا: اگر جہاد سے فرار کر لے اور تمہارے گناہ ریت اور دیا کی جھاگ کے برابر ہوں تو بھی خدا کو بخشن دیتا ہے۔

نماز جعفر طیار کی کیفیت یوں ہے کہ چار رکعت نمازوں کو دو سلام کے ساتھ انجام دیں۔ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ اذا ازرلہ پڑھ لیں اس کے بعد پندرہ مرتبہ پڑھیں: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اور رکوع کی حالت میں دس مرتبہ اور رکوع سے سراٹھانے کے بعد اور سجدہ اول میں اٹھانے کے بعد اور دوسرا سے سجدہ میں اور سجدہ سے سراٹھانے کے بعد ہر ایک میں دس مرتبہ وہی تسبیحات اربعہ پڑھ لیں۔ اس کے بعد کھڑے ہو جائیں حمد کے بعد سورہ والعادیات پڑھیں۔ پہلی رکعت کی طرح تسبیحات کو پڑھ لیں اور نمازوں کو تمام کریں۔ اس کے بعد دوسری رکعت شروع کریں پہلی رکعت میں حمد کے بعد اذا جاء اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھیں اور تسبیحات اسی طرح کر جو

پہلی دور رکعتوں میں بجالائے ہو اور نماز پوری کریں۔ اور عروۃ الوثقی میں فرماتے ہیں۔ یہ نماز مستحب موکد ہے اگرچہ جو سورہ بھی پڑھ لیں کافی ہے۔ سفر میں حضرت مسیح وقت یہ نماز پڑھنا چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

جمعہ کے دن پڑھنا زیادہ ثواب ہے اگر کوئی ضروری حاجت ہو تو اس کیلئے پہلی دور رکعت پڑھ لیں دوسرا دو رکعتوں کو کسی اور وقت میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اور اس کو نافلہ کی جگہ بھی حساب کر سکتے ہیں۔ اسی طرح نماز شب میں اور نماز جعفر کا ثواب اسے دیا جاتا ہے اور جائز ہے۔ جب بھی کوئی ضروری کام ہو تو تین سو تسبیح کو جو ترتیب کے ساتھ پڑھ جاتی ہیں، نماز سے فارغ ہونے کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔ نافلہ نمازوں میں ایک نماز، نماز وحشت ہے کہ جو دن کی رات پڑھی جاتی ہے پہلی رکعت میں حمد کے بعد آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد دس مرتبہ انا انزلنا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْ ثَوَابَ هُذِهِ الصَّلَاةِ إِلَى قَبْرِ فَلَانِ ابْنِ فَلَانٍ يَعْنِي  
میت اور میت کے باپ کا نام لے یا صرف میت کا نام لے۔ نافلہ نمازوں میں سے ایک نماز، نماز غفیلہ ہے کہ اس کو نماز مغرب اور عشاء کے درمیان بجالائے اس کی کیفیت معروف اور مشہور ہے۔

ان نافلہ نمازوں میں سے ایک نماز، نماز وصیت ہے یہ بھی مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھی جاتی ہے یہ دو رکعت ہے پہلی رکعت میں حمد کے بعد تیرہ (13) مرتبہ اذان لیزلت اور دوسری رکعت میں پندرہ مرتبہ قلن ہو اللہ پڑھے۔ عروۃ الوثقی میں حضرت امام صادقؑ سے ایک حدیث نیان کی گئی ہے۔ اس میں رسول خدا نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اس نماز وصیت کے بارے میں یہاں تک کہ فرمایا جو بھی مہینہ میں ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لے۔ یقیناً وہ مونین میں سے ہو گا۔ اگر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لے تو محسنین سے شمار ہو گا اور جو ہر جمعہ پڑھ لے تو مخصوصین سے شمار ہو گا۔ اگر کوئی ہر رات پڑھ لے تو اس کے ثواب کا خدا کے علاوہ کوئی حساب نہیں کر سکتا ہے یعنی بہشت میں میرے ساتھ ہے۔ ان نوافل میں سے ایک نافلہ نماز عید غدیر ہے آنحضرت ذی الحجہ کو اس میں بھی دور رکعت ہیں اور ہر رکعت میں حمد کے بعد دس دفعہ قلن ہو اللہ احد اور دس دفعہ آیۃ الکرسی اور دس مرتبہ انا انزلنا پڑھ لیں اور یہ زوال کے وقت ہے کہ غسل کیا ہو تو نماز کو بجالائیں۔ امام صادقؑ کی روایت کے مطابق اس کے عوض ہزار حج اور ہزار عمرہ کا ثواب ملے گا۔ اس کی دنیوی ہو تو نماز کو بجالائیں۔ اگر اس کا وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا بجا لاسکتے ہیں عروۃ الوثقی کے فرمان کے مطابق اور اخروی حاجتیں قبول ہوں گی اگر اس کا وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا بجا لاسکتے ہیں عروۃ الوثقی کے فرمان کے مطابق۔ ان میں سے ایک نماز قضا حاجت ہے اس کی چند صورتیں ہیں۔ سب سے زیادہ مجرب عروۃ الوثقی کے فرمان کے مطابق

یہ نماز ہے۔ زیاد قندی عبدالرحمن قصیر سے اس نے امام صادقؑ سے روایت کی ہے اس کی ترتیب اس طرح ہے کہ دور کعت نماز صحیح کی نماز کی طرح بجالائے یہ سب کچھ غسل کرنے کے بعد ہونماز کے سلام کے بعد ہو:

اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَإِلَيْكَ يَرْجُعُ السَّلَامُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ  
وَبِلْعَدْ رَوْحَ مُحَمَّدٍ مِنْتَ السَّلَامُ وَبِلْعَدْ أَزْوَاجِ الْأَئِمَّةِ الصَّالِحِينَ سَلَامٌ وَأَرْدُعْلَى مِنْهُمُ السَّلَامُ  
وَالسَّلَامُ عَلَيْهِمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اللَّهُمَّ أَنْ هَاتِينَ الرَّكْعَتَيْنِ هَدِيَّةٌ مِنِّي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ  
فَاثْبُنِي عَلَيْهِمَا مَا أَمْلَيْتُ وَرَجُوتُ فِيكَ وَفِي رَسُولِكَ يَا أَوْلَى الْمُوْمِنِينَ ۔

اس کے بعد سر کو جدہ میں رکھوا رکھو: یا حَسْنَی یا قَيَّومُ یا حَيَّا لَا يَمُوتُ یا حَيَّ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ یا  
ذَالْجَلَلِ وَالْأَكْرَامِ یا أَرْحَمِ الرَّاحِمِينَ ۔ چالیس دفعہ اس ذکر کو پڑھواں کے بعد دائیں رخار کو رکھوا اور  
چالیس مرتبہ پڑھواں کے بعد بائیں رخار کو زمین پر رکھواں میں بھی چالیس مرتبہ پڑھواں کے بعد سر کو بلند کرو اور اپنے  
ہاتھوں کو پھیرتے وقت چالیس دفعہ پڑھو۔ اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو گردن میں ڈالو اپنی انگلیوں کے ساتھ اعسار کی  
حالت میں چالیس دفعہ پڑھواں کے بعد اپنی ڈاڑھی کو باعیں ہاتھ کے ساتھ پکڑ لیں اور گری کرے۔ یا پھر رونے کی شکل  
بناؤ اور کہو: یا مَحَمَّدُ يَا رَسُولُ اللَّهِ أَشْكُو إِلَى اللَّهِ وَإِلَيْكَ حَاجَتِي وَإِلَى أَهْلِ بَيْتِكَ الرَّأْشِدِيْنَ  
حَاجَتِي وَبِكُمْ أَتَوَجَّهُ إِلَى اللَّهِ فِي حَاجَتِي ۔ اس کے بعد جدہ میں چلے جاؤ اور کہو: یا اللہ! یا اللہ! یہاں تک کہ  
سانس ختم ہو جائے: صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَفْعُلْ بِی كَذَا وَكَذَا کذاؤکذا کی جگہ اپنی حاجت کو ذکر  
کریں۔ امام صادقؑ نے فرمایا ہے جو بھی اس نمازو کو اس کیفیت کے ساتھ بجالائے۔ میں ضامن ہوں کہ یہ اپنی جگہ سے  
نہیں اٹھے گا مگر یہ کہ اس کی حاجت قبول ہوگی۔ کسی نے کہا ہے:

اگر از کوہ کندن وصل دلبِر میشدی حاصل

من از مژگان چشم کارصد فرهاد میکردم

کیا ان سخت دلوں کے ساتھ اور خشک آنکھوں اور کینہ سے بھرے سینہ اور ناپسند افعال بجالاتے ہوئے اس کی  
حاجت قبول ہوگی لیکن خدا کے لطف رحمت اور عطاوفت سے کچھ بعد نہیں کہ اس کی حاجت قبول ہو جائے۔

ان نوافل میں سے ایک نماز نافل اعرابی ہے اور نمازو اول ماہ معصومین کی ہدیہ کی نماز ماں باپ کے لئے نماز بھوک  
کی نماز، نماز حدیث نفس و سوسمہ نماز استخارہ ذات الرقع ادادیں کی نماز، رفع مہمات کے لئے نماز اس کی مختلف صورتیں

ہیں۔ نماز استغاش نماز قاطمة الزہر، نماز استغاش امیر المؤمنین اور امام زمانہ جعیہ بن الحسن، نماز خوف، نماز مغفرت، ہفتکی نمازیں، ماہ رمضان میں ہر رات کی نمازیں یہ سول قسم کی نمازیں مفاسخ الجہان، باقیات الصالحات میں موجود ہیں۔ اسی مفاسخ کے حاشیہ پر اور دوسرا دعاوں کی کتابوں میں موجود ہے کہ مستحب نمازیں شمارہ نہیں کر سکتے ہیں جیسے ماہ رجب کی نمازیں عمل امداد و ماہ شعبان اور زیارت کی نمازیں مستحب نمازیں کئی قسم کی ہیں ایک قسم وہ ہے جو اوقات مخصوصہ کے ساتھ مختص ہے۔ اور دوسرے اسباب حاصل ہونے کی وجہ سے ہے۔ جیسے نماز طواف نماز زیارت مسجد میں داخل ہونے پر نماز تجیت۔ بعض دوسرے غایات مخصوصہ کے لئے ہے جیسے بارش کے لئے نماز کا پڑھنا قضاۓ حاجت کے لئے نماز کا پڑھنا دوسرا کچھ وہ ہیں کہ جس میں سبب غایت اور وقت معین نہیں ہے۔

جیسے نماز جعفر، نماز امیر المؤمنین، نماز قاطمة الزہر اور باقی ائمہ ہدی کی نمازیں۔ نوافل کے احکام میں عروۃ الوثقی میں فرماتے ہیں کہ مستحب نمازوں کو اختیاری حالت میں پیٹھ کر بھی پڑھا جاسکتا ہے اسی طرح سورہ پر اور چلتے ہوئے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں اگر سوار کن زیادہ ہو جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی ہے اسی طرح کئی رکعتوں میں شک ہو تو اس کو اختیار حاصل ہے کہ اقل پر بیار کھے یا اکثر پر۔ سجدہ سہوجہ کی قضا اور تشهد بھول جائے تو قضا نہیں ہے اس میں نماز احتیاط نہیں ہے اگر کوئی نماز توڑنا چاہے تو اسکے لئے جائز ہے اگر ایک سورہ سے دوسرے سورہ کی طرف عدول کرنا چاہے تو جائز ہے یا بعض سورہ یا ایک سورہ سے زیادہ پڑھنا چاہے تو بھی جائز ہے اس مستحب نماز کو فرادی پڑھنے کہ جماعت کے ساتھ۔ صرف نماز استقاء میں جماعت کے ساتھ جائز ہے ایک قول کی بناء پر غدیر کے دن نماز غدیر پڑھی جائے۔ مستحب نمازوں کو مسجد سے گھر میں پڑھنا افضل ہے اور ممکن ہے کہ بعض صورتوں میں مسجد میں افضل ہو۔

چے خوش است یک شب بکشی ہوارا  
بخذ اوص خواہی ز خدا خدارا  
بخذ خود خوانی ورقی ز قرآن  
فکنی در آتش کتب ریارا

خدا کے بندے جب ان کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے تو نماز سے پناہ حاصل کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو نماز کے ساتھ تازہ کرتے ہیں گویا انہیں نشاط حاصل ہو جاتی ہے۔ چونکہ آسائش اور آرام اور نیک انجام خدا کی طرف توجہ کے ساتھ ہے۔ بابا طاہر عریان کہتا ہے

خوش آنان کے الٰہ یارشان بی  
بحمد قل ہو والٰہ ما وایشان بسر  
اویں قریش سے کہا گیا کس طرح آپ میں طاقت ہوتی ہے کہ رات ایک رکوع کے ساتھ گزارتے ہیں؟ انہوں  
نے کہا: اذل سے اب تک ایک رات ہوتی تو سجدہ کے ساتھ گزارتا۔ اور اس میں نالہ اور گریہ بہت زیادہ کرتا۔  
من و خیال تو و گریہ ہائی درد آلود  
بہ نیم شب کہ ہمہ مست خواب خوش باشد

حضرت امام حسین نے نماز کے ساتھ زیادہ محبت کی وجہ سے اپنے بھائی عباس سے فرمایا: اس قوم سے میرے  
لئے مہلت مانگیں کہ اس مبارزہ کوکل کے لئے قرار دیں تاکہ ایک رات اپنے خدا کے لئے نماز پڑھوں اور رات کو دعا  
استغفار کے ساتھ گزاروں چونکہ اللہ جانتا ہے کہ میں نماز کو دوست رکھتا ہوں قرآن اور زیادہ استغفار کا زیادہ شوق رکھتا  
ہوں اس وقت قربنی ہاشم عمر سعد کے لشکر کے سامنے آ گیا۔ مہلت یعنی کے لئے امام کا بیان پہنچایا بعض مہلت دینے پر  
راضی نہیں تھے۔ عمرو بن حجان زبیدی نے کہا خدا کی قسم اگر ترک و دیلم کے لوگ اس مہلت کو تم سے طلب کرتے تو تم ان  
کی عوت کو قبول کرتے یہ توآل محمد ہیں یہ تردید اور تاخیر کی ہے اس پر عمر سعد۔ الح

هَلَّا بَكَيْتَ عَلَى الْحُسَيْنِ وَأَهْلِهِ  
هَلَّا بَكَتْتَ لِمَنْ بَكَاهُ مُحَمَّدًا  
فَلَقَذَبَكَتْهُ فِي السَّمَاءِ مَلَائِكَةُ  
زَهْرَ كِرَامًا كِعُوْنَ وَسَجَّدَ  
لَمْ يَحْفَظُنَا سِبْطَ الْبَنِي مُحَمَّدًا  
إذْجَرَ عَرَقَوْهُ كِسْرَارَةً لَا تَبَدَّلْ مُرَدًا  
قَاتَلُوا الْحُسَيْنَ فَأَثْكَلُوهُ بِسِبْطِهِ  
فَالاَئِنْ مِنْ بَعْدِ الْحُسَيْنِ مُبَدِّدٌ



## مجلس نمبر 51

### قرآن مجید اور قرأت کی فضیلت

**قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ تَلَّا فِي هَذَا الشَّهْرِ آيَةً مِنَ الْقُرْآنِ كَانَ لَهُ مِثْلٌ مِنْ خَتْمِ الْقُرْآنِ فِي عَيْرِهِ مِنِ الشَّهْوَرِ۔**

جو بھی ماہ رمضان میں قرآن مجید کی ایک آیت پڑھ لے اس کو غیر ماہ رمضان میں ایک قرآن ختم کرنے کا ثواب ملے گا۔ اس مقام پر مناسب ہے کہ قرآن کے بارے میں لکھوں اول یہ کہ یہ کلام آسمانی اور خالق کی طرف سے وحی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سورہ بنی اسرائیل میں: قُلْ لَئِنْ اجْتَمَعَتِ الْأَنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَاتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِيَعْضِلُ ظَهِيرًا۔ اے نبی محترم! کہا جو جن اور انس اکھنے ہو جائیں اور ایک دوسری کی رائے جان لیں اور ایک عقل کو دوسری عقل کے ساتھ ملا جائیں کہ اس جیسا قرآن لے آئیں تو ہر گز نہیں لاسکیں گے اور سورہ ہود میں فرماتے ہیں: أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأَتُو بِعَشْرِ سُورَةٍ مِثْلَهُ مُفْتَرٍ يَاتٍ۔ اور سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں: إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَاتُو بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ وَادْعُوا شَهِدًا كُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اور سورہ قصص میں فرماتے ہیں: قُلْ فَاتُو أِبْكَتاً بِمِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَى مِنْهُمَا أَتَبْغُهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اور سورہ یونس میں فرمان ہے: أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَاتُوا بِسُورَةٍ وَادْعُو مِنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ اور سورہ نساء آیہ 84: أَفَلَا يَتَبَذَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُوا فِيهِ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا۔

ان آیات کا خاصہ یہ ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے کہ محمد پر خدا کی جانب سے نازل ہوا ہے اس کو رسول نے اپنی طرف سے نہیں بنایا ہے اگر تمہیں مشک ہے اور تمہارا گمان ہے کہ اس کو خود محمد نے یا کسی کے تعاون سے بنایا ہے تم بھی جن اور انس کو اپنی مدد کے لئے بلالوں پرے قرآن جیسا یا دس سورہ جیسا یا اس کے ایک سورہ جیسا لے آؤ تو ہر گز نہیں لا

سکو گے۔ کلام کی فصاحت اور بلاعث سے معلوم ہو گا کہ یہ مجرمنا کلام ہے انتہائی اعتماد اور ووثق رکھتا ہے اور اعجاز کے شواہد اول سے آخر تک کئی طریقوں سے پائے جاتے ہیں۔

● اول: یہ کہ ایک آیہ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس کو چند مقام پر ذکر فرمایا۔ تاکہ دوسری آیتوں کے ساتھ مہلک ہے ہوں۔

● دوم: ان آیات کو ایک سورہ میں اور ایک جگہ جمع نہیں کیا بلکہ ان کو متعدد مقامات پر ذکر کیا تاکہ پڑھنے والے کو ہمیشہ یاد رہے۔ اور فراموش نہ کرے اور اگر ایک جگہ اکھنے کرتے تو قرآن پڑھنے والے ایک مرتبہ ختم کرنے کے ضمن میں اسے پڑھتے لیکن بخلاف اس صورت کے اگر کمال اطمینان نہ رکھتا تو اس کے بر عکس کر دیتا۔

● سوم: آیات مذکورہ میں کلمات متشابہ اور جمل عبارات ہیں کہ جس میں دو احتمال ہیں۔ یہ نہیں ہے بلکہ کلمات اصل معنی پر صریح ادلالت کرتی ہیں۔

● چہارم: یہ حکم نہیں دیا کہ قرآن کو صندوق میں رکھ لواں کو کسی کے ہاتھ میں نہ دو جیسا کہ یہود تورات کو لوگوں سے چھپاتے تھے۔ بلکہ یہ سب کے لئے ہے اور اس قرآن کا پڑھنا لکھنا تعلیم دینا تعلیم حاصل کرنا حفظ کرنا یہاں تک کہ قرآن کے خطوط کی طرف نظر کرنا اس کے لئے بہت زیادہ ثواب کا ذکر کیا گیا ہے اگر عالم کے عاجز ہونے کا یقین نہ ہوتا تو ایسا نہ کرتے اور اس کو آفاق میں مشہور نہ کرتے۔

● پنجم: لوگوں کا اس قرآن جیسا لانے سے عاجز آنا کسی ایک وقت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ الفاظ بھی تاکید پر دلالت کرتے ہیں کہ اس جیسا قرآن لانے پر کسی وقت بھی قادر نہیں ہیں۔ بلکہ بانگ دہل فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم اکھنے ہو جائیں اور چاہیں کہ اس جیسا سورہ لے آئیں تو نہیں لاسکیں گے بلکہ عاجز ہوں گے۔ حالانکہ عاجز آنا ادعا کے زمانے میں مدعی کا دعویٰ ثابت ہے۔

● ششم: بعمر کو تمام قرآن کے ساتھ تخصیص نہیں دی گئی بلکہ اس سورتوں کا لانا آسان ہے پھر ایک سورہ کے ساتھ اکتفا کیا اور بدیہی ہے کہ تمام قرآن جیسا لانا بہت زیادہ مشکل ہے ایک سورہ سے اور اشکل سے اہل کی طرف انتقال کرنا یہ صرف اس لئے ہے اطمینان رکھتے تھے کہ قادر نہیں ہیں۔

● ہفتم: سورہ کو تخصیص نہیں دی طویل سورتوں کے ساتھ۔ بلکہ فرمایا اگر ایک سورہ بھی ہو۔

● ہشتم: تخصیص نہیں دیا سورتوں کے ساتھ کہ جوان آیات پر مشتمل ہوں کہ جیسی فصحاء نے اس جیسا لانے سے

عاجزی کا انہمار کیا ہے کہ جن میں اعلیٰ درجے کی فصاحت اور بلاحوت پائی جاتی ہے سورہ ہود کہ جس میں یہ ارض ابلعی مائک پائی جاتی ہے۔ بلکہ فرمایا: تمام کا تمام قرآن ہے اور خدا کا کلام ہے اس قرآن میں سے جس سورہ جیسا لانا چاہیں لا سمجھیں۔

علام مجاسی حیوۃ القلوب کی جلد ثانی میں فرماتے ہیں کہ معتبر حدیث میں منقول ہے کہ امام حافظ صادقؑ کے زمانے میں ابن ابی العوجاء کہ جو منکر تھا اور انتہائی فصح الامان تھا اتفاق کیا کہ ہم قرآن جیسا قرآن لے آئیں گے ان میں سے ہر ایک چوخا حصہ تیار کرے اور اس قرار داد کو مکہ میں خفیہ طور پر پیش کیا تھا کہ آئندہ سال مکہ میں اکٹھے ہوں گے۔ اور تر تیب دیں گے جب دوسرا سال آیا تو یہ مقام ابراہیم میں اکٹھے ہو گئے ان میں سے ایک کہنے لگا کہ جب میں نے اس آیہ کو دیکھا: **وَيَا أَرْضُ أَبْلَعِي مَائِكٍ وَيَا سَمَاءً إِقْلِعِي وَغِيْضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ**۔ تو میں نے جان لیا کہ میں قادر نہیں ہوں کہ میں قرآن کا مقابلہ کروں اس لئے اس کے مقابلہ سے منصرف ہوں یعنی آمادہ نہیں ہو اور دوسرے نے کہا جب میں نے یہ آیت دیکھی: **فَلَمَّا أَسْتَيْئَسْوُ مِنْهُ خَلَصُوا نِجِيَّا**، میں بھی قرآن کے مقابلہ سے مایوس ہواں وقت امام صادقؑ کا گزران کے قریب سے ہوا اور یہ آیت پڑھی: **قُلْ لِئِنْ اجْتَمَعَتِ الْأَنْسَ وَالْجِنْ**۔ جب انہوں نے سنا تو نا امید ہو گئے ایک اور روایت میں ہے کہ عرب کے درمیان جو بھی فصح کلام کرتا تھا اس کے کلام کو کعبہ میں ایکاتے تھے فخر کے لئے جب آییا ارض ابلعی نازل ہوئی تو تمام کافر رات کو وہاں سے اٹھ گئے کہ کبیں ان کی رسولی نہ ہو۔

○ نہم: تصریح کردی کہ اس قرآن میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے اگر اس میں اختلاف ہوتا تو پیغمبر پر اعتراض کرتے اور کہتے کہ تمہارے خدے کہا ہے: **لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدُوا فِيهِ اِخْتِلَافًا كَثِيرًا**، اگر خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس قرآن میں اختلاف پایا جاتا۔ اب اس قرآن میں اختلاف پایا جاتا جب انہوں نے قرآن میں اختلاف پیدا کرنے والے نہیں پائے تو یہ امر اس قرآن کے مجرہ ہونے کے لئے کافی ہے چونکہ بشر سے اس قسم کا کلام صادر ہوتا تو یہ نہ ہو سکتا کہ اس میں اختلاف اور تناقض نہ پایا جاتا۔ ہر فصاحت و بلاحوت کے کلام کو دیکھیں تو بھی ان کی فصاحت اور بلاحوت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر ایک فقرہ فصح ہے تو دوسرا فقرہ فصح نہیں ہے اگر ایک بیت عالی ہے تو دوسری بیت عالی نہیں ہے۔ پس جو کلام اول سے آخر تک فصاحت ہی فصاحت ہو ایسا کلام صادر نہیں ہوتا ہے مگر اس ذات سے کہ جس کی ذات اور صفات میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے اگر اطمینان نہ ہوتا تو ایسا چیز نہ کرتا۔

وَهُمْ قَرْآنَ كَيْ دَشْنُوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ یہ کلمات بشر کے کلمات نہیں ہیں۔ صاحب تفسیر نہایتے ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ عرب نے جب اس آیہ کو سننا فاصلد عِبَّمَا تَوَرَّدَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشَرِّكِينَ۔ ”فُوراً جد کیا کسی ایک نے پوچھا کہ خدا کے لئے سجدہ کیا اور ایمان لائے، اعرابی نے کہا: ہرگز ایمان نہیں لایا ہوں ایسا کلام میں نے سنا کہ جو بشر کی طاقت سے باہر ہے اس کی فصاحت اور بلاغت کے لئے سجدہ کیا۔ جواہر الکلمات نہادندی میں ذکر کیا گیا ہے کہ ابن المفعع اپنے زمانے میں سب سے فصح و بلغ شخص تھا۔ وہ مہدی عباسی کے زمانے میں تیار ہوئے کہ قرآن جیسا کلام مرتبہ دیں اسی دوران میں کہ جب کام شروع کیا تھا اس کا گزر ایک مکتب سے ہوا کہ کسی بچے سے یا ارض ابلعی کی آیت کی تلاوت سنی تو ہشت اور حیرت اس پر غالب آگئی واپس ہوا اور جو کچھ اس نے ترتیب دیا تھا اس کو منا دیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بشر کا کلام نہیں ہے۔ تاریخ عقد الْجَوَاهِر سے نقل کیا گیا ہے کہ اس آیت کو سننے کے بعد وہ انتہائی غلگٹی ہوا اور تواریخ میں ماری اور اس زخم کی وجہ سے مر گیا۔

لَهَامَعَانِ كَمَوْجَ الْبَحْرِ فِي مَدِيدٍ  
وَفَوْقَ جَوَهَرِهِ فِي الْحُسْنِ وَالرِّيقِ  
در هر صد فی درون این بحر  
بس گوهر قیمتی نہ ان است  
در مخزن سراوت و ان یافت  
نقدى که خلاصہ جهان است

مجلسی حیاۃ القلوب میں روایت بیان کرتے ہیں کہ جب قریش قرآن کی فصاحت اور اسلوب کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور مجبور ہو گئے تو ولید بن مغیرہ کے پاس اکٹھے ہوئے۔ کہ عرب کے حکماء میں سے کہ جن کی فصاحت و بلاغت اور رائے و تذہیر تمام قبائل عرب میں مسلم ہے ان سے جا کر کہیں کہ جا کر محمدؐ کے کلام کو سنو اور نہیں کوئی ایسا طریقہ بتا دیں کہ ان کے کلام کو کس چیز کے ساتھ نسبت دے سکتے ہیں۔ پس وہ حضرت کے قریب گیا اور کہا: اے محمدؐ! اپنا شعر مجھے سنادو حضرت نے فرمایا شعر نہیں ہے اللہ کا کلام ہے کہ جو مجھ پر ازال ہوا ہے۔ اس وقت حضورؐ نے سورہ حم سجدہ کی اس کے سامنے تلاوت کی۔ جب اس آیت پر پہنچ: فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذِرْ تُكُمْ صَاعِقَةً مِثْلَ صَاعِقَةِ عَادِ وَثَمُودٍ إِذْ جَاءَتْهُمُ الرَّسُولُ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَا تَعْبُدُو اَللَّهَ۔

تو ولید بن مغیرہ اس آیہ کو سنتے ہی لرزنے لگا اور اس کے بدن کے بال کھڑے ہو گئے جیسے کسی پر بچالی گرگئی ہو۔ وہ گونگا اور خاموش ہو گیا اور اپنے گھر چلا گیا۔ قریش نے گمان کیا کہ ولید بن مغیرہ اسلام لے آیا ہے۔ وہ بہت زیادہ ڈر کئے کیونکہ ابو جمل کا چچا تھا۔ ابو جمل اس کے پاس آیا اور کہا: اے چچا! آپ نے ہمیں رسول کیا اس لئے محمد کے دین کی طرف مائل ہوئے۔ کہا نہیں میں تمہارے دین پر قائم ہوں۔ لیکن میں نے محمد سے ایک سخت کلام سنا کہ جس سے میرے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ معبد کی قسم اس قدر اس کے کلام میں میٹھا سا پائی جاتی ہے کہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ اس کی شہنیاں شہر آور ہیں اور اس کا تنا بھی شہر آور ہے۔ ابو جمل نے کہا: کیا شعر ہے۔ کہا شعر نہیں ہے کہا: خطبہ ہے کہا نہیں چونکہ خطبہ میں کلام متصل ہوتا ہے۔ اور یہ کلام پر اکنہ ہے بعض کا بعض کے ساتھ اتصال نہیں۔ لیکن اس میں جو حسن اور حلاوت پائے جاتے ہیں بیان نہیں کئے جاسکتے۔ ابو جمل نے کہا کہ کہا نہیں ہے؟ کہا نہیں۔ کہا: تو پھر کیا کہوں؟ تو ولید بولا مجھے مہلت دیں تاکہ اس کے بارے میں فکر کروں۔ دوسرا دن کہا: کہہ دو جادو ہے کہ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ ولید بن مغیرہ آخوند کا فرہرست کر جنم واصل ہوا جو دل بعض عدالت کی، حسد سے بھرا ہو جتنی بھی زیادہ آیات دیکھے اس کے عناد میں اضافہ ہوتا ہے نہ کہ کی۔ چنانچہ حضرت سید الشہداء عاشورہ کے دن موعظ اور نصیحت فرمایا حضرت نے اپنے اصل اور نسب کی شرح بتادی آخوند شہر نے کہاے ہے: امامعَزٰ فناكَ حَتَّى تَعْرِفَ إِنَّا نُقَاتِلُكَ بُغْصَاءً لَا يَتَكَبَّرُ عَلَىٰ بَنِ إِبْرَهِيمَ طَالِبٍ بِمَا فَعَلَ بِإِشْيَا خِنَافِي بَدْرٍ وَّ حَنِينٍ فَأَخَاطَطُوا بِهِ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ إِلَىٰ أَنْ قَتْلَوْهُ۔“

ای شہیدی کہ لب تشنہ بریدند سرت  
لالہ سان سوخت زداغ علی اکبر جگرت  
تشنہ لب هیچ مسلمان لکشد کافر را  
تو چہ کردی کہ لب تشنہ بریدند سرت  
بر لب خشک تو آبی پرسعد نریخت  
با وجودی کہ بدی ساقی کوثر پدرت  
نالہ تشنہ بات رابر ای باد صبا  
بر سر تربت زہرا اگر افتاد گذرت  
بگواء بانوی جنت سری از غرفہ بر آر  
غرقہ در لجه خون بین رخ شمن و قمرت



## مجلس نمبر 52

### پیغمبر اسلام پر درود بھیجنے کا ثواب

کتاب جواہر الکلامات مرحوم حاجی شیخ علی اکبر نبہاوندیؒ نے ایک طویل فصل درود کے ثواب اور فائدہ کے بارے میں لکھی ہے۔ ان میں سے بعض احادیث کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔ مردوی ہے کہ جس مجلس میں ایک جماعت بیٹھی ہوئی ہو خدا کا ذکر اور محمدؐ پر درود نہ بھیجیں ایسے شخص کے لئے قیامت کے دن حسرت ہوگی۔

نیز روایت کی ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے تو خداوند متعال فرشتوں کی ایک ہزار صف ہر ایک اس پر درود بھیجتے ہیں اس کے بعد ہر مخلوق اس پر درود بھیجتی ہے۔ پس جو بھی اس نعمت کی طرف مائل نہ ہو جائے تو وہ جاہل اور مغرور ہو گا خدا رسول اور ان کے اہل بیت اس شخص سے بے زار ہوں گے۔ ترازو میں درود سے بڑھ کر کوئی ٹکنیں چینیں نہیں ہے۔ جب مونین کے اعمال ترازو میں رکھے جائیں اگر نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہوں پس جو بھی رسولؐ پر صلوٰات بھیجتے رہے اس کو اس کی نیکیاں پر کمی جائیں گی۔ تاکہ ان کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہو پھر اس کو بہشت میں لے جائیں گے اور حضرت پر درود بھیجنے کی وجہ سے اس کے گناہوں کو منادیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بچا دیتی ہے۔

نیز فرمایا جو بھی اپنے گناہوں کے کفارہ پر قادر ہو تو محمدؐ پر درود بھیجے یہ شخص قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے قریب ہو گا۔ جو بھی خدا سے کوئی حاجت طلب کرے اگر اس کے بد لے میں درود بھیجے اس کی حاجت قبول ہوگی اور درود کا ثواب بھی اس کو ملے گا۔

نیز فرمایا کہ دعا کے وقت مجھے مسافر کے کوزہ کی طرح قرار نہ دو چونکہ تمام اسباب کو پہلے رکھا جاتا ہے اس کے بعد کوزہ کو آخر میں رکھا جاتا ہے کہ جب بھی پیاس لگے تو اٹھا کر پی لے بلکہ مجھے اول وسط اور آخر میں دعاء نگو ہر وقت درود

بھیجنو۔

نیز فرمایا کہ حضرت پر درود بھیجنے تسلیم اور تکمیر کے برابر ہے۔ جو بھی حضرت کا نام اس کے سامنے ذکر کرے اور درونہ بھیجے بہشت کا راستہ اس پر بند ہو جائیگا اور جو دعا بھی مانگے وہ محبوب ہو گی اور اپنیں جائے گی جب تک حضرت پر درونہ بھیجے۔

نیز مروی ہے کہ کسی نے امام صادقؑ سے عرض کیا جب میں خانہ کعبہ سے باہر نکلا تو کوئی دعا میرے ذہن میں نہیں تھی۔ محمد و آل محمد پر درود کے علاوہ تو حضرت نے فرمایا کوئی شخص بھی آپ کی اس اچھائی کی طرح نہیں نکلا ہے۔ نیز فرمایا جو حضرت پر درود میں اس کی آل کو شریک قرار دے تو آسمان کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اس کے گناہ اسی طرح گرجاتے ہیں جس طرح خزان میں درخت کے پتے گرجاتے ہیں اور ستز فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم ستر درود میرے بندے پر بھیجو گے تو میں سات سور و داس پر بھیجوں گا یعنی جو رسولؐ کی آل پر درونہ بھیجے تو وہ بہشت کی خوبیوں میں سونگھے سکتا ہے حالانکہ بہشت کی خوبیوں پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے اس کے درمیان اور آسمان کے درمیان ستر حجاب نصب کئے گئے ہیں اور اس کی دعا اور نہیں جاتی ہے جب تک آل پر درونہ بھیجے۔

نیز مروی ہے کہ جو بھی کہے: صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِّيٰتِهِ، اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں جامع الاخبار سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب ریل نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بھی تجھ پر درود بھیجتا ہوں اور جو تجھ پر سلام کرے میں اس پر سلام کرتا ہوں۔ کلینی نے اصول کافی میں درود کی فضیلت کے بارے میں ایک روایتیں نقل کی ہیں ان میں سے ایک امام جعفر صادقؑ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ فرمایا کہ جب بھی پیغمبر کا نام لے اس پر زیادہ درود بھیجو جو ایک درود پیغمبر پر بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے ایک ہزار ملائکہ کی صاف کے ساتھ اور تمام مخلوق اس پر درود بھیجتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ خدا اور ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ پس جو بھی اس عظیم نعمت سے روگردانی کرے گا۔ پیغما وہ جاہل اور مغرور ہو گا خدار سوں اور ان کے اہل بیت ایسے لوگوں سے بے زار ہیں۔

امام صادقؑ نے فرمایا: رسول خدا پر درود بھیجنے نقاق کو دور کرتا ہے اور فرمایا اور جو شخص بھی یہ کہے: يَا رَبَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِّيٰ مُحَمَّدٍ کو سو فدھ ایک سو حاجتیں اس کی قبول ہو جاتی ہیں۔ تیس حاجتیں دنیا میں اور باقی آخرت میں

اسی اصول کافی میں ہے کہ ابو بکر حضری نے کہا مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی کہ جس نے خود امام صادق سے ساتھا کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہؐ میں نے اپنے آدھے درود کو آپ کے لئے قرار دیا فرمایا: اچھا کام کیا ہے میں تمام درود کو تمہارے لئے قرار دیتا ہوں جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ اس کی دنیا اور آخرت کے لئے کافی ہوئی۔

اصول کافی میں امام صادق سے نقل کیا گیا ہے کہ فرمایا: ایک شخص رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہؐ میں درود کا تیرا حصہ آپ کیلئے قرار دیتا ہوں۔ فرمایا تم نے اچھا کام کیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے نصف درود کو آپ کے لئے قرار دیتا ہوں حضرت نے فرمایا یہ بہتر اور افضل ہے اس شخص نے عرض کیا میں تمام درود کو آپ کے لئے قرار دیتا ہوں حضرت نے فرمایا خدا نے تمہارے دنیا اور آخرت کے امور کو کافی قرار دیا۔

ایک شخص نے امام جعفر صادق کی خدمت میں عرض کیا کس طرح اپنے درود کو اپنے لئے قرار دیتا ہے حضرت نے فرمایا جب خدا سے کوئی چیز سوال کرنا چاہے تو ابتداء درود سے کرے اور رسول خدا نے فرمایا کہ اپنی آواز کو درود کے ساتھ بلند کرو آواز یہ نفاق کو دور کرتی ہیں۔

اور کافی میں بھی روایت کی گئی ہے جب بھی کوئی شخص محمد وآل محمد پر دس دفعہ درود بھیجے فرشتے سو دفعہ اس پر درود بھیجتے ہیں اگر سو مرتبہ درود بھیجتے تو خداوند عالم اور فرشتہ ہزار دفعہ اس پر درود بھیجتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **هُوَ الَّذِي يُصْلِي عَلَيْكُمْ وَمَا لَيْكُمْ لِيُخْرِجُوكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا**۔ یعنی خدا اور ملائکہ تمہارے اوپر درود بھیجتے ہیں اور تم کو ضلالت کی تاریکی اور گراہی سے نجات دیتے ہیں اور باہر نکالتے ہیں اور نور ایمان کی طرف تمہاری راہنمائی کرتے ہیں اور خدا کی طرف سے صلوٰۃ سے مراد مغفرت اور رحمت ہے اور ملائکہ سے دعا اور طلب مغفرت مراد ہے۔ خلاصہ درود بھیجنے کے بہت زیادہ فائدے ہیں جو کچھ میں نے اصول کافی وغیرہ سے نقل کیا گویا دریا کا ایک قطرہ تھا اہل سنت کی کتابوں میں درود کے لئے بہت زیادہ ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کا درود وہ ہے کہ جس سے روکا گیا ہے چونکہ یہ آں پر درود نہیں بھیجتے ہیں۔

کافی میں امام صادق سے روایت کی گئی ہے کہ حضرت کا نزد را ایک شخص سے ہوا جو کہتا تھا: **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ**، اس کو دم بریدہ قرار نہ دا اور فرمایا: **لَا تَظْلِمْنَا حَقَّنَا** **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ**، اور اب انے فوائد کی فہرست کہ اخبار کا منطق ہے بیان ہو گا کہ درود بھیجنا

محظوظ ہوتا ہے اخلاق الہی سے اور ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُوْأَعَلَيْهِ“ کی اطاعت ہے اس سے خدا اور ملائکہ درود بھیجتے ہیں قرب الہی اور رضا الہی کا سبب ہے۔ اور قیامت میں شفاعت ہوگی اور خوشنودی رسول خدا کا موجب ہے۔ گناہوں کا کفارہ و ثواب کا حصول دینیوں اور اخروی حاجتیں دعا کا قبول ہوتا نفاق کا دور ہونا اعمال کا پاکیزہ ہونا رحمت کا ادراک اطاعت کا قبول ہوتا فراموش شدہ چیز کایا دآن انور کا حاصل ہونا جہنم کی آگ سے خلاصی بہشت کی طرف ہدایت کا پاناقیامت کے دن پیاس کا ختم ہوتا ہوں تاک چیزوں سے نجات پانा۔ جان کی تلخی سے محفوظ ہوتا اور ابلیس کے ذلیل ہونے کا موجب ہے یہ سب کے سب اخبار کے مضامین ہیں ان میں بعض کو ذکر کیا اور بعض کو ذکر نہیں کیا۔ شف ہے ان لوگوں پر کہ جو رسول پر درود بحیثیت ہیں اور ان کے فرزند کو توار سے شہید کرتے ہیں۔



## مجلس نمبر 53

### قرآن کا اعجاز

علاوہ اس کے سابق مجلس میں بتایا گیا۔ کہتا ہوں قرآن کی جہات سے اس کا مججزہ ہونا ثابت ہے قرآن کا مججزہ ہونا دن میں سورج کی طرح آشکار ہے۔ البتہ جو بھی پیغمبر مبعوث ہوا اس کے پاس مججزہ ہوتا تھا کہ جو کہ اس کی نبوت کی چائی پر دلیل بناتا تھا جیسے موی بن عمر ان ایک ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے کہ جس زمانے میں جادو زیادہ تھا لہذا اس کے لئے مججزہ یہ کہ عصا کو اٹھ دہنا دیا عیسیٰ ایک ایسے زمانے میں تھے اس زمانے میں بہت زیادہ طبیب تھے جو علم طب میں زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ اس لئے اس کو مردہ کو زندہ کرنے کا مججزہ دیا یا پاروں کو شفادیتے تھے۔

رسول خدا ایک ایسی قوم کے درمیان رہتے تھے کہ جو فصاحت اور بلاغت میں نظر نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ سابق مجلس میں اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے اس لئے باقی رہنے والا مججزہ قرآن مجید کو دے دیا کہ جس سے تمام فصحاء اور بلاغاء زمانہ شکست کھا چکے، ہتھیار ڈال چکے اس کے علاوہ باقی پیغمبروں کے مججزے بھی ان کے پاس تھے لیکن فصاحت کا مسئلہ حجاز کے تمام مردوں کا پیشہ تھا ہر کسی کو فصاحت کے اعتبار سے ترازو میں تو لا جاتا تھا شیریں زبان شعر اور فضیح و ملین خطبوں کو تمام خلق سے بہتر اور بالاتر جانتے تھے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے لئے بڑے مججزہ کو کلام کی جنس سے قرار دیا اور امر القیس قصاص کے موضوع پر کہا: **الْقَتْلُ أَنْفَى لِلْقَتْلِ**، قتل کرنا ختم کر دیتا ہے قتل کرنے کو۔ دوسرا لفظوں میں یہ ہے کہ کوئی کسی کو قتل کرے اس قاتل کو قتل کرنا چاہئے تاکہ قتل کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ عرب کے تمام فصحاء نے ہتھیار ڈال دئے اس کلمہ کیلئے اور اس مختصر جملہ کیلئے سب جھک گئے۔ اور انہوں نے کہا اس سے زیادہ فضیح اور مختصر نہیں ہو سکتا ہے۔

جس وقت یہ آینازل ہوئی: **وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حِبْوَةٌ يَا أُولَى الْأَلْبَابِ**، عرب کے فصحاء نے دیکھا اس میں سات چیزوں کا فرق پایا جاتا ہے امر القیس کے کلام کے ساتھ **الْقَتْلُ أَنْفَى لِلْقَتْلِ** اس جملہ سے تمام فصحاء کو حیرت ہوئی جب آینازل ہو چکی تو اس وقت پھول اور باغ یا سورج اور جماغ کی حیثیت ہوتی ہے۔

• اول: یہ فقط قتل ابتدائی قتل کو بھی شامل ہوتا ہے تو انہی لالقتل نہیں ہو گا بلکہ کہا جاسکتا ہے **آلَّقْتُلُ أَثْبَتَ لِلْقَتْلِ قَتْلَ سَقْلٍ ثَابِتٍ** ہوتا ہے۔ لیکن لفظ قصاص میں ایسا نہیں ہے وہ دوسرے قتل کے ساتھ مخصوص ہے یہ قصاص صراحت کے ساتھ دلالت کرتا ہے کہ یہ بشری زندگی کے لئے حفاظت کرتا ہے، بشری زندگی بقاء ہے۔

• دوم: قتل مطلوب اور مرغوب ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہے۔ چنانچہ مجلس 27 میں بتایا گیا کہ قرآن کا اعجاز یہی ہے کہ عرب کے فصحاء اس جیسا کلام لانے سے عاجز آگئے تھے وہ قادر ہوتے، قرآن جیسا کلام لانے پر تو اپنے آپ کو ہلاکتوں جنگ وجدال قتل نفوس اور مال کے لوٹنے سے نجات پاتے لیکن انہوں نے دیکھایہ قرآن اس کا ہر فقرہ نصاحت کے ساتھ واقع ہوا ہے۔ اور یہ یا قوت رمانی اور لعل بد خشائی کی طرح چکتا ہے۔ اس کے اسلوب عجیب غریب ہیں جو حلاوت جو بلاغت اس میں ہے کسی بھی عرب کے اسلوب میں نہیں پائی جاتی ہے۔

• سوم: اس قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ہے، یہ پہلے بیان ہو چکا۔

• چہارم: یہ قرآن معارف ربانی پر مشتمل ہے۔ چونکہ اس وقت عرب کے درمیان خصوصاً اہل مکہ ان سے علم برطرف ہوا تھا۔ آنحضرت مبعوث ہونے سے پہلے علماء اہل کتاب کے ساتھ تعلقات نہیں تھے دوسرے شہروں میں سفر کم کرتے تھے کہ علم طلب کرے حملاء کی ہزار سال معارف الہی میں فکر کی ہر سورہ اور آیہ میں بہترین طریقہ سے بیان فرمایا ہے اور یہ قرآن کا سب سے بڑا مجرہ ہے اور حضرت رسول ﷺ کی آمد سے پہلے عرب جہالت میں بہت زیادہ مشہور تھے بعد میں علم ادب اور اخلاق میں دوسرے لوگ ان سے رشک کرنے لگے۔ دنیا کے علماء مال کے کب کرنے میں ان کےحتاج ہوئے سفر کر کے حضرت کے پاس آتے تھے۔

• پنجم: یہ قرآن آداب کریمہ پر مشتمل ہے ہر مکارم اخلاق میں حملاء اور علماء کی سال سے فرکرتے تھے۔ اس کو ہر سورہ میں کئی گناہیاں ہو چکا اور ایک قانون بندوں کی اصلاح اور فساد کو دور کرنے کے لئے بنایا گیا ہر باب میں دنیا کے عقلاً کئی ہزار سال معارف الہی میں فکر کریں کسی قسم کا کوئی عیب نہیں بکال سکتے ہیں جو قانون حضرت رسول ﷺ نے قرآن میں مقرر ہوا ہے کوئی ایسا قانون نہیں بن سکتا ہے اگر کوئی اپنی عقل کے ساتھ حکم لگائے تو جانتا ہے کہ اس سے عظیم کوئی مجرہ نہیں ہو سکتا ہے۔

• ششم: انبیاء سالقه کے قصے پر مشتمل یہ اس زمانے میں اہل کتاب کے ساتھ مخصوص تھے دوسرے لوگوں کو خصوصاً اہل مکہ اس بارے میں انہیں پتہ نہیں تھا۔ جس طریقے پر حضرت رسول ﷺ نے بیان فرمایا ہے شمار اہل کتاب کے دشمن

ہونے کے باوجود وہ حضرت کو جھلانے سکے کوئی جزء ان قصہ کے اجزاء میں سے ان کے درمیان مشکور امر کے مخالف تھا ان کو ان کے لئے بیان کیا اور ظاہر کر دیا اور جس چیز کو یہ چھپا کر رکھتے تھے اور جوان کی کتابوں میں تھی ان کے لئے ثابت کر دیا چنانچہ رجم کا قصہ اس کے علاوہ باقی ظاہر ہوا اونٹ کے گوشت حلال ہونے کے بارے میں یہود نے کہا ہے یہ گوشت پیغمبروں پر حرام تھا لیکن اللہ نے ان کو جھلادیا اور فرمایا: **فَأُقْلِ فَأَتُوا بِالْتَّورَاهِ فَاتَّلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ**، پس آنحضرت نے خبر دی یقینی طور پر کہ تمہاری تورات میں اس طرح لکھا ہے حالانکہ تورات نہیں پڑھی تھی۔

**• ہفتہم:** سورتوں کے آثار اور آیات کریمہ تمام جسمانی اور روحانی دردوں کے لئے شفا ہے۔ نفسانی ضرر اور شیطانی وسوسوں کا دور کرنا ظاہری اور باطنی خوف سے امن امان دنیا اندر و فی اور بیرونی دشمنوں سے بچاؤ قرآن کی سورتوں اور آیات میں ہے تجزیہ سے معلوم ہوا ہے کہ قرآن کے تاثیرات دلوں کو جلا کھینچتے اور اور سینوں کو شفادینے میں اور شبہات شیطانی سے نجات حاصل کرنا کوئی شخص بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا ہے یا کوئی عاقل اس میں تأمل کرے۔

قرآن کلام صامت پروردگار ماست

قرآن زهر جہت سب افتخار ماست

قرآن چراغ روشنی شام تار ماست

قرآن بزرگ شافع روز جزا ماست

قرآن زهر کتاب سماوی سرآمد ماست

قرآن بنای محکم دین محمد ماست

باید بحکم محکم قرآن عمل کنیم

برکیش خویش جذب قلوب ملل کنیم

ما این کتاب مذهب خود حرز جان کنیم

ارشاد همراهان وهمه راز ندہ دل کنیم

اسلام را شریعت خود میدهد رواج

قرآن نہد بفرق مطیع ان خویش تاج

خواہیم اگر ز خصم گرفتن بدھر باج

باید بحکم محکم قرآن عمل کنیم  
 بر کیش خوبیش جذب قلوب ملل کنیم  
 واحسر تاکہ گشت کتاب خدا غریب  
 شدمورد تمسخر یک مشت نانجیب  
 ایدل یا اوذو بشنو نالہ و نحیب  
 و اغربتا یا ش ازل دل یاران بر دشکیب  
 توراء نسخ گشته بدینگونه خوار نیست  
 ان جیل این چنین بمذلت دچار نیست  
 از مسلمین جامعہ این انتظار نیست  
 کاندر کنار مسجد و هر شهر هر دیار  
 قرآن ورق ورق شده آلوودہ با غبار  
 افتاده است در کف یک مشت مردہ خوار  
 خوانندش از برای گدائی بھر مزار

خداعنت کرے یزید بن معاویہ پر کہ حضرت امام حسینؑ سے قرآن کی آواز کو سننا اس کے باوجود خیزان کی لکڑی  
 کے ساتھ نواسہ رسولؐ کے لب و دندان پر مارتا تھا اور کہتا تھا۔

لَسْتُ مِنْ حَنَدِيفِ إِنْ كَمْ أَنْتَ قِيمٌ  
 مِنْ بَنِي أَخْمَدَ مِنْ غَيْرِ فَشَلَ  
 أَيْنَ الرَّسُولُ وَثَغْرُ كَانَ يَنْرِشِفُهُ  
 تَدْقُهُ بِتَقْضِيبٍ كَفْ مَخْمُورٌ

۳۰۸

## مجلس نمبر 54

### قرآن کے اعجاز کے بارے میں

**ہشتم:** قرآن اس اعتبار سے مجذہ ہے کہ قرآن مجید نے غیب کی خبریں دیں کہ خدا کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا اور قرآن میں شمار سے زیادہ ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے کہ بہت سی آیات میں خبردی ہے کہ کافروں میں کہتے ہیں یا جو اپنے دل میں لے آتے تھے اور خرد پینے کے بعد حضرت کو جھٹائیں سکتے تھے۔ ندامت اور توبہ کا انہصار کرتے تھے۔ جب بھی آپس میں کوئی بات کرتے تھے تو ذریتے تھے اور کہتے تھے کہ اسی وقت جریل خبر لے کر حضرت کے پاس جائیں گے کہ ہم نے یہ کہا ہے اس قسم کی آیات قرآن میں بہت زیادہ ہیں۔ علامہ مجلسی نے حیوة القلوب جلد ۲ میں بہت سی آیتوں کو نقل کیا ہے۔

دوسری قسم وہ ہیں کہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں آنے والے امور کے بارے میں خبردی ہے کہ جس کو خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے وہی اور الہام کے بغیر ان کے واقع ہونے سے پہلے اس کے بعد واقع کے مطابق ہوا ہے وہ بھی قرآن مجید میں بہت زیادہ ہیں اور اس کی پندرہ قسمیں ہیں۔

اول خبر دینا کہ ابوالہب وغیرہ کافر ایمان نہیں لائیں گے چنانچہ سورہ میت میں ابوالہب کے ایمان نہ لانے کے بارے میں خردی گئی ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا ہے: سَوَا عَلَيْهِمْ أَنذَرْتَهُمْ أَمَّ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔ ”اس قسم کے اقوال قرآن میں بہت زیادہ ہیں۔ دوسری حضرت کا خبر دینا کہ اس قرآن جیسا نہیں لاسکو گے توہ آخر تک نہیں لاسکے۔

دوسری یہودی ڈلت کے بارے میں خبر دینا اور ایسا ہی واقع ہوا جس طرح حضرت نے خردی بنی قریظہ بنی نظر یہود اور خیبر کے متعلق اور دوسرے عرب کے قبائل کے بارے میں اور دوسری یہ خبر دینا کہ تمام مشرکین مغلوب ہوں گے اور آیات بھی مدعا کے سچ ہونے پر گواہ ہے کہ حیوة القلوب کی دوسری جلد میں مذکور ہے اور دوسری خبر دینا پنځبر کی نسل کے

کثرت کے بارے میں اور عاص بن واکل اور عمر و بن عاص کی نسل قطع ہونے کے بارے میں ایسا ہی ہوا جیسا فرمایا تھا۔

♦ دنہم: قرآن کے مجذرات میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اس کو سن کر اکتا نہیں جاتا ہے بلکہ اس کو پڑھ کر لذت حاصل کرتا ہے۔ قرآن کے مطالب کسی بھی وقت پر اپنے نہیں ہو جاتے زمانہ لمبا ہونے کے ساتھ بلکہ جس قدر بھی آپ اس کو زیادہ پڑھیں گے اور اس میں فکر کریں گے ان کلمات کو تروتازہ پائیں گے اس کو پڑھ کر اور سن کر سیر نہیں ہوں گے۔

♦ دھم: قرآن پڑھتے وقت خوف اور بہت سنے والے پڑھاری ہو جاتی ہے۔ چنانچہ محل 54 میں گزر پکا ہے۔ سمندر کا ایک قطرہ اور گندم کے انبار سے ایک دانہ تھا کہ جو ہم نے قرآن کے اعجاز ہونے کو بیان کیا اور قرآن کو ایک امتیاز حاصل ہے جو باقی تین بیغروں کے مجذرات میں نہیں ہے۔ باقی انبیاء کے مجذرات ان کے زمانہ کے ساتھ مخصوص تھے اور یہ قرآن کا مجذہ قیامت تک باقی ہے ایک اور امتیاز یہ ہے کہ ان مجذرات کے فوائد حقیقت اظہار کئے بغیر کوئی اور چیز نہیں ہے۔

اگر کوئی اور فائدہ ہوتا تو اس کا فائدہ عام نہیں تھا لیکن یہ قرآن کی عظمت ہے کہ قیامت تک قریب یعنی قرب و بعد اور دور کے لئے پھیلا ہوا ہے ہر گھنٹے میں ایک لاکھ مردہ دل اس سے حیات ابدی پاتے ہیں ہر زمانے میں ایک گروہ اپنے دردوں میں شفا پاتے ہیں۔ ہر وقت شفا کے محتاج علم کے دریا کے کنارے میٹھے جاتے ہیں معرفت میں تشنہ حضرات معرفت سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔

ہر لحظہ میں کئی ہزار بھرے گولے شفاضا کر ٹھیک ہو جاتے ہیں اس کا ہرalf، موسیٰ کے عصا کا کام دیتا ہے اور اس کے ہر حرف میں نفس میجا کی تاثیر پائی جاتی ہے اس کے میم کی آنکھ سے کلیم کے چشمے جاری ہیں اس کے ہر نون کا دریا وہ النون جیوان ہے اس کے صاد سے آدم کا صفاتاً ظاہر اور اس کے ہاس سے ہود کا علم آشکار ہے۔ اس کے مد کے کشش سے بنی اسرائیل کا دستخوان من اور سلوی سے بھرا ہوا ہے۔ اس کے حاس نوح کا حلم خدا اس کے عین کے چشمہ سے ظاہر اور ذوالقرینین اس کی قدرت کے قاف سے جواب میں ہے۔

dal کو داؤ دنے ورزبان قرار دیا ہے تاکہ ترک اولی سے ملامت نہ پائے اس کے میں سے ابراہیم کو آتش نمرود سے سلامت پائی ہے۔ اس کے شین کو شعیب کی آنکھ پر کھا ہے تاکہ بینائی ہو جائے اس کے فاء کو یوسف نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔

معتبر حدیث میں حضرت امام رضاؑ سے منقول ہے حضرت صادقؑ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے جتنا زیادہ قرآن پڑھتے ہیں ذکر تازہ ہو جاتا ہے۔ پرانہ نہیں ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا جو نکہ خدا نے اس قرآن مجید کو ایک مخصوص زمان کے لئے نہیں بھیجا ہے اور ایک مخصوص گروہ کے لئے مقرر نہیں کیا ہے۔ بلکہ تمام مخلوق کے لئے بھیجا ہے اور یہ قیامت تک ہے اور اس لئے اس کی تازہ گی ہر وقت ہے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ قرآن خدا کی مضبوط رسمی ہے۔ اور تمکن کرنے والوں کے لئے عروۃ الوثقی ہے اور صراطِ مستقیم ہے کہ اس پر چلنے والوں کو بہشت کی طرف لے جاتا ہے۔ اور جہنم کے عذاب سے نجات دلاتا ہے۔ اور ہر زمانہ کے گزرنے کے ساتھ پرانہ نہیں ہو جاتا۔ اور بہت زیادہ پڑھنے سے اس کی زبان بے قدر نہیں ہوتی، بے وقعت نہیں ہوتی۔ چونکہ اس کو کسی ایک زمانے کے لئے نہیں بھیجا ہے بلکہ دلیل برہان اور حجت قرار دیا ہے ہر زمانے میں اس کی طرف باطل آگے پیچھے سے نہیں آ سکتا ہے اور یہ حکیم حیدر کی طرف سے آیا ہے۔

### یوس بن عبد الرحمن کے تاریخ کی طرف اشارہ

جو بھی قرآن کی عظمت کو جانتا ہے اس پر عمل کو اپنے لئے سرمایہ افتخار جانتا ہے۔ جیسے یوس بن عبد الرحمن کو جس کو واقفہ کی جماعت نے دس ہزار درهم دیا کہ ان کے معاملے میں خاموش ہو جائے فرمایا میں اس کو ہرگز قبول نہیں کروں گا اور خاموش نہیں رہوں گا اس لئے کہ میرے مولا امام صادقؑ نے فرمایا:

إِذَا ظَهَرَتِ الْبَدْعُ فَعَلَى الْعَالَمِ أَنْ يَظْهَرَ عِلْمُهُ وَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ سُلْبُ نُورُ الْإِيمَانِ مِنْهُ۔ "جب بدعتیں ظاہر ہو جائیں عالم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اگر ایسا نہ کیا تو اس سے ایمان کا نور سلب ہو جاتا ہے۔ علامہ مامقانی نے اس کے حالات کے بارے میں اپنی رجال میں اس کی شرح کی ہے مخفی نہ رہے کہ تمیں سے زیادہ روایتیں اس کی تعریف میں وارد ہوئی ہیں۔ واقفی نے جب دیکھا کہ یہ ان کا ساتھ نہیں دے رہا ہے تو تقریباً دس روایتیں ان کی نہ مرت میں وضع کی ہیں علماء رجال نے سب کو تسلی بخش جواب دیا ہے۔

ابو محمد یوس بن عبد الرحمن جو کہ علی بن یقطین کا غلام تھا ان کی ولادت ہشام بن عبد الملک بن مروان کے زمانے میں ہوئی ہے اور ان کی وفات دو سو آٹھ (۲۰۸ھ) ہجری میں ہوئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مدینہ میں وفات ہوئی ہے۔ امام صادقؑ کے زمانے کو پالیا ہے۔ اور موی بن جعفر کے خاص اصحاب میں سے تھے۔ اس کے بعد حضرت امام رضاؑ کے ساتھ رہے اور ان کے دکاء میں سے شمار ہونے لگے اور ایک ہزار کتابیں مخالفین کے رو میں لکھی ہیں۔

نجاشی نے ان میں سے تیس کتابوں کا نام لیا ہے اور تمام ارباب رجال نے جیسے کشی، نجاشی، شیخ طویٰ، علامہ ابن داؤد ابن ندیم اور صاحب البخاری و الحیزہ وغیرہ نے مکمل طور پر ان کی توثیق کی ہے اور ان کو قم کے بہترین فقهاء میں سے قرار دیا ہے۔ ان کی تمام روایتوں کو صحیح جانا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے مگر وہ احادیث کہ محمد بن عیسیٰ بن عبید جس کی نقل میں تہبا ہے اس پر اعتماد نہیں کیا ہے۔ اور ابن ندیم نے اس زمانے کے علماء سے تعارف کرایا ہے۔ ان کی بہت سی تصنیفات اور تالیفات کو شمار کیا ہے اور نجاشی نے ان کو حضرت امام رضاؑ کا خواص اور اس کا وکیل جانا ہے۔ آنحضرت لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ دین کے احکام کو ان سے یکصیں اس کے لئے یہ بہت بڑی منزلت ہے۔ کتاب یوم ولیلہ کو اس نے امام علی نقشی کو دکھایا حضرت نے اس کی ساری کتاب کو پڑھا اس کے بعد ارشاد فرمایا: خداوند تعالیٰ ہر حرف کے بد لے قیامت میں یونس بن عبد الرحمن کو ایک نور عطا کرے۔

احمد بن ابی خالد کہتا ہے: کہ میں بیمار تھا ابو جعفر امام محمد تقیٰ میری عیادت کے لئے آئے اور یونس بن عبد الرحمن کی کتاب یوم ولیلہ میرے پاس تھی، حضرت نے اس کتاب کو اٹھایا اور آخر تک مطالعہ کیا اس کے بعد فرمایا: ہذا دینی و دینی آبائی و ہو احت کلہ یہ میرا اور میرے آباء کا دین ہے۔ یہ سب کا سب حق ہے علامہ نے خلاصہ میں فرمایا ہے: یونس بن عبد الرحمن علی بن یقطین کا غلام تھا وہ ہمارے اصحاب میں بہت زیادہ وجہی تھے ان کا بہت بڑا مقام تھا امام موسیٰ اور حضرت رضاؑ سے روایت کی ہے کہ امام رضا عالم اور فتویٰ میں اس کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ ان کو واقعی نے بہت زیادہ مال دینے کی کوشش کی لیکن انہوں نے لینے سے انکار کیا اور حق پر ثابت قدم رہے اور صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے تم مرتبہ اس کے لئے بہشت کی خفانت دی۔

نیز صحیح سنڈ کے ساتھ فضل بن شاذان سے مقتول ہے کہ فرمایا: اسلام میں سلمان فارسی سے بڑھ کر کوئی نہیں آیا کہ جوان سے زیادہ فقیہ ہوان کے بعد یونس بن عبد الرحمن سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں آیا اس نے پینتالیس 45 حج اور پینتالیس 45 عمرے ادا کئے اور یونس کے چالیس بھائی تھے کہ جو روزانہ سلام اور احوال پری کے لئے ان کے پاس جاتے تھے۔ پھر گھر لوٹ آتے تھے اور کھانا کھاتے تھے۔ نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے نماز کے بعد تصنیف اور تالیف میں مشغول ہو جاتے تھے۔

جعفر بن عیسیٰ کہتا ہے کہ ہم ایک جماعت حضرت امام رضاؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور یونس بن عبد الرحمن بھی اس مجلس میں حاضر تھے۔ یونس نے فرمایا انہوں اور پردے کے پیچھے جاؤ اور وہاں سے حرکت نہ کرو جب تک میں تجھے

اجازت نہ دوں یونس کھڑے ہوئے اور پردے کے پیچھے چلے گئے بصریوں کی ایک جماعت آگئی۔ وہ جتنی کر سکتے تھے یونس کی بدگوئی کرنے لگے۔

حضرت امام رضا نے سر نیچے کیا اور کلام نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد بصریوں کو رخصت کیا اور مجلس سے باہر چلے گئے اس وقت حضرت یونس کو اجازت دی تاکہ باہر آئے۔ وہ گریہ کرتے جاتے تھے اور عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو میں دین کی حمایت کرتا ہوں اور یہ ہے میری حالت میرے اصحاب کے نزدیک حضرت نے فرمایا:

تمہارے لئے کوئی حرج نہیں ہے یہ تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچاسکتے ہیں جب تک تمہارا امام تجھ سے راضی ہے ان لوگوں کے ساتھ نزدی اختیار کرو ان کو ان کی سمجھ کے مطابق حدیث بیان کرو جس چیز کو نہیں سمجھ سکتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ اگر تمہارے ہاتھ میں ایک موٹی ہوا اور لوگ کہیں یہ کہ یہ گور ہے کیا اس سے تمہیں کوئی ضرر پہنچتا ہے۔

یونس نے کہا ہے: **فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا كُنْتَ عَلَى الصَّوَابِ وَكَانَ إِمَامُكَ عَنْكَ رَاضِيًّا لَّمْ يَخْرُكَ مَفَالِ الْنَّاسُ**۔ حضرت نے فرمایا: جب تم را راست پر ہوا تو تمہارا امام بھی تم سے راضی ہے لوگ جو کہیں اس سے تم کو ضرر نہیں ہو گا۔ ایک جماعت یونس کے پاس آگئی اور انہوں نے کہا لوگ آپ کو برا بھلا کہتے ہیں فرمایا: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ جو بھی علیٰ کے شیعہ ہیں میں نے اس کو حلال کیا۔

امام محمد تقیٰ لوگوں کو یونس سے محبت کرنے کا حکم دیتے تھے اور اس پر رحمت کی دعا مانگتے تھے۔ تیس سے زیادہ روایتیں ان کے فضائل اور توثیق میں وارد ہوئی ہیں۔ واقعی اس پر طعن کرتے تھے کہ یونس بن عبد الرحمن نے ہماری طرح دین کو دنیا کے بدلے میں نہیں بیچا۔ عبید اللہ زیاد نے عبد اللہ بن میقر اور قیس بن مصہب صیداوی کو شہید کر دیا کیوں حسین کے شیعوں کا تعارف نہیں کرتا تھا کیوں نہیں بتاتا ہے کہ یہاں پر حسین کے شیعہ کون کون ہے ہانی بن عروہ کو شہید کر دیا چونکہ اس نے مسلم کو پناہ دی تھی۔



## مجلس نمبر 55

### قرآن کے فضائل کے بارے میں

نوح البلاغہ کے پہلا خطبہ کے آخر میں فرماتے ہیں کہ رسول اکرم نے قیامت تک راہنمائی کے لئے اپنی رحلت سے پہلے اس چیز کو رکھا کہ جو گزشتہ انبیاء اپنی امتوں کے درمیان چھوڑا تھا چونکہ انبیاء نے ان کو واضح راستہ اور صریح نشانہ کے بغیر نہیں چھوڑا۔ رسول اکرم نے بھی خدا کی کتاب کو تمہارے ہاتھوں میں رکھا حالانکہ حرام واجبات مسحتات ناخ منسوخ رخصت عزیمت خاص عام عبر تیس مثالیں مطلق مقید محکم تشبیہ سب کچھ بیان کیا گمل کی تفسیر کی اور مشکل مطالب کو لوگوں کے لئے آسان کر دیا۔ لیکن حلال کتاب خدامیں جیسے: **أَجْلَتْ لَكُمْ بِهِمَّةٍ الْأَنْعَامِ** اسی جیسی اور آیات حرامت ہیں جیسے: **حَرَّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَتُهُ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ** اور باقی مثالیں۔

واجبات جیسے: **إِقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُو الزَّكَاةَ**۔ اس جیسی اور آیات مسحتات جیسے: فتحج بـنافلة، نافلہ نماز کے لئے رات کے کچھ حصہ کے بعد بیدار ہو جاؤ ناخ جیسے: **فَاقْتُلُو الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدُوكُمْ**، چونکہ یہ آیہ لکم دینکم ولی دین کے لئے ناخ ہے اب جبکہ شرک سے ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں۔ تو تمہارا دین اور آئیں تمہارے لئے ہو گا اور توحید کا آئیں میرے لئے رخصت جیسے فمن کان منکم مریضاً اوعلی سفر فیعدہ من ایام آخر۔ عزیت یعنی وہ احکام جس میں تجاوز نہیں کر سکتے ہیں جیسے فمن **مَنْكُمُ الشَّهْرُ فَلِيَصْنُعُهُ**۔ خاص وہ لفظ جو خاص مقام پر کہا گیا ہے معنی اس کا عام ہے جیسے: **مَنْ أَجْلَ ذَالِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِ إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادِيَنِ الْأَرْضِ فَكَانَ مَأْتَى النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَا هَا فَكَانَمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا**۔ یعنی آدم کے بیٹا قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا اور پیشان ہوا ہم نے بنی اسرائیل کو حکم دیا جو بھی کسی کو قتل نفس کے بد لے یا زمین میں فساد کی وجہ سے نہ ہو پس ایسا ہے کہ اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے اور جو بھی

کسی کی زندگی کی بقاء کا سبب بننے گویاں نے تمام لوگوں کو زندہ کیا ہے۔

پس یہ آیتی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا معنی سب کو محیط ہے۔ اور عام جیسے یہاں بُشَّرَ إِلَيْهِ أَذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّٰهِ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ اے بنی اسرائیل ہم نے جو تمہیں نعمتیں دی ہیں اور تم کو دنیا پر برتری دی اس کو یاد کروں پس یہاں پر اگرچہ لفظ عَلَى الْعَالَمِينَ میں عام ہے۔ تمام دنیا کے لوگوں کو شامل کرتا ہے اس کا معنی بنی اسرائیل کے زمانہ کے لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

عبرتیں یعنی جو چیزیں تجربہ آور ہیں یہ گویا یہ خود ایک پنداہ اور صحت ہے جیسے: إِنَّ ذَلِكَ لَعِبْرَةٌ لِمَنْ يَخْشِي، مثالیں جیسے شَلَّ الَّذِينَ حُمِلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثْلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا، جو لوگ تورات پڑھنے اور سیکھنے پر مامور ہیں پھر اس پر عمل نہ کریں یہ اس گدھے کی طرح ہیں کہ جس کے اوپر بڑی بڑی کتابوں کو اٹھایا ہوا ہے مطلق وہ ہے کہ جو کسی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے جیسے فَاغْسِلُوا وَأَوْجُوهُكُمْ اور مقید وہ ہے کہ جو قید ہو جیسے: وَإِذْ يُكَمِّلُ إِلَى الْمَرْأَقِ اور مُحَكَّمْ ہے: وَاعْلَمُوا نَّالَهُ عَلَى كُلِّ شَئِيْقِيْرِيْدِيْا اِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَئِيْقِيْرِيْلِيْمَ، اور مشابہ ہے: وَالْمَطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصُنَ بِأَنْفُسِهِنَ ثَلَثَةُ قَرُوْءٍ، جن کو اور توں کو طلاق دی گئی ہیں جیسیں میں تین طہریا تین حیض انتظار کرے چونکہ قرءہ مفرد ہے جمع قرءہ ہے جاز کے نزدیک طہر ہے اور اہل عراق کے نزدیک حیض کے معنی میں ہے۔ جمل جیسے أَقِيمُوا الصَّلَاةَ۔ مشکل جیسے کہ یُعْصِي یہ قرآن ان مطالب کو شامل ہے کہ جن کا جاننا واجب ہے جیسے خدا کی معرفت: وَلَيَعْلَمُوا إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٗ أَيْكَ وَهِيَ جس کے نہ جاننے سے منع نہیں کیا گیا ہے جیسے حُمَسَق اور وہ چیز کہ جس کا وجوب ثابت ہوا ہوا اور سنت میں اس کا نئی معلوم ہو جائے جیسے:

وَاللَّٰهُ أَتَيْنَا الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ فَاسْتَشْهُدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهَدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَقَّهُنَّ الْمَوْتَ أَوْ يَجْعَلَ اللَّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا۔ "تم میں سے جو عورتیں زنا کر ائیں پھر ان پر چار مرد بالغ عاقل عادل گواہ قرار دو۔ اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھر میں قید رکھو یہاں تک کہ مر جائیں یا خداوند تعالیٰ ان کو قید سے نجات دے دیں پس اس آیہ کا مضمون زانی کا حکم گھر میں بذرخنا مرتے دم تک اور سنت میں قید کرنے کے بارے میں منسوخ ہوا ہے رجم اور سنگار کا حکم برقرار ہے

وَهِيَزَّ كَاسَ پر عمل کرنا سنت میں واجب ہے اگر اس پر عمل نہ کرے تو اس کی بھی اجازت دے دی گئی ہے جیسے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا سنت میں واجب تھا اور کتاب میں نئی ہوا: فَوَلِ وَجْهَكَ شَطَرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُوا وَجْهَكُمْ شَطَرًا ه ایک وہ ہے کہ مخصوص وقت میں واجب ہے کسی اور وقت میں واجب نہیں

ہے جیسے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِي لِلصَّلَاةِ مِنْ يَقْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ - نماز جمعہ کا پڑھنا جمعہ کے دن کے ساتھ مخصوص ہے اس وقت کے علاوہ باقی اوقات میں ساقط ہے۔ اس قرآن میں جو چیزیں حرام ہوئی ہیں ان میں فرق رکھا ہے پس جو بھی گناہ کبیرہ کا مرتكب ہو اس کو عذاب اور آگ میں ڈالنے کا وعدہ دیا ہے جیسے:

وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضَبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعْنَةُ وَأَعْدَلُهُ عَذَابًا۔ اور جو گناہ صغیرہ، جمالائے اس کے گناہوں کو بخشنادیا ہے جیسے: ان رَبِّكَ ذُو مَفْرِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَى ظُلْمِهِمْ، نیز اس قرآن کے مطالب کا داردار ان چیزوں پر ہے کہ کم بھی قابل قبول ہے اور زیادہ پسندیدہ ہے: فَاتُوا مَا تَيْسَرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ جتنا آپ کو میسر ہے قرآن پڑھ لو اور کم پڑھنا بھی قابل قبول ہے زیادہ پڑھنے کو انسان کے اختیار میں قرار دیا گیا اگر کوئی اس کو ترک کرے تو اس کے لئے کوئی حرج نہیں (ترجمہ کا خلاصہ فیض الاسلام سے)۔

### علیٰ ﷺ کا خطبہ قرآن مجید کے بارے میں

نحو البلاغہ خطبہ نمبر 18 میں ہے: خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: قرآن میں کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑا ہے جو کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں سب بیان کر دیا ہے۔ اس میں ہر چیز موجود ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول کا مضمون جملہ ہے کہ فرماتا ہے:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ۔ "ہم نے قرآن مجید کو تمہارے اوپر نازل کیا ہے اس میں ہر چیز کو بیان کیا ہے اور ذکر فرمایا ہے بعض قرآن دوسرے بعض کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے پھر قرآن مجید میں فرمایا ہے یہ قرآن اگر خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا چونکہ بشر کا کلام لفظ اور معنی کے اعتبار سے خلل اور فساد سے خالی نہیں ہے چونکہ قرآن مجید میں تناقض جیسا اختلاف نہیں پایا جاتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کو کسی بشر نے نہیں کہا ظاہر قرآن تعجب آور اور اس کا باطن ایک دریا ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے اس کے عجائب اور غرائب ختم نہیں ہو سکتے ہیں اگرچہ اس کے حاصل کرنے میں کوشش کریں اور جہل نادانی اور شبہات کی تاریکیاں دو نہیں ہو سکتی ہیں مگر قرآن کے ذریعہ۔

میں کہتا ہوں (مصنف): قرآن اس عظمت کے باوجود خوار اور لوگوں کی نظر وہ سے گردیا چنانچہ حضرت امیر المؤمنین خطبہ 147 کے ضمن میں فرماتے ہیں عنتریب تمہارے اوپر ایک ایسا زمانہ آئے گا حق سے زیادہ پوشیدہ باطل سے زیادہ ظاہر خدا اور رسول پر جھوٹ سے زیادہ کوئی چیز نہیں ہوگی لوگوں کے نزدیک اس زمانے میں قرآن سے زیادہ بے قدر نہیں ہوگی جس وقت از روئے حق تلاوت کی جائے صحیح طریقے پر اس کی تفسیر اور تاویل بیان ہو جائے۔ عام رواج یہ ہے اس کے معانی میں تحریف اور تغیر کر کے ان کو اپنی خواہشات کے مطابق باطل اغراض کے ساتھ تطبیق کریں گے شہروں میں نیک کام سے زیادہ فتنج اور برے کام سے زیادہ اچھی چیزوں میں کوئی نہیں ہوگی۔

پس حاملان قرآن وہ ہیں کہ جو قرآن کے ساتھ آشنا ہوں اور اطلاع رکھتے ہوں اسکے باوجود بھی بے پرواہ ہیں کہ قرآن کے دستور کے مطابق عمل نہیں کرتے ہیں اور اس کو حفظ کرنے والے وہ لوگ ہیں کہ جو تلاوت کی حفاظت کرتے ہیں اور عمل کے وقت بھول جاتے ہیں پس قرآن اور اہل قرآن جو کہ آئمہ ظاہرین تھے ان ان کو دور رکھا اور لوگوں کے درمیان نہیں ہیں چونکہ اس وقت باطل کی طرف رخ کیا ہے اور حق سے دور ہو گئے ہیں قرآن اور اہل بیت ایک راستے پر ساتھ ہیں لوگ ان کا احترام نہیں کریں گے۔ یہ اپنے پاس محفوظ نہیں رکھیں گے۔ چونکہ ان کی خواہشات کے مطابق نہیں ہے پس قرآن اور اہل قرآن اگرچہ لوگوں کے درمیان میں ہے۔

لیکن حقیقت میں دیکھا جائے تو لوگوں کے درمیان نہیں ہے یعنی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ چونکہ ضلالت اور گرامی بدایت اور رستگاری کے ساتھ موافقت نہیں رکھتی ہے اگرچہ ایک جگہ پر اکھٹی ہو جائیں۔ پس گراہ قسم کے لوگ یک دسرے کا ساتھ دیتے ہیں قرآن سے جدا ہونے پر اس جماعت سے الگ ہو جاتے ہیں کہ جو قرآن کی پیروی کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ قرآن کے پیشواؤں ہیں اور قرآن کو اپنے اغراض باطلہ اور نادرست فکر کے ساتھ اس کی تفسیر اور تاویل کرتے ہیں اور قرآن ان کا پیشواؤں ہیں ہے چونکہ انہوں نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اس کے طابق عمل نہیں کرتے ہیں اور قرآن سے صرف خط اور کتابت کو جانتے ہیں

چنانچہ جنگ صفين میں جنہوں نے قرآن کو نیز وہ پر بلند کیا وہ قرآن سے صرف خط اور کتابت کو جانتے ہیں اور برالمؤمنین جو کہ کلام اللہ ناطق تھے ان سے ہاتھ اٹھادیا اور حکمیں کے قصہ کو آگے لائے اور کئی کاموں کو حضرت پرنسپ کیا جس کی وجہ سے انہوں نے خدا سے اپنی موت کو طلب فرمایا۔



## مجلس نمبر 56

### فضال اور ابوحنیفہ کا واقعہ

نوح البناء خطبہ 157 میں فرماتے ہیں: اللہ نے اپنے پیغمبر کو بھیجا اس زمانے میں کہ ان کے درمیان مدت سے کوئی پیغمبر موجود نہیں تھا۔ پھر لوگوں کے پاس تشریف لائے جو کچھ ہاتھ میں تھا اس کی تصدیق اور اعتراف کرتے ہوئے اور ایک نور کو لیکر اس کی پیروی کریں اور وہ قرآن ہے پس درخواست کریں گے تاکہ وہ بولے اور قرآن خود بخوبیں بولا ہے۔ لیکن میں تمہیں اس کے نقط کی خبر دیتا ہوں اس کے علوم اور احکام کو بیان کرتا ہوں آگاہ ہو جاؤ کہ قرآن میں آئندہ علموں اور گزشتہ خبریں ہیں۔ زمین اور آسمان کی خلقت سے لیکر جو کچھ اس میں ہے۔ آگاہ رہو کہ اس قرآن میں آئندہ اور گزشتہ کی خبریں ہیں۔ اور تمہاری بیماریوں کی دوا ہے۔ نادانی کی درد کی دوا ہے اور تمہارے درمیان دنیا کی نظم اور ترتیب ہے حضرت امیر رض نے خطبہ 175 میں فرمایا ہے کہ جان لو کہ یہ قرآن پناہ دینے والا ہے راہ راست کی راہنمائی میں خیانت نہیں کرتا ہے اور یہ ایک ایسا راہنماء ہے کہ جو گمراہ نہیں کرتا ہے اور ایسا کلام کرنے والا ہے کہ وہ اپنے کلام میں جھوٹ نہیں بولتا ہے اور جس نے بھی اس قرآن کی قراءت میں غور و فکر کیا تو اس کی ہدایت میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ یا اس کی گمراہی میں کمی آ جاتی ہے۔ یہ جان لو کہ قرآن کی آیات پر غور و فکر اور اس کے احکام پر عمل کرنے کے بعد محتاج نہیں ہے یعنی دنیا اور آخرت کے لئے محتاج نہیں ہے کہ کوئی چیز سیکھنے نہ قرآن کو یاد کرنے سے پہلے کسی کو بے نیازی ہے پس ظاہر باطنی روحی اور جسمی دردوں کی بھروسہ کو اس قرآن سے طلب کریں چونکہ قرآن تمہارے دردوں کے لئے بہت بڑی دوا ہے اور وہ درد کفر نفاق اور گمراہی ہے۔

ابتدئے جو شخص بھی قرآن کی تفسیر کو اہل بیت سے نہیں لیتا ہے تو وہ گمراہی میں بنتا ہو جاتا ہے۔ جیسے ابوحنیفہ یہ کتاب اور سنت کے خلاف فتویٰ دیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چلا گیا۔ یہاں لوگوں میں سے ہے کہ جنہوں نے ان کو

رسوا کیا فضال بن حسن بن فضال کوئی تھے۔ بخار جلد ۲ میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔

کتاب فضول المختار رہ علم الہدی سید مرتضیٰ سے کہ فضال کہیں جا رہے تھے جاتے ہوئے ابوحنیفہ کو دیکھا مجلس درس میں بیٹھ کر درس فقہ دے رہے ہیں۔ فضال نے اپنے ساتھی سے کہا خدا کی قسم جب تک ابوحنیفہ کو رسوانہ کروں یہاں سے نہیں جاؤں گا اس کے ساتھی نے کہا: ابوحنیفہ آج کل امام عظیم ہے ڈرتا ہوں کہ کہیں اس کی وجہ سے مشکلات پیش نہ آئیں فضال نے کہا خاموش ہو جاؤ تمہیں خوف ہے کہ اس کا باطل ہمارے حق پر غالب آجائے۔ پس فضال نے سلام کیا اور درس کے مجمع میں بیٹھے اور کہا اے ابوحنیفہ میرا ایک بھائی ہے کہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول خدا کے بعد بہترین مخلوق علی بن ابی طالب ہے اور میں کہتا ہوں کہ رسول اللہؐ کے بعد بہترین مخلوق ابو بکر ہے۔ اس کے بعد عمر ہے آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ابوحنیفہ نے تھوڑی دیر اپنے سر کو جھکائے رکھا اس کے بعد سر کو بلند کیا کہا: ابو بکر اور عمر کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ رسول اللہؐ کے پہلو میں دفن ہوئے ہیں اس سے واضح جست کیا ہو سکتی ہے۔ فضال نے کہا میں نے اس حدیث کو اپنے بھائی کیلئے بتا دیا۔ اس نے اس کے جواب میں کہا جس جگہ پر ابو بکر اور عمر دفن ہوئے ہیں اگر رسول کی ملکیت تھی تو پھر ورش کی اجازت کے بغیر اس میں دفن کرنا جائز نہیں اور یہ ظلم ہے کہ غیر کے مال میں تصرف کرے۔ اگر ان کی ملکیت تھی اور انہوں نے رسول خدا کو ہبہ کیا تھا تو پھر جس چیز کو ہبہ کیا ہواں میں دوبارہ رجوع کرنا اچھا کام نہیں ہے۔

ابوحنیفہ نے سر کو جھکایا تھوڑی دیر کے بعد اٹھایا اور کہا ان دونوں میں کوئی نہیں تھی بلکہ بیٹیوں کی طرف سے انہیں میراث میں ملی تھی۔ فضال نے کہا میں نے اسی مطلب کو اپنے بھائی کے لئے بیان کیا اس نے جواب میں یہ کہا کہ جب رسول اس دنیا سے چلے گئے تھے تو ان کی نو بیویاں تھیں اور ترک کا آٹھواں حصہ ان نو عورتوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔

اسی صورت میں عائشہ اور حصہ کا حصہ ایک بالشت سے کمرتبی ہے۔ پس کس طرح جائز ہے کہ دو آدمی وہاں پر دفن ہوں اس کے علاوہ یہ بتائیں کہ عائشہ اور حصہ اپنا میراث لے لیں لیکن رسول کی بیٹی فاطمہ اپنے باپ کے ارث سے محروم ہو جائے اور ان کو میراث دینے سے روکیں۔ ابوحنیفہ نے کہا: اس شخص کو مجھ سے دور کرو کہ یہ رافضی غبیث ہے۔

شیخ طبریؓ احتجاج میں اور ابوعلی اور مامقانی اپنے رجال میں اس قصہ کو نقل کیا ہے اور یہ فضال علی بن حسن بن فضال کا بھائی ہے اس کے جد کا نام اس کو رکھا گیا ہے اور شیعہ کے بزرگوں میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں (مصنف) یہ ہے امانت دیانت اور انصاف بعض لوگ حق ظاہر ہونے کی صورت میں بھی مناظرہ کے میدان سے بھاگ جاتے ہیں۔ اس کے بد لے غصہ میں آ جاتے ہیں اور گائی دیتے ہیں۔ بلکہ اپنے اسلاف کی پیروی کرتے ہیں۔ عاشور کے دن فرزند رسول نے ابن سعد کے لشکر کی ساتھ احتجاج کیا اور خطبہ پڑھا اور اپنا تعارف کرایا انہوں نے کہا اے حسین ہم آپ کو آپ کے باپ علی بن ابی طالب کے بعض میں شہید کرتے ہیں اور ہم بدله لیتے ہیں اس کا کہ جوانہوں نے ہمارے بزرگوں کے ساتھ بدروختیں میں کیا ہے۔



## مجلس نمبر 57

### قرآن مجید کے فضائل

حضرت امام علیؑ نے فرمایا: اللہ سے سوال کرو قرآن کو دوست رکھتے ہوئے یعنی قرآن کو دوست رکھتے ہوئے خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس کو بندوں کے خواہش و سیلہ قرار نہ دو چونکہ بندوں نے قرآن کے مانند کسی چیز کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوئے اور جان لو کہ قرآن مجید قیامت میں شفاعت کرنے والا ہے اس کی شفاعت قبول ہوگی اور سچ بولنے والا ہے کہ اس کے گفتار کی تقدیق کی جاتی ہے اور قرآن قیامت کے دن جس کے لئے شفاعت کرے گا اس کے بارے میں اس کی شفاعت قبول ہوگی اور قرآن جس کو قیامت کے دن بر اجانے اس کی زبان سے اس کے گفتار کی تقدیق ہو جائے گی۔ کیونکہ قیامت کے دن مذاکرنے والا فریاد کرے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ ہر زراعت کرنے والا اپنی زراعت میں گرفتار ہو گا اپنے عمل کے انجمام میں مگر قرآن کے پیروی کرنے والے کہ جو قرآن کو پروردگار کی طرف رہا نما قرار دے اور اس سے نصیحت حاصل کرے ان کی فکر قرآن کے خلاف نہ ہو اپنی خواہشات کے مطابق اس کی تفسیر اور تاویل نہ کروتا کہ عذاب میں بہتانہ ہو جاؤ۔

اور خطبہ 182 میں فرماتے ہیں امر بالمعروف اور نبی عن المنکر کرتا ہے خدا نے قرآن میں لوگوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور معاصی سے روکا ہے ظاہری طور پر خاموش ہے چونکہ حروف کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اور واقع میں قرآن بولتا ہے چونکہ یہ قرآن اخبار اور نوہی پر مشتمل ہے خدا کی طرف سے جھٹ اور بہان ہے اپنے بندوں پر ان سے عہد و پیمان لیا ہے اور ان کو اس کا گروی قرار دیا ہے اس کے نور کو تمام کر دیا ہے اور اپنے دین کو قرآن کی وجہ سے کامل کر دیا ہے۔ عذاب سے رہائی اس صورت میں ہے کہ جب قرآن کی پیروی کی جائے۔ نیز خطبہ 189 میں فرماتے ہیں کہ خدا نے قرآن مجید کو رسول اسلام پر نازل فرمایا ہے اور یہ قرآن ایک نور ہے کہ ان کی قدیمیں نہیں بھتی ہیں اور جراغ ہے اس کی

روشنی ختم نہیں ہوتی ہے یہ ایک دریا ہے کہ جس کی گہرائی کا پتہ نہیں چل جاتا ہے یہ ایک راستہ ہے اس راستہ پر چلنے سے گراہی نہیں ہوتی ہے قرآن ایک شعاع ہے کہ جس کی روشنی بے نور نہیں ہوتی ہے اور حق اور باطل کے درمیان جدا کرنے والا ہے اس کی دلیل تا چیز نہیں ہوا کرتی ہے یہ ایک عمارت ہے کہ جس کی بنیادیں ویران نہیں ہوتی ہیں اور بھروسہ ہے کہ جس کی بیماری کا خوف نہیں رہتا ہے چونکہ ہر قسم کی بیماری کیلئے بہبود ہے کہ جو پیش آتا ہے بدن کی بیماری ہو یا روح کی بیماری ہو اور قدر و منزلت ہے کہ اس کی مدد کرنے والا لکھست نہیں کھاتا ہے یہ ایک حق ہے کہ ان کی مدد کرنے والے مغلوب نہیں ہوتے ہیں۔ قرآن ایمان کا مرکز ہے علم کا چشمہ اور دریا ہے۔ یہ ایک دریا ہے کہ پانی لینے والے اس کو خالی نہیں کرتے ہیں۔ یہ ایک چشمہ ہے سیراب ہونے والے جتنا بھی اس سے لے لیں کم نہیں ہو جاتا ہے۔ اور یہ ندی ہے اس پر وارد ہونے والوں کی وجہ سے کم نہیں ہوتا ہے داشمن داس کے تمام اسرار کو درک نہیں کر سکتے ہیں یہ وہ منزل ہے کہ مسافر اس راستے کو گم نہیں کرتے ہیں اس کی نشانیاں ہیں اس پر چلنے والے ناپیدا نہیں ہیں۔ یہ وہ نیلے ہیں کہ اس کی طرف جانے والا وہاں سے گزر نہیں سکتا ہے خدا نے اس قرآن کو داشمن لوگوں کو سیراب کرنے کے لئے قرار دیا ہے۔ مجتهدین کے دلوں کی بہار ہے اور نیک لوگوں کے راستوں کا مقصد ہے یہ ایک دواء ہے کہ اس دوا کے بعد درد باتی نہیں رہتی ہے۔ یہ ایک روشنائی ہے کہ اس کے ساتھ تاریکی نہیں ہے یہ ایک رسی ہے اس کے تھامنے کی جگہ مضبوط ہے یہ قرآن ایک قلعہ ہے کہ اس کا برج مضبوط ہے اور قدر و منزلت اس شخص کے لئے ہے کہ جو قرآن کو دوست رکھے صلح اور امن اس کے لئے ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے بہایت اور رستگاری اس کے لئے ہے کہ جو قرآن کی پیروی کرے اور قرآن اس کے عذر کو قبول کرتا ہے کہ اس کو اپنی طرف نسبت دے یہ اس کے لئے دلیل کہ جو قرآن کے ساتھ گفتگو کر لے اور قرآن اس شخص کے لئے لوگا ہے کہ قرآن کے ذریعہ دشمن کے ساتھ مقابلہ کرے کامیابی اس کے لئے ہے۔ جو قرآن کو جنت لے آئے یہ اس کی حفاظت کرتا ہے کہ جو اس پر عمل کرے۔ یہ قرآن تیز مرکب ہے اس کے لئے کہ جو قرآن کے ذریعہ کام بجالائے۔ اس کے لئے نشان ہے جو نشان کو تلاش کرے یہ اس کیلئے سپر ہے کہ جو اس کو لے لیں۔ اس کے لئے دانا ہے کہ جو قرآن کو سنے۔ اور اس کے لئے خبر ہے کہ جو نقل کرے۔ اس کے لئے حکم ہے کہ جو لوگوں کے درمیان حکم کرے چونکہ ہر امر میں قرآن حق کا حکم کرنے والا ہے اس کے علاوہ حکم نہیں ہے۔ قرآن کے علاوہ حکم صحیح نہیں ہے۔

### قیامت میں قرآن کی شفاعت

کلینی اصول کافی میں سند کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے ایک مفصل روایت نقل کی گئی ہے۔ اس روایت کے مضمون کا

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قرآن کو یاد کرو کر کل قیامت کے دن بہترین صورت میں جسم ہو گا ہے اور انہیاء ملا گکہ اور شہدا کے صفوں سے عبور کرے گا۔ حالانکہ ایک لاکھ نبی ہزار صفحیں ہوں گی۔ اسی ہزار صفحیں رسول خدا کی امت کی ہو گی کوئی بھی اس کو نہیں پہچانے گا۔ اس کے بعد قرآن رسول خدا کے پاس آئے گا اور سلام کرے گا لوگ حضرت سے سوال کریں گے یا رسول اللہ یہ کون ہے؟ جتنا اس کا چہرہ نورانی اور خوبصورت ہے ہے ایسا ہم نے نہیں دیکھا؟ فرمائیں گے اس کو نہیں پہچانتے ہو؟ عرض کریں گے نہیں یا رسول اللہ۔

رسول فرمائیں گے یہ خدا کی جنت قرآن ہے اس کے بعد قرآن عبور کرے گا اور عرش پر دردگار کے نیچے بجہہ میں چلا جائے گا خطاب ہو گا۔ اے میری جنت میری مخلوق پر میرے کلام صادق و ناطق سر کو اٹھا دو اور سوال کرو جو چاہو کہ میں بول کروں اور شفاعت کرو تھماری شفاعت قبول ہے۔ یہ بتاؤ کہ میرے بندوں نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ قرآن عرض کرے گا بعض نے میری حرمت کا خیال رکھا اور میری حفاظت کی میرے احکام پر عمل کیا و سرے بعض نے مجھے خوار کیا لوگوں کی نظر وہ میں بے اہمیت قرار دیا اور مجھے ضائع کیا اور مجھے جھٹلا دیا خطاب آئے گا میری عزت و جلال کی قسم جس نے تمہاری حرمت کا خیال رکھا آج اس کو بہترین ثواب عطا کروں گا اور جس نے تجوہ کو ضائع کیا اسے دردناک عذاب کے ساتھ عذاب دوں گا۔ پس جنہوں نے قرآن کی حرمت کا خیال رکھا ہے شفاعت کرے گا ان سے کہیں گے آپ کون ہے کہ جو ہماری شفاعت کی۔

قرآن کہے گا میں قرآن ہوں دنیا میں اپنے آپ کو تھکا دیا تکلیف اٹھائی میرے احکام کی حفاظت میں اسی وقت اس بندہ کو بہشت میں داخل کریں گے اور بہشت کے حلے پہنالیں گے اس کے سر پر تاج رکھیں گے اور اس کو جوانی دی جائیگی کہ جس میں بڑھا پا نہیں ہو گی صحت ہو گی کہ جس کے بعد بیماری نہیں ہو گئی غنی بنا دیں گے کہ جس کے بعد فقر نہیں ہو گا اس کو ایک خوشی عطا کرے گا کہ جس کے بعد حزن اور غم نہیں ہو گا اور اسی زندگانی کہ جس کے بعد موت نہیں ہو گی حضرت صادقؑ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اے لوگو! اتم اس دنیا کے گھر میں مسافر ہو اور جلدی کر جلدی اس راستے کو طے کرو گے تم منتظر ہو۔ دن رات سورج چاند مہینہ ہر تازہ کو پرانا کر دیتے ہیں ہر روز کی چیز کو نزدیک کر دیتے ہیں لے آتے ہیں اور ہم تک پہنچ جاتا ہے ہر وہ چیز کہ جس کا وعدہ دیا ہے اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرو آختر کے زاد کو زیادہ کرو اس طویل سفر کے لئے۔ اس وقت مقدار بن اسود اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ یہ دار ہدنہ کیا ہے؟ فرمایا ایک گھر ہے جو آخر میں فانی ہو گا چاہیے کہ حاجت کی مقدار اس میں زندگی کرے اور اس میں آخرت

کے زاد کو مکمل طور پر تیار کرے اور جب بھی مشتبہ ہوں تمہارے لئے فتنہ تمہارے لئے ضروری ہے کہ رات کی تاریکی کی طرح تمہارے لئے ہے کہ قرآن سے تمسک کرو کہ قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اس کی شفاعت قبول ہوگی جو بھی جس کے ساتھ بھگڑا کرے اس کی محنت کی تصدیق کرتا ہے اور جو بھی قرآن کو اپنا پیشو اقرار دے اس کو بہشت لے جاتا ہے اور جو بھی قرآن کو پس پشت ڈالے اس کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے قرآن ایک راہنماء ہے کہ جو بہترین راستوں کی راہنمائی کرتا ہے اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس میں تمام احکام کی تفصیل موجود ہے اس کیلئے ظاہر اور باطن ہے اس کے ظاہر میں احکام الہی ہے اور اس کے باطن میں لامتناہی علوم ہیں اس کا ظاہر خوش آئند ہے اور اس کا باطن گھرا ہے اس کے لئے نجوم اور کواکب ہیں کہ جو احکام الہی پر دلیل ہیں۔

اور ان ستاروں پر اور ستارے ہیں کہ لوگوں کو وہ احکام پہچاتے ہیں۔ یعنی آئندہ طاہرین کے قرآن کا علم ان کے پاس ہے قرآن کے عجائب کو شائزیں کیا جاسکتا ہے اور اس کے غرائب ہرگز پرانے نہیں ہو جاتے ہیں اس میں ہدایت کے چراغ روشن ہے حکمت کے انوار اس کے ظاہر ہے گناہوں کی بخشش کی طرف راہنماء ہے کہ جس میں بخشش کے اوصاف موجود ہوں پس ہر ایک اپنی آنکھوں کو گردش دے اور اپنے دل کی آنکھوں کو انوار کے مطالعہ کے لئے کھول دے تاکہ ہلاکت سے نجات پائے اور گمراہی کی ہلاکت سے نجات پائے۔

علامہ مجلسیؒ نے عین الحیات میں ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: قرآن گمراہ لوگوں کیلئے ہادی ہے اور بیان کرنے والا ہے کہ اس کو نامنائی و جہالت سے نجات دے تمہارا دین قرآن ہے اور کسی کو بھی اس سے عدوں نہیں کرنا چاہئے مگر یہ کہ وہ جہنم میں چلا جائے گا۔

### قرآن اور اہلیت ﷺ کی فضیلت

اخبار متواترہ میں ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: اَنِّي تَارِكٌ فِيْكُمُ الشَّقَّالِينَ كِتَابَ اللَّهِ وَعَتَرَتِي أَهْلَ بَيْتِي مَا إِنْ تَمَسَّكُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا مِنْ بَعْدِي أَبَدًا وَلَنْ يَقْرِئُوا حَتَّىٰ يَرُوُا عَلَىٰ الْحَوْضِ فَانظُرُوْا أَكِفَّاً تَخْلَفُونِي فِيهَا۔ ”ابتدت میں تمہارے درمیان دو گھنیں چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اور وہ خدا کی کتاب اور میری عترت ہے ہر زمانے میں ان سے تمسک رکھو اور ان دونوں کی اطاعت کرو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے ساتھ ملاقات کریں گے۔ پس یہ دیکھنا ہے کہ میرے بعد کس طرح میری جگہ پر ان کی حفاظت کرتے ہو۔

عین الحیاۃ میں فرماتے ہیں کہ رسول خدا سے منقول ہے کہ فرمایا: **الْقُرْآنُ مَائِدَةُ اللَّهِ**، یعنی قرآن پر حناخا کی نعمت ہے اور کریم کی نعمتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں کئی کھانے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ جو اس سے فائدہ نہ اٹھا گئے بہت سے لوگ لفظ کی کتابت سے بہت زیادہ دنیوی اور اخروی فائدہ اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ جو سیاہی استعمال کرتا ہے اور جو کاغذ کو بناتا ہے اور بعض لفظ کے تعلیم اور تعلم سے دنیوی اور اخروی فائدہ حاصل کرتے ہیں ہر صاحب علم قرآن سے فائدہ حاصل کرتا ہے جس طرح صرف تصریف اور اشتقاق سے ترکیب قسموں سے شاہد مثال پیش کرتے ہیں اور علم معانی یہاں میں نکات غریب سے فائدہ اٹھاتے ہیں مصیبت زدہ لوگ۔

آیات کریمہ کی برکات سے تلاوت کر کے اور لکھ کر فائدہ اٹھاتے ہیں۔ قرآن کے اعجاز کا ایک راستہ ان کے سورتوں اور آیتوں کا عجیب و غریب تاثیرات ہیں ارباب تکمیر اور اصحاب عدد وغیرہ سب قرآن سے پناہ حاصل کرتے ہیں اور معانی غریب کے راستے سب مختلف علوم کے صاحبان اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں وہ جماعت کہ جو ظاہر قرآن سے فائدہ اٹھاتے ہیں ہر بطن قرآن کے بطور اصحاب عرفان ارباب ایقان بے شارف اندھا ٹھکے ہیں۔

پس قرآن مجید کو مکمل طور پر جانے والے ایک گروہ ہے کہ قرآن کے تمام فوائد سے استفادہ کرتے تھے اور وہ رسول خدا اور ائمہ ہیں اور تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ تمام علوم قرآن امیر المؤمنین کے پاس احادیث متواترہ میں ہے کہ قرآن کے معانی کو ان کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا تھا اور علم ما کان اور ما نکون قیامت تک تمام شرائع اور احکام قرآن میں ہے اور اس کا علم ان کے پاس ہے قرآن کے سات پیٹ سے لیکر ستر پیٹ تک ہے اور ان تمام بطور (معانی) کا علم ان کے پاس ہے پس تمام خطاطے محفوظ ہیں اور مخصوص ہیں اور تمام بشری کمالات سے متصف ہیں اکثر قرآن ان کی مدح اور مخلوقین کی نعمت میں ہیں۔ چنانچہ روایت میں وارد ہے کہ ثلث قرآن بھاری شان میں ہے اور ایک ثلث ہمارے دشمنوں کی نعمت میں ہے جبکہ ایک ثلث فرائض اور احکام کے بارے میں ہے اور یہ معنی بھی ظاہر ہے کہ رسول خدا اور ائمہ طاہرین میں تمام صفات کمال پائے جاتے تھے اور قرآن حقیقی ہی ہیں۔ جو بھی ان کی ہتھ حرمت کرے ہمیشہ جہنم میں ہوں گے خدالعنت کرے ان لوگوں پر کہ جو قرآن حقیقی کو یعنی حضرت سید الشہداء کو تشنہ لب شہید کر دیا اور ان کے بدن کو پامال کر دیا اور ان کے سر مبارک کوشہوں میں پھرایا گیا۔



## مجلس نمبر 58

### تلاوت قرآن کی فضیلت

جناب فاطمہ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان ایک حق پر ضامن قرار دیا ہے اور تمہارے لئے ایک عہد نامہ بھیجا ہے اور تمہارے اوپر خلیفہ مقرر کیا ہے اور وہ اللہ کی کتاب ہے کہ جو حلال اور حرام کو بیان کرنے والی ہے اور صادق ہے اور روشن کرنے والا انور ہے اور ایک خیاء ہے جو تمہاری آنکھوں کو بینائی عطا کرنے والا ہے قرآن کے رموز تمہارے لئے آشکار ہیں۔ قرآن کے پیرو ڈچا ہتے ہیں اور حضرت رکھتے ہیں کہ قرآن کے پیروکار بنیں قرآن کی پیروی کرنے والا انسان کو خوشنودی خدا کی طرف کھینچتا ہے اس کے سنبھال سے انسان کو نجات حاصل ہو جاتی ہے۔ رستگاری کا وسیلہ فراہم کرتا ہے قرآن کے توسط سے خدا کے نجح کا ادراک کرتے ہیں اس کے واجبات دریافت کئے جاتے ہیں خدا نے جن محبتات کے ارتکاب سے ڈرایا ہے اس کو واضح اور آشکار کیا ہے۔ ظاہری دلائل و برائین، فضائل مندو بہ، رخصت مندو بہ فرض شدہ شرائع قرآن کے توسط سے آشکار ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ اخبار فضائل قرآن میں بہت زیادہ ہیں قرآن کا تمام علم آل محمدؐ کے پاس ہے اور مجھ العیان کے مقدمہ میں ابن مسعود سے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا: قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے ان میں سے کوئی حرف بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ظاہر اور باطن ہے اور تمام ظاہر اور باطن علی بن ابی طالبؓ کے پاس ہے۔

بیز تفسیر صافی کے مقدمہ میں فضیلت کے بارے میں کچھ روایات کو ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: **اَهْلُ قُرْآنِ اَهْلُ اللّٰہِ هُنَّ اَهْلُ الْقُرْآنِ اَهْلُ اللّٰہِ وَخَاصَّتُهُ وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ۔** اور سب سے افضل عبادت قرآن مجید کا پڑھنا ہے اور فرمایا کہ قرآن کو تلاوت کرنے والے اہل اللہ ہیں یہ مقرر ہیں کے صاف میں ہوں گے چونکہ افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے قرآن کے قاری قرآن کی رحمت کے ساتھ مختص ہیں کہ جو کلام خدا کو یاد

کرتے ہیں خدا کے نزدیک مقررین سے ہے۔ جو بھی ان کو دوست رکھے اس نے خدا کو دوست رکھا جس نے قرآن کو دشمن رکھا اس نے خدا کو دشمن رکھا اللہ تعالیٰ دنیا کے بلاع کو قرآن سننے والوں سے دور کرتا ہے اور آخرت کے بلاوں کو دور کرتا ہے پھر فرمایا اے قرآن کو اٹھانے والوں پنے آپ کو خدا کا محبوب قرار دو قرآن کی تقطیم و تحلیل سے جب بھی تم ایسا کرو گے خداوند تعالیٰ کی محبت تمہارے ساتھ زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور تمہاری محبت کو لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے تاکہ تم کو دوست رکھیں اور فرمایا خداوند تعالیٰ اس دل کو عذاب نہیں دیتا ہے جس کے دل میں قرآن موجود ہو یعنی اس نے قرآن حفظ کیا ہو قرآن کے حافظ قیامت کے دن اہل بہشت ہیں اور فرمایا میری امت میں سے زیادہ شریف قرآن کی تلاوت کرنے والے اور شب بیداری کرنے والے ہیں روایات اس بارے میں بہت زیادہ ہیں۔

جلد اول تفسیر برہان محدث سید ہاشم برہانی قدس سرہ 23 روایتیں فضیلت قرآن کے بارے میں اور چھ روایتیں ثقلین کے بارے میں نقل فرمائی ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ ابوذر غفاری سے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ میں نے رسول خدا سے سنا کہ فرمایا تمہارے اندر دو خصلتیں ہوئی چاکیں ایک قرآن دوسری علی بن ابی طالب۔ علی سب سے پہلا انسان ہے کہ جو جس نے پراطہ باری میان کیا اور قیامت کے دن میرے ساتھ مصافحہ کرے گا اور علی صدقیق اکبر اور فاروق عظیم ہیں حق کو باطل سے جدا کرے گا اور علی یعقوب الدین ہے اور مومنوں کا بادشاہ ہے جبکہ مال منافقین کا یعقوب ہے۔ ان تمام ہدایات رسول خدا کے بعد امیر المؤمنین کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ حضرت امیر المؤمنین پچیس سال تک گھر میں بیٹھے رہے امر خلافت کے بارے میں فکر مندر ہے حضرت کو اس قدر کو مجبور کیا گیا کہ فرماتے تھے کہ خدا تمہیں قتل کرے لَقَدِ اِمْتَلَأَتْ مُّتَّمَّلَةٍ قَلْبِيٌّ قِيَحَا وَدَمًا۔“ تم نے میرے دل کو پیپ اور خون سے بھر دیا کاش میں تمہیں نہ دیکھتا اور تمہیں نہ پہچانتا اور کبھی فرماتے تھے:

### حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی شکایت اپنے اصحاب کے بارے میں

(حضرت کے دخراش کلام کا خلاصہ یہ ہے) میں نے بار بار دشمنوں کے ساتھ جنگ کی دعوت دی اور میں نے کہا کہ آگے بڑھو قبیل اس کے کہ دشمن تمہارے اوپر حملہ کرے شب و روز خفیہ ظاہری صورت میں کہا اور بار بار کہا کہ خدا کی قسم دشمن تمہارے شہروں میں حملہ کرنے والے ہیں ذلت اور سوائی کے سوا ان کے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہی تم نے جہاد میں سستی کی اور مجھے چھوڑ دیا یہاں تک کہ دشمن نے تمہارے اوپر حملہ کیا اور تمہارے شہروں کو اپنے تصرف میں لے لیا اور گودام میں حسن بن حسان بکری کو قتل کر دیا اور مور چوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اور مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ معاویہ کے

لشکر سے ایک شخص مسلمان عورت پر اور ایک دوسرا شخص ذمیہ عورت پر وارد ہوئے ہیں پاؤں سے جوتے پازیب ہاتھ سے چوڑیاں اور کانوں سے گوشواروں کو لوٹ کر لے گئے ہیں اور بہت سے غنا نام کو گوادم سے لے گئے ہیں۔ ان میں سے نہ کوئی زخمی ہوا نہ قتل ہوا ہے اگر مسلمان شخص اس مصیبت کے بعد جان دے دے تو اس پر ہرگز ملامت نہیں ہوگی بلکہ سزاوار ہے کہ وہ مر جائے ان واقعات سے کہ جو پیش آئے خدا کی قسم یہ پیش آمد و واقعات اس قدر ناگوار ہے کہ جس نے میرے دل کو توڑ دیا ہے اور اس سے میرا دل محرzon ہو جاتا ہے حالانکہ دیکھتا ہے یہ معاویہ کے اصحاب باطل پر اس قدر مضبوط اور تحدیں اور تم جب کہ حق کے راستے پر ہو پھر بھی تم میں اتحاد نہیں پایا جاتا ہے تمہارے چہرے قیچ ہو جائیں کہ تم نے اپنے آپ کو دشمن کے تیر کا نشانہ بنادیا یہاں تک کہ دشمن نے تمہارے اوپر حملہ کیا اور تم کو لوٹ لیا اور تم ان کو لوٹنے سے عاجز آگئے دشمن لڑتا رہا تم نہیں لڑتے تم نے خدا کی نافرمانی کی اور تم اس پر راضی ہو جب میں نے گرمیوں کے موسم میں جنگ کی دعوت دی تو غدر پیش کرتے رہے کہ اب ہو اگرم ہے ہمیں مہلت دیں تاکہ گرمی کم ہو جائے۔

جب سردیوں میں تمہیں جنگ کی دعوت دی تو تم نے کہا کہ اب سردی ہے ہوا مختندی ہے ہمیں مہلت دیں یہاں تک کہ سخت سردی ختم ہو جائے جب سردی اور گرمی سے اس طرح بھاگنے والا ہو خدا کی قسم تکوار سے تو اور زیادہ بھاگو گے اے لوگو! تمہارے اندر جوان مردا اور غیر مند نہیں ہے تمہاری عقل بچوں والی ہے اور تمہاری رائے عورتوں جیسی ہے میں چاہتا تھا کہ تم سے ملاقات نہ کروں اور کبھی بھی تمہیں نہ پیچانوں خدا کی قسم یہ شناسائی پیشیمانی اور ہم و غم کے علاوہ میرے لئے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

کبھی اپنی ڈاڑھی کو اپنے ہاتھ سے پکڑتے تھے اور بہت زیادہ رو تے تھے اور فرماتے تھے این عَمَّارُ وَ اینِ اَبْنُ تِيهَانِ وَ اَبْنَ ذُوالشَّهَادَتَيْنِ وَ اَبْنَ نُظَرَ اَئُّهُمْ۔ ” عمر کہاں ہیں؟ این تیہاں کہاں؟ ذوالشہادتین کہاں پاس ان کی نظیر کہاں ہے؟ جس طرح حضرت کے فرزند عاشورا کے دن فرماتے تھے: اَبْنَ اَبْطَالُ الصَّفَا اَبْنَ فُرْسَانُ

الْهَيَّاجَا الخ



## مجلس نمبر 59

### رسول اکرم ﷺ کا خطبہ جمعہ شعبان کے آخر میں

رسول اللہ نے فرمایا: اے لوگو! ماہ رمضان میں بہشت کے دروازے کھلے ہیں ایسا کام نہ کریں کہ وہ دروازے تمہارے اور بند ہو جائیں خدا سے سوال کرو اور خدا سے توفیق طلب کروتا کہ نیک اعمال بجالانیکی تو فیض عطا فرمائے تاکہ خدا کی رحمت تجھ پر ہو اور اہل بہشت کے ساتھ شمار ہو جاؤ جہنم کے دروازے بند ہیں۔ یعنی خدا کی زیادہ رحمت اور مغفرت امت کیلئے ہے اور جہنم کا راستہ بند ہو چکا ہے اگر تم اس ماہ رمضان میں توبہ اور عبادت کروں گے تو جہنم کا دروازہ تمہارے لئے نہیں کھلے گا اطاعت اور بندگی کے نتیجہ میں شیطان کے لئے تمہارے پاس آنے کا راستہ پیدا نہیں کرے گا۔ گویا وہ غل وزنجیر میں ہے وہ تمہارے اور مسلط نہیں ہو سکتا ہے نہ یہ کہ حقیقت میں غل اور زنجیر کو شیطان کی گردان میں ڈال دیا ہے اگر ایسا ہوتا تو ماہ رمضان میں کوئی بھی معصیت نہ کرتا حالانکہ ماہ رمضان میں اہل معصیت اور سرکش بہت زیادہ ہوتے ہیں امیر المؤمنین فرماتے ہیں میں اپنی جگہ سے اخراج عرض کیا یا رسول اللہ اس مہینہ میں سب سے افضل عمل کو نہیں فرمایا: ورع اور تقویٰ یعنی حرمات سے دوری اختیار کرنا اور عرض اور تقویٰ کے چار مرتبہ ہیں۔

■ پہلا توبہ کرنے والوں کا تقویٰ کہ انہوں نے گناہوں سے توبہ کیا ہے اس توبہ کی وجہ سے فتن سے خارج ہوا اور اس کی گواہی قبول ہوگی۔

■ دوسرا نیک لوگوں کا تقویٰ محترمات اور گناہ کبیرہ اور صیغہ سے ہمیشہ پرہیز کرتا ہے۔

■ تیسرا متقین کا تقویٰ کہ مکروہات مشتبہ مذہب سے پرہیز کرتا ہے۔

■ چوتھا صد لیقین کا تقویٰ کہ مباح چیزوں سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ اگر اس سے حرام میں پڑنے کا خوف ہو کہ ایک مجلس اور محفل میں جانا اس کے لئے مباح ہے اس کو ترک کرے کہ کہیں اس کی وجہ سے حرام میں مبتلا نہ ہو جائے جیسے غیبت لغوبا تیں شبہ والی غذا کہیں باطل کی ترویج نہ ہو جائے۔

امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اس وقت رسول خدا نے گریہ کیا میں نے کہا یا رسول اللہؐ کس چیز کے لئے آپ روتے ہیں فرمایا:- اے علیؑ ایک چیز میرے ذہن میں آئی ہے کہ اسی ماہ رمضان میں ایک مصیبت تمہارے اوپر وارد ہو گی گویا میں دیکھ رہا ہوں اولین اور آخرین میں سے سب سے زیادہ شقی آپ کی فرق مبارک پر ایک ضرب لگائے گا کہ آپ کی ڈاڑھی اپنے سر کے خون سے خساب ہو گی۔ جو شقی ناقہ صالحؓ کے پاؤں کے کامنے والا کاظمیہ ہے۔

اس وقت امیر المؤمنین نے فرمایا: یا رسول اللہؐ! اس وقت میرا دین سالم رہے گا؟ رسول خدا نے فرمایا ہاں تمہارا دین سالم ہو گا۔ اے علیؑ! جس نے تمہیں قتل کیا اس نے مجھے قتل کیا۔ جس نے تمہیں ناسزا کہا اس نے مجھے ناسزا کہا جو تمہارا دشمن ہو گا وہ میرا بھی دشمن ہو گا اس لئے کہ تو میری روح تیری طینت میری روح اور میری طینت ایک ہے۔

چونکہ خدا نے مجھے اور بچھے ایک نور سے خلق فرمایا ہے۔ مجھے نبوت کے لئے اختیار کیا اور بحکومات کے لئے جس نے تمہاری امامت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔ اے علیؑ! تو میرا صی ہے اور میرے فرزندوں کا باپ ہے میری بیٹی کا شوہر ہے میری امت میں میرا خلیفہ ہے میری زندگی میں اور مرنے کے بعد تیرا امر میرا امر ہے تیری بھی میری نبی ہے اس ذات کی قسم کہ جس نے مجھے رسولؐ بننا کر بھیجا اور مجھے اپنے بندوں کے درمیان سے چنا کہ تو اللہ کی جنت ہے خلوق خدا پر اسرار حق پر امین ہے اور اس کے بندوں پر تو خلیفہ ہے۔

وَلَوْلَا حُسَامُ الْمُرْتَضَى أَضَبََّ الْوَرْدَى  
وَمَا إِفِيمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ مُسْتَلِمًا  
وَأَقْسِمُ لَوْقَالَ الْأَذَامُ بِحُبِّهِ  
لَمَّا خَلَقَ الرَّبُّ الْكَرِيمُ جَهَنَّمًا

### قضايا قدر کے بارے میں حضرت امیر کا فرمان

حضرت امیر المؤمنین کے بارے میں اتنا کافی ہے کہ سب سے بڑے دشمن بھی علیؑ کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں منقول ہے کہ ججاج بن یوسف نے حسن بصری، عمرو بن عبید، واصل بن عطا، عامر شعبی کو لکھا تم جانتے ہو کہ قضاوقدار کے بارے میں بہترین کلام کونسا ہے؟ اگر تمہارے پاس پہنچا ہو تو مجھ کو لکھ کر بھیج دیں۔

حسن بصری نے جواب دیا قضاوقدار کے بارے میں بہترین کلام حضرت علیؑ بن امی طالب کا قول ہے کہ فرمایا

اتقْنَ أَنَّ الَّذِي نَهَاكَ دَهَاكَ وَاللَّهُ بِرِيشَتِي مِنْ ذَلِكَ - ”کیا گمان کرتے ہو وہ خدا کہ جس نے تم کو نافرمانی سے روکا ہے کیا اس نے تمہارے لئے معصیت کو مقدر کیا ہے کہ بجالا و؟ اللہ تعالیٰ اس قسم کے فاسد گناہ سے بیزار ہے۔

عمر بن عبید نے لکھا، بہترین کلام کہ جو قضا و قدر کے بارے میں سنا ہے وہ علی بن ابی طالب کا قول ہے کہ فرمایا **لَوْكَانَ الْوَزْرُ مَحْتُومًا كَانَ الْوَازِرُ فِي الِّقْصَاصِ مَظْلُومًا**، اگر گناہ کسی بندہ پر لکھا گیا ہے اور اس کے بجالا نے پر مجبور ہوا گا رکو قیامت کے دن عذاب دیا جائے تو وہ مظلوم ہو گا و نعوذ باللہ اس سے لازم آئے گا کہ خدا ظالم ہو۔

وائل بن عطاء نے لکھا سب سے بہترین قول کہ جو قضا و قدر کے بارے میں سنا ہے امیر المؤمنین کا قول ہے کہ فرمایا: **أَيَّدُكَ عَلَى الطَّرِيقِ وَيَا خُذْ عَلَيْكَ التَّفِيقِ** - ”یعنی خداوند تعالیٰ تجھ کو بہشت کے راستے کی راہنمائی کرے یعنی اطاعت اور بندگی کا حکم دیے اس کے بعد اطاعت کے راستے بند کر دے اور تجھ کو معصیت بجالا نے پر مجبور کرے یہ استفہام انکاری ہے یعنی ہر گز نہیں ہو گا۔

عامر شعبی نے لکھا، بہترین کلام جو قضا و قدر کے بارے میں سنا ہے وہ حضرت امیر المؤمنین کا قول ہے کہ حضرت نے فرمایا: **كُلَّمَا اسْتَغْفَرَ اللَّهُ مِنْهُ فَهُوَ مِنْكَ وَكُلَّمَا حَمِدَ اللَّهَ عَلَيْهِ فَهُوَ مِنْهُ**، جو کچھ بھی اس سے استغفار کریں اور اس فعل سے پیشان اور نادم ہو جاتے ہو اور تو بہ کرتے ہو یہ تجھ سے ہے اور جو کچھ اس کے بجالا نے سے خدا کی حمد کرتے ہیں۔ وہ خدا سے ہے جب یہ خطوط حاجج کو پہنچ تو کہا: **قَاتَلُهُمُ اللَّهُ لَقَدْ أَخْذُوهَا مِنْ عَيْنِ صَالِيْفَةِ**، کہ اللہ ان کو قتل کرے کہ انہوں نے ان صحیح مطالب کو صاف سنترا اچشمہ علی بن ابی طالب کے علم سے لیا ہے۔

## عدل اور اس کی فضیلت

عدل کے بارے میں ابن جوزی نے مناقب میں روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ دنیا ایک باغ ہے اس شریعت کے درخت اور با غبان سید الانبیاء ہیں شریعت بادشاہ کے حکم کی طرح ہے کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور اطاعت سیاست اور نوامیں شرع ہیں۔ بادشاہ کو چاہئے کہ اس کو قائم کرے اور بادشاہ نظر دینے والا ہے کہ جو شکر کا محتاج ہے اور فوج کی مدد سے ملک و ملت کا نظام کے لئے ایک عہدہ دار ہونا چاہئے ظاہر ہے اکیلا کچھ نہیں کر سکتا ہے شکر کئی افراد کے مجموعہ کا نام ہے یہ خرج و اخراجات کے محتاج ہیں کہ ان کی زندگی کی کفالت کریں اور مال ایک روزی ہے کہ جس کو رعیت سے فراہم کیا جا سکتا ہے اور رعیت بہت زیادہ ہیں وہ عدل کے پرچم کے نیچے جمع ہو جائیں اور عدل ہی ان کو جمع کر

گے لیکن عدالت رعیت کے دل کو گرم کرتا ہے اور سب ہو جاتا ہے یہ مال کے حاصل کرنے کا بہترین طریقہ ہے البتہ عالم کا قیام عدل کے ساتھ ہے۔

**قالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ إِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَا عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ -** اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل یعنی صلح رحمی کرنا اور رشتداروں کو عطا کرنا منکرات اور ظلم سے روکا ہے اور تم کو موعظہ کرتا ہے شاید بیدار ہو جاؤ اور یاد کرو۔ اور سورہ مائدہ میں فرماتا ہے: **إِعْدِلُوهُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ -** عدل سے کام لو وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اللہ سے ڈر و یقیناً اللہ باخبر ہے اس چیز سے کہ جس کو تم انعام دیتے ہو۔ اور سورہ انعام میں فرماتے ہیں: **وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْكَانَ ذَاقُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أُوفُوا -** یعنی عدالت سے کام لو یہ عدالت پر ہیزگاری کے زیادہ نزدیک ہے تم خدا سے ڈر و کہ اللہ تعالیٰ جانے والا ہے جو پچھتم انعام دیتے ہو جب بھی تم کلام کرو چاہو اور صحیح کلام کرو کسی کی جانب داری نہ کرو جس کے بارے میں تم کہتے ہو اور گواہی دیتے ہو اگرچہ تمہارا اس سے رشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ قرآن مجید میں میں سے زیادہ مقام پر ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے بندوں کے ساتھ عدالت سے پیش آؤ تاکہ حق بولنے کی وجہ سے دنیا اور آخرت کی سعادت پا لو اگرچہ عدل کا حسن ہونا عقلی ہے اس کے فوائد بے شمار ہیں ان میں سے بعض فوائد کی طرف اشارہ کرتا ہوں۔

\* اول: اس سے خدا اور رسول کی خوشنودی ہوتی ہے چونکہ خدا عادل ہے اور جو بھی اس صفت کے ساتھ متصف ہو جائے وہ محبوب خدا ہے۔

\* دوم: یہ درجات کے بلندی کا باعث اور اجر و ثواب کا موجب ہے اور جہنم کے عذاب سے نجات ہے۔

\* سوم: یہ طول عمر کا باعث ہے اور خدا کی نعمتوں کی شکرگزاری ہے جو بادشاہ عدل کے ساتھ متصف تھے ان کی

حکومت بھی ہو گئی انہوں نے اچھی زندگی گزاری اور ان کی عمریں بھی لمبی ہو گئیں۔

\* چہارم: جو شخص عدالت سے کام لے خصوصاً بادشاہ یہ رعیت اس کے پردا ہے۔

\* پنجم: یہ اور ذکر جیل کا موجب بتاتا ہے سالوں سال ان کی عدالت کا چرچا جا رہتا ہے۔

\* ششم: عدل رعایا کے دعا گوئی کا باعث ہے ملت کے کئی افراد اس کے نیچے ہوتے ہیں اس کے لئے جو دعا کی جائے قبول ہو جاتی ہے جب کئی ہزار کسی کے لئے دعا کریں البتہ ان میں ایک ایسا بھی ہو گا کہ جس کی دعا قبول ہو گی۔

\* ہفتہ:- عدل کے برکات اس کی اولاد میں بھی سرایت کرتی ہے۔ چنانچہ ظالم نسل کے منقطع ہونے کا موجب ہے جیسا کہ بنی امیہ کے احوال سے یہ چیز ظاہر ہے۔

\* ہشتم:- عدل ملک و ملت کے آباد ہونے کا باعث ہوتا ہے اور بادشاہ کے خزانہ درہم و دینار سے بھرے ہوتے ہیں اس کی وجہ سے ملت آسودگی کے ساتھ زندگی گزارتی ہے۔ محمد باقر بزرگواری روضۃ الانوار میں لکھتے ہیں کہ انو شیر و ان عادل نے تمام دنیا میں نام پیدا کیا اور انصاف کیا سترہ سال تک بادشاہی کرتا رہا۔ عالم کی عمارت جہان کی آبادی وہاں تک پہنچی کہ امتحان کے لئے تلاش کیا یعنی پچاس جریب یعنی ایک مریع جو پھیس ایکڑ کا ہوتا ہے زمین خراب پیدا نہ کر سکے۔

\* نهم:- عدل کی نیت اور بادشاہ کی اچھی نیت تمام چیزوں میں سرایت کرتی ہے اور غمتوں کی زیادتی اور برکتوں کا موجب بنتا ہے۔ جب بادشاہ بد نیت ہو تو یہ تمام چیزوں میں سرایت کرتی ہے۔ خیر اور برکت تمام فوائد اور تمام نعمتیں اس دنیا سے چلی جاتی ہیں۔

## عدل اور بادشاہ کی نیت

روضۃ الانوار میں کہا ہے کہ قباد ایک دن شکار کے لئے گیا اور شکارگاہ میں ایک ہرن کے پیچھے چلا گیا یہاں تک کہ لشکر سے جدا ہوا سخت گری تھی قباد کو پیاس لگی تھی دور صحراء کے درمیان سے ایک سیاہی دکھائی دی اپنے گھوڑے کو اس کی طرف ڈوڑایا تو صحراء کے درمیان ایک پھٹا پر انیمہ دیکھا۔ کہا مہماں چاہتے ہو ایک عورت خیمہ سے باہر نکلی گھوڑے کے لگام کو پکڑا اور خیمہ کے اندر لے گئی تھوڑا ساد و دھلے آئی اور جو کچھ موجود تھا اس کو لے آئی قباد نے تناول کیا اس کے بعد اس پر نیند غالب آگئی دیکھا کہ اب وقت کم ہے یہیں پر رہنے کا ارادہ کیا جب شام کی نماز ہوئی صحراء سے گائے آگئی بوڑھی عورت نے لڑکی سے کہا جو انہیاً ذہین تھی انھوں کا رگاۓ کا دودھ دھولیں تاکہ مہماں کو کھانا کھلائیں۔

لڑکی انھی گائے سے دودھ کو دھویا قباد نے دیکھا کہ گائے سے بہت زیادہ دودھ دھویا اس نے بہت زیادہ تعجب کیا اپنے آپ سے کہا یہ لوگ ہماری عدل کی وجہ سے اس صحراء میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر روز اس گائے سے اتنے دودھ کا استفادہ کرتے ہیں اگر ایک دن یہ دودھ بادشاہ کے لئے دے دیں تو ان کے لئے کوئی ضرر نہیں ہوگا۔ ہمارے خزانہ میں اضافہ ہوگا پھر اپنے آپ سے کہا کہ میں جب واپس جاؤں گا گائے اور گوسفند سے بھی تیک لوس کا جب رات گزری میں نے اپنی بیٹی کو بیدار کیا کہا انھوں کا گائے سے دودھ دھولو لڑکی انھی کے دودھ دھو لے۔ فریاد بلند کیا اور کہا اے مادر ہاتھ دعا کے

لئے اٹھا دو کہ بادشاہ نے ظلم کرنے کی نیت کی ہے قباد نے کہا سجان اللہ اس لڑکی کو کیسے پتہ چلا کہ میں نے یہ نیت کی ہے۔ بوڑھی عورت اٹھی اور دعا کے لئے ہاتھ کو بلند کیا قباد نے بوڑھی عورت کو بلا یا اور کہا کہا سے معلوم ہوا کہ بادشاہ نے ظلم کی نیت کی ہے بوڑھی عورت نے کہا کہ جب بادشاہ ظلم کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خپرا اور برکت کو کم کرتا ہے اور یہ نقصان تمام چیزوں کو پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ حیوانات کے دودھ بھی کم ہو جاتا ہے اور جب بادشاہ نیک کام کی نیت کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ تمام چیزوں میں برکت عطا کرتا ہے اس کے اثرات تمام دنیا کو پہنچتے ہیں۔ قباد نے کہا تم نے مج کہا میری نیت اچھی نہیں تھی اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے اس کے بعد وہ لڑکی اٹھی اور گائے دودھ کو دھویا بہت زیادہ دودھ دیا۔

بہرام کی حکایت بھی اسی قسم کی ہے ملارفیعا کی ابواب الجنان میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بہرام ایک دن سخت گرمی میں ایک باغ کے دروازے پر پہنچا صاحب باغ سے انار کا پانی طلب کیا۔ مالی گیا اور ایک گلاں انار کا پانی لے آیا۔ بہرام نے پیا۔ اور مالی سے پوچھا اس باغ سے سال میں کتنی آمدی آتی ہے؟ کہا تین سو دینار تک آمدی ہے پوچھا نیکس کتنا ادا کرتے ہو کہا ہمارا بادشاہ باغ سے نیکس نہیں لیتا ہے وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ بادشاہ ہے۔ بادشاہ نے سوچا کہ ہمارے ملک میں بہت زیادہ باغ ہیں اس نیکس سے خزانہ میں بہت آمدی آسکتی ہے اور رعایا پر کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا ہے اس کے بعد کہوں گا کہ باغوں سے نیکس لینا چاہیے اس ارادہ کے بعد دوبارہ مالی سے کہا ایک گلاں انار کا پانی لے آؤ۔ مالی چلا گیا اور دیر سے آئے اس دفعہ کم لے آیا۔

بہرام نے اس کا سبب پوچھا مالی نے کہا: اے جو ان میرا اس میں کوئی قصور نہیں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے ظلم کرنے کی نیت کی ہے اس کی وجہ سے باغ سے برکت اٹھ گئی ہے پہلی مرتبہ جب انار کا پانی لے آیا تو وہ ایک انار کا پانی تھا اب میں نے کئی انار نچوڑے پھر بھی گلاں بھرا نہیں۔ بہرام نے اپنی نیت کو بدل دیا اور ارادے کو دل سے نکال دیا اس مالی سے انار کے پانی کا ایک گلاں مانگا تو انار کا پانی گلاں میں بھر گیا اور ہنسنے ہوئے آئے اور کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے اس ارادے کو اپنے دل سے نکال دیا ہے دوبارہ برکت کا اثر ظاہر ہوا اور ایک انار سے ایک گلاں پانی نکلا۔

اور روضۃ الانوار میں کہا ہے کہ ابن عباس اور وہب بن منبه سے مقول ہے کہ جب بھی والی اور حاکم ظلم کرنے کا قصد کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اللہ تعالیٰ اہل مملکت کو نقصان پہنچاتا ہے بازاروں میں زراعت میں باغوں میں یہاں

تک کہ دودھ دینے والا حیوان کے پستان میں کی آ جاتی ہے اور ہر چیز میں اور جب بھی عدل اور انصاف کا ارادہ کرے اور اس پر عمل بھی کرے تو اہل مملکت کے لئے برکت عطا کرتا ہے۔ اور منقول ہے مغربی شہروں میں ایک خبر بادشاہ کو دوی گئی کہ ایک عورت کی سرز میں پر گئے کا ایک کھیت ہے کہ جس میں گئے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ ایک گنا نچوڑنے سے ایک گلاں رس نکلتا ہے۔ بادشاہ نے اس بارے میں اس عورت سے پوچھا کہ جس کا کھیت تھا تو اس عورت نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس کھیت کو اس عورت سے لے لے اس کے بعد اس عورت نے ایک گنا کو نچوڑا تو آدھا گلاں جوس بھی نہ لکلا۔ بادشاہ نے کہا کیا ہوا تم دعویٰ کرتی تھی کہ ایک گنا سے ایک گلاں رس نکلتا ہے۔ اس عورت نے کہا ایسا ہی تھا لیکن بادشاہ کی نیت بدلتی ہے بادشاہ نے یہ نیت کی ہے کہ یہ باغ مجھ سے لے لے۔ جس کی وجہ سے اس باغ سے برکت بھی دور ہو گئی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے توبہ کی اور اپنی نیت کو صحیح کی اس کے بعد اس عورت کو حکم دیا کہ اب ایک گنا نچوڑ دے جب اس نے نچوڑا تو اس سے ایک گلاں بھر گیا۔

### حضرت علی صلی اللہ علیہ وسالہ وآلہ وسیدہ کا بیان عدل کے بارے میں

حضرت امیر المؤمنین کے کلمات عدل کے بارے میں: **الْعَدْلُ مِلَكُ الْجَوْرِ هَلَّاكُ**، عدل کام بنا تا ہے ملکیت بختا ہے اور ظلم ہلاکت اور فساد کا باعث ہے اور فرمایا: **الْعَدْلُ حَيَاتٌ وَالْجَوْرُ مَمَاتٌ**، عدل زندگی ہے اور ظلم موت ہے اور فرمایا: **الْعَدْلُ خَيْرُ الْحِكْمَ** اور فرمایا: **الْعَدْلُ يُصْلِحُ الْبَرَيْةَ** اور فرمایا: **الْعَدْلُ قِوَامُ الرَّعِيَةِ وَجَمَالُ الْوَلَاتِ** اور فرمایا: **الْعَدْلُ فَوْزٌ وَكَرَامَةٌ** یعنی عدل حیات اور زندگی ہے حقیقت میں تمام چیزوں کی زینت اور زندگی عدالت کے ساتھ ہے اور ظلم ان سب کو مٹانے والا ہے یعنی ہلاک کرنے والا ہے۔ نیکیوں اور خوبیوں کو ضائع کرنے والا ہے عدل بہترین حکمت ہے عدل اصلاح خلق کا باعث ہے۔

رعیت کی حالت کا انتظام عدل کے ساتھ ہے جہاں عدل نہ ہو رعیت کا امر در رحمہم بر رحمہم ہو جاتا ہے اس کی وجہ سے نظام میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ حاکموں کی زینت اور جمال عدل کے ساتھ ہے عدل سے کامیابی اور کرامت ہے۔ نیز فرمایا: **إِعْدَلْ تَدَامَ لَكَ الْقُدرَةُ**۔ فرمایا: **إِسْتِعْنَهُ عَلَى الْعَدْلِ يُحْسِنُ النِّيَةَ فِي الرَّعِيَةِ وَقُلْلَةُ الْطَّمَعِ وَكَثْرَةُ الْوَرَعِ**۔ اور فرمایا: **أَجْعَلِ الدِّينَ كَهْفَكَ وَالْعَدْلُ سَيْفَكَ تَتَحَجَّ مِنْ كُلِّ سُوءٍ وَتَظَهَرَ عَلَى كُلِّ عَدْفَةٍ**۔ اور فرمایا: **أَفْضَلُ مَا مَنَّ اللَّهُ بِهِ سَبَحَانَهُ عَلَى عِبَادَهُ عِلْمٌ وَعَقْلٌ وَمَلِكٌ عَادِلٌ**۔ اور فرمایا: **أَجْلَ الْمُلُوكَ مَنْ مَلَكَ نَفْسَهُ وَبَسَطَ مِنْهُ الْعَدْلَ**۔ اور فرمایا: **الْعَدْلُ مِيزَانُ اللَّهِ الَّذِي وَضَعَهُ لِلْخَلِقِ وَنَصْبَهُ**

لَا قَاتِلُهُ الْحَقُّ فَلَا تُخَالِفُهُ فِي مِيزَانِهِ وَلَا تَعْارِضُهُ فِي سُلْطَانِهِ،“ یعنی عدالت سے کام لوتا کہ تمہاری قدرت ہمیشہ رہے اور مدد طلب کرو عدل سے رعیت کے بارے میں طبع کم کرو اور پرہیزگاری زیادہ کرو دین کو اپنے پناہ میں قرار دو اور عدل کو اپنی تلوار قرار دوتا کہ ہر برائی سے نجات پاؤ گے اور ہر دشمن پر غالب آؤ گے سب سے بہترین چیز کہ جو اللہ نے اپنے بندوں کو دیا ہے علم عقل اور سلطان عادل ہے سب سے بڑے بادشاہ وہ ہیں جو اپنے نفس کا مالک ہو یعنی اپنے نفس کو خواہشات کی پیرودی سے روکے رکھے اور عدالت کو پھیلائے عدل خدا کا ترازو ہے کہ اس کو مخلوق کے لئے قرار دیا ہے۔ پس خدا کی مخالفت نہ کرو اس کے ترازو میں اور اس کے ساتھ معارضہ نہ کرو احکام میں یا یہ کہ تعمیر میزان کے ساتھ اس لئے کی ہے کہ جس طرح ترازو چیزوں کو برآبرتوتا ہے کہ کسی کو کسی پر زیادتی نہیں ہوتی ہے۔ نیز فرمایا:

إِنَّ السَّلَطَانَ لَا يَمِنُ اللَّهُ فِي أَرْضِهِ وَمُقِيمُ الْعَدْلِ فِي الْبَلَادِ وَالْعِبَادُ فِي رَعِيَّتِهِ،“ اور فرمایا: اذَا بَنَى الْمُلْكُ عَلَى قَوَاعِدِ الْعُقْلِ وَدَعَمَ بِدَعَائِمِ الْعَدْلِ نَصَرَ اللَّهُ مَوَالِيهِ وَخَذَلَ مَوَادِيهِ،“ اور فرمایا: شیئاً نَ لَا يُؤْذَنُ ثَوَابَهُمَا الْعَفْوُ وَالْعَدْلُ،“ اور فرمایا: زَكَاةُ السَّلَطَانِ إِغاثَةُ الْمَلْهُوفِ وَزَكَاةُ النِّعَمِ إِصْطِنَاعُ الْمَعْرُوفِ،“ اور فرمایا: فِي الْعَدْلِ أَلَا قِتَدَاهُ بِسْنَةُ الْهُوَ وَثَبَاتُ الدُّولَ،“ اور فرمایا: قُلُوبُ الرَّعْيَةِ حَزَائِنُ رَاعِيَهَا فَمَا أَوْدَعَهَا مِنْ عَدْلٍ أَوْ جَوْرٍ وَجَدَهُ،“ اور فرمایا: لَا سَلَطَانٌ إِلَّا بِالرِّجَالِ وَلَا رَجَالٌ إِلَّا بِالْمَالِ وَلَا مَالٌ إِلَّا بِالْعِمارَةِ وَلَا عِمارَةٌ إِلَّا بِالْعَدْلِ۔“

حضرت نے فرمایا: کہ بادشاہ خدا کا امیں ہے زمین پر امیں ہے زمین پر اس کو چاہئے اللہ کے بندوں کے درمیان عدل قائم کرے جس وقت ملک عقل کے قواعد اور ان کے ستون عدل پر برقرار ہو اللہ تعالیٰ اس بادشاہ کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کو درمیان سے اٹھا دیتا ہے۔

دو چیزوں کا ثواب عدل کے ترازوں میں نہیں آتے ہیں ایک عدل اور دوسرا چیز چشم پوشی کرنا عذاب سے بادشاہ کی زکاۃ بیچاروں کی فریاد رسی کو پہنچنا اور نعمت کی زکاۃ مومین کے حوالج میں کوشش کرنا اور نیکی کی طرف جلدی کرنا ہے جیسے عدل پر ودگار کی سنت کی پیرودی کرنا اور یہ دولت کے دوام کا موجب بتا ہے جیسے رعیت کا دل بادشاہ کے خزانہ کی طرح ہے عدل اور ظلم کہ جو رعیت کو پہنچتا ہے، اس کا پھل بادشاہ کی طرف لوٹتا ہے۔ مملکت میں نظام قائم نہیں ہو سکتا ہے مگر ان مردوں کے ساتھ کہ جو بہادر اور متدين ہو اور یہ مرد پیدا نہیں ہوتے ہیں مگر مال خرچ کرے اور مال فراہم نہیں ہوتا ہے مگر بازار اور کھیتی بازی کے رواج کے مطابق چلے اور بازار اور کھیتی بازی کا دستور عدالت پر موقوف ہے۔

اگر عدل کردی در ایں مال و مال  
 بمال و بمال کی رسی بی زوال  
 خدامه ربیان است و بس دادگر  
 بخشای و بخایش حق نگر  
 شه رو سپه راچ شوی نیک خواه  
 نیک تو خواهد همه شه رو سپاه  
 عدل باشد پاس بان نامه  
 نی بش ب چوبک زنان بر بامه  
 چه سلطان ب فرمان داور بود  
 خدایش نگهبان وی اور بود  
 گ زندگان از ش نیاید پسند  
 که ترسد که در ملکش آید گزند  
 ب قومی که نیکی پسند دخای  
 ده دخس روء ادل نیک رای  
 چه خواهد که ویران کند عالمی  
 نه د ملک در پنج، ظالمی  
 چه نیت نیک باشد پادشاه را  
 گه رخیزد ب جای گل گیه را  
 ف راخه ای تزن گیه ای اطراف  
 ز عدل پادشاه خود زندلاف

تی امیہ کا ظلم اور تجاوز سبب ہوا کہ توفیق کے دروازے امت پر بند ہو گئے۔ عاشورہ کے دن حضرت امام حسینؑ کی  
 شہادت کے دن ایک منادی نے زمین اور آسمان کے درمیان ندادی: **أَيُّهَا الْأُمَّةُ الْمُتَحَجِّرَةُ لَا وُقْتَمْ فِي الْفِطْرِ**

وَلَا ضُحْنٍ، یعنی تمہارے لئے میسر نہیں ہوگا کہ نماز عید یہی کوایے امام کے ساتھ بجالاؤ کہ جنکی اطاعت کرنا واجب ہے ظاہری طور پر یہ اس وقت تھا کہ آنحضرت نے گھوڑے سے زمین پر آگئے:

فَوَضَعَ خَدَهُ الْأَيْمَنَ عَلَى التُّرَابِ وَخَدَهُ الْأَيْسَرَ تَصَهَّرَ الشَّتَّىسَ وَجَعَلَ يَقُولُ أَقْتُلْ ظُلْمَانًا وَجَدِيْرِ رَسُولُ اللَّهِ۔

”حضرت نے اپنادیاں رخسار مٹی پر رکھا اور بیاں رخسار کو سورج کی طرف گیا اور فرماتے تھے میں پیاس قتل کیا جاتا ہوں حالانکہ میرا نا رسول اللہ ہیں۔“



## مجلس نمبر 60

### ظلم کے مفاسد اور اس کے اثرات

ظلم عقلی اعتبار سے قبیح ہے۔ کثرت کے ساتھ آیات اور اخبار متواترہ جو گزر چکی ہیں اس کے علاوہ معراج السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ ظلم اصل لغت میں بے جا کام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور حد سے تجاوز کرنا ظلم اس معنی کے اعتبار سے تمام رذائل اور تمام قبایع شرعیہ اور عقلیہ کو شامل ہے اس ظلم کا معنی عام ہے ظلم کا ایک اور معنی بھی ہے کہ قتل کے بغیر ضرر اور اذیت پہنچانا یا مارنا گالی دینا یا غیبت کرنا یا اس کے مال کو ناقص تصرف کرنا اور لینا یا اس کے علاوہ کردار یا گفتار جو غیر کے لئے اذیت کا باعث ہواں ظلم کا معنی خاص ہے آیات اور اخبار اور عام مردوں کے درمیان ذکر کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر یہی معنی مراد ہے اگر اس ظلم کا باعث اگر عدالت اور کینہ ہوتا یہ قوت غصبیہ کا نتیجہ ہوگا۔ اگر اس کا لاپچی اور مال ہوتا یہ بھی قوت مشحون یہ کہ رذائل میں شمار ہوگا خلاصہ تمام عالم کے لوگوں کا اتفاق ہے کہ ظلم تمام گناہوں سے بڑا گناہ اور سب سے زیادہ سخت اور اس کی ندامت بہت زیادہ ہے اور سب سے بڑا عذاب ہے۔ بہت سے مقامات پر قرآن نے ظالموں پر سخت لعنت کی ہے اور متواتر اخبار میں بہت زیادہ ندمت اور رذائل کی دی ہے اگر کوئی اور تهدید اور رذائل کی نہ ہوتی یہی آیہ مبارکہ ظالم لوگوں کے لئے کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤْخِذُ** **خَرْهَمَ لِيَوْمَ تَشَخَّصُ فِيهِ أَلَا بَصَارُ مُهْطَبِينَ مُقْنِعِي رُؤْسَهُمْ لَا يَرَى تَدَدَّ الْيَتَمَمَ طَرَفُهُمْ وَأَفْئَدَ تُهُمْ هَوَا۔** یعنی گمان نہ کرو کہ تمہارا پروردگار غافل ہے اس چیز سے کہ جو ظالم انجام دیتے ہیں ایسا نہیں ہے یہ ایک مہلت ہے کہ جو انہیں دی گئی ہے اس لئے کہ ان کے عمل کا عذاب اور سزا ایسے دن میں ہوگا جس دن لوگوں کی آنکھیں خوف کے مارے پھر اجائیں گی اور اپنے اپنے سراخھائے چلے جا رہے ہیں ان کی طرف ان کی نظر نہیں لوٹی۔ اور تمام لوگ اس دن جلدی میں ہوں گے یعنی حیران اور سرگردان ہوں گے آرام اور سکون میں نہیں ہوں گے ہر طرف دوڑیں گے اس وقت

ان کی آنکھیں کھلیں گی اور ان میں قدرت نہیں ہو گئی کہ آنکھیں بند کر دیں اور ان کے دل شدت خوف اور جزع سے ٹوٹا ہوا ہو گا اور عقل اور ہر چیز سے خالی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا قول: وَسَيَعْلَمُونَ الِّذِينَ ظَلَمُوا أَيُّ مُنْقَلِبٍ يَنْقِلِبُونَ "جلد از جلد جان لیں گے وہ لوگ کہ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ مرنے کے بعد ان کی جگہ کہاں پر ہو گی ہاں ظالم کی لوٹنے کی جگہ جلانے والی آگ سانپ اور بچھو ہوں گے جوڑنگ مارتے ہیں جہاں یہ ہوں گے وہاں پر ظالم بھی ہوں گے۔ یہ بھی جان لے کر ظلم اور ستم کرنا خدا کے بندوں پر اور پھر قیامت کے دن گناہوں کے مغفرت کی امید رکھنا حماقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول سورہ انعام میں: وَلَوْ تَرَى إِذَا الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَقْتَ وَالْمَلَائِكَةَ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمْ إِلَيْهِمْ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُقُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرُ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ "اگر دیکھ لیتے جس وقت ظالم کسرات الموت اور جا کندنی کے وقت عذاب کے لئے ملائکہ حاضر ہو جاتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو ہوکھوں دیتے ہیں اور ان کے سر پر آگ کا گزماریں گے اور ان سے کہیں گے ان خبیث ارواح کو باہر نکالا جو اس کی سزا ہے کہ جو تم نے قبیح کام انجام دیا ہے یہ عذاب ذلیل کرنے والا ہو گا اس جھوٹ کی وجہ سے کہ جوانہوں نے خدا پر باندھا ہے ان کے آیات سے فتح حاصل نہیں کی اور تکبر کیا اور خدا کی بڑی آیات جو کہ آل محمد ہیں ان سے منہ پھیرا حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ فرمایا سب سے زیادہ پست اور ذلیل ترین مخلوق خدا کے نزدیک وہ ہے کہ مسلمانوں کا امراء کے ہاتھ میں ہو اور ان کے ساتھ اچھائی کے ساتھ پیش نہ آئے اور فرمایا کہ ایک گھنٹہ ظلم کرنا بدتر ہے خدا کے نزدیک سانحہ سال کے گناہ سے اور فرمایا جو بھی انتقام اور بدله سے ڈرے البتہ وہ شخص ظلم کرنے سے باز آتا ہے چونکہ متفق حقیقی ہر ظلم کا انتقام لیتا ہے اور ظالم کو اس کی سزادے دیتا ہے۔

## چہ بدد کردی مشو ایمن زآفات کہ واجب شد طبیعت را مكافات منجنيق آہ مظلومان بصبح زود گیرد ظالمان را در حصار

معراج السعادہ میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ خداوند معبود کی طرف سے حضرت داؤد کی طرف وحی ہوئی کہ ظالموں سے کہو کہ مجھے یاد نہ کریں مجھ پر واجب ہے کہ یاد کروں اس کو کہ جس نے مجھے یاد کیا ہے اور ظالمین کو یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان پر لعنت کا بھیجننا۔ اور سید سجاد نے امام محمد باقرؑ سے شہادت کے وقت فرمایا اے فرزند کہ خبردار

ظلم نہ کرنا اس شخص پر کہ جن کی مدد کے لئے خدا کے علاوہ کوئی اور نہ ہو پس جس کا کوئی مددگار نہ ہو وہ ملک الملوك کی درگاہ میں ہاتھ بلند کرتا ہے اور حقیقی انتقام لینے والا اس ظالم سے انتقام لے گا اور حضرت امام محمد باقرؑ سے مردی ہے کوئی بھی جب کسی دوسرے پر ظلم نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ خدا اس کے ظلم کا بدلہ لیتا ہے ان کی جان یا مال سے اور ایک شخص جو ایک مدت تک حاکم تھا ایک شخص حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کیا میرے لئے تو ہے فرمایا نہیں جب تک تمہارے ذمہ میں ایک حق ہے اس کو ان تک نہ پہنچاؤ اور امام صادقؑ سے منقول ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے قول: إِنَّ رَبَّكَ لِيَلْمِزُ صَلَادِ“ کی تفسیر میں فرمایا کہ صراط پر ایک پل ہے کہ اس پل سے گزر نہیں سکتا ہے کہ جس کی گردن پر کوئی ظلم ہو جو اس نے ظلم کیا ہو کوئی ظلم شدید اور بدترین نہیں ہے اس ظلم سے کہ جس کی مدد کے لئے خدا کے علاوہ کوئی مددگار نہ ہو اور فرمایا جو بھی کسی بھائی کا مال ناقص کھالے اور اس کو واپس نہ کرے تو قیامت کے دن یہی ناقص کھانے والا آگ کی چنگاریاں کھائے گا اور حضرت سے مردی ہے اللہ تعالیٰ نے وحی بیہی پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کی طرف کہ ایک ظالم بادشاہ مملکت میں رہتا ہے کہ اس شخص کے پاس جاؤ اور کہو میں نے تم کو بے گناہ لوگوں کے خون بہانے اور لوگوں کے مال کو لینے کے لئے مملکت نہیں دی ہے۔ بلکہ تم کو صاحب اختیار قرار دیا ہے اس لئے کہ مظلوموں کی آواز کو میرے درگاہ سے روکے رکھو اور ان کے رونے کو کم کرو میں چاہتا ہوں کہ کسی پر ظلم ہو جائے چاہیے وہ کفار ہی کیوں نہ ہو۔ بادشاہ کی حیثیت ایک چروہا کی طرح ہے کہ خالق نے ان کو رعایا پر مقرر کیا ہے اور اس بادشاہ سے رعایا کی محافظت چاہتا ہے جب بھی ان کی حفاظت میں کوئی تاج یا بھول جائے جلد از جلد اس کے ہاتھ کو اس چروہا سے کم کرتا ہے اور قیامت کے دن ان سے انتقام لے گا۔

میازار دھقان بیک خردان  
کہ سلطان شبان است و دھقان گله  
چھپے پر خاش و بیداد ازاو  
شبان نیست گرگ است فریادا ز او  
شهی کہ حفظ رعیت نگاہ میدارد  
حلال باد خراجش کہ مزد جوبانی است  
واگر نہ راعی خلق است زهر مارش باد

که هر چه میخور در ز جز یه مسلمانی است  
 اگر بد کنی چشم نیکی مدار  
 که هر گز نیارد گز انگور بار  
 نه پندارم ای در خزان کشته جو  
 که گندم ستانی بوقت درو  
 خطایین که بر دست ظالم برفت  
 جهان ماندا و با مظالم برفت  
 خانه نه بر ملک ستمگاری است  
 دولت باقی بکم آزاری است  
 پایداری بعید و داد بود  
 ظلم و شاهی چراغ و باد بود  
 نخفته امت مظلوم ز آهش بترس  
 زدود دل صحیح گاهش بترس  
 بترسی که پاک اندرونی شبی  
 بر آوز سوز جگریاری  
 چراغی که بیوه زنی بر فروخت  
 بسی دیده باشی که شهری بسوخت  
 پریشانی خاطر داد خواه  
 بر انداز داز مملکت پادشاه  
 سانده داد آن کس خدمات  
 که نتواند از پادشاه داد خواست

حضرت امام صادق سے مروی ہے کہ ظلم کرنے سے ذریغ تحقیق مظلوم کی دعا آسمان پر جاتی ہے اور وہاں تہجی جاتی

ہے کہ جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ کہتے ہیں باہوش بادشاہ مظلوموں کی دعا کے تیر سے ڈرتا تھا اس نے شعر کے دو بیت کو اپنے تکیہ نقش کئے ہوئے تھے۔ شب و روز اس پر نظر کرتا تھا اور اس عبرت حاصل کرتا تھا۔ اشعار یہ ہیں:

لَاتَظِيْلَمَ إِذَا مَا كَانَتْ مُقْتَدِرًا  
فَالظَّلَامُ مَقْدَرَةٌ تُقْضَى إِلَى النَّعْمَ  
تَنَامُ عَيْنَاكَ وَاللَّهُ ظَاهِرًا مُمْتَبِهً  
يَذْعُو عَلَيْكَ وَعَيْنُ الْأَكْلَمَ يَنْمَ

ظلم کرنے سے بچو جب ظلم کرنے قادر ہوا آخراں ظلم سے ندامت اور پشیمانی ہے چونکہ رات کی تاریکی میں تم خواب استراحت میں ہو اور مظلوم سوئے بغیر اس کے لب تھبھارے نفرین کیلئے کھلے ہی اور خدا کی ذات سونے سے براء ہے وہ مظلوم کی آواز کو سنتا ہے اور مظلوم کا پدله ظالم سے لے لے گا۔

اگر زیر دستی بر آید زپای  
حدر کن ز نالی دنیش بر خدای  
گرفتم ز تو ناتوانست بسی است  
تو واناتر از توهمن آخر کسی است  
فر اخی در آن مرزو کشور مخواه  
که دلتنگ یعنی رعیت ز شاه  
خرابی و بد نامی آید ز جور  
بزر گان رسند این سخن را بغور  
تفوبر چنین ملک و دولت بود  
که لعنت بر او تاقیامت بود  
نمیاندستم کار بد روز گار  
بمیاند بر او لعنت روز گار

حضرت امیر المؤمنینؑ سے مروی ہے کہ فرمایا: آفَةُ الْعِمَرَانِ مِنْ جَوَرِ السُّلْطَانِ۔ "آبادی کی خرابی بادشاہوں کے ظلم سے ہے۔ اور فرمایا: من ظلم رعیۃ اعداء، جو بھی اپنی رعیت پر ظلم کرے حقیقت میں اس نے اپنے دشمنوں کی مدد کی ہے۔ اس کے علاوہ اس ظالم کا نام اطراف اور اکناف میں ظلم کی وجہ سے مشہور ہو گا نزد یہ کامل اور دور کامل اس سے نفرت کریں گے کئی سال اور صدیاں اس پر لعنت کریں گے اس کی روایتی اور بدناہی اس کے خاندان میں یا وہاگر کے طور پر ہی گی عذاب آخرت کے علاوہ۔

### خود لحد گوید بظالم کیستی؟

ظالم مادر بیت مظلوم زیستی

ظالم انرا کاش جان درتن مباد

کز حریقش آتش اندر من فتاد

نیکوان راخوفه ااز من بود

ای عجب ظالم زمان ایمن بود

خانه ظالم بدنس اشد خراب

من بر او پاینده تایوم حساب

امام صادقؑ سے مروی ہے کہ جو بھی ظلم کرے اور جو بھی اس کے ظلم کرنے پر راضی ہو جائے اور جو بھی اس کی مدد کرے تینوں کے تینوں ظالم ہیں اور ظلم میں شریک ہیں۔ اور فرمایا کہ جو بھی کسی ظالم کی مدد کرے اس ظلم میں کہ جو کر رہا ہے اللہ تعالیٰ ایک ظالم کو اس پر مسلط کرتا ہے کہ جو اس پر ظلم کرے جس قدر بھی دعاماتگے اس کی دعا قبول نہیں ہو گی اس پر جو بھی ظلم ہو گا اس کے لئے کوئی اجر اور ثواب نہیں ہو گا اور حضرت رسول خدا سے مروی ہے کہ: شر الناس المثلث "لو گوں میں سے بدترین مثلث ہے عرض کیا کہ مثلث کون ہے؟ فرمایا: جو کسی بادشاہ امراء اور احکام کے پاس جاسوی کرے کہ اس نے تین آدمیوں کو ہلاک کیا ہے اول اپنے آپ کو اس معصیت کی وجہ سے جو وہ کر چکا ہے دوسرا بادشاہ امیر یا حاکم کو اس ظلم کی وجہ سے کہ جو اس نے مظلوم پر کیا ہے۔ تیسرا مظلوم کو کہ دنیا میں ہلاک کیا ہے اس اذیت کی وجہ سے کہ جو اس کو پہنچی ہے اور اس نے حق کو ضائع کر دیا ہے۔

نیز فرمایا ہے: جو بھی ظالم کے ساتھ ظالم کی مدد کے لئے جائے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ ظالم ہے وہ شخص اسلام

سے خارج ہوا ہے اور کفر میں داخل ہوا ہے۔

نیز فرمایا: جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی ندادے گا کہ ظالم کہاں ہیں اور جو ظالم کے شبيہ ہیں اور جو ظالم کے مانند ہیں یعنی ظالم کے ظلم پر راضی ہیں۔ یہاں تک ایک قلم بھی ظالم کیلئے چھپیلے یا ایک دوات اس کیلئے سیاہی تیار کرے۔ سب کے سب لو ہے کہ تابوت میں جمع کریں گے اور جہنم میں ڈالیں گے۔ اور یہ بھی جانتا چاہئے کہ ظلم کی تین فتنمیں ہیں چنانچہ حضرت امیرؐ نے فرمایا: **إِنَّ الظُّلْمَ لَثَلَاثَةَ فَظَلَمٌ لَا يَغْفُرُ وَظَلَمٌ لَا يَتَرَكُ وَظَلَمٌ مَغْفُورٌ لَا يُطَلَّبُ**، یعنی ظلم کی تین فتنمیں ہیں ایک وہ ظلم کہ جس میں اس کو نہیں بخشا جائیگا اور وہ ہے خدا کا شریک قرار دینا چنانچہ فرماتا ہے: **إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشَرِّكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُونَ ذَلِيلَكَ لِمَن يَشَاءُ**۔ دوسرا وہ ظلم کہ جس میں بخشا جائے گا وہ کہ جو اپنے نفس پر ظلم کیا ہو یعنی ایک فتح چیز کام تک ہوا ہو کہ اس کا ضرر دوسروں میں تجاوز نہ کرے۔ تیسرا ظلم وہ ہے کہ اس سے انتقام لے گا اس کے انتقام سے ہاتھ نہیں اٹھائے گا وہ ہے کہ خدا کے بندوں پر ظلم کرے اور حدیث میں وارد ہے: **مَنْ أَصْبَحَ لَا يَنْوِي ظَلَمًا أَحِدَ غُرْلَةً مَاجِنَاهُ**۔ جو بھی صحیح کرے اور کسی پر ظلم کا قصد نہ کرے اس کے گناہ بخشنے جائیں گے۔

اور ابواب الجہان ملارفیعا میں ہے کہ بادشاہ کو حج کرنے کا شوق ہوا حکومت کے ارکان نے کہا کہ حج کی شرط امن ہے اور بادشاہ کے بہت زیادہ دشمن ہیں اگر شکر کے ساتھ حرکت کریں گے ان کا تیار کرنا مشکل ہے اور اگر تھوڑے آدمیوں کے ساتھ حرکت کریں تو آپ کیلئے یقیناً خطرہ ہے۔ چونکہ بادشاہ اس مملکت میں بدن میں جان کا حکم رکھتا ہے اگر مملکت سے دور ہو تو ایسا ہے بدن تو ہو لیکن جان اس سے نکل جائے۔ مملکت بادشاہ کے بغیر سروسامان کے ہرج مرج اور پر آشوب ہو گا بادشاہ نے کہا پھر کیا کروں کرج کا ثواب پالوں۔ اس نے کہا کہ فلاں جگہ میں ایک زاہد ہے کہ جو بار بار حج پر گیا ہوا ہے ممکن ہے کہ ایک حج کا ثواب اس سے خرید لیں۔ جب زاہد کے پاس گئے اپنا واقعہ ان کو بتا دیا تو زاہد نے کہا میں ایک حج کا ثواب تمہیں بیچ دیتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہتے میں بیچو گے زاہد نے کہا ہر قدم کہ جو میں نے اٹھایا ہے ایک تمام دنیا۔ بادشاہ نے کہا امیر اس دنیا میں تھوڑا کچھ ہے وہ بھی ایک قدم کے برابر نہیں ہو جاتا ہے پس اس معاملہ کو کیسے حل کریں کہا آسان ہے کہا ایک گھنٹہ دفتر میں بیٹھیں کسی بے چارہ کا کام کریں عدالت سے کام کروں اس کا ثواب مجھے دیدو تاکہ میں سامنے حج کا ثواب تجھے دیدوں اور اس معاملہ میں صرف معاملہ میرے ساتھ ہے۔

حضرت امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ فرمایا: **مَنْ عَمِلَ بِالْعَدْلِ حَسَنَ اللَّهُ مُلِكُهُ وَمَنْ عَمِلَ بِالْجُورِ**

عَجَلَ اللَّهُ هَلْكَةً، یعنی جو بھی بادشاہ عدل کے صفت کیا تھا متصف ہو جائے اور اپنے ملک کو ایک مضبوط قلعہ قرار دے اور امن و امان کے قلعہ میں محفوظ ہو اور جس بادشاہ نے ظلم اور جور کے ساتھ رعایا پر ڈئار ہے اس نے اپنی ہلاکت میں جلدی کی ہے بعض بزرگوں نے کہا ہے بادشاہی جب بھی عدالت کے ساتھ ہو کفر کے باوجود باقی رہتی ہے اور اگر بادشاہی ظلم کے ساتھ ہو اسلام کے باوجود بادشاہی باقی نہیں رہتی ہے۔ رسول خدا سے مردی ہے چنانچہ کلینی کی کافی میں ہے کہ فرمایا: اِتَّقُوا اللَّهَ وَاتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّهُ ظُلْمٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ "اللہ سے ڈرو اور ظلم سے ڈرو چونکہ یہ قیامت کے دن تاریکیاں ہیں۔

نیز آنحضرتؐ سے منقول ہے: جب ملک الموت ظالم کی روح کو قبض کرنے کے لئے نازل ہو گا تو اس ملک الموت کے ساتھ آگ کی ایک سخن ہو گی کہ جس سے اس کی روح کو قبض کرے گا۔ اور حضرت امیر المومنینؑ سے مردی ہے کہ فرمایا: وَمَا مِنْ سُلْطَانٍ أَتَاهُ اللَّهُ قُوَّةً وَنُعْمَةً فَلَا سَتَعَانُ بِهَا عَلَى ظُلْمٍ عَبَادِهِ إِلَّا كَانَ حَقَّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَنْزِعَهَا مِنْهُ إِنَّمَا تَرَى إِلَيْهِ قَوْلَهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ۔ "کوئی صاحب سلطنت نہیں مگر یہ کہ اللہ نے اس کو قوت اور نعمت دی ہے اور جس کی مدد سے خدا کے بندوں میں ظلم کرے مگر یہ کہ اللہ کے لئے ضروری ہے کہ اس قوت اور نعمت کو اس سے چھین لے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان اللہ لا

یغیر... تا آخر

نیز فرمایا: بِالظُّلْمِ تَرَوِي النِّعَمُ وَتَجْلِبُ النِّقَمِ۔ "ظلم کی وجہ سے نعمتیں ہاتھ سے نکل جاتی ہیں اور بابائیں آ جاتی ہیں۔

بے ایداری بے مدل وداد بود  
ظلم و شاہی چراغ و باد بود  
از رعیت شہی که مایه ربود  
بن دیوار کندو بام اندود  
شہ بود چون سر رعیت تن  
باہم این هر دو را فرزود ثمن  
تن بے سر غذا زنبود است

سربی تنسزای طبیوراست  
 رعیت چه بیخ است سلطان درخت  
 درخت ای پسر باشد از بیخ سخت  
 کسی کو جفاوستم میکند  
 یقین دان که او بیخ خود میکند  
 ای بساتاچ و تخت تاجوران  
 لخت از دعای مظلومان  
 ای بساتی رهای کن جوران  
 شاخ شاخ از دعای رنجوران  
 ای بسانی زههای جباران  
 تار تار از دعای غم خواران  
 ای بسابارگاه و قصر قویم  
 زیر رو بالا زاشک چشم یتیم  
 ای بسارت عدوش کنان  
 سرنگون از دعای پیر زنان  
 هان ای نهاده تیر جفابر کمان جور  
 اندیشه کن زناوک دل دوز در کمین  
 گرتیغ تو زجوشن و فولا دبگذرد  
 پیکان آه بگذرد از کوه آتشین  
 مکن که آه فقیری شبی بر ون تازد  
 ففان و ناله بعرش و ملاتک اندازد  
 هزار جوشن و فولا داگر بپوشی تو

زدود آه فقیری چہ موم بگدازد  
 مکن کہ گردش این دھر آشنای تو نیست  
 تو شیشه داری واو سنگ صدم من اندازد  
 چنان بشیشه زند سنگ آه مظلومی  
 کہ شیشه نفت راجھ تو تیاسازد  
 بوقت نیم شبی گربگوید ای اللہ  
 هزار همچہ تواز خانمان بر اندازد

### ظلم اور تجاوز کے اثرات عدل اور رعیت پر دری کی حکایتیں

شاہ طہماسب صفوی کی حکایت کہ ظلم اور تجاوز سے توبہ کی وجہ سے اس کی عمر اور بادشاہت طویل ہوئیں۔ سو موادر کے دن 19 رب ک جوکہ (ظل) کے موافق ہے بادشاہ کے تخت پر بیٹھا اور 54 سال حکومت کی قزوین ان کا در الخلاف تھا۔ محقق شیخ علی کری، شیخ حسین بن عبد الصمد اس کا بیٹا شیخ بہاء الدین عاملی قدس اللہ اسرار ہم کے زمانے میں ان کی حکومت تھی شاہ طہماسب 15 صفر 982 میں ان کی وفات قزوین میں ہوئی اور 5 اصفر ان کی تاریخ قرار دی گئی ہے۔ اور سبزواری روضۃ الاحباب میں کہتا ہے کہ شاہ طہماسب ایک رات مشہد میں حضرت امام رضا کے روضہ پر گزاری اور شام سے لیکر صحیح تک عبادت میں رات گزاری اس رات جذبات الہی میں سے ایک جذبہ شاہ کے دل میں آیا اور اس آیہ کے مصدق: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوَبَّةً تَنْصُوحًا**۔ اس نے بارگاہ الہی میں عاجزی کے ساتھ تضرع زاری اور بے قرار ہو کر گری کیا اور توبہ کی اور امام کو گواہ بنایا اور اس کے بعد اپنے توبہ پر اس قدر ثابت اور راخ ہوا کہ کوئی اس معاملہ میں اس سے آگئیں بڑھا سائے کئی دشمنوں نے اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی اور دشمنوں کو جھکا دیا۔ اس نے حکم دیا کہ تمام شراب خانے بیاہ کریں۔ تمام عیش و عشرت ہبہ و لعب کے آلات سب کو ختم کر دیں اور لوگوں کو شراب پینے، بگ پینے اور باقی نشا آور چیزوں کی تاکید کے ساتھ روکا شہر میں رہنے والوں کو اسلام کے قاضیوں کی عدالت میں لے کر تمام برا نیوں اور بری چیزوں سے توبہ کر لیا ہر محلہ اور گلی میں اور تمام مساجد میں مقرر فرمایا کہ عوام کو ضروریات دین اور اسلام کے پانچ ارکان کی تعلیم انہیں دیں۔ جو بھی شریعت کے خلاف کوئی کام کرے گا شرع کے قانون کے مطابق انہیں سزا دی جائے اس عادل بادشاہ کی برکت سے تمام ممالک توبہ کر چکے

طہارت، نماز، روزہ، حج، زکات کے آداب کو ان سے یاد کیا کچھ لوگوں نے کوڑے اور حکومت کے تازیانے کے ڈرے توبہ کی۔ کچھ مدت کے بعد عبادت کا نوران میں آ گیا عصیان اور گناہ تاریکیاں ان سے مت گئیں آخر انہوں نے تہہ دل سے توبہ اور استغفار کیا جب انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ کا تعلق علماء، صلحاء اور القیاء کے ساتھ ہے اور مصدقہ: ان اکر مکم عند اللہ اتقاکم ”خدا کے نزدیک وہی زیادہ قابل احترام ہے کہ جو تقوی رکھتا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ لوگوں نے فتن و فنور سے ہاتھ اٹھادیا تھا اور مصدقہ ”النَّاسُ عَلَى دِينِ مُلْوِكِهِمْ“ انہوں نے تقوی اور پر ہیزگاری کو اختیار کیا۔ شاہ طہما سب نے جو مالاک جن حکام نے لوگوں سے زبردستی قبضہ کر لیا تھا اس نے سب کے سب ان جا گیر کے مالکوں کے حوالہ کیا اور اشیاء کے لئے جو رسوم اور راستوں میں مقرر ہوئے تھے سب کو ختم کیا اور تمام لوگوں کو مالیات معاف اور مرفع اقسام قرار دیا اور ہر سال کئی ہزار قومان فقراء طالب علم حافظ قرآن اور مکہ مدینہ ائمہ طاہرین کے مشاہد مقدسہ کے موذنوں میں خرچ کیا۔ جو بھی ان کے پاس آ جاتا اس کو تختے اور ہدایا دے دیتے ان خیرات نیکیاں عدل اور انصاف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو طویل عمر اور ایک بے خلل ملک عطا کیا فرمایا: وہ کسی شہر کے فتح کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اس کے باوجود شہروں اور بادشاہوں کے قلع جوان سے پہلے ان کے فتح کرنے پر قادر نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اس کو فتح کیا جیسے شیر و ان، گیلان، مازندران، ولار، سیستان، قائد ہاران علاقوں کو فتح کیا یہی ہے عدل اور انصاف کا فائدہ۔

## اس ظالم بادشاہ کی حکایت کہ جس سے کوڑا کلفل نے توبہ کرائی

سبز واری روشنۃ الاحباب میں ص 53 میں ذکر کیا ہے کہ کنعان ایک شخص تھا عمالقة کا اور ایک بادشاہ تھا جو بہت زیادہ ظالم اور متکبر تھا یہاں تک کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے بیع کو اس کی طرف بھیجا کہ جو بعد میں ذرا کلفل کے نام سے مشہور ہوا ذرا کلفل پوشیدہ طور پر لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے تھے یہاں تک کہ بادشاہ کو پتہ چلا کہ بعض ارباب فساد نے ان سے کہا یہ لوگوں کو تیرے علاوہ کسی اور کسی عبادت کی دعوت دیتے ہیں ان کا یہ کام ملک میں ظلم کے درہم برہم بنے کا موجب بنے گا اور ملک میں فتنہ و فساد برپا ہو گا کنعان آگ بگولہ ہو گیا اور حکم دیا کہ اس کو میرے پاس حاضر کریں اور اس کو قتل کریں جب ذرا کلفل حاضر ہوا۔ کنعان نے انتہائی غصہ سے کہا: یہ کیسی باتیں ہیں کہ جو آپ سے نقل کرتے ہیں سنائے کہ لوگوں کو میرے علاوہ کسی اور کسی عبادت کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔ ذرا کلفل نے کہا کہ تھوڑی دیر میری بات سنو اور غصنا ک نہ ہو جاؤ آپ میری باتیں سینیں چونکہ غصب جان کا دشمن ہے یہ غصب نفس اور حق کے درمیان حائل ہو جاتا ہے کہ نفس کو باطل خواہشات کی طرف دعوت دیتا ہے کنعان نے کہا کہو کیا کہنا چاہتے ہو

ذوالکفل ایک فتح و بیان شخص تھا۔ گفتگو کرتا جانتے تھے کلام کی ابتداء ملک علام کے شکر اور حمد سے کی اس کے بعد کہا: اے بادشاہ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تو ان لوگوں کا خدا ہے کہ جو تمہارے ملک میں ہیں۔ پس تمہارا ایک اور شریک ہے کہ جو لوگوں کا خدا ہے کہ جو تمہارے ملک میں نہیں ہیں۔ اگر تمہارا گمان یہ ہے کہ یہ تمام مخلوق کا خدا ہے پس یہ بتاؤ کہ تمہارا خدا کون ہے؟ کنعان نے کہا: ہم افسوس پھر میرا خدا کون ہے؟ ذوالکفل نے کہا: تمہارا خدا ہے جو آسمان و زمین، سورج، چاند، ستارے اور باقی موجودات کا ہے اے بادشاہ خدا سے ڈرواس کے عذاب سے ڈرواس کی بندگی اور اطاعت کرو۔ کنغان نے کہا: مجھے بتا دیں جب میں تمہارے خدا کی اطاعت کروں تو میری جزا کیا ہوگی۔ ذوالکفل نے کہا کہ بہشت ہوگی۔ کنغان نے کہا: یہ بتا دیں جب میں تمہارے خدا کی اطاعت کروں تو کیا کیا ہوگی۔ ذوالکفل نے اپنے اولیاء کے لئے رہنے کی جگہ قرار دیا ہے۔ ان کو 33 سال کی جوانی میں ان کو محشور کرے گا اور ان کو جنت میں داخل کرے گا اس میں ہمیشہ کے لئے ہوں گے۔ جوان ہوں گے بڑھا پانیں ہوگا۔ وہاں سے نہیں نکلیں گے۔ خوش حالی کے ساتھ بہشت میں حور اور غلام کے ساتھ رہیں گے۔ کنغان نے کہا: جو خدا کی عبادت نہ کرے اس کی سزا کیا ہے۔ ذوالکفل نے کہا اس کی سزا جہنم کی آگ اور دردناک عذاب ہے ان باتوں نے کنغان میں اثر کیا نرم دل ہو گئے اور بہت زیادہ گریہ وزاری کرنے لگا اور کہا اگر میں زمین اور آسمان کے خدا کی طرف لوٹوں اور اس پر ایمان لے آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہوگی۔ ذوالکفل نے کہا: ہاں کنغان نے کہا: میرے لئے اس بارے میں ایک وثیقہ اور ایک جھت موجود ہو کہ میری وفات کے وقت میرے ساتھ قبر میں رکھ دیں تاکہ جنت میں جانے کا مستحق ہو جاؤں ورنہ مجھے کیا معلوم کہ میری توبہ اور ایمان قبول ہو چکیں ہیں یا نہیں چونکہ میں نے بہت زیادہ گناہ اور بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ ذوالکفل نے کنغان کے مقصد کو قبول کیا اور ثمانت اس مضمون کا لکھا:

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ** یا ایک صفات نامہ ہے کہ میں کفیل بنتا ہوں بادشاہ کنغان کے لئے اس نے خدا پر اعتماد کیا خدا پر فلان کی کفالت سے کہ جب بھی کنغان توبہ کرے اور خدا کی عبادت بجالائے کہ اللہ اس کو بہشت میں داخل کرے اور عذاب خدا سے امان میں ہو چونکہ خدار حیم ہے مومنوں پر اور اس کی رحمت غضب پر سبقت لے چکی ہے اور اس نامہ کو کنغان کو دیا اس کے بعد کنغان نے کہا: اب میں کیا کروں گا ذوالکفل نے کہا: انہوں اور غسل کرو اور پاک دپا کیزہ کپڑے پہنو۔ کنغان نے ان کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔ ذوالکفل نے اس کو کلمہ کی تعلیم دی تو اس کو اکان شریعت کی تعلیم دی کنغان اس کے بعد ملک اور سلطنت کو چھوڑ دیا لوگوں کے درمیان سے باہر چلا گیا شہر والوں کو جب

کنغان کے جانے کا پتہ چلا یہ ان اور سرگردان اس کی تلاش میں ہر جگہ گئے۔ جب ان کا کوئی پتہ نہیں چلا تو نامیدہ ہو کر واپس آئے اور انہوں نے کہا کہ جو شخص ہمارے بادشاہ کے سرگردانی کا باعث بنا اس کو اپنا نگہبان قرار دیں۔ کنغان کے جانے کے بعد ذوالکفل ایک گوشہ میں چھپا ہوا تھا لوگوں نے اس کو تلاش کیا لیکن انہیں نہیں ملا۔ کنغان کے مخصوص آدمیوں نے کہا جب تک ہم اپنے بادشاہ کو تلاش نہ کریں واپس نہیں ہوں گے۔ ایک مہینہ تک اس کو تلاش کرتے رہے اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک گوشہ میں زمین و آسمان کے خالق کی عبادت میں مشغول ہیں انہوں نے جب کنغان کو دیکھا تو فوراً اس کے سجدہ کے لئے بھجے کنغان نے کہا: اے میرے ساتھیو! تم جان لو کہ میں زمین اور آسمان کے خالق کا ایک ذلیل بندہ ہوں غیر خدا کے لئے سجدہ نہیں کرنا چاہئے اور یہ جان لو کہ میں نے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر لی ہے زمین اور آسمان کے خالق پر ایمان لے آیا ہوں اور ان کو شفقت کے طور پر فیحث کی اس وقت ان کو کوئی درد لاحق ہوا اور کہا اے میرے ساتھیو! تم یہاں نہ ہو مری تھوڑی سی عمر باقی رہ گئی ہے میری موت قریب ہوئے جب میں مر جاؤں اور جب مجھے دفن کرنا چاہو تو اس کتاب کو میرے سینے پر رکھ دو اس کے بعد میری قبر کو بند کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد وفات پاپکے اصحاب نے ان کے وصیت کے مطابق عمل کیا اور اس کو دفن کر دیا اور اس کے سینے پر کاغذ رکھا اور اس کی قبر کو چھپا دیا اور اپنے شہر میں واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کفالت کو ذوالکفل سے قبول کیا اور کنغان کو بخش دیا اور بہشت میں داخل کر دیا اور نامہ فرشتہ کو دے دیا کہ اس کو ذوالکفل کے پاس لے جائے اور کہے کہ میں نے تمہاری کفالت قبول کیا اور کنغان کو بہشت میں جگدی۔ یہ نامہ وہ ہے جو تم نے کنغان کو دیا تھا۔ ذوالکفل نے جب یہ بشارت سنی اس ضمانت نامہ کو لیا اور اس گوشہ میں کہ جس میں چھپے ہوئے تھے قوم کے سامنے آئے لوگوں نے ان کو پکڑا کہ اس کو ماریں کہ تم نے ہمارے بادشاہ کو فریب دیا ہے اس کو سرگردان کر دیا ہے ذوالکفل نے کہا: اے لوگو! میں نے تمہارے بادشاہ کے ساتھ فریب نہیں کیا ہے اور اس کو دھوکہ نہیں دیا ہے بلکہ اس کو گناہوں سے توبہ کرائی ہے اور اس کو دین حق کی تعلیم دی ہے اس کو فردوشرک سے بری کر دیا ہے۔ اس کے لئے بہشت کی ضمانت دی ہے کفالت کا خط اس کو دے دیا ہے اور تمہارے بادشاہ فلان دن اس دنیا سے چلا گیا ہے۔ فلاں مکان میں تمہارے اصحاب اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے فلاں وقت اس کو دفن کر دیا کنغان کے وصیت کے مطابق اس کفالت نامہ کو اس کے سینے پر رکھا اور خدا نے اس کفالت نامہ کو میرے لئے بھیجا ہے کہ میں نے کنغان کو تیری کفالت کی وجہ سے اس کو بخش دیا ہے اور اس کو بہشت میں داخل کر دیا ہے یہ وہی کفالت نامہ ہے کہ اس کے اصحاب نے ان کو دفن کر دیا اور میری سچائی کی بھی دلیل ہے اب تم نہ ہو جاؤ یہاں تک کہ تمہارے اصحاب آجائیں گے

- جو کچھ میں نے بتایا وہ صحیح ہے تو ہمارا مطلب ثابت ہوا، اگر میں نے جھوٹ کہا ہے تو مجھے اس کی سزا دیں شہروالوں نے قبول کیا اور ان کو تکلیف دینے سے باز آئے لیکن اس کو قید کر دیا بیہاں تک کہ ان کے ساتھی آگئے اور کنعان کا واقعہ اور وصیت اور اس کے مرنے کی خبر دی شہروالوں نے کہا کہ جس کفالت نامہ کو تم نے کنunan کے ساتھ دفن کیا تھا اگر اس کو دیکھو گے تو پہچان لو گے انہوں نے کہا: ہاں جب ذوالکفل سے وہ کفالت نامہ ان کو دیا تو ان سب نے کہا کہ یہ وہی کفالت نامہ ہے کہ جو تم نے کنunan کے ساتھ دفن کیا تھا مرنے کا دن، وقت، مکان بالکل صحیح لکھا۔ جس طرح ذوالکفل نے خبر دی تھی ویسا ہی انہوں نے بتا دیا انہیں ذوالکفل کے سچ بولنے کا پتہ چلا اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار لوگوں نے ذوالکفل پر ایمان لائے اور اس کی پیروی کی اور ذوالکفل سب کے لئے ضامن ہوئے اس لئے اس کو ذوالکفل کہتے ہیں۔

## انوشیروان عادل کی حکایت

ناخ میں کہا ہے کہ انوشیروان نے 74 سال زندگی کی 48 سال بادشاہ رہے وہ قباد کا بیٹا ہے یہ پہلا شخص ہے کسری جس کا لقب تھا اس کا ابتداء کرتے ہوئے تمام ساسانیوں کو اکابرہ کہتے ہیں۔ انوشیروان قباد کے فرزندوں میں سے برگزیدہ بیٹا تھا وہ دین زردشت رکھتا تھا۔ فنون حکمت دانش سیاست فراست سب سے زیادہ ممتاز تھے اور تین سو سالہ آدمی عجم کے حکما میں سے جادوگر کا ہن اور اہل نجوم والے اس کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ اگر کوئی مشکل کام پیش آتا ان کی رائے سے اصلاح ہو جاتا تھا۔ جب اس کا باپ اس دنیا سے چلا گیا لوگ ان کے پاس اکھٹھے ہو گئے اور چاہا کہ ان کو سلطنت کے تخت پر بٹھا دیں۔ انوشیروان نے سر کو جھکایا اور کہا میں اس سلطنت سے دل برداشتہ ہوں یہ سلطنت میرے دل پر گراں گزرے گا اگر تم لوگ اس قانون کو کہ جو اپنے لئے پسند کیا ہے اس عادت کے ساتھ کہ جو لوگوں میں پائی جاتی ہے اس پر راضی ہو جاؤ اور وہ اپنی خواہش کے مطابق حرکت کریں تو یہ دن میرے اوپر تخت گزریں گے۔ میں اس کو برداشت نہیں کر سکتا ہوں اگر لوگ میرے قانون کے مطابق کہ جو میں نے پسند کی ہے اس پر آمادہ کر دوں تو لوگ خون بھانے گری نہیں کریں گے۔ وہاں کے سر کردہ لوگوں نے کہا ہم ہرگز آپ سے ہاتھ نہیں آٹھائیں گے ہم آپ کے فرمان کے مطابق عمل کریں گے آخر میں خسروانی کا تاج ان کے سر پر رکھ دیا اور اس کو سلطنت کے تخت پر بٹھا دیا سب سے پہلا کام یہ کہا کہ مزدک شخص کو جہنم واصل کیا یہ مزدک نیشا پور کا تھا دردار الملک مدائن میں آگیا اور بیوت کا دعوی کیا اور ایک کتاب لکھی اپنی شریعت کے اصول اور فروع کو اس کتاب میں لکھ دیا اس جہان کے لئے دو صانع کے قائل ہوا ایک نور کہ جو خیر کا فاعل ہے اور اس کا نام یزدان رکھا اور دوسری ظلمت کر جو فاعل شر ہے اور اس کا نام اہمن رکھا۔ عناصر کی خلقت

معاون سوتا چاندی درخت میوے حیوانات زندہ اور پرہیز گار انسان یزدان سے ہے۔ آگ میں جانا پانی میں غرق کرنا اور بدن کو لو ہے سے کائنات کا نتوں کا بدن میں چب جانا زہر کا نٹے والے حیوان کو اہمن نے خلق کیا ہے۔ ناخ میں ۱۲۲ عیسوی کے حادث آدم کے جھوٹ کے بعد مزدک کے عقائد کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے یہاں تک کہ کہتا ہے: اے لوگو! لوگوں کے درمیان قتل اور زیاد کا سبب دو چیزیں ہیں ایک مال اور دوسری عورت۔ پس یزدان کو خوش کرنے کے لئے تمام لوگوں کو مال اور عورتوں میں ایک دوسرے کا شریک قرار دیا جائے جس طرح آگ پانی اور گھاس میں شریک ہیں۔ قباد اس زمانے میں ایران میں بادشاہوں کا بادشاہ تھا۔ مزدک نے اس کو اپنے دین کی طرف دعوت دی۔ قباد نے اس سے مجذہ طلب کیا۔ مزدک نے کہا کہ آگ میرے ساتھ کلام کرتی ہے اس نے آتش کدہ کے پبلو میں ایک گڑھا کھودا ہوا تھا اور اپنے دوستوں میں سے ایک اس میں چھپا دیا تھا۔ قباد کو لے کر آتش کدہ کے پاس گیا اور آگ سے بات کی اور اس نے جواب دیا۔ قباد نے دھوکہ کھا کر اس کی پیروی کی اور اس پر ایمان لے آیا۔ اس وقت شرپند لوگوں نے شور شراب کر کے مزدک کے پیچھے ہو گئے لوگوں کے مال اور ناموس پر حملہ کیا۔ محارم کے ساتھ وہی کی اپنی ماں بہن اور بیٹی کے ساتھ ہم بستری کرنے کو مباح قرار دیا۔

گائے گوسفند اور باقی زندہ حیوانوں کے گوشت کو حرام قرار دیا۔ قباد نے اس حکومت کا سہارا لیا لیکن قوم اور قبائل کے جمال اور شرپنڈ لوگوں نے اکابرین کے ناموں پر حملہ کیا نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دن مزدک قباد کے گھر میں چلا گیا اور چاہا کہ انوشیروان کی ماں کے ساتھ ہم بستری کرے انوشیروان اس بات کو سخت بال پسند کرتا تھا مجبور ہو کر مزدک کے پاؤں کا بوسہ لیا اور ہزار بھانے سے اپنی ماں کو بچالیا وہ مزدک اس کام سے باز آیا۔ یہ کینہ انوشیروان کے دل میں پرورش پا رہا تھا۔ جب انوشیروان کی حکومت آئی تو فرمان دیا کہ مزدک کو حاضر کریں اور اس کے ساتھ بہت زیادہ مہربانی کے ساتھ پیش آیا یہاں تک کہ اس کا دل قوی کیا اس کے بعد کہا وہ لوگ کہ جنہوں نے تمہارا طریقہ اختیار کیا ہے سب ایک دن میں جمع ہو جائیں میں چاہتا ہوں کہ ان پر کچھ احسان کروں۔ مزدک نے ایک دن ان سب کو جمع کیا جب سب اکٹھے ہو گئے تو انوشیروان نے کہا: میرا احسان ان پر اور تمہارے ساتھ یہ ہے کہ تم میں ایک آدمی کو بھی زندہ نہ چھوڑوں مزدک نے کہا: اے بادشاہ! تم روئے زمین کی سب مخلوق کو قتل نہیں کر سکتے ہو۔ کیونکہ یہی میرے پیرو ہیں۔ انوшیروان نے کہا میں اس شریعت کے جو تم لے کر آئے ہو چیخ کرتا ہوں اور برائیں عقلی و نقلي سے تمہارے اور غالب آؤں گا۔ اس کے بعد تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ اب بتاؤ ایک شخص زحمت کر کے مال جمع کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے کہ جس نے کوئی زحمت

نبیں کی ان دونوں کو برا بر اجرت دیں تو یہ ظلم ہو گیا نہیں؟ مزدک نے کہا پس تم کیوں اس شخص کا مال کہ جس نے زحمت کی ہے۔ اس شخص کو دیتے ہو کہ جس نے کوئی زحمت نہیں کی۔ اب مجھے بتا کہ میں جانوں ایک شخص دانہ بوتا ہے اور زراعت کرتا ہے آیا اس زراعت کی آمد فی زراعت کرنے والے کے ساتھ مخصوص ہے یا اس شخص کے لئے بھی جس نے اس زراعت میں کوئی کام نہیں کیا اور اس کو اس زراعت کا علم تک نہیں؟ مزدک نے کہا : زراعت کرنے والے کا حصہ ہے۔ انوشیروان نے کہا: پس کیوں ایک کسی عورت کی اور کو دے دیں اور لوگوں کی نسل کو خراب کریں پھر اس سے پوچھا اگر ایک شخص دوسرے کو قتل کرے تو اس قاتل کی سزا کیا ہے؟ مزدک نے کہا قتل کرنا اچھا نہیں ہے۔ چونکہ قتل کرنے والے نے برا کیا تو ہم اس سے برا سلوک نہ کریں۔ انوشیروان نے کہا اگر اس کو قتل نہ کروں تو دس دوسرے آدمیوں کو قتل کرے گا۔ ایک قتل دس کا قتل سے بہتر ہے۔ اس کے بعد کہا: یہ آئین کہ جس کو تم نے ایجاد کیا ہے تو اس سے خرسوی رسم ختم ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں کسی خاندان کا پتہ نہیں چلے گا۔ اشرار میدان میں آجائیں گے جن کی وجہ سے لوگوں کے جان اور مال ضائع ہوں گے۔ پھر کہا: اے مزدک اس روز میں نے تمہارے پاؤں کا بوسہ لیا تو تمہارے جراب کی بدبو میرے دماغ میں پچھی۔

اس کے بعد حکم دیا کہ مزدک کو پچانسی پر لٹکا دیں اور فرمایا کہ اس کے پیروجہاں بھی میں ان کو پچانسی دے دوں۔ اسی دن ایک لاکھ مزدک کے پیروں کے سر کوتن سے جدا کیا اور نہروان اور مدائن کے درمیان میں پچانسی دے دی۔ پھر ان کو پچانسی سے اتار دیا اور لوگوں کی عورتوں کو اپنے شوہروں کے گھروں میں بھیجا اور جو مال بھی مزدک کی لے گئے تھے اس کو واپس کر دیا اور صاحب مال کے حوالہ کیا اور جو اس دنیا سے چلا گیا تھا اس مال کو اس کے ورثوں کے حوالہ کیا اگر کسی کا وارث نہ ملا تو اس مال کو فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ اس دن سے اس بادشاہ کو انوшیروان عادل کہا جانے لگا۔ اس کی عظمت کے لئے اتنا کافی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: **وَلِدُتْ فِي زَمَنِ الْمُلْكِ الْعَادِلِ**، کہ میری پیدائش بادشاہ عادل کے زمانے میں ہوئی ہے۔ انوشیروان نے عدل اور انصاف کے دروازے کھول دیئے اور مملکت کے کام منظم کیا۔ وہ مقدس لوگوں کی عزت کرتا تھا۔ اس نے درویشوں کو جمع کر کے مزدوری اور زراعت کا حکم دیا۔ تا کہ اس مملکت میں کوئی مسکین اور فقیر موجود نہ رہے جو غیر آباد زمین تھی حکم دیا کہ اس کو آباد کریں نیز پر اگنہ اور غریب لوگوں کو سرمایہ دیا اور ان کو اپنے وطن بخیج دیا۔ ہر ندی پر پل ہوایا راستوں میں مکمل طور پر امن قائم کیا اور اپنی مملکت کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ۳۶ پہلا حصہ خراسان بحستان کرمان ۳۷ دوسرا حصہ اصفہان، قم آذربایجان، ارمدیه ۳۸ تیسرا حصہ فارس اہواز۔

چوتھا حصہ عراق، عرب روم کی سرحد تک اور ہر ایک جگہ کے لئے نائب عادل اور ایک قابل اعتماد عاقل کو مقرر کیا جس شخص کی عمر پچاس سال سے زیادہ تھی اور ہر پچھے کو کہ جس کی عمر بیس سال سے کم تھی نیز تمام عورتوں کو نیکس سے معاف رکھا جو مالدار ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق نیکس ادا کرے اور یہود و نصاریٰ پر جزیہ رکھا جب سلطنت کا کام مضبوط ہوا تو تین لاکھ جنگی مردوں کو مدائیں سے باہر نہیں لگا دیا دیئے اور عموریہ سے گزرے اور حلب میں دونوں لشکروں کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ آخر میں قیصر نے شکست کھائی اور معاهدہ اس پر ہوا کہ وہ جنگ سے ہاتھ انھالیں اور قیصر ہر سال چھ کروڑ دینار خالص سونے کا اور بیس کروڑ رام اور پانچ سو کپڑے حکومت ایران کے حوالہ کرے گا۔ اور یہ بھی طے پایا کہ قیصر ہر سال میں ایک دفعہ اس کے درگاہ میں پیش ہوگا۔ اس کے بعد ایک عہد نامہ اور وثیقہ لکھا گیا اور اس پر انگوٹھی کی مہر لگائی گئی۔ اس کے بعد دونوں لشکروں نے جنگ بندی کا اعلان کیا اور انوشیروان مدائیں واپس لوٹ گیا تمام بادشاہ اس کے فرمان کے تابع ہو گئے اور ہر سال تختے ہدے اور نیکس اس کی درگاہ میں لے جاتے تھے کہ جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ سب اس کو ملک الملوك کہتے تھے یعنی بادشاہوں کا بادشاہ اور اس کی عدالت تمام دنیا میں مشہور ہو گئی۔

جب قیصر کا ایچی انوشیروان کے پاس آیا تو اس کی پر ٹکھوہ سلطنت اور اس کے قصور و عمارت اور دربار کو دیکھا اس کے دربار میں ایک ٹیڈی ہمی جگہ دیکھی تو اس نے اس کا سبب پوچھا اسے بتایا گیا کہ اس مقام پر ایک بوڑھی کا مکان ہے بادشاہ نے اس گھر کو خریدنے کے لئے بڑی کوشش کی بہت زیادہ قیمت دینے کی پیش کش کی تاکہ دربار کی دیوار سیدھی ہو۔ لیکن وہ راضی نہ ہوئی۔ آخر بادشاہ نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ قیصر کا ایچی کہنے لگا اس دربار کی دیوار کا ٹیڈی ہا ہونا ایسی سیدھی دیوار سے بہتر ہے جو ظلم کے ساتھ سیدھی کی گئی ہو۔

انوшیروان کے کلمات یہ ہیں: + سب سے فاضل بادشاہ کے لئے وزیر کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے عاقل ترین عورتوں کے لئے بھی شوہر کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ + بہترین گھوڑوں کے لئے چاکب واجب ہے اور بہترین تلوار کے لئے صیقل کرنا ضروری ہے + علماء کے ساتھ مشورہ کرنے سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے جاہلوں سے دوری اختیار کرنا روح کے لئے خوشی کا باعث ہے + مردوں ہے کہ مال کی کمی اور زیادہ ہونے سے اس میں تبدیلی واقع نہ ہو چونکہ دارمدار مال پر نہیں ہے + سلطنت کا دارمدار پانچ چیزوں پر ہے پہلی اپنی مملکت کی حفاظت، دوسرا شریعت کی پیروی، تیسرا نیک لوگوں کو نیک جانا، چوتھی برے لوگوں کو برائی کی سزا دینا پانچویں اپنے عزیزوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔ + آدمی کی شرافت دوسرے حیوانوں پر عقل سے ہے کہ مال سے اور عقل کی شرافت حکمت کے کسب کرنے پر ہے اور

حکمت کی شرافت خدا کی معرفت کے ساتھ ہے نہ جدل اور مناقشہ کے ساتھ اور معرفت کی شرافت رضا اور عبادت کے ساتھ ہے نہ کہ بتوں کی پوجا کے ساتھ۔ + شخص اپنے آپ کو چار چیزوں سے بجا لے تو کسی صورت میں اس کو ملاں نہیں ہوگا۔ اول جلد بازی سے دوسرے سنتی سے تیرے خود پسندی سے چوتھے لڑنے جھکرنے سے۔ + چار چیزیں ہلاکت کا موجب ہیں اول لائق دوم خوف سوم عار چہارم قرض۔ + چند صفتیں چند لوگوں سے بہت بری ہیں: بادشاہوں سے بے رحمی، علامے حرص، دولتمدوں سے بخل، جوانوں سے سنتی اور بوڑھوں سے زینت اور عورتوں سے بی شرمی۔ + تمام تدبیروں سے اچھا تحلیل اور کام کو وقت پر کرنا ہے۔ + نعمت کا شکر نعمت کو زیادہ کرتا ہے اور کفران سے نقصان اور عذاب ہوتا ہے۔ + جب میں نے عدل اختیار کیا تو اپنے گزشتہ آباء سے زیادہ پایا اور جس دن بادشاہ ہوا اس وقت جان لیا کہ امراء اور لشکر اہل زراعت اور اہل حراثت کے کارکن ہیں۔ لشکر کا قیام ان کی آمدی سے ہے اور ان کی استقامت لشکر کے قوی ہونے سے ہے۔ پس اہل زراعت سے اس قدر مالیا کہ لشکر کی حاجت پوری ہوتی ہے اور جوان کے نفقہ سے زیادہ ہو وہ عمارت کے کام میں آئے پس میں نے ان دو گروہ کو اپنے دو ہاتھوں کی طرح قرار دیتا ہوں کہ اگر ایک کو نقصان ہو تو یہ نقصان دوسرے میں بھی سراحت کر جاتا ہے۔

انو شیر و ان کے دو تدبیروں میں سے ایک داشمند بوذر جمیر بن سوخرا کہ اس کا نسب طوس بن نوذر تک پہنچتا ہے، نے شطرنج کے مقابلے میں نزد کھیل کو ایجاد کیا۔ بوذر جمیر انو شیر و ان کو مزدک کے قتل کرنے پر آمادہ کرتا تھا اور اس کے خواب کی درست تعبیر تھی بتاتا تھا ایک رات انو شیر و ان نے خواب میں دیکھا کہ اس کے تخت کے سامنے ایک درخت آشکار ہوا ہے اور ایک دلیر شخص انو شیر و ان کے گلاس سے شراب پی رہا ہے۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوا چند دنالوگوں سے اس خواب کی تعبیر کا مطالبہ کیا مقصود حاصل نہ ہوا۔ یہاں تک بوذر جمیر نے تہائی میں اس سے کہا: بادشاہ سلامت آپ کے سونے کی گلہ ایک لڑکا ہے کہ مگر آپ کے حرم میں سے کسی ایک پر عاشق ہے اگر آپ چاہیں کہ اس مطلب سے آگاہ ہوں تو ایک ایک عورت کو نجگاریں اس نے ایسا کیا تو ایک لڑکا آشکار ہوا کہ جو عورتوں کا لباس پہنے ہوئے تھا اور عورتوں کی طرح اس کے گیسو تھے۔ انو شیر و ان نے اس عورت اور لڑکے کو چھانی دے دی۔

اس کے بعد کوئی کام بھی بوذر جمیر کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتا تھا۔ ایک دن داناؤں میں سے ایک نے انو شیر و ان سے کہا ملک الملوك نے کہاں سے اس عدل کے طریقے کو پسند کیا ہے انو شیر و ان نے فرمایا: جوانی کے دنوں میں ایک دن شکار گاہ میں ایک پیارا کو دیکھا کہ اس نے ایک پھر کو اٹھایا اور اس سے ایک کتے کے پاؤں کو توڑا وہ آگے بڑھا چند قدم

اٹھائے تو کہ گھوڑے نے اس کولات ماری جس سے اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ چند قدم کے بعد اس گھوڑے کا پاؤں چوہے کے سراخ میں چلا گیا اور ٹوٹ گیا۔ میں نے جان لیا کہ ہر کام کی سزا ہے۔ گویا انکار نہیں کرتا چاہئے کہ برائی کی جزا اور سزا ہے۔

انوشیروان کی اچھی عادتوں سے ایک عادت یہ تھی کہ اس نے کہا علم نااہل کونہ سکھادئیں اور نااہل لوگوں میں سے قاضی اور حاکم مقرر رہ کیا جائے۔

سبز واری روختہ الانوار میں لکھتے ہیں کہ انوشیروان جب تخت سلطنت پر بیٹھا تو اس کو یہ خبر پہنچی کہ آذربیجان کے حاکم نے ایک بوڑھی عورت ظلم کیا ہے۔ وہ بوڑھی عورت اس جگہ پر کھڑی ہو گئی کہ جہاں سے بادشاہ کا گزر ہوتا تھا اور شکایت کی انوشیروان نے باڑی گارڈ سے کہا کہ اس کو اپنے گھر میں لے جاؤ اور تمام معیشت کے اسباب اس کے لئے مہیا کرو۔ پھر کسی کو آذربیجان میں بھیجا تاکہ اس کے حال کی تحقیقات کرے۔ وہ تحقیق کر کے واپس آیا تو بوڑھی عورت کی بات حق نہیں۔ انوشیروان نے حاکم کو طلب کیا اور اس کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر روکے رکھا اس کے بعد امراء سے سوال کیا کہ آپ اسکے اسباب اور مال کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ کہا: اس شان و شوکت کے ساتھ بیچاری بوڑھی عورت کی زمین کو غصب کرے اور ظلم کرے تو اس کی سزا کیا ہوئی چاہئے؟ انہوں نے کہا بادشاہ کا جو فرمان ہو صحیح ہے۔ انوشیروان نے حکم دیا کہ اس حاکم کے سر کے چڑیے کو اتارا جائے اور بوڑھی عورت کی زمین کو اس کے حوالہ کیا۔

نیز اسی کتاب میں کہا گیا ہے کہ انوشیروان نے حکم دیا کہ ایک زنجیر بنائی جائے اور اسے بادشاہ کے قصر کے اوپر شارع عام پر لٹکا دیا گیا تاکہ ہر ضعیف اور جس پر ظلم ہوا ہو زنجیر کے نیچے آئے اور گھنٹی بجائے اور اپنی حالت بغیر واسطہ کے بادشاہ تک پہنچائے۔

ایک دن گھنٹی کی آواز بادشاہ کا نااہل اس نے قصر کے اوپر سے دیکھا تو ایک گدھے کو پایا جو ضعیف نجیف اور لاغر تھا اور گھنٹی کو حرکت دے رہا تھا۔ انوشیروان نے پوچھا یہ کس کا گدھا ہے؟ تو انہیں کہا گیا کہ فلاں کا ہے گدھا ہے جب تک جوان تھا اصل میں باندھتا تھا اب بوڑھا اور ضعیف ہوا ہے تو اس لئے اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ انوشیروان نے حکم دیا کہ اس کو لے آئے تو انوشیروان نے ہدایت دی کہ روزانہ چند لیکوگھاں اس کو کھلانیں گویا بادشاہ کے عدل کا اثر تمام عالم پر ظاہر ہوا اور ناتخ میں انوшیروان کے احوال میں لکھا ہے کہ انوشیروان جب بھی

بادشاہوں کو خط لکھتا تو ان کو سب سے پہلے خدا کے قہر کی تنبیہ کرتا تھا۔ انبیاء کے قصوں اور گزشتہ بادشاہوں کی سیرتوں کو شاہ مثال کے طور پر پیش کرتا تھا۔ اپنی کچھ فتوحات اور عدالت بیان کرتا اور اسکے بعد خط کو ختم کر کے انشاء اللہ کہتا تھا۔ ان نصیحتوں میں ایک نصیحت یقینی کہ روزانہ دو مرتبہ علماء کے گھروں میں جاؤ ان کا احترام کرو اور اپنے تمام امور کا ان کے بغیر فیصلہ نہ کرو۔ اپنے کام کرنے والے کو لکھتا کہ لشکر کا حق ہمارے اوپر زیادہ ہے واجب ہے کہ ہم ان کو تکلیف نہ دیں۔ دین داروں کا حق بہت زیادہ ہے ان کی راہنمائی سے ہماری عبادت قبول ہوتی ہے اور عمال کا حق ہمارے اوپر یہ ہے کہ ان کے امور میں سختی سے کام نہ لیں تاکہ وہ اپنا بوجھا پنچے والوں پر نہ ڈالیں

نیز رعایا کا حق ہمارے اوپر یہ ہے کہ ہر وقت ان کی اصلاح کے بارے میں سوچیں۔ بزرگوں کو چاہئے کہ اپنے سچے کام کرنے والوں سے رعایت کریں اور سچے والے بڑوں کی خدمت کریں چونکہ مملکت کا داردار بزرگوں کے وجود پر سچے والوں کی اطاعت پر ہے۔ جب ایک شخص نے انو شیر وان کو خط لکھا کہ اس شہر میں تاجرلوں میں سے ایک نے شاہ کے خزانہ سے زیادہ جمع کر رکھا ہے تو انو شیر وان نے اس خط کی پشت پر لکھا کہ توہہ ہم میں سے ہے اگر اس کا مال زیادہ ہوا تو اس سے ہمارے مال میں کوئی کمی نہیں آتی دوسرا نے لکھا بادشاہ کا خزانہ نہیں رہا جو کچھ تھا سب کو خرچ کیا جا چکا تو جواب لکھا کہ ہمارا عیب اس وقت ہے جب اپنے خزانے کو سختی لوگوں کو نہ دیں تب حرست ہو گی۔ ایک اور نے لکھا کہ بادشاہ چند لوگوں کے ساتھ لوگوں کے درمیان سے عبور کرتا ہے یہ احتیاط سے بعید ہے۔ کہیں دشمن دھوکہ دیکر بادشاہ کو نقصان نہ پہنچائے تو اس کے جواب میں لکھا: بادشاہ عادل کا نگہبان اس کا اعدل ہے۔ ایک اور نے لکھا کہ بادشاہ کے خازن نے تین لاکھ دینار فقراء پر خرچ کیا یہ ایک قسم کی شاہ کے خزانہ میں خیانت ہے جواب میں لکھا جو بھی سختی لوگوں کو سچے اس کو ہم اپنے مال میں اضافہ جانتے ہیں۔

خلاصہ اس کے عدل اور انصاف کی وجہ سے اس کی بادشاہی عظیم ہوئی اس حد تک کہ اس کے دربار میں پانچ کرسیاں کمی جاتی تھیں۔ ایک چین کے بادشاہ کے لئے دوسری ہندوستان کے بادشاہ کے لئے تیسرا امیر طور پر روم کے لئے پوچھی ترکستان کے بادشاہ کے لئے اور پانچویں بودھ رمجر کے لئے کہیے سب ان کرسیوں پر بیٹھ جاتے تھے۔

## چوچھا: انو شیر وان کے خواب کی حکایت

جب انو شیر وان کے 39 سال گزر چکے تو اس کی حکومت میں سے ایک نے خواب میں دیکھا کہ عرب کے اونٹ گم کے اونٹوں کے ساتھ لڑتے ہیں اور گم کے اونٹ بکھر گئے ہیں اس خواب کا انو شیر وان کے سامنے پیش کیا گیا۔ نیز انو

شیروان نے خواب میں دیکھا ایوان کے چودہ کنکرے زمین پر گر گئے ہیں اور کسی وزن کے بغیر ایوان کی دیواروں میں شگاف پڑ گیا ہے اور اب تک اس کا نشان موجود ہے۔ یہ واقعات رسول خدا کی ولادت کی رات واقع ہوئے اور چودہ کنکر اول کا گرنا اور شگاف پڑ جانا انو شیروان کی خواب کے تین دن بعد واقع ہوا۔ اس واقعہ کے بعد یہ خبر پہنچی کہ ساواہ کا دریا خشک ہو گیا وادی ساواہ کا پانی جوش میں آگیا ہے۔ نیز فارس کا آتش کدہ بجھ گیا ہے۔ اس زمانے تک ہزار سال ہوا تھا کہ نہیں بجھا تھا انو شیروان خوف زده ہوا جادو گر کا ہن اور اہل نجوم کو بلا کران سے یہ واقعہ بیان کیا اور انہوں نے پیش گوئی کی کہ کوئی عرب سے آ کر ٹیکم پر غالب ہو گا اور جنم کے دین میں رخنہ ڈالے گا۔ آپ عرب سے ایک شخص کو لے بلائیں جو ان کے اخبار اور کتابوں کو جانتا ہوتا کہ یہ مشکل حل کرے۔

### طیح کا واقعہ

انو شیروان نے عمر و بن ہند کو کہ وہ پہلے حیرہ کا حاکم تھا، خط لکھا کہ عرب کی جماعت سے ایک دن اُنھیں کو بھیج دیں میں چاہتا ہوں کہ عرب کے اخبار کے بارے میں کچھ اس سے پوچھ لوں۔ عمر و بن ہند نے عبد اسح کو بھیجا جب وہ کسری کے پاس پہنچا اور واقعہ سے آگاہ ہوا تو اس نے کہا کہ میرا ایک ماموں ہے جس کا طیح نام ہے۔ اور وہ شام اور یمن کے درمیان رہتا ہے میں اتنا میں جانتا ہوں کہ یہ مشکل وہ حل کرے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے پاس جاؤں کسری نے اجازت دی اور عبد اسح اس پست اور بلندز میں کوٹے کرتے ہوئے طیح کے سرہانے پہنچا۔ وہ اس وقت جان کنی کی حالت میں تھا۔ اس کے سامنے کچھ اشعار پڑھے گئے جن کا خلاصہ یہ ہے: ایک آدمی تمہارے رشتہ داروں میں سے آیا ہے کسری کے پاس سے حادثہ کو ظاہر کرنے کے لئے کہ جس سے بہت سے لوگ عاجز آچکے ہیں جب یہ بات طیح کے کان میں پہنچی اس نے آنکھ کھوئی اور کہا کہ عبد اسح تو ایک اونٹ پر مسافت کوٹے کر کے طیح کے پاس آیا ہے اس وقت کہ جب وہ سکرات موت میں ہے۔ تجھ کو آل ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے تاکہ خواب کی تعبیر معلوم کر سکے۔ ای عبد اسح جب قرآن پڑھنا زیادہ ہو جائے اور صاحب عصا ظاہر ہو جائے اور برائی ہجتہ کرے دعوت کے لئے تو وہ پتغیر ہو گا پھر ساواہ کی ندی جاری ہو گی اور ساواہ کا دریا خشک ہو گا اور فارس کا آتش کدہ بجھ جائیگا۔ بابل جنم کا مسکن اور شام طیح کا مقام نہیں ہو گا اس پر آل ساسان حکومت کریں گے۔

اس کے مرنے کے بعد عبد اسح اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور انو شیروان کے پاس آیا اور اس کو واقعہ سے آگاہ کیا انو شیروان نے کہا اس زمانے تک میری اولاد سے چودہ آدمی حکومت کریں گے پر ایک لمبی مدت ہو گی اس کے بعد جو بھی

ہو جائے۔ اور ان کو یہ پتہ نہیں چلا کہ اس کی مدت ستر سال سے کم ہو گی۔ اسی دن دجلہ سے ایک آواز آئی کہ جودل اور جان کو توڑنے والی تھی وہ آواز یہ تھی کہ شاہ مشکست کھا گیا اور دجلہ پر جو پل تھا وہ ٹوٹ گیا اور پانی میں بہہ گیا۔ انوشیروان بہت زیادہ ڈر گیا اس نے اہل بخوم اور داناؤں کو بلا بیا اور اس کا سبب پوچھا تمام لوگوں نے جواب نہ دیا اور مہلت مانگی ان لوگوں میں سے ایک شخص کہ ان کو سائب کہتے تھے اور وہ علم قیافہ میں بہت زیادہ مہارت رکھتا تھا رات کو شہر سے باہر چلا گیا اور ایک بلند جگہ پر جای بیٹھا وہ آسمان کے اطراف کو دیکھتا تھا اچانک ایک بجلی کو دیکھا کہ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی ہے وہ بڑھتی گئی یہاں تک کہ مشرق تک پہنچی جب صبح ہوئی تو اپنے قدم کے نیچے سبزہ پایا پس قیافے اس نے جان لیا کہ ایک بادشاہ حجاز سے ظہور کرے گا کہ اس کی سلطنت مشرق تک ہو گی اس کی حکومت سے بڑی حکومت کوئی نہیں ہو گی یہ اپنے اصحاب کے پاس چلا گیا اور سارا واقعہ بیان کیا۔ سب نے اتفاق کر لیا کہ یہ علامات پیغمبر کے ظہور کی علامتیں ہیں کہ حجاز میں ظاہر ہوں گی۔ وہ ساسانیوں کی حکومت کو تباہ کرے گا اور جوں کا دین ختم ہو جائے گا۔ اگر ہم یہ بتائیں کسری کو کہیں تو وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا اس کے بعد کسری کے پاس آئے اور اس مطلب کو چھپا کر رکھا انہوں نے کہا کہ اس پل کی بنیاد اور اس طاق کی عمارت کو خس وقت میں اس کو بناتے ہیں تاکہ اس میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہو۔

کسری نے اس وقت پل کی بنیاد رکھی آٹھ ماہ کے بعد پل تیار ہو گیا اس پل کے دیوار بنا رہے تھے انوشیروان اس بساط پر آ کر بیٹھا اچانک دجلہ کے پانی نے اس پل کو اپنے لپیٹ میں لے لیا اور اس کو نیچے گردایا دجلہ سے ایک مہیب آواز آئی کہ شاہ کا خاتمہ ہو گیا انوшیروان بڑی مشکل سے دریا کے کنارے پر بیٹھا جادو گروں اور بخومیوں کو بلوایا ان میں ایک سو آدمیوں کو مارڈا اور کہا کہ تم نے میری رسم کو توڑ دیا اور تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو انہوں نے کہا: حساب کرنے میں غلطی ہو گئی تھی۔ ہم سے پہلے لوگوں نے بھی غلطیاں کی ہیں اب صحیح طرح حساب کرتے ہیں تاکہ حساب میں غلطی نہ ہو۔ لامحالة انوшیروان نے خزانہ خرچ کیا اور آٹھ ماہ اس پل کے بنانے پر خرچ کئے گئے۔ جب پل مکمل ہوا تو انو شیروان وہاں بیٹھا بھی وہ ختم نہیں ہوا تھا کہ ایک خوفناک آواز اس کے کان میں آئی کہ شاہ کا خاتمہ ہوا اور پل پانی میں چلا گیا انوшیروان کو غصہ آ گیا بخومیوں اور جادو گروں سے کہا: خدا کی قسم تم میں سے ایک شخص کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تم حق بتاؤ کہ یہ کس چیز کی علامت ہے یہ مجبور ہو کر کہنے لگے: حقیقت یہ ہے جیسا کہ ہم نے جان لیا ہے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہو گا اور آپ کی سلطنت کو ختم کرے گا۔ ہم نے یہ بات اپنی جان کے خوف سے نہیں بتائی تھی انوшیروان نے ان کے جرم کو

معاف کیا اور قضاء پر راضی ہو گیا۔

## عضد الدولہ اور قاضی کی خیانت کی حکایت

عضد الدولہ آں بویہ کا چوتھا بادشاہ تھا اس کا نام فا خسرو اور لقب تاج الملوك اور ملک الملوك تھا۔ اس نے 34 سال حکومت کی اس دنیا میں 48 سال زندگی گزاری۔ عضد الدولہ کے جاسوسوں میں سے ایک نے خبر دی کہ بغداد کے پل پر ایک جوان کو دیکھا جس کا چہرہ زر تھا۔ اس کے چہرے اور گرد پر زخم کے نشان تھے مجھے دیکھا اور سلام کیا۔ میں نے اس کا جواب دیا میں نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے کہ تمہیں بہت زیادہ محظوظ اور پریشان دیکھ رہا ہوں؟! کہنے لگا میرا واقعہ بہت طولانی ہے میں چاہتا ہوں کسی ایسے شہر میں جاؤں کہ جہاں عادل بادشاہ اور قاضی ہمارے متین قاضی ہو۔ میں نے کہا جانتے ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو عضد الدولہ سے زیادہ عادل بادشاہ چاہتے ہو اور قاضی ہمارے شہر کے قاضیوں سے زیادہ متین اور زیادہ عالم ہوان سے بڑھ کر کس کو طلب کرتے ہو اس نے کہا: اگر بادشاہ بیدار ہوتا تو اس کا قاضی خیانت کارنہ ہوتا۔ میں نے کہا تم نے بادشاہ کی غفلت اور قاضی کے واقعہ سے کیا دیکھا۔ اس نے کہا جان لو! میں فلاں تاجر کا بیٹا ہوں اور میرے باپ کے رہنے کی جگہ اس شہر میں فلاں ہے اور میرے باپ کو سب جانتے ہیں کہ میرا باپ مال دار شخص تھا۔ میرا باپ فوت ہو چکا میں اہل عاب اور شراب خوری میں مشغول ہو گیا۔ اتفاق سے میں بہت زیادہ بیمار ہو گیا میں اپنی زندگی سے نا امید ہو تو میں نے نذر کہ اگر اس بیماری سے میری جان بچ گئی تو میں حج بیت اللہ کی سے مشرف ہو گا خدا نے مجھے شفاذی تو اپنے مال کو نقد رتم میں قرار دیا وہ پچاس ہزار دینار تھے میں نے اپنے آپ سے کہا اس پچاس ہزار دینار کو اپنے ساتھ لے جانے میں مصلحت نہیں ہے میرے لئے میں ہزار کافی ہیں اس لئے میں چلا گیا اور دو لوٹ خرید لئے اور لوٹے میں پندرہ پندرہ ہزار دینار ڈال دیئے اور اس پر مہر لگا دی۔ اپنے آپ سے کہا قاضی سے زیادہ ایں کون ہو سکتا ہے وہ عالم اور حاکم ہے بادشاہ نے لوگوں کے مال اور خون کو اس کے پر کیا ہے اور اس پر اعتاد کیا ہے۔ وہ بہر حال خیانت نہیں کرے گا اس لئے میں نے وہ دلوٹے اس کے پاس لے گیا اور اس کے پاس امانت رکھ دیئے اس نے قبول کیا میں نے بھی میں ہزار دینار اس سے لیا اور حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہو گیا زیارت کے بعد مدینہ منورہ گیا اور زیارت رسول کے بعد روم کی طرف چلا گیا اور رومیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا چند زخم میرے بدن پر گلے۔ وہ میر اسرا مال لوٹ کر لے گئے چار سال تک ان کے پاس اسی رہاروم کا بادشاہ بیمار ہوا تو اس نے حکم دیا کہ اسیروں کو رہا کریں۔ ان میں سے ایک میں بھی تھا کہ جو رہا ہوا بڑی مشکل سے میں بغداد پہنچ گیا۔ میں خوش تھا کہ قاضی کے پاس تمیں ہزار دینار ہیں

میں قاضی کے پاس گیا سلام کیا اور اس کے پاس بیٹھا اور اپنا واقعہ اول سے آخر تک بیان کیا اور اس سے دلوں لوٹوں کا مطالبہ کیا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں دوسرے دن پھر اس کے پاس گیا اور کہا کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے شرم کے مارے اپنے گھر میں نہیں گیا میرا ہاتھ خالی اور میرے کپڑے پرانے ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں نے رات ایک خراب مسجد میں گزاری ہے مجھے وہ دلوٹے کہ جو امانت کے طور پر آپ کے پاس رکھتے تھے کہ ضرورت میں کام آئیں واپس کر دیں۔ قاضی نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ بھی نہیں کہا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اس وقت وہ کھڑا ہو گیا اور گھر چلا گیا میں بھی چلا گیا۔ میں تیسرے دن پھر اس کے پاس گیا اس دفعہ میں نے سختی سے کہا اس نے مجھے کہا کہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا دماغ سفر کرنے کی وجہ سے خشک ہو گیا ہے کہ بہت زیادہ بیہودہ باتیں کرتے ہو۔ نہ میں تمہیں جانتا ہوں نہ یہ کہ جو تم کہتے ہو اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم ہے۔ انہوں میرا دماغ نہ کھاؤ۔ میں نے کہا اے قاضی! خدا سے ڈرو اور خدا کے عذاب سے ڈرو۔ اس نے کہا: وعظ نہ کرو اور مجھے تکلیف نہ دو پھر میں نے کہا ان دلوٹوں میں سے ایک آپ رکھ لیں اور ایک میں لے جاتا ہوں میں بہت زیادہ ہفتا ج اور پریشان ہوں قاضی نے کہا تم دیوانے ہو گئے ہوتم چاہتے ہو کہ میں تمہارے پاگل ہونے کا حکم دوں تاکہ تمہیں پاگلوں کے ہپتاں میں بند کر دیا جائے۔ جب تک تمہاری جان ہے اس وقت تک وہیں پر رہو جب مر جاؤ گے تو وہاں سے تمہاری نجات ہو گی۔ میں ڈر گیا اور جان لیا کہ قاضی ایسا خیال رکھتا ہے اگر وہ حکم کرو تو میں زنجیر میں بند ہو جاؤں گا اس لئے وہاں سے انھوں کھڑا ہوا۔ اگر عضد الدولہ اب بھی بیدار ہوتا تو تمیں ہزار دینار قاضی نہ کھاتا۔ اس مرد نے سارا واقعہ عضد الدولہ کو لکھا جب عضد الدولہ نے خط پڑھا تو اپنی انگلی کو دانتوں میں لیا اور کہا: کوئی شے جتنی بھی گندی ہو اس کا علاج نہ کس سے ہوتا ہے اور اگر نہ کخود خراب ہو جائے تو اس کا علاج کس سے کیا جائے۔ اس نے حکم دیا شام کی نماز کے وقت اس جوان کو میرے پاس لے آئیں جب وہ حاضر ہوا اور اپنا قصہ بتایا تو عضد الدولہ کو اس کی حالت پر حرم آ گیا اور کہا یہ کیا ہوا ہے میں کیا کہوں اس قاضی سے کہ جس کو مسلمانوں کے مال اور خون کا امین قرار دیا ہے اور کافی تشویہ دے رہا ہوں تاکہ کسی سے رشوت نہ لے اور لوگوں کا کام کرے اور شرع کے مطابق عمل کرے ایک عالم شخص اگر میرے ملک میں ایسا کرے تو پھر دوسرے شہروں میں کیا حالت ہو گی لوگ کس قدر خیانت کریں گے۔ اس کے بعد اس جوان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: خدا کی قسم مجھے خوشی نہیں ہو گی آرام سے نہیں سوؤں گا کہ جب تک تمہارا حق تمہارے حوالہ نہ کروں اور اس قاضی سے انتقام نہ لوں۔ اس کے بعد دوسو دینار اور پانچ کپڑے اس کو دیئے اور کہا کہ آج کی رات اصفہان میں فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ۔ وہ تمہارے ساتھ اچھا

سلوک کرے گا تم وہیں پر ہو جب بھی میں تمہیں بلااؤں میرے پاس چلے آنا اس وقت وہ جوان اصفہان چلا گیا قاضی نے بھی اس جوان کا کوئی اثر نہیں دیکھا خوش حال ہوا کہ تمیں ہزار دینار میرے حسے میں آگئے لیکن میں صبر کرتا ہوں ایک سال تک یہاں تک کہ اس کی موت کی خبر سن لوں۔

اوہ عضد الدولہ نے کسی کو بھیجا کہ اور تمہائی میں قاضی کو بلایا اور اس سے کہا: تم جانتے ہو کہ میں نے تجھے کس لئے بلایا ہے؟ اس نے کہا کہ بادشاہ بہتر جانتا ہے۔ عضد الدولہ نے کہا: جان لو میں نے فر کیا اس دنیا کی مملکت پر کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس پر اعتاد نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کوئی ایسا بیدا ہو سکتا ہے کہ اس سلطنت کو مجھ سے لے لے۔ جیسا کہ تم نے دوسروں سے لیا یا خالق کی طرف سے حکم آئے اور ہمیں سلطنت کے تخت سے تابوت میں منتقل کر دیا جائے۔ میری موت کے لئے کسی کا کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تمہیں اپنے اموال کا امین بناؤں اس کے بارے میں کسی کو پتہ نہ چلے۔ چونکہ میرے گھر میں چھوٹے بچے بیٹے بیٹیاں بہت زیادہ ہیں۔ جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو یہ سلطنت کسی اور کے ہاتھ میں آئے جائے گی۔ یہ بچے ہاتھ سے نکلن جائیں گے میں چاہتا ہوں کہ اپنے گھر میں ایک سردار بناوں کہ اس میں سونے اور چاندی سے قیمتی جواہرات بھر دوں کہ تم میرے بعد میرے بچوں کی سرپرستی کرو اور لڑکیوں کی جیزیز دوتا کہ ان کی شادی ہو جائے۔ بیٹوں کو کافی سرمایہ دو کہ جو معاشرہ کی خدمت کریں میں تجھ سے زیادہ امین کسی کو نہیں سمجھتا ہوں اس کے بعد دوسروں دینار اس کو مکان بنانے کے لئے دیئے اور کہا جب بھی اس سے زیادہ کی ضرورت پڑ جائے تو مجھے بتا دیں قاضی نے کہا: **أَيُّهَا الْمُلِكُ اللَّهُ أَللَّهُ أَكْبَرُ** اس مقدار قم اپنے پاس سے خرچ کرو تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ عضد الدولہ نے کہا کہ سزا اور نہیں ہے کہ ہماری اہم چیزوں کے لئے اپنا زخراج کریں قاضی باہر چلا گیا اور بہت زیادہ خوش ہوا وہ اپنے آپ سے کہتا تھا میر اخنت بیدا ہوا جب بادشاہ مرے گا یا قتل ہو جائیگا تو یہ سارا مال میرے اور میری اولاد کے نصیب میں ہو گا کسی کے پاس سند اور گواہ اور ثبوت مو جو نہیں ہے اور وہ جوان مجھ سے ان دلوں کو نہیں چھین سکے گا اس کے بعد جلدی جلدی سردار بنانے لگا جب سردار مکمل ہوا عضد الدولہ کو خبر دیتا کہ سردار دیکھنے کیلئے آجائے آدھی رات کو عضد الدولہ قاضی کے گھر گیا اور سردار کو دیکھا اور قاضی کی بڑی تعریف کی اور کہا میں نے جان لیا کہ تم اپنے کام میں بہت کوشش کرتے ہو الحمد للہ میر اگمان آپ کے بارے میں خط نہیں گیا۔ آپ نے میراول اس اہم کام سے فارغ کر دیا: اب فلاں دن فلاں وقت میرے پاس آ جاؤ اور وہ جواہرات کہ جو میں نے جمع کئے ہیں ان کو دیکھ لو تا کہ آدھی رات کو جن چند قیدیوں کا قتل کرنا واجب ہے اس تمام مال کو ان کے ذریعے انہوں کر سردار میں رکھوادیں

اور اس کے بعد ان کو قتل کر دیں تاکہ کسی کو اس راز کا پتہ نہ چلے۔ قاضی اس سے بہت زیادہ خوش ہوا۔ دوسری طرف عضد الدولہ نے ایک شخص کو بھیجا اور اس جوان کو بلا یا کہ فلاں دن قاضی کے پاس جاؤ اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کرو وہ تمہیں دے دے گا جب لے لیں تو ان دونوں لوٹوں کو لے کر قاضی کے آنے سے پہلے میرے پاس آ جانا اور میری مجلس میں حاضر ہو جانا۔ اس جوان نے قبول کیا وہ اس میں وقت میں قاضی کے پاس گیا اس سے کہا: اے قاضی میں نے آج تک صبر کیا میں نے تیری عزت کا خیال رکھا اب اس سے زیادہ وہ صبر نہیں کر سکتا ہوں اور تمام شہروں اے جانتے ہیں کہ میرے باب کتنا کیا کچھ مال تھا میری بات سب کے نزدیک مقبول ہے اگر تم نے زردیا تو تمہیک ورنہ میں عضد الدولہ کے پاس جاتا ہوں اور اس سے تمہارے بارے میں شکایت کرتا ہوں اور تمہاری عزت کو خاک میں ملا دوں گا قاضی نے اپنے آپ سے کہا اگر یہ جوان جا کر عضد الدولہ سے شکایت کرے اور سارا اتفاق اس کو بتا دے تو تم از کم میرے حق میں بدگمان ہو گا اور سب جواہر میرے ہاتھ سے نکل جائیں گے صحیح یہ ہے کہ اس جوان کے مال کو اس کے حوالہ کر دوں۔ اس کے بعد اس جوان کو تھانی میں بلا یا اور اس پر بہت زیادہ نوازش کی اور کہا تو میرا دوست اور دوست زادہ ہے۔ میرے بیٹے کی جگہ پر ہے میں ایک مدت سے تجھے تلاش کرتا تھا الحمد للہ کہ تجھے دیکھ لیا اب میری ذمہ داری ختم ہوئی اس کے بعد انھا اور دونوں لوٹوں کو ان جوان کے حوالہ کیا اور کہا یہ تمہارا زر ہے اب جہاں جانا چاہو چلے جاؤ وہ جوان اس رقم کو لیکر عضد الدولہ کے دربار میں داخل ہوا اور دونوں لوٹوں کو ان کے پاس رکھ دیا عضد الدولہ نے کہا الحمد للہ کہ حق حقدار کو پہنچا اور تم نہیں جانتے ہو کہ میں نے کیا حیلہ اختیار کیا ہے یہاں تک کہ یہ رقم تمہارے پاس پہنچی بزرگوں نے پوچھا عضد الدولہ واقعہ کیا ہے؟ تو عضد الدولہ نے سارا اتفاق بتا دیا سب سے اس کی اس سیاست اور عمل نہیں پر تجھ کیا۔ پھر شہر کے چوکیدار سے کہا کہ جا کر قاضی کو سر برہمنہ عمامہ اس کی گردن میں ڈال کر میر پاس لے آؤ۔ چوکیدار نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا جب عضد الدولہ کی نظر اس پر پڑی تو کہا تم ایک بڑے عالم ہو۔ تم قبر کے قریب پہنچنے والے ہو اس کے باوجود یہ خیانت کرتے ہو پھر ہم دوسروں سے کیا تو قع رکھ سکتے ہیں؟ قاضی نے اس جوان کو وہاں پر دیکھا اور دونوں لوٹوں کو اس کے پاس دیکھا اس نے جان لیا کہ عضد الدولہ نے جو کچھ کیا صرف ان دونوں لوٹوں کی وجہ سے کیا ہے۔ اپنے ہلاک ہونے کا اس کو یقین ہو گیا۔ عضد الدولہ نے کہا اب مجھے پتہ چلا کہ یہ سارا مال رشوٹ اور خیانت کی وجہ سے جمع کیا ہے اب تمہاری جزا یہ ہے چونکہ تم بوڑھے عالم ہو میں تجھ کو قتل نہیں کرتا لیکن جو کچھ تمہارے پاس مال ہے حکومت کے خزانہ میں جمع کروادو جو مال اور ملکیت اس کی تھی اس سے لے لئے اور اس کو قضاوت سے بھی معزول کر دیا۔ جب تک وہ زندہ رہا کوئی کام اس کو کرنے نہیں دیا

وہ جوان اپنی رقم کو لیکر اپنے کام پر چلا گیا یہ ہے خیانت اور حرص کا شرہ کہ اس سے دنیا اور آخرت میں خسارہ ہے۔

## قاضی کی خیانت اور سلطان محمود

علامہ سبزداری روضۃ الانوار میں مذکورہ حکایت کے بعد کہتے ہیں کہ خواجه نظام الملک نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے دو ہزار اشرفیاں سبز تھیلے میں بند کر کے مہر لگا کر قاضی کے پاس بطور امانت رکھیں اور سفر پر چلا گیا جب سفر سے واپس آیا تو قاضی نے کیسہ کو مہر کے ساتھ اس کے حوالہ کیا جب گھر میں لے آیا تو دیکھا کہ تھیلے پتیل سے بھرا ہوا ہے۔ قاضی کے پاس آیا کہ میں نے آپ کو اشرفیوں سے بھرا ہوا تھیلادیا تھا اب پتیل سے بھرا ہوا ہے۔ قاضی نے کہا تم نے میرے حوالہ کرتے وقت یہ نہیں بتایا کہ اس میں اشرفیاں ہیں تم نے ایک تھیلادیا تھا کہ جس پر مہر گئی ہوئی تھی اب میں نے تمہیں مہر کے ساتھ حوالہ کیا ہے میں نے تمہیں کہ یہ تمہارا تھیلادیا ہے۔ تم نے کہا ہاں ٹھیک ہے اب دوبارہ میری جان سے کیا چاہتے ہو۔ وہ شخص سلطان محمود کے پاس گیا اور اس کو سارا واقعہ بتایا اور درخواست کی: اے بادشاہ! میری فریاد کو پہنچیں میں آدھی روٹی پر بھی قادر نہیں ہوں۔ سلطان نے کہا جا کر اس تھیلادیا کو میرے پاس لے آؤ۔ سلطان نے اس کو بہت غور سے دیکھا لیکن اس میں کوئی شکاف نہ تھا آخراں شخص سے کہا کہ اس تھیلہ کو میرے پاس رکھ دو اور جا کر خزان سے ہر مہینہ دس دینار اور ہر روز تین من (فارسی) روٹی اور ایک من گوشت لے لیا کرو۔ میں اس کے بارے میں فکر کروں گا وہ شخص اس کے کہنے کے مطابق عمل کرتا رہا اور سلطان نے یہی سمجھا کہ اشرفیوں کو اسی تھیلے سے نکالا گیا ہے اور پھر پتیل سے بھر دیا گیا ہے اور اس شکاف کو روپ کیا گیا ہے۔ پس ایک قسمی جب تھا ہمیشہ اس کو خادم کے حوالہ کرتا ہے خادم کو بتائے بغیر اس جب کا ایک حصہ پھاڑ دیا اور اسی جگہ رکھ دیا اور شکار کے لئے چلا گیا خادم اس جبکے پاس آیا کہ اس کو بتیار کر کے رکھ اور حاضر کرے کہ بادشاہ جب بھی شکار سے واپس لوٹے تو اس کو پہن لے۔ تو دیکھا کہ جب کا ایک حصہ پھٹا ہوا ہے۔ اس کو دیکھ کر افسوس ہوا اگر بادشاہ کو پتہ چل جائے تو مجھ کو زندہ نہ چھوڑے گا ان خدمت گاروں کے درمیان ایک بوڑھا خدمت گار تھا جب اس نے اس خدمت گار کو روتنے ہوئے دیکھا تو اس سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے اس کے سامنے واقعہ بیان کیا کہ کسی کو مجھ سے دشمنی تھی اس لئے جب کو پھاڑ دیا ہے اور میری ہلاکت کے اسباب فراہم کیا ہے اس بوزھے نے کہا: اس بات کا کو تمہارے علاوہ کسی کو پتہ چلا ہے؟ کہا نہیں بوزھے نے کہا خوش رہو۔ میں اس کا انتظام کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ فلاں محلہ میں ایک شخص رہتا ہے اس کا نام احمد رفو گر ہے اس جب کو اس کے پاس لے جاؤ ایسا رفو کرے گا کہ کسی کو اس کے شکاف کا پتہ نہیں چلے گا وہ جو بھی اجرت مانگے دے دینا۔ بادشاہ تین دن کے بعد شکار سے

آئے گا اس خادم نے اس جب کو احمد روفگر کے پاس لے گیا کہا اس جب کو اس طرح روکریں کہ کسی کو شگاف کا پتہ نہ چلے اس سے پوچھا کر لکھی اجرت ہے اس نے کہا کہ آدھا دینار خادم نے کہا میں تمہیں ایک دینار دیتا ہوں اس کو جلد از جلد ٹھیک کریں اس نے کہا کہ نماز عصر کے بعد مجھ سے لے لیتا۔ وعدہ کے مطابق روفگر کے پاس گیا اس نے ایسا روکیا تھا کہ اس کے شگاف کا پتہ نہیں چلتا تھا وہ خوش ہوا اور جب لے آیا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا جب بادشاہ واپس آیا اور اس سے جب طلب کیا تو خادم نے حاضر کیا بادشاہ نے کہا کہ یہ جب پہلا ہوا تھا۔ خادم نے کہا پہلا ہوا نہیں تھا بادشاہ نے کہا اے احمد نہ ڈرو میں نے خود اس کو پھاڑ دیا تھا اب بتاؤ کہ کس نے اس کو اس بہترین طریقہ پر روکیا ہے خادم نے کہا احمد روفگر نے کیا ہے۔ کہا جا کر اس کو میرے پاس بلا لو۔ خادم نے اس کو حاضر کیا سلطان نے کہا اے استاد اس جب کو تم نے روکیا ہے؟ کہا: ہاں! سلطان نے کہا: بہت اچھا روکیا ہے بتاو کہ میں جانوں کہ اس روکیا میں تم سے زیادہ ماہراستاد اس شہر میں ہے؟ کہا نہیں ہے سلطان نے کہا میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مجھے حق بتانا کیا تم ان چند سالوں میں مختشمی کے گھر گئے ہو اور سبز دیبا کے تھیلا کو روکرنے کے لئے اس نے تمہیں کہا۔ ہاں میں گیا تھا روکیجی کیا تھا۔ سلطان نے کہا اگر اس تھیلے کو دیکھو گے تو اس کو پیچاں لو گے کہا ہاں سلطان نے اس تھیلا کو روکیجی کے ہاتھ میں دے دیا اور یہ وہی ہے کہ جس کو تم نے روکیا ہے؟ کہا ہاں اور روکی جگہ بھی بتاوی۔ سلطان نے اس کی مہارت کو دیکھ کر تعجب کیا۔ پھر اس سے کہا اگر قاضی کو یہاں حاضر کروں تو تم گواہی دو گے کہ میں نے اس تھیلا کو روکیا تھا۔ وہ کہنے لگا ہاں میں گواہی دوں گا۔ سلطان نے کسی کو بھیجا تاکہ قاضی کو لے آئے اور کسی اور کو بھیجا تاکہ تھیلے کے صاحب کو بلا لو۔ جب تھیلے کا مالک حاضر ہوا تو اس وقت سلطان قاضی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ تو بیوڑ ہے اور عالم بھی ہے۔ میں نے تمہارے اوپر اعتاد کیا۔ لوگوں کا مال، ناموس، عزت، خون تمہارے حوالہ کیا اور ایک شخص کی دو ہزار اشرفیاں تمہارے حوالے کیں۔ میں تمہیں ٹھیک ٹھاک تجوہ دے رہا ہوں کیا تمہارے لئے مناسب ہے کہ کسی مسلمان شخص کو اپنے مال سے محروم کرو؟! اس نے کہا: اے بادشاہ! یا آپ کیا کہتے ہیں میں نے کس کا مال لیا ہے؟! سلطان نے تھیلا کھا دیا اور کہا اس تھیلے سے اشرفیاں نکالی ہیں اور اس کی جگہ پتیل رکھ دیا اور احمد روفگر کو دیا ہے کہ وہ تمہارے لئے روکرے۔ احمد نے بھی گواہی دی کہ میں نے اس تھیلے کو روکیا تھا قاضی شرمندہ ہواں کا رنگ زر ہو گیا۔ وہ ڈر کی وجہ سے لرزنے لگا وہ بات نہیں کر سکتا تھا سلطان نے قاضی کو پکڑا اور اس کو بند کر دو یہاں تک کہ دو ہزار اشرفیاں اس شخص کو دے دے ورنہ حکم دوں گا کہ اس کی گردن اڑا دیں قاضی سلطان کے سامنے سے چلا گیا۔ وہ نیم مردہ و کھائی دیتا تھا اس کو کہا گیا کہ دو ہزار اشرفیاں حاضر کرے قاضی نے اپنے وکیل کو بلا یا اور

اس کو حکم دیا کہ جا کر فلاں مکاں سے دو ہزار اشرفیاں لے آئے اور اس تھیلے کے صاحب کے جواہرے کرے۔ اس وکیل نے قاضی کے کہنے کے مطابق عمل کیا دوسرا دن سلطان محمد عدالت میں بیٹھ گیا اور امراء اور بزرگان کے سامنے قاضی کی خیانت کی تشریح کی۔ پس اس نے حکم دیا تاکہ قاضی کو حاضر کریں۔

بزرگوں نے سفارش کی کہ یہ ایک بوڑھا عالم ہے آخر اس نے اپنی جان کو پچاس ہزار اشرفیوں میں خریدا اس کے بعد قضاوت کا منصب اس کو نہ دیا گیا۔ یہ ہے خیانت اور بد دیانتی کا نتیجہ۔ ایسا انسان دنیا اور آخرت میں خارہ میں ہے۔

## امیر کی خیانت اور درزی کا اذان دینا

روضۃ الانوار میں کہا گیا ہے: خواجه نظام الملک طوی نے اس کتاب میں سلطان ملک شاہ کی نصیحت کیلئے لکھا ہے کہ معتصم عباسی کی سلطنت کے زمانے میں بنی عباس کے خلیفہ میں آٹھواں خلیفہ تھا۔ امراء میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بغداد میں کسی کو جانتے ہیں کہ جس سے پانچ سو دینار قرض لے لوں اور جب اس کی قیمت بلند ہو تو اس کو ادا کر دوں چونکہ مجھے ایک مہم درپیش ہے۔ اس کو بتایا گیا ہم ایک شخص کو جانتے ہیں کہ جس نے چھ سو دینار ایک دراز روزگاری کے لئے حاصل کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ اپنے لئے سرمایہ کسب کرے۔ اگر اس سے طلب کریں کوئی اچھی جگہ بخہادیں اس کے ساتھ لطف سے پیش آئیں اس کے ساتھ غذا بھی کھالیں ممکن ہے کہ وہ جیسا آپ کی بات کوئی تحریر نہیں بخہادیں باقتوں سے اس رقم کو اس سے لے سکتے ہیں۔ امیر نے اس رائی کو پسند کیا اس مرد کو بلوایا اس کے لئے کھڑے ہو کر احترام کیا اور اس کو صدر مجلس میں جگہ دی اور کہا اے خواجہ میں نے آپ کی دیانت اور سیرت کی بڑی تعریف سنی ہے جب بھی تمہیں کوئی حاجت یا کام ہو تو ہماری طرف رجوع نہیں کرتے ہو۔ اس بیچارے نے اس مکار پر پیغام کیا اور کہا کہ امیر کی عمر طویل ہو۔ اس کے بعد امیر نے اس شخص سے بہت بیار و محبت سے خطاب کیا: اے خواجه اس گھر کو اپنا گھر سمجھیں میرے ساتھ دوستی کھیں میں تمہاری مشکلات میں تمہارا مددگار بنوں گا اس کے بعد حکم دیا کہ کھانے کا دست خواں بچا دیں امیر نے اس کو اپنے پاس بخہادیا جب بھی اٹھاتے تو اس شخص کے پاس رکھ دیتے تھے جب کھانے سے فارغ ہوا اور ہاتھ دھوئے تو اس شخص کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم جانتے ہو کہ میں نے کیوں زحمت دی۔ کہا: امیر جانتا ہے کہا میرے اس شہر میں بہت زیادہ دوست اور احباب ہیں اگر ان سے پانچ ہزار یا دس ہزار چاہوں تو منت کے بغیر مجھے دیتے ہیں لیکن میں نہیں چاہتا ہوں کہ ان سے درخواست کروں چونکہ آپ ایک مقنی اور پرہیز کار ہیں تمہاری رقم اس کام کے لئے جو میں چاہتا ہوں بہت زیادہ مناسب ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ آپ مجھے ایک ہزار دینار دے دیں چار میسون تک ایک

کپڑے کے ساتھ تمہیں دوں گا میں جانتا ہوں کہ آپ اتنی رقم دے سکتے ہیں اور امیر کے سب ساتھیوں نے اس شخص کے بارے میں کہا: اے خوبجتو امیر کو نہیں جانتا ہے کہ لوگوں نے اس سے کس قدر فائدہ اٹھایا ہے اور اس کو کس طرح امین جانتے ہیں۔ اس وقت خزانہ میں ایک ہزار سے زیادہ ہے لیکن اس کام میں نہیں چاہتا ہوں کہ اس سے خرچ کروں چونکہ آپ نے حلال کی کمائی کی ہے کہ جو اس کام کے لئے مناسب ہے۔ اس شخص نے کہا اے امیر خدا جانتا ہے کہ میرے پاس چھ سو دینار سے زیادہ نہیں ہے ایک بھی مدت میں نے اس رقم کو حاصل کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ ایسا کام کروں کہ جس سے میرا فائدہ ہو امیر نے کہا میں ان چھ سو دینار کو سات سو دینار اور کپڑے کے ساتھ تمہیں دے دوں گا اس شخص نے کہا اس مقدار میں ہوتا کوئی حرج نہیں میں اس رقم کو تمہیں دے دیتا ہوں اس کے بعد وہ رقم اس کے حوالہ کی جب وعدہ کا وقت آپ پہنچا تو وہ شخص امیر کو سلام کرنے کے لئے گیا لیکن اس نے پچھنہ کہا بلکہ اپنے آپ سے کہا کہ امیر مجھے دیکھ لے تو جان لے گا کہ میں کس کام کے لئے آیا ہوں وعدہ سے دو ماہ گزر گے۔ وہ کئی مرتبہ آیا، مگر امیر نے کوئی بات نہ کی۔ مجبور ہو کر ایک درخواست لکھی اور اس کو دی کہ آپ میری رقم واپس کر دیں۔ مجھے اس کی ضرورت ہے وعدہ بعد دو ماہ گزر گئے ہیں۔ امیر نے اس کے جواب میں کہا تم خیال کرتے ہو کہ میں غافل ہوں یہ ذہن میں رکھیں میں تمہاری رقم کی فکر میں ہوں چند روز مجھے مہلت دو میں اس رقم کو تمہارے گھر بھیج دوں گا مزید دو میئے صبر کیا پھر بھی کوئی پتہ نہ چلا ایک اور درخواست لکھ کر دیا پھر بھی کوئی پتہ نہ چلا تو ایک اور درخواست لکھ کر دی پھر بھی کوئی پتہ برآمد نہیں ہوا یہاں تک کہ آٹھ میئنے گزر گئے قاضی امراء وغیرہ سے سفارش کرائی اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا ہر بڑے سے سفارش کروائی ڈیڑھ سال گزر گیا مکمل طور پر مایوس ہوا اور ہر طرف سے عاجز اور بیچارہ ہوا اور وہ راضی ہوا کہ اصل مال میں سے سو دینار کم کرے اور باقی رقم دے دیں پھر بھی فائدہ نہ ہوا سب لوگوں سے مایوس ہوا تو مسجد کی طرف چلا گیا کہ چند رکعت نماز پڑھ لے اور خدا سے نالہ و فریاد کرنے لگا اور کہنے لگا: اے میرے رب! تو مجھ کو میرا حق پہنچا دے ایک شخص نے اس مسجد میں اس نالہ و فریاد کو سنا اور اس کے پاس آیا اس سے حالات کو پوچھا تو اس نے کہا کہ امیر نے مجھ سے قرض لیا ہے اور واپس نہیں کرتا ہے یہ زان پنا سارا واقعہ اس کو بتا دیا اس شخص نے کہا ب تمہارا غم دور ہوا اور کشا لیش کا دروازہ بھل گیا جو کچھ میں کہوں گا اس پر عمل کرو گے تو تمہارا حق تمہیں ملے گا اور وہ یہ ہے کہ اب انھ کرفلائیں ملے چلے جاؤ اور مسجد کے پہلو میں ایک منارہ ہے اس منارہ کے نیچے درزتی کی دکان ہے ایک شخص اس دکان میں پرانے کپڑے سیتا ہے اس کے دوشانگر ہیں وہ شخص پیوند لگا ہوا لباس پہنے ہو گا، اس کو سلام کریں اور اس کے پاس بیٹھ جائیں اور اپنا واقعہ اس کو بتا دیں وہ تمہاری رقم اس سے لے لے گا

اور تجھ کو دے دے گا جو کچھ میں نے کہا اس میں سُتی نہ کر وتب تم اپنے مقصود پر پہنچو گے وہ شخص مسجد سے باہر آیا اور اپنے آپ سے کہا تجب ہے ان سب بزرگوں کو وسیلہ قرار دیا ان سے بات چیت کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا کس طرح یہ درزی میرا کام کرتا ہے آخر میں کہا کہ اگر فائدہ ہوتا ضرر بھی نہیں ہے آہستہ آہستہ درزی کی دکان پر پہنچا سلام کیا اور بیٹھ گیا درزی نے حالات کا پوچھا اس نے اپنا واقعہ بیان کیا درزی نے کہا کاموں کو اللہ مکمل کرتا ہے میں خدا کے لئے ایک بات کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ تم اپنے مقصد پر پہنچو گے۔ دیوار کا سہارا لو اور تھوڑی دیر آرام کرو اس کے بعد اس چھوٹے شاگرد سے کہا کہ فلاں امیر کے گھر جاؤ جو بھی وہاں آئے بیاہر نکلا اس سے کہو کہ درزی کاشاگر دروازہ پر کھڑا ہے۔ اس کے پاس ایک پیغام ہے جب وہ تمہیں اندر بلائے تو سلام کرو اور کہو کہ استاد نے سلام بھیجا ہے اور کہتا ہے ایک مظلوم شخص میرے پاس آیا ہے اور آپ سے سات سو دینار کی ایک سند آپ کے اقرار پر مبنی مبلغ سات سو دینار کا ایک اقرار نامہ ہاتھ میں ہے وعدہ کے مطابق اس سے دیڑھ سال گزر گیا ہے۔ اب آپ اس کا تمام حق ادا کریں اور اس کو خاش کریں۔ شاگرد چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور کہا کہ امیر نے تجھ کو سلام کیا ہے اور کہا ہے کہ اسی وقت اس کے پیے لے آتا ہوں اس شخص نے تجب کیا کہ بادشاہ اپنے آدمی کو ایسا حکم نہیں دیتا یہ خیاط یہ درزی ایک چھوٹے پچ کے ساتھ امیر کو پیغام پہنچا دے اور اس سے زیادہ تجب یہ ہے کہ امیر کا جواب اور سلام پہنچانا اور یہ کہ درزی کے امر کو جلدی سے انجام دیا اور اس فکر میں تھا کہ اتنے میں امیر اپنے دونوں کے ساتھ پہنچا اور گھوڑے سے پیادہ ہو اور درزی کے ہاتھ کا بوسہ دیا اور اس کے سامنے بیٹھا اور ایک تھیلا نکلا اور پانچ سو دینار کو شمار کیا اور اس شخص کے حوالے کئے اور کہا: دو سو دینار کل فراہم کروں گا اور کہا کہ یہ تقدیر میرے وکیلوں کی طرف سے تھا میں اپنے بہت زیادہ کام کی وجہ سے نہیں پہنچ سکتا تھا اس قسم کے بہت زیادہ عذر پیش کر چکا اس کے بعد درزی کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور سوار ہو کر چلا گیا وہ شخص کہتا ہے کہ میں اتنا خوش تھا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ میں کس عالم میں ہوں ان میں سے سو دینار درزی کے سامنے رکھا اور کہا میں راضی تھا کہ اصل رقم سے سو دینار کم دے اب آپ کی برکت سے مجھے ساری حق ملا ہے اس لئے آپ مجھ سے سو دینار قبول کریں۔ درزی کا پیڑہ بدلا اور کہا: میں اس وقت خوش ہوں کہ ایک مسلمان کا میری باتوں سے رنج اور غم دور ہو جائے اور اس کا حق اس کو پہنچے۔ اگر میں نے تم سے یہ سو دینار قبول کئے تو میں سب سے زیادہ ظالم ہوں گا اپنی رقم اٹھالیں اور سلامتی کے ساتھ چلے جائیں اس کے بعد اپنے معاملات میں احتیاط کریں اس شخص نے کہا اس رات آرام کے ساتھ سویا جب سورج نکلا تو دیکھا کہ کوئی دن الباب کر رہا ہے میں چلا گیا دیکھا کہ امیر کا چوکیدار ہے وہ کہتا ہے کہ امیر تمہیں سلام کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اسی وقت

میرے گھر میں آ جائیں۔ میں اٹھا امیر کے پاس گیا تو وہ کھڑا ہوا اور مجھے اچھی جگہ پر بٹھا دیا اور اپنے وکیلوں کو گالی دی کہ انہوں نے کوتا ہی کی ہے میں نے ہزار مرتبہ کہا کہ تمہارا حق ادا کریں میں ہمیشہ خدمت میں مشغول ہوں۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ دوسو دینار لے آئیں اور وہ مجھے دیا اور کہا کہ سات سو دینار کمل طور پر پہنچ گئے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کا ممنون ہوں۔ میں نے چاہا کہ چلا جاؤں تو اس نے کہا کہ تھوڑی دیر پہنچیں کھانا حاضر ہو اجب میں نے ہاتھ دھونے تو اس نے قیمتی لباس پہنا یا اور ایک دستار میرے سر پر باندھی۔ امیر نے کہا اب مجھ سے راضی ہو گئے ہو تو لکھ کر مجھے دے دو اور آج ہی اس درزی کے پاس جائیں اور اس کے کہیں کہ میں امیر سے راضی ہوا۔ میں نے کہا میں ایسا ہی کروں گا جب اس نے یہ سفارش کی ہے تو میں اس کو خبر دوں گا پس وہاں سے اٹھ کر درزی کے پاس آیا اور واقعہ کو بیان کیا۔ وہ گھر چلا گیا گوسفند اور مرغی کا روست بنایا اور پلیٹ میں حلوا اور کایچے کے ہمراہ لے کر درزی کے پاس لے گیا اور کہا اے استاد جب آپ نے رقم قبول نہیں کی تو مکم ازکم اس کھانے کو قبول کر لیں یہ حلال کی کمائی سے ہے تاکہ میرا دل بھی خوش ہو اس وقت درزی نے ہاتھ آگے بڑھایا کہ اس سے کھانا کھائے اور شاگردوں کو بھی دیا اس کے بعد کہا اے استاد میری ایک حاجت ہے اگر اس کو قبول کرو تو عرض کروں گا۔ کہا کہو میں نے کہا کہ یہاں کے سب بزرگوں نے میرے بارے میں امیر سے بات کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا کسی کی بات اس نے قبول نہیں کی اور قاضی القضاۓ بھی اس کام میں عاجز آ گیا میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ آپ کی بات کو قبول کیا یہ حرمت اور حشمت کہاں سے آگئی۔ اس نے کہا آپ کو میرے بارے میں پتہ نہیں ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ یہ جان لو مجھے تیس سال ہو رہے ہیں کہ اس مسجد کے منارہ پر اذان دے رہا ہوں اور میری کمائی درزی گری ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور اس محلہ میں امیر کا گھر ہے کہ پانچ ہزار سو اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ غروب کے وقت میں مسجد جارہا تھا۔ اسی امیر کو کہ جس کو آپ نے دیکھا کہ وہ شراب میں مست تھا اور ہاتھ میں ایک بے چاری عورت کی چادر ہے اور اس کو بھینچتا تھا اور وہ عورت یہی فریاد کرتی تھی اور کہتی تھی اے مسلمان میری فریاد کو پہنچو میں اس کام کی اہل نہیں ہوں۔ میں فلاں کی لڑکی ہوں اور میرا گھر فلاں محلہ میں ہے اور سب مجھ کو باعفت جانتے ہیں اور یہ ترک مجھے مجبور کر کے لے جا رہا ہے تاکہ میری عفت کو لوٹے۔ اگر ایک رات بھی گھر سے غائب رہی تو میرا شوہر مجھ کو طلاق دے گا اور روتی تھی کسی نے جرأت نہیں کی کہ اس کے قریب جائے۔ میں نے بہت شور چائی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور وہ اس نے عورت کو اپنے گھر لے گیا۔ میری دینی غیرت جوش میں آگئی۔ مجھ سے صبر نہ ہو۔ کامیں اپنے ساتھ چند آدمیوں کو لے کر امیر کے دروازے پر گیا اور فریاد بلند کی کہ یہ مسلمانی نہیں ہے کہ

غلیفہ کے گھر کے قریب شہر میں کوئی شخص ایک عورت کو جرکے ساتھ اس کو راستے سے پکڑ لے اور گھر لے جائے اور اس کی عصمت کو لوٹے۔ اس عورت کو صحیح سلامت بھیج دیں تو لکڑی ہے ورنہ بھی غلیفہ کے درگاہ میں جاتا ہوں اور ظلم کی شکایت کرتے ہیں۔ جب اس نے ہم سے باتیں سنیں تو گھر سے باہر آیا اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ ایک کے سر کو توڑا ایک کا ہاتھ توڑا لوگ بھاگ گئے میں بھی مجبور ہو کر گھر آ گیا دیکھا کہ مجھ سے آرام ختم ہو چکا ہے اور مجھے نیند نہیں آ رہی ہے آخر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شرابی جب مست ہو جائیں تو سوجاتے ہیں جب بیدار ہو جاتے ہیں تو وہ یہ نہیں جانتے ہیں کہ کیا وقت ہے بہتر یہ ہے کہ میں چلا جاتا ہوں کہ اذان کھوں جب وہ نے گا تو گمان کرے گا کہ صبح ہو گئی ہے تو اس عورت کو چھوڑ دے گا میں اذان کے بعد مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤں گا یہاں تک کہ وہ عورت آئے گی اور اس کو اس کے گھر پہنچا دوں گا کہ شوہر سے رہنے جائے اس کے بعد میں منارہ پر گیا اور میں نے اذان دے دی۔ اتفاق سے غلیفہ بیدار ہو ایں نے جو اذان دی تھی اس کو اس نے سنا۔ وہ بہت زیادہ غصتے ہوا۔ کسی کو میری تلاش میں بھیجا جب میں حاضر ہوا تو غصہ کے ساتھ کہا تم وقت اذان کیوں دیتے ہو۔ میں آپ کی مستی کو اور اس عورت کو رہا کرنے کا واقعہ بیان کیا۔ اس نے فوراً چند فوجیوں کو بھیجا عورت کو میرے پاس حاضر کیا جائے پھر اس عورت کو ایک بوڑھے شخص اور دوآدمیوں کے ساتھ شوہر کے گھر بھیجا اور سفارش کی اس عورت کو اچھائی سے پیش آئیں جہاں یہ گئی تھی بے گناہ تھی اور میں اس کی سفارش کرتا ہوں اس کے بعد اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں اور مجھے کہا کہ تھوڑی دیر میرے پاس رہو۔

پس اس امیر خیانت کا روک بلا یا اور اس سے خطاب کیا میں وہ نہیں ہوں کہ ایک مسلمان عورت رومیوں کے ہاتھ میں اسیر ہوئی تھی بغداد سے لشکر کشی کی اور عورت یہ جو رومیوں کا دارالخلافہ تھا اس کو فتح کیا اور قیصر کو شکست دی اور چھ سال سے روم کے شہر کو اکھاڑا رہا تھا اور اس میں ایک جامع مسجد بنائی اور میں نے مسلمانوں کو رومیوں کے قید خانہ سے نجات دی اب تم کو کس قسم کا عشق تھا کہ بغداد شہر میں جو کہ دارالخلافہ ہے جبکہ ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے کا سوچا اور جو لوگ امر بالمعروف اور نبی عن الممنکر کرتے ہیں تم ان کو مار کر ہاتھ اور سر کو توڑا دو۔

پھر حکم دیا کہ ایک بوری لے آئیں اور اس کو اس بوری میں ڈالا اور بوری کے منہ کو مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا اور دو آدمیوں کو حکم دیا کہ خخت لکڑی کے ڈنڈے لے کر دونوں طرف کھڑے ہوں اور اس کو اس قدر ماریں کہ اس کی ساری ہڈیاں ٹوٹ جائیں اس کے بعد اس کی لاش کو دجلہ میں ڈال دیں پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہاے شیخ جو بھی خدا نے ڈرے وہ مجھے سے بھی نہیں ڈرتا ہے اور جو خدا سے ڈرے اور دنیا میں کام کرے تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہے۔ یہ

ستا اپنی سزا کو پہنچ گیا۔ اب میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ شہر میں جو ظلم اور ستم ہوتے ہوئے دیکھ لو کہ منارہ کے اوپر جا کرنا بے وقت اذان دوتا کہ میرے کان میں پنچ اور اس ظلم کو دور کرو اور مجھے انعام دیا اور رخصت کیا۔ اب اس شخص نے یہ رقم میرے احترام کی وجہ سے نہیں دی وہ ذرتا تھا کہ کہیں میں میں بے وقت اذان نہ دوں اور اس کے ساتھ وہی کچھ ہوا جو اس کے ساتھی سے ہوا۔

## شاہ شجاع کی عدالت اور آثار کی حکایت

فزوں اسٹر آبادی کتاب بھیرہ میں کہتا ہے کہ ایک بوڑھی عورت نے شاہ شجاع کا راستہ روکا اور کہا: اے عادل بادشاہ میری تین بیٹیاں ہیں اور تینوں شادی کے قابل ہو گئیں ہیں اور میں ان کی شادی کرنے پر قادر نہیں ہوں اس لئے میں نے بادشاہ کی پناہ حاصل کی ہے۔ قیامت کے دن بادشاہ کا دامن پکڑوں گی اور کہوں گی کہ خداوند اشاہ شجاع قادر تھا کہ میری مدد کرے پھر بھی مدد نہیں کی۔ اس وقت آپ کیا جواب دیں گے؟ اس بات نے شاہ شجاع پر اثر کیا اس کی حالت پر حرم آگیا۔ صحراء میں اپنی سواری سے نیچے اتر اور کہا کہ میں قیامت کے دن غضب خدا کو برداشت نہیں کر سکتا ہوں۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: جو مجھے چاہتے ہیں وہ اس عورت کو پکھو دے دیں سپاہیوں سے جتنا ہو سکا دے دیا کافی مقدار میں پیے اکھنے ہو گئے۔ پھر کہا تم میں سے جو بھی مجھے چاہتے ہیں اس بوڑھی عورت کی لڑکیوں سے شادی کریں۔ سپاہیوں میں ایک کہ جس کا نام آدمیہ تھا نے کہا میں شادی کرتا ہوں شاہ شجاع نے کہا کہ آدمی کتنی ہے کہا ہزار کہا میں نے تمہارے لئے دو ہزار دینا کر دیا دوسرا شخص کہ جس کا نام خسر و شاہ تھا اس نے دوسرا لڑکی سے شادی کرنے کا اظہار کیا اور شاہ شجاع نے اس کی تxonah بھی دو گنا کر دی۔ اسی طرح تیسرا لڑکی کی بھی شادی ہو گئی اور جو مال امرانے دیا تھا اس کو بوڑھی عورت کو بخش دیا اور تینوں لڑکیوں کے جیز اور باقی خرچ کی ذمہ داری لی گئی۔ اس طریقے پر جس طرح اپنی لڑکی کی شادی کرتا ہے پس تمام لشکر نے اس کیلئے دعا کی اور فرمایا کہ تمام شہزادے اس جشن میں حاضر ہوں اور اپنی عورتوں سے سے بھی کہا کہ وہ بھی اس جشن میں شریک ہوں پھر اس طرح جشن کیا گیا اور تھیں کانعہ چھوٹے بڑے سے بلند ہوا۔

گرایا ماندنام نیک از آدمی  
بے کزاو ماند سرائی زرنگار

## ملک شاہ سلجوقی کی عدالت اور آثار کی حکایت

نئے کتاب بھیرہ میں ہے کہ ملک شاہ سلجوقی کے زمانے میں اس کے غلاموں نے جب ایک بوڑھی عورت کو صراحت میں بے صاحب دیکھا تو انہوں نے اس کی گائے کو پکڑ کر ذبح کیا اور اس کے گوشت کھایا۔ بوڑھی عورت کے چند یقین پسچے تھے ان کا گزارہ اسی گائے سے ہوتا تھا وہ عورت اس پل پر کھڑی ہو گئی کہ جہاں سے باڈشاہ عبور کرتا تھا جب باڈشاہ پہنچتا تو اس عورت نے اس کی سواری کی لگام کو پکڑا اور کہا: اے باڈشاہ! مجھے مظلوم کا حق اس پل پر دیتے ہیں یا پل صراط پر ملک شاہ نے کہا مجھے پل صراط پر طاقت نہیں۔ کہ تمہارے اوپر کیا ظلم ہوا ہے؟ اس بوڑھی عورت نے کہا کہ تمہارے غلاموں نے میری گائے کو ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت کھایا ہے۔ ملک شاہ نے تحقیق کرنے کے بعد غلاموں کو سزا دی اس کے بعد حکم دیا کہ سو گائے اس بوڑھی عورت کو دے دیں جب ملک شاہ فوت ہوا تو بوڑھی عورت نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خدا یا ملک شاہ الہ ارسلان کا بیٹا عادل تھاں کی تقدیر کو معاف کرنا اسی رات علماء میں سے ایک نے سلطان کو خواب میں دیکھا اور کہا: اب بتاؤ اے باڈشاہ تمہارے اوپر کیا کچھ گزر را اس نے کہا اگر اس بوڑھی عورت کی دعا نہ ہوتی تو میں عذاب سے نجات نہ پاتا۔ واللہ اعلم

## سلطان محمود کا عدل اور اس کے آثار کی حکایت

محمد باقر سبزواری نے روضة الانوار میں ذکر کیا ہے کہ ایک رات مجھے نیند نہیں آئی اپنے ملازموں کو چند مرتبہ شہر کے اطراف میں بھیجا کر دیکھیں کہ کوئی حاجت مند مشکلات میں گرفتار نہ ہوا۔ اس کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ میری نیند اڑ گئی ہو ملازم میں کو کچھ پتہ نہیں چلا سلطان سویا پھر بھی نیند نہ آئی وہ سمجھ گیا کہ میرے ملازمین نے صحیح طریقے سے تلاش نہیں کیا ہے وہ اپنی جگہ سے انہما اور تلوار کو جہاں کیا وہ آگے جارہا تھا شہر میں گروش کرتا تھا کہ اس کا گزر مجد کے خرابے کے دروازے پر ہوا اور وہاں سے نالہ و فریاد کی آواز آتی تھی اور کوئی کہتا تھا: یا من لا تأخذہ سِنَةٌ وَ لَا نُوْمٌ ای وہ ذات کہ جس کو نہ اونگھ آتی ہے اور انہی نیند۔ اگر محمود غزنوی نے مظلوموں پر اپناراستہ بند کیا ہے اور استراحت کے بستر پر سویا ہوا ہے تو محمود اذلی کا دروازہ کھلا ہے: **أَغْثِنِي يَا غَيَاثَ الْفَسَّاقِينَ** سلطان نے دیکھا کہ اس بے چارے نے اپنا چہرہ مٹی پر کھا ہوا ہے، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مسلسل نالہ و فریاد کرتا ہے سلطان آگے بڑھا اور کہا میں محمود ساری رات تمہاری فلر میں تھا تمہارے نالہ و فریاد کو سنتا تھا کہ جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آئی بتاؤ تمہارے اوپر کیا ظلم ہوا ہے

؟ اس شخص نے پیچان لیا کہ یہ محمود ہے کہ جو اس کے سر ہانے آپنچا ہے اور کہا:

تو کے از غم ندیدہ ای خواری  
از غم مارا ک جا خبر داری  
خفتہ ای همچہ بخت ماہ مہ شب

تو وجہ دانی زرنج بے ماری

وہ آپ کے خواص میں سے ہے کہ جس کا نام نہیں جانتا ہوں وہ میرے حرم کی بدنامی کی کوشش کرتا ہے۔ جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو متنی کی حالت میں میرے گھر پر بھوم کرتا ہے اور مجھے گھر سے باہر نکلتا ہے۔ میرے عیال کی عصمت کو لوٹتا ہے۔ سلطان کی غیرت جوش میں آگئی کہا: وہ ذیل اب گھر میں ہے یا باہر چلا گیا ہے؟ کہا باہر چلا گیا ہے لیکن مجھے ذر ہے کہ واپس لوٹ آئے۔ سلطان نے کہا جلدی سے اپنے گھر چلے جاؤ۔ جس وقت وہ آئے جلدی سے میرے پاس آ جانا تاکہ اس سے انقام لوں۔ وہ شخص واپس ہوا اور سلطان نے اپنے ملازمین سے کہا کہ اس علامت کا شخص جب بھی آجائے دن ہو یارات ہو اس کو میرے پاس لے آتا۔

دو ہفتائی رات گزرنے کے بعد وہ ظالم مست ہو کر اس مسلمان شخص کے گھر میں گیا اور صاحب خانہ جلدی جلدی سلطان کے پاس پہنچا اور خبر دی کہ وہ ازٹھا خزانہ پر ہے۔ سلطان نے تلوار حمال کی اس شخص پر ایک ناگہاں عذاب آیا اور دنیا اس خبیث کے وجود سے پاک ہو گئی۔ پہلے تو صاحب خانہ نے کہا کہ چراغ کو بھادیں اس کو قتل کرنے کے بعد کہا کہ چراغ کو جلا دیں سلطان نے غور سے اس کی صورت کو دیکھا اور سر کو تجدہ میں رکھا صاحب خانہ نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے تجدہ کیا؟ سلطان نے کہا میں یہ خیال کرتا تھا کہ یہ جرأت میرے فرزندوں کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ہے چونکہ اس قسم کی گستاخی با دشاؤں اور شہزادوں سے دیکھی جاتی ہے۔

جب میں نے اس کے چہرے کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مقتول میرے رشتہ داروں میں سے نہیں ہے اس لئے تجدہ شکر بجا لایا جب میں نے تم سے کہا کہ چراغ کو بچا دو تو وہ اس لئے کہ میں آمادہ تھا اگر میر افرزند بھی ہوت بھی اسکے سر کو بدن سے جدا کروں گا۔ میں ذرگیا کہیں باپ کی محبت قتل کرنے سے مانع نہ ہو اس لئے میں نے کہا چراغ کو بچا دیں اب اگر گھر میں کوئی کھانے کی چیز موجود ہے تو لے آئیں اس لئے کہ جب سے آپ کے بارے میں پہلے چلا اس وقت سے لیکر اب تک کھانا نہیں کھایا اور میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک اس خبیث کو ختم نہیں کروں گا اس وقت تک انگلی نمک پر

نہیں رکھوں گا غذائیں چھکوں گا صاحب خانہ کے پاس جو کچھ وہاں پر تھا اس کو حاضر کیا سلطان نے بڑے شوق سے اس کو کھایا اس کی زندگی میں ایسے لذت حاصل نہیں ہوئی تھی اس کے بعد کہا اے خواجہ محمود اب راضی ہو گئے ہو اس شخص نے سلطان کے لئے دعا کی۔

## رائے ہندو کی عدالت اور آثار کی حکایت

کہتے ہیں کہ گجرات اور نہروالہ کے دریا کے کنارے مسلمانوں کی ایک جماعت ہتھی انہوں نے وہاں پر ایک مسجد اور مینار بنایا اور اس میں عبادت کرتے تھے وہاں کے کافروں نے اس مینار کو خراب کیا اور اس پاک مسجد کو جلا دیا اور 80 مسلمانوں کو قتل کر دیا مسلمانوں کا خطیب کہ جس کا نام علی تھا وہاں سے بھاگا اور ان کے بادشاہ کے پاس گیا کہ جس کا نام رائے تھا اور اس ظلم کی شکایت کی تھیں درباریوں نے اس کے ظلم کی شکایت رائے تک نہ پہنچنے دی کیونکہ وہ کافر تھے وہ اپنے ہم نہ جب کی حمایت کرنے میں کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جس روز رائے نے شکار کے لئے جانے کا ارادہ کیا تو علی رائے کی گزرگاہ میں درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ جب رائے پہنچا تو علی اٹھا اور اس کو قسم دے کر کہا کہ آپ ٹہر جائیں اور ہماری بات سیئیں رائے کھڑا ہو گیا اور اس کی بات سنی اپنے ملازمیں سے ایک سے کہا کہ اس خطیب علی کی حفاظت کریں جب میں چاہوں اس کو حاضر کرنا اور اس کی موت تھی نہ کرنا جب رائے شکار سے واپس آیا تو اپنے وزیر سے کہا تین دن میں چاہتا ہوں کہ اپنے بال بچوں کے ساتھ رہوں کسی کی ذمہ داری نہیں لگاتا ہوں تم امورِ مملکت کا خیال رکھتا پس اس نے اپنا بیس تبدیل کیا اور اپنے گھوڑے پر سوراہوا چالیس فرغ مسافت کو ایک دن اور رات میں طے کیا اور شہر میں داخل ہوا جہاں سے گزرتا تھا۔ تو سنتا تھا کہ لوگ کہتے تھے مسلمانوں پر ظلم ہوا اور بے گناہ مارے گئے اس نے مکمل طور پر تحقیق کی اور اپنے ایک برتن کو دریا کے پانی سے بھرا اور وہاں سے واپس ہوا تیرے دن دربار اور محکمہ عدالت میں بیٹھ گیا اور خطیب علی کو بلوایا تاکہ وہ ظلم کی شکایت کرے جب علی بولنے لگا تو کفار نے اس کو استباہ میں ڈالنے کی کوشش کی اور اپنی قوم کی حمایت کرنے لگے رائے کا وہ ظرف لے آئیں اور اس جماعت کو پلا دیں دیکھا تو پانی شوردار ہے انہوں نے جان لیا کہ دریا کا پانی ہے۔ رائے نے کہا میں چونکہ تمہارے قول پر اعتاد نہیں کرتا تھا اس لئے چالیس فرغ مسافت کو تین دن میں طے کیا اور تین دنوں میں واپس آ گیا وہاں پر میں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر ظلم ہوا ہے اور میری حکومت کے دنوں میں ایسا ظلم کیوں ہو جائے۔ یہ جماعت میری امان کے سایہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ پس اس نے حکم دیا کہ مجرمین کو سزا دی جائے اور ایک لاکھ مسلمانوں کو دیا کہ مسجد اور مینار کوئئے سرے سے بہترین طریقہ پر بنائیں اور

خطیب کو انعام دیا اور وہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

سلطان سنجربن ملک شاہ کی حکایت

سخراں سنجوں سے ایک بادشاہ تھا اس نے طویل عمر گزاری۔ روپتہ الصفا کے مطابق سخراں جمع کرنے شہروں کو فتح کرنے فتنہ و فادر پا کرنے میں ممتاز تھا خوف خدار کھنک والا کریم الطیق اور رعیت پرور تھا ملکوں پر فتح کرنا اور ملک کو چلانے کا طریقہ اسے اچھی طرح آتا تھا اس نے انہی سال مستقل حکومت کی ایک مدت تک اپنے بھائی سے پہلے خراسان کے علاقے میں حکومت کرتا رہا۔ بہتر (۷۲) سال اور تو میں اس دنیا میں زندگی کی اور سنہ ۵۵۲ھ میں وفات پائی چونکہ اس کی ولادت شام کے مقام سنجار میں ہوئی تھی اس لئے ملک شاہ کا نام سخراں پڑ گیا۔

روضۃ الانوار میں ہے کہ سلطان سجن بن ملک شاہ جس وقت طالقان کی جانب روانہ ہوا ایک بچہ طالقان سے اسے دیکھنے کے لئے باہر آیا اور گھر کی چھپت کے کنارے پر کھڑا ہو کر دیکھ رہا تھا۔ سلطان نے دور سے اس گھر کے اوپر دیکھا چوتکہ وہ جگہ بہت زیادہ بلند تھی لہذا وہ بچہ ایک پرندے کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ سلطان نے خیال کیا کہ کوا ہے اس نے ایک تیر کمان میں ڈال کر چلا یا وہ بچہ تیر کا نشانہ ہوا اور زمین پر گر گیا سلطان سجن نے کہا دیکھیں میں نے کس پرندہ کا شکار کیا ہے لوگ جا کر اس خون آلو دیکھ کر کسی چیز پر اٹھا کر سجن کے پاس لائے۔ سلطان سجن نے اس مقتول بچہ کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسوؤں کا سیالب جاری ہو کیا۔ اس نے بہت زیادہ فریاد کی اور حکم دیا کہ اسی جگہ خیسہ لگائیں اور مقتول بچہ کے دارثوں کو بلا لیں۔ اس بچہ کا باپ نہایت فقر و فاقہ کا شکار تھا اس کو حاضر کیا گیا پس سلطان سجن نے حکم دیا کہ سونے سے بھرا ہوا ایک طشت لے آئیں اور اس کے اوپر تکوار کو رکھ دی۔ سلطان نے اس طشت کو اس فقیر باپ کے سامنے رکھا اور کہا یہ ہے تکوار اور میرا سری ہے طشت اور زران دونوں میں جو چاہیں اختیار کریں اگر مجھے معاف کرتے ہیں تو طشت زر اٹھا کر لے جائیں اور اگر قصاص لینا چاہتے ہیں تو یہ میرا سر حاضر ہے میں قیامت کا عذاب برداشت نہیں کر سکتا ہوں اس نے زمین کو بوسدیا اور کہا میری جان بادشاہ کے قدموں خاک پر قربان ہو چونکہ ہمارے دل جان آپ کے عدل کے مر ہوں ہیں جگر گوشہ کے خون کے قصاص سے معاف کرنا بہتر ہے۔ بادشاہ کی دولت برقرار رہے سلطنت کے کسی گوشہ میں نقصان نہ پہنچ بادشاہ نے فرمایا زراس کے حوالہ کیا جائے اور طالقان کی ریاست بھی اس کے سپردی۔ اس کے بعد یہ شخص صاحبِ ثروت لوگوں میں سے شمار ہونے لگا اور صاحب منصب ہوا۔

## سامانیان کی حکومت اور سبب زوال کی حکایت

سامان بہرام چوئین کی اولاد سے تھا اس جماعت کی حکومت کی ابتداء روضۃ الصفا کے قول کے مطابق ماموں کی خلافت کے زمانے میں ہوئی۔ سب سے پہلے اسد بن سامان نے خراسان کی حکومت کا عہدہ سنبھال اور طاہر ذوالہمینین نے ان کو اسی حالت پر رکھا۔ طاہر کے زمانے میں آں سامان کی حکومت نہیں تھی بلکہ وہ بطور نیابت حکومت کرتے تھے۔ سب سے پہلا شخص کہ جس نے 280 ہجری سلطنت کا پرچم لہراایا وہ اسماعیل بن احمد سامانی تھا سنہ میں سات سال اور کسری نے حکومت کی وہ عدل انصاف میں معروف تھا ان کے بعد ان کا بیٹا احمد بن اسماعیل تاج و تخت کا ماں لک بنا چھ سال چار میہنے اور سات روز اس کی حکومت کی مدت تھی آخر میں قتل ہوا جمادی الثانی کی 23 کوشہ جمعرات سنہ 301 ہجری اس کے اس کا بیٹا نصر بن احمد بن اسماعیل باپ کی جگہ پر بٹھا دیا اور اپنے چچا اسحاق سامانی کے ساتھ کئی جنگیں کی اور کامیابیاں حاصل کیں۔ اور کام میں الالٹ فرماتے تھے کہ 27 سال حکومت کی اس کے بعد عسل کی بیماری میں متلا ہوا تین ماہ تک بستر پر پڑا رہا یہاں تک کہ ماہ رب ج 331 ہجری میں اس دنیا سے چلا گیا اس کی عمر 38 سال تھی۔ ان کے بعد بیٹا (نوح) بن نصر تاج و تخت کا ماں لک ہوا اس نے تیرہ سال حکومت کی یہاں تک کہ ربع الثانی 340 میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کا طریقہ کاربہت اچھا اور اس کا اخلاق بہت زیادہ پسندیدہ تھا۔ اس کے بعد عبد الملک بن نوح باپ کی جگہ پر بیٹھا اس کی حکومت کی مدت سایت سال تھی اور کسری تھا اس کو ابو الفارس کہتے ہیں اس کے عدل و انصاف کے بارے میں بہت سے لوگوں نے نقل کیا ہے۔ یہاں تک سنہ 350 ہجری میں گھوڑے پر کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر گیا اور ہلاک ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا (منصور) بن نوح اس کی جگہ پر بیٹھا اور آں سامان کے غلاموں سے ایک کہ غلامی سے امارت اس کو ملی وہ بہت زیادہ کفایت شعار تیز اور بہادر تھا 35 سال کی عمر میں خراسان کا سپہ سالا رہوا اور آں سامان کی حکومت کی حفاظت کی۔ جب عبد الملک کی وفات ہوئی تو اس کا بیٹا منصور بن نوح خراسان اور اماوراء انہر کا حاکم ہوا اس کی بیعت سے پہلے حکومت کا ارکان اور امراء نے ایک قاصد آلبکین کے پاس بھیجا کہ جو غلامی سے امارت کے درجہ پر پہنچا تھا جیسا کہ ذکر ہوا دشہ اس دنیا سے چلا گیا اس کا ایک بھائی ہے کہ جس کی عمر تیس سال ہے اور ایک بیٹا ہے کہ جس کی عمر سول سال ہے کس کو حکومت دی جائے چونکہ یہ ملک اور مملکت آپ کی رائے سے ہے آلبکین نے ایک قاصد کو بھیجا اور کہا میری رائے یہ ہے کہ منصور جوان ہے اس نے دنیا کے سردار گرم کوئیں چھکا اس کا چچا اس زیادہ لائق ہے۔ اس کے

قادد کے پیچے سے پہلے منصور کی بیعت کی خبر آ لیکن کوئی ملک کے بیٹھ کوتخت پر نہادیا اس واقعہ سے پریشان ہوا دوسری طرف آ لیکن کا لکھا ہوا بخار میں پہنچا اس کو پسند نہیں آیا اس کا ول آ لیکن کے ساتھ بدظن ہوا آ لیکن نے عذر پیش کیا اور ان کو ہدایا بھی دیئے اس کا فائدہ نہیں ہوا اور یہ غبار ملک زادہ کے دل سے نہ لکا۔

خود غرض لوگ ملک کو رنجیدہ کرتے تھے آ خراس کو کہا گیا کہ آ لیکن کو قتل نہ کروں یہ بادشاہی ہمیشہ کیلئے تمہارے پاس نہیں رہے گی۔ لطف اور حیلوں کے ساتھ اس کوتخت کے نیچے بلا لیں جب وہ تنہا آ جائے تو اس کو قتل کریں چونکہ یہ 53 سال سے خراسان میں حکومت کرتا رہا ہے مال اور اسباب بہت زیادہ جمع کیا ہے۔ جو بے شمار ہے سب لشکری اس کی بات مانتے ہیں اس کو خط لکھیں جب سے ہم تخت پر بیٹھے ہیں آپ ہمارے پاس نہیں آئے ہیں میں آپ کے وجود کا متحاج ہوں جو کچھ بھی ہماری درگاہ سے قاعدہ ختم ہوا ہے پھر آپ اپنا قاعدہ بتا دیں تاکہ تمہارے اوپر اعتداد زیادہ ہو اور خود غرض لوگوں کی بات ختم ہو جب یہ خط آ لیکن کو پہنچا اس وقت وہ نیشاپور میں تھا نہیں ہزار سوار نیشاپور سے جب سرخ میں پہنچے امراء اور لشکر کے بزرگوں کو بایا اور کہا تم جانتے ہو کہ اس نے مجھے کیوں بلایا؟ ہے انہوں نے کہا تجدید عہد کے لئے اور یہ کہ آپ کو دیکھ لے کہا ایسا نہیں ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ میرے سر کو بدن سے جدا کرے۔ وہ ابھی چھوٹا ہے لوگوں کی قدر نہیں جانتا۔ اور تم جانتے ہو میں اس کے باپ کی جگہ پر تھا سانحہ سال سے میں نے سامانیوں کی حکومت کی حفاظت کی کئی مرتبہ ترکستان والوں کے ساتھ جنگ کی میں نے لشکر کو نکست دی اور کامیابی حاصل کی اور ایک پلک جھکنے کی مقدار بھی میں نے ان کی نافرمانی نہیں کی اور اس بادشاہی کو اس کے باپ دادا کے لئے محفوظ رکھا آ خراس کا صدر مجھے یہ ملا ہے کہ وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو پتہ نہیں ہے کہ اس کا ملک بدن کی طرح ہے اور اس بدن کا سر میں ہوں جب سر زر ہاتو بدن بھی نہیں رہے گا اب آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں تمام لشکر نے کہا ہم آپ کو جانتے ہیں اور ہم آپ کے حکم کے تابع ہیں ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہے ہم اس کو نہیں جانتے۔ اگر آپ ہمیں حکم دیں تو آپ کی رکاب میں اس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہیں اور سلطنت کو آپ کے حوالہ کریں گے دوسرے دن آ لیکن بیٹھا امراء اور لشکر کے بزرگوں کو بایا اور کہا کل میں نے آپ کو طلب کی تھا میں نے آپ کا امتحان لیا پتہ چلا کہ آپ سب یک دل ہیں۔ اور آپ نے نعمت کا حق ادا کیا میں آپ تمام سے خوش ہوں اب جان لو کہ اس بیٹھ کی شرکو توار کے ساتھ دور نہ کیا جائے گا چونکہ وہ چھوٹا ہے اور کسی کے حق کو نہیں جانتا اور کسی کی بات نہیں سنتا۔ وہ نا اہل لوگوں کی باتوں میں آ گیا ہے اگر میں چاہوں کہ اس سے ملک کو لیکر اس کے چچا کے حوالے کروں یا میں خود اس کو چلانا چاہوں تو یہ کر سکتا

ہوں لیکن میں نہیں چاہتا ہوں کہ لوگ کہیں کہ سانچھے سال تک سامانیوں کے خاندان کی حفاظت کی جب اس کی عمر 80 سال تک پہنچی تو ان کا نافرمان ہوا میں نے اپھی طرح زندگی گزری ہے۔ اب تک قبر کے قریب پہنچ پکا ہوں واجب نہیں ہے کہ ایسا کام کروں کہ جس سے میری نیک نامی ختم ہو جائے اگرچہ معلوم ہے کہ گناہ امیر منصور کا ہے لیکن سب لوگ یہ نہیں جانتے ہیں جب تک میں خراسان میں ہوں یہ گفتگو کم نہ ہوگی اور یہ بچہ میری جان سے ہاتھ نہیں اٹھائے گا مجبور ہو کر اس کے ملک سے چلا جاتا ہوں اور اس آخر عمر میں کافروں کے ساتھ چہاد کرتا ہوں اگر مار جاؤں تو شہید شمار ہوں گا اور غرض والے حضرت بھی خاموش ہو جائیں گے۔ اب تم جان لو! خراسان اور خوارزم کا لشکر اور شہزاد روز اور ماوراء النہر امیر منصور کے لشکر ہیں اور تم سب اس کے لشکری ہو۔ انہوں نے ملک کے نزدیک خدمت کے لئے چل جاؤ اور مجھے چھوڑ دو میں ہندوستان چلا جاؤں گا اور کفار کے ساتھ چہاد میں مشغول ہو جاؤں گا یہ کہا اور امراء سے کہا ایک ایک ہو کر میرے پاس آ جاؤ تاکہ میں تمہیں وداع کروں اگرچہ امراء نے بات کی لیکن فائدہ نہ ہوا۔ وہ رونے لگے جب سب کو وداع کیا تو پردے کے پیچھے چلا گیا لوگوں کو یقین نہیں آتا تھا کہ آلبکلین خراسان کو چھوڑ دے گا اور ہندوستان چلا جائے گا۔ خراسان اور اس کے اطراف میں دس اور شہر تھے۔

کوئی شہر ایسا نہ تھا کہ جس میں با غرہ اور جائیداد نہ ہو ہزار ہزار گوسفند ایک لاکھ گھوڑے خچرا دراونٹ تھے یہ سب سامانیوں کے قبضہ میں تھا جب دوسرا دن ہوا تو آلبکلین روانہ ہونے کے لئے تیار ہوا اور اپنے خاص غلاموں کے ساتھ وہاں سے چلا گیا اور تمام نعمتوں کو ترک کر کے بُلٹ کی جانب چل نکلا۔ اس کے لشکر امیر منصور کے پاس گئے آلبکلین کا ارادہ تھا کہ ایک دو میں بُلٹ میں رہے تاکہ جن کا بھی کفار کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ ہے اس کے ساتھ مل جائیں۔ پھر ہندوستان چلا جائے لیکن اہل شر اور اہل فساد نے امیر منصور کو آمادہ کیا کہ لشکر کے ذریعہ آلبکلین پر حملہ کرائے اور وہ اس کو گرفتار کر کے لے آئیں۔ انہوں نے کہا آلبکلین ایک بوڑھا بھیڑ یا ہے اس سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھنا چاہئے پس سولہ ہزار کا لشکر اس کی تلاش میں بُلٹ کی جانب روانہ ہوا جب جیون کی نہر سے نکل گئے تو آلبکلین بُلٹ سے باہر نکل کر ایک درہ کے درمیان میں آگیا۔ اور سبکلین تین سو سالا ر کے ساتھ درہ کے اوپر دیکھا تو یہ خیال کیا کہ سبکلین آلبکلین کا رخربید غلام ہو گا وہ سلطان محمود غزنوی کا باپ ہے سبکلین کے جتنے بادشاہ ہیں یہ اس کی اولاد سے ہیں اور آلبکلین نے ان کی تربیت کی تھی۔

سبکلین نے دیکھا کہ صحر اشکر سے بھر ہوا ہے تو سوچنے لگا کہ ہمارا آقاتاماں چیزیں کہ جوان کی ملک میں تھیں جس

کو شانہبیں کر سکتے تھے یہ سب کچھ ان کے لئے چھوڑا اب ان کی جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور لشکر کشی شروع کی ہے اور ہمارے مولیٰ پاک طینت کی وجہ سے ان کو محفوظ رکھا ہے اب مجھے ڈر ہے یہ ہمیں ہلاک نہ کریں یہ کام توار کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے ہم خاموش ہو جائیں اور یہ ہمارے پیچھے آجائیں یہ تو سب کے سب ظالم ہیں اور ہم مظلوم اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا کہا تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر ان کو موقع عمل گیا تو ہم میں سے ایک آدمی کو نہیں چھوڑ سیں گے ہمارا صاحب اس کو پسند کرے یا نہ کرے جو بھی ہو یہ کہا اور تمیں سوسوار کے ساتھ لشکر امیر منصور سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے تیار ہو گئے انہوں نے اسلحہ پہننا اور گھوڑوں پر سوار ہوئے ایک ہزار سے زیادہ ان کے آدمیوں کو قتل کیا اور واپس ہوئے آجیکیں نے کہا پس صحیح کی نماز کے بعد سامان اٹھائیں اور اس درہ سے باہر نکلیں اور ہزار سوار دامیں جانب اور ہزار افراد بامیں جانب کیتیں گاہ میں پیٹھیں اور خود ہزار سوار کے ساتھ درہ سے باہر نکل گئے امیر منصور کا لشکر جب درہ میں آیا وہاں پر کسی کو نہیں دیکھا۔

انہوں نے کہا کہ البتہ آجیکیں نے فرار کیا ہے اس کا تعاقب کرو جب درہ سے باہر نکلے آجیکیں کے ساتھی کمیں گاہ سے نکلے دامیں اور بامیں جانب سے جملہ کیا سب کو ہلاک کر دیا لشکر امیر منصور کے مقتولوں کو تعداد چار ہزار سات سو پچاس تھے ان کے علاوہ باقی جو کچھ بھی ان کے پاس تھا چھوڑ کر چلے گئے تاکہ جان محفوظ ہو اور آجیکیں کے لشکر کو اس جنگ میں بہت زیادہ غنیمت حاصل ہوئی کیا لیخ کے لوگوں کو ایک مدت تک چیزیں ہاتھ آ جاتی تھیں اس کے بعد آجیکیں نے قلعوں کو فتح کیا اور جنگ کی اور بہت سی غنیمت ان کو مل گئی یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چلا گیا آجیکیں کے مرنے کے بعد اتفاق کیا سبکیں اور ان کو تخت پر بٹھا دیا امیر منصور کے ظلم کی وجہ سے اس حکومت کو رو بزوں ہوئی اور سامانیاں کو بھی بہت زیادہ نقصان ہوا چونکہ سامانیاں کا ملک آجیکیں کے ذریعے سے مضبوط تھا ان کے قدر کو نہیں پہچانا اور ان کا قصد کیا جب وہ خراسان سے چلا گیا کہ سامانیاں کے خاندان سے حکومت بھی چلی گئی۔ فاعتبرد یا اولی الالباد۔

### (حکایت) مَنْ حَفَرَ بِئْرًا إِلَّا خِيَہٌ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص اپنے عیال پر غصب ناک ہوا اس کے منہ کو طمانچہ مارا وہ عورت اس صدمہ سے بے ہوش ہو گئی اور اسی بے ہوشی کی حالت میں مر گئی۔ وہ شخص نادم ہوا اس کو وحشت اور خوف طاری ہو گیا۔ وہ گھر کے دروازے پر آ گیا اس کا ایک دوست تھا اس سے ملاقات کی اس نے اس کا رنگ متغیر دیکھا اور نہایت اضطراب کی حالت میں پایا تو حالات کے بارے میں پوچھا اس نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا اگر اس عورت کے رشتہ داروں کو پیدا ہل گیا

تو مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے ساتھی نے کہا کہ اس کا چارہ کاری ہے کہ گھر کے دروازے پر کھڑے ہو جائیں جب بھی کسی جوان کو وہاں سے گزرتے ہوئے دیکھو تو کسی حیلے سے اس کو گھر میں لے جاؤ اور اس کو قتل کرو اور اپنی بیوی کے پاس سلادو۔ جب تمہارے بیوی کے رشتہ دار یہ حالات دیکھیں گے تو تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اس شخص نے اسی دستور پر عمل کیا اور گھر کے دروازے پر آ گیا دوبارہ اپنے ساتھی سے ملاقات اور کی کہا تم نے میرے کہنے کے مطابق عمل کیا کہا ہاں آ کے دیکھ لو جب اس کا ساتھی اندر آیا دیکھا کہ اس کا بیٹا مر اپڑا تھا وہ اس کے بیہاں سے باہر نکل آیا لیکن اس نے جو کیا ہے اس کے لئے کوئی تدبیر نہ تھی۔

### معتصم کے وزیر سے بھی ایسا واقعہ پیش آیا

ذکر کیا گیا ہے کہ معتصم کے دور میں ایک بدبوی بہترین فصاحت و بلا غت اور باقی چند خوبیوں کی وجہ سے معتصم کے قریبوں میں سے ہوا ہے۔ وہ بادشاہ سے تعلقات میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ کوئی بھی اس پر مقدم نہ تھا۔ تمام وزراء و امراء اس سے حسد کرتے تھے۔ وزیر نے ان کو کہیں دعوت پر بلایا اور وہ کھانا دیا کہ جس میں لہسن زیادہ تھا اس کے بعد اس کو کہا گیا کہ آج خلیفہ کے مجلس میں جائیں گے خبردار ہو جاؤ کہ کہیں تمہارے منہ سے اس کو بدبوونہ آئے کہ کہیں خلیفہ تم سے نفرت نہ کرے ادھر انہوں نے معتصم سے کہہ دیا تھا کہ اس بدبوی نے آپ کو رسوا کیا ہے جہاں کہیں بیٹھتا ہے کہتا ہے کہ مجھے خلیفہ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ میں تنگ آ گیا ہوں مجھے خلیفہ اپنے پاس بلا تا ہے تو مجبور ہو کر میں اس کی اطاعت کرتا ہوں گھر اس کے منہ کے بدبو سے عذاب میں ہوں۔ معتصم نے کہا اگر ایسا ہے تو وہ قتل کا مستحق ہے جب بدبوی معتصم کی مجلس میں آیا تو اس خیال سے کہ معتصم اس کے منہ کی بدبو سے نفرت نہ کرے منہ پر ایک رومال رکھ لیا معتصم نے گمان کیا کہ میری وجہ سے ایسا کرتا ہے پس معتصم نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے ایک خط میں لکھا تھا کہ جیسے ہی یہ خط مل اس کو قتل کر دینا اس بند خط کو بدبوی کے ہاتھ میں دیا اور کہامت ہو چکی ہے کوئی انعام تھا تک نہیں پہنچا۔ اس خط کو خراچی کو دیدو دیو وہ تمہیں انعام دے دے گا۔ اعرابی نے وہ خط لیا اور چل پڑا۔ چغل خوروزیر نے پوچھا کہ کہ یہ کیا ہے؟ اعرابی نے کہا: امیر المؤمنین نے ایک انعام کے لئے بھیجا ہے وزیر نے کہا یہ انعام جس کو نہیں دیکھا ہے کتنے میں بیچو گے؟ بدبوی نے کہا: تم میرے نزدیک اس تھنے سے زیادہ عزیز ہو میں نے یہ تھفہ (انعام) تمہیں بخش دیا وزیر نے وہ خط لیا اور خراچی کے پاس چلا گیا جب اس نے پڑھا تو گفتگو کے بغیر وزیر کے سر کو تون سے جدا کر دیا اور دوسرا دن معتصم آیا تو اس نے توجب کیا۔ اس کے پاس وزیر کا واقعہ نقل کیا گیا تو معتصم نے کہا کیا تم وہاں ہی تھے جو کہتے تھے کہ خلیفہ کے منہ سے بدبو آتی ہے بدبوی

(60) اس حکایت کی مثل کہ ایک زانی نے اپنی بیوی کو قتل کیا  
نے کہا معاذ اللہ وزیر نے مجھے اپنا مہمان بنایا اور کھانے میں لہسن زیادہ ڈالا تھا وہ میں نے کھایا اس لئے میں نے رومال  
اپنے منہ پر رکھا تھا کہ غلیقہ کونفرٹ نہ ہو معتصم نے کہا کہ وزیر اپنی جزا کو پہنچا اور اپنی سزا خود دیکھائی معتصم نے بدھی کو پہلے  
سے بھی زیادہ عزت دی۔ **فَاعْتَبِرُوا إِيَّاهُولِي الْأَذَبَابِ**

### اس حکایت کی مثل کہ ایک زانی نے اپنی بیوی کو قتل کیا

ذکر کیا گیا ہے ایک شخص تھا کہ جس کی ایک نیک بیوی تھی۔ لیکن وہ ہر رات فاحشہ عورت کو اپنے گھر میں لے آتا  
تھا کئی مرتبہ اس نیک عورت نے نصیحت کی مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ ایک فاحشہ عورت کو ایک رات گھر میں لے آیا اس  
فاحشہ نے کہا یہ تمہاری بیوی ہمارے لئے و بال بندی ہوئی ہے ہر جگہ سے عیش کے لئے مانع ہے اس شخص نے اس فاحشہ  
کے ساتھ محبت کی وجہ سے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنی بیوی کو بلاک کرے گا۔ ایک دن اپنی نیک بیوی سے کہا آج رات فلاں  
مکان پر ہم مہمان ہیں عورت کو سوار کیا اور اس کو ایسی جگہ پر لے گیا جہاں لوگوں کی نظرؤں سے دور ہوں اس کے بعد اس  
عورت کو بلندی سے درہ میں پھینک دیا۔ عورت بلاک ہو گئی گھروالیں آ کر یاد آ گیا کہ کاش اس کے بدن کوئی میں دفن کر  
دیا ہوتا یہ جگہ لوگوں کے گزرنے کی جگہ ہے جب صبح ہو گئی تو پہنچے چل جائے گا اور میں گرفتار ہو جاؤں گا۔

خلاصہ اس رات اس کو نیندہ آئی اور فاحشہ کی طرف مائل نہ ہوا۔ ازان صبح کے نزدیک اٹھا عورت کے جنازہ کے  
پاس آیا تو دیکھا کہ ایک کو اس عورت کے سینہ پر بیٹھا ہے۔ جب جنازہ کے نزدیک پہنچا تو اس کو نے اپنے پروں  
کے ساتھ اس شخص کے چہرے کو مارا وہ ڈر گیا اور پیچھے چلا گیا دوبارہ آگے بڑھا پھر کو امانع ہوا اس نے ایک پتھر مارا اور  
کوئے کو مارا ڈالا اور اس عورت کے بدن کو دفن کر دیا وہ فاحشہ اس انتظار میں تھی کہ آج دن کو عیش و عشرت کریں گے۔  
جب وہ شخص گھر آ گیا کہ فاحشہ کے ساتھ بیٹھے تو اس نے کہا کہ انہوں نے اس کو مسخرہ کرتی ہے کو اکا میں کامیں کر کے میرے کان  
گھر میں کوئی کو انہیں ہے۔ وہ اس کو گالیاں دینے لگا کہ تو میرے ساتھ مسخرہ کرتی ہے کو اکا میں کامیں کر کے میرے کان  
کھا گیا ہے اور تو کہتی ہے کہ گھر میں کوئی کو انہیں ہے۔

اس عورت نے جان لیا کہ اس کا عاشق دیوانہ ہو گیا ہے پاگل خانے والوں کو اطلاع دی اور وہ اس کو لے گئے۔  
وہ عورت کچھ مقدار کھانا لیکر اس کے لئے پاگل خانے نگئی کہ اس کی خدمت کرے اور اس سے احوال پرسی کرے جب اس  
کے سامنے کھانا رکھا گیا تو اس شخص نے گفتگو کے بغیر اس عورت کا گلاں بادیا وہ فوراً مر گئی۔ پاگل خانے کا انچارچ کہنے لگا یہ  
خطرناک دیوانہ ہے اور اس نے حکم دیا کہ اس کو مار دیا جائے یہ ہے ظلم کا انجام اس سے عبرت حاصل کریں۔

## اس شخص کی حکایت کہ جس نے اپنے میزبان کو قتل کر دیا

ای طرح کی ایک اور حکایت کہ جس اپنے میزبان کو قتل کر دیا ذکر کیا گیا کہ ایک شخص دیہات میں داخل ہوا اور چاہا کہ کوئی مکان حاصل کرے۔ مکان کہیں سے نہ ملا تو آخر پوچھا کہ یہاں کوئی مسافر خانہ نہیں ہے کہ جس میں غریب ٹھرتے ہیں؟ اس کو بتایا گیا یہاں ایک عورت ہے اس کے پاس مہمان خانہ ہے اس میں غرباً کی دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ وہ مہماںوں کو بہت زیادہ دوست رکھتی ہے اور مہماں نواز ہے۔

وہ شخص اس عورت کے گھر کے دروازہ پر گیا۔ بوڑھی عورت نے حشاشت بثشت کے ساتھ اس کا استقبال کیا اچھی جگہ پر اس کو رکھا اور اس سے کہا: اب آپ آرام کریں گے یا کھانا کھائیں گے یا تھوڑی دیر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ اس شخص نے کہا: اس وقت صرف کھانا کھاؤں گا اس کے بعد تھوڑی دیر باتیں کریں گے اس کے بعد سو جاؤں گا جب اس نے کھانا کھایا اس عورت نے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے کہا میں پریشان ایک شخص ہوں کیونکہ مقروض ہوں۔ میں صرف تیس تو ماں کے لئے اپنا شہر چھوڑ کر آیا ہوں بوڑھی عورت فوراً اٹھی اور تیس تو ماں لے آئی اور اس شخص کے حوالہ کئے اور کہا جب تک اس گاؤں میں ہیں آپ میرے مہماں ہیں اس شخص نے کہا: ماں! جس طرح اس گاؤں میں آپ نے مہماں نوازی کی ہے اس طرح دوسرے کیوں نہیں کرتے ہیں؟ بوڑھی عورت نے کہا میرے ماں باپ تھے وہ اس دنیا سے چلے گئے۔

میرے علاوہ ان کی کوئی اولاد نہ تھی میں نے یہ مہماں خانہ کھولا ہے ماں باپ کے ماں کو صرف مہماں نوازی پر خرچ کرتی ہوں تاکہ اس کا ثواب میرے ماں باپ کو پہنچ بوجھی عورت اتنی باتیں کرنے کے بعد اٹھی اور اپنے سونے کے بستر میں گئی وہاں آرام سے سوئی اس شخص نے اپنے آپ سے کہا: معلوم ہوتا ہے کہ اس بوجھی عورت کے پاس بہت زیادہ رقم ہے بہتر یہ ہے کہ اس کو قتل کروں اور اس کے پیسے لیکر فرار ہو جاؤں تاکہ فقر و فاقہ سے نجات حاصل ہو آہستہ آہستہ یہ ارادہ پختہ ہو گیا اس کی نیند ختم ہو گئی شقاوتوں اور بے رحمی اس پر غالب آگئی۔ وہ اٹھا اور اس بوجھی عورت کے سر ہانے گیا اور اس کے سر کو جدا کیا اور تمام گھر کی تلاشی لی۔ لیکن صرف چار تو ماں کے علاوہ اس کو کچھ نہ ملا وہ اپنے غلط کام پر پشیمان ہوا اور اپنے آپ سے کہا: اگر لوگوں کو پتہ چل جائے تو مجھے قتل کریں گے بہتر ہے کہ صحیح ہونے سے پہلے اس گھر کو جلا دوں۔

پس اس نے گھر کو آگ لگادی اور فرار کر گیا اس عورت کی ایک بات تھی جب اس شخص نے فرار کیا تو وہ بی فریاد

کرتی ہوئی اس شخص کے پیچھے لگ گئی اور اس پر حملہ کیا لوگوں نے بی کی ایک خاص قسم کی آواز سنی تو ان کو پتہ چل گیا کہ کوئی واقعہ ہوا ہے وہ گھر سے دوڑے بوڑھی عورت کے گھر پر ہجوم کیا اور آگ کو بجھادیا۔ بوڑھی عورت کو آگ کے درمیان سر کٹا ہوا دیکھا پھر بی کے پیچھے جا کر دیکھا کہ بی اس مہمان پر حملہ کرتی ہے اور اس کی عجیب آواز بلند ہوتی ہے۔ لوگوں نے اس شخص کو پکڑ لیا قرائیں سے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اسی نے کیا ہے اس کو پچھائی دیکھ قتل کر دیا گیا۔

از خلق همرهی طلبی این چہ گمرهی است

خاکت بربخدا آشنازه

لائج کرنے والوں نے آیہ شریفہ: الیس اللہ بکاف عبده، "کوفرا موش کر دیا ہے اور وعدہ: و من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔" کو نہیں سنائے۔

زهر اس ب عطای خلق هر چند دوا باشد

حاجت ز کہ میخواہی جائیکہ خدا باشد

کہتے ہیں خلفاء میں سے ایک نے بہلوں عاقل سے کہا کہ (جو ظاہر امجون نظر آتا تھا) کیا تم راضی ہو کہ تمہارا سارا خرچ خزانہ سے دے دیں تاکہ تم آسودہ حال رہ کہا اگر اگر اس میں چند عجیب نہ ہوتے تو میں راضی ہو جاتا ایک یہ کہ تم نہیں جانتے ہو کہ میں کس چیز کا محتاج ہوں تاکہ وہ میرے لئے تیار کرو۔

دوسرایہ کہ نہیں جانتے ہو کہ میں کس وقت محتاج ہوں تاکہ اس وقت مجھے دو۔

تمیرا یہ کہ نہیں جانتے ہو کہ میں کس قدار میں محتاج ہوں تاکہ اسی مقدار مجھے دو اس سے زیادہ اور کم نہ دو تاکہ ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ۔ وہ خداوند کہ جو ہمارا کفیل ہے ان تینوں باتوں کو جانتا ہے اور نیز ممکن ہے کہ کسی وجہ سے تم مجھے سے ناراض ہو جاؤ اور مجھ پر غصب کرو اور اس خرچ کو روک دو۔

ولیکن خداوند بالا پست

بعصیان در رزق بر کس نبست

برائے بکلب نان در بدر چہ می گردی

تو راه در گہ حق رام گر نمیدانی

چہ پیش خلق گشائی دھان برای طلب  
کہ موج ریختن آبر و ست جنبش لب  
خبر میں ہے ”عزم قنعت ذل من طمع“ جس نے قنعت کی اس نے عزت پائی اور جس نے طمع کیا وہ  
ذلیل ہوا۔

نیز فرماتے ہیں: وَأَكْثَرُ مَصَارِعِ الْعُقُولِ تَحْتَ بُرُوقِ الْأَطْمَاعِ، ”جہاں عقلیں چلی جاتی ہیں اور ہلاک  
ہو جاتی ہیں یہ زیادہ تر لالج کی وجہ سے ہے۔ نیز امیر المؤمنین نے فرمایا: أَسْتَغْفِنَ مَنْ شِئْتَ تَكُنْ لَهُ نَظِيرًا  
وَأَعْطِ مَنْ شِئْتَ تَكُنْ لَهُ أَمِيرًا وَأَسْتَأْلِ مَنْ شِئْتَ تَكُنْ لَهُ أَسِيرًا، یعنی کسی سے بے نیاز ہو جاؤ تم بھی اس  
کی طرح ہو جاؤ تو گے۔

تمہارے اوپر اس کو کوئی برتری حاصل نہیں ہے کسی کو دے دو اس کی نسبت تمہیں برتری ہو گئی کسی سے سوال نہ کرو  
اس کے اسیر ہو جاؤ گے اور طمع کرنے والے انسان کی بندگی ایک امر ہے کہ جو ظاہر ہے ایک معمولی روٹی کے لئے اپنے  
آپ کو چھوٹا قرار دیتے ہو۔

لَقْلَ الصَّخْرِ مِنْ قَلْلِ الْجَهَالِ  
أَحَبُّ إِلَيِّي مِنْ مِنْ إِلَرِ الْجَهَالِ  
بِقَنْاعَتِ كَسِيكَه شَادِ بُودَ  
بِرِ دَامَنْ تُو دَسْتَ سَلِيمَانْ نَمِيرَدَ  
دَرُو يَشَمْ وَگَدا وَبَرِ نَمِيرَنْ كِنْمَ  
پَشْمِينْ كَلاه خَويش بِصَدِ تاجِ خَسِروي  
گَرْبَا شَادِ فَرَشِ اِبْرِيشَمْ طَرازَ  
بَا حَصِيرَ كَهْنَه مَسْجِدِ بَسَازَ  
وَرْمَزْعَفَرِ بَوْدَتِ بَاقَنْدِ وَمَشَكَ  
خَوش بَوْدَ دَوْغُو بِيَازِونَانْ وَخَشَكَ

ورنے نیاش دشائیہ ای لز بھر ریش

شانے بوان کر دیاں گشت خوش

ولیاں یہ فلت اور خمارت ہے کہ کافر یا فاسق کے سامنے جھک جاؤ کہ کوئی نوئی تمہارے امر کے اوپر رکھ دے یا کوئی کبر بند کر میں باندھ دے۔

ابن حیان

فَلَمَّا ذَهَبَ إِلَيْهِ الْأَنْفُوسُ كُبَرَّاً  
أَنْفَقُوا مَا لَمْ يُنْهَى عَنْهُمْ فَلَمَّا مَرَّ  
عَلَيْهِمْ مَا لَمْ يَكُنْ أَنْتَمْ  
أَنْفَقْتُمْ وَالآتَيْتُمْ آپ کو بڑا سمجھتا ہے کہ فضول بال دیا کیلئے ہر گھر کے دروازے پر جائے وہ  
اپنی روٹی اور پیاز کو قوم قوم کے کھانے سے بہتر سمجھتا ہے اور نئے کپڑے کے لئے اپنی عزت کو پر انہیں کرتا ہے۔

فَلَمَّا مَرَّ عَلَيْهِمْ جَنَاحُهُمْ جَنَاحُهُمْ أَسْتَشْجِرُونَ  
أَنْفَقْتُمْ مَمْلُوكَيْنْ مَمْلُوكَيْنْ  
أَنْفَقْتُمْ مَحْمُولَيْنْ مَحْمُولَيْنْ  
کَمْ آزادَهُمْ بِرَزْمِينْ خَسْبَ وَبَنِينْ

مشابیہ ارقالی زمین بوس کس

و گر خنود برستی شکم طلبہ کن

درخانہ این و آن قلیہ کن

نیزد عسل خوردن زخم نیش

قشاعت کن تو بدوہاب خوش

اس چور کی حکایت کہ جس نے ایک مسلمان کو قتل کیا

ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان اپنے سماں کے ساتھ کہیں جا رہا تھا وہ ایک چور کے ہاتھوں گرفتار ہوا اور اس کا سارا مال لے گیا اس کے بعد اس کو قتل کرنے کے لئے توارکو پیچی اس شخص نے کہا: یہ میرا سارا مال لے لیا پھر مجھے کس لئے قتل کرتے ہو اس نے کہا میری مصلحت تمہیں قتل کرنے میں ہے۔

اس شخص نے اطراف میں دیکھا اور کوئی فریاد کو پہنچا والا دیکھا۔ دو چکروں کو ایک پتھر پر دیکھا۔ کہا: اے چکروں

! تم گواہ رہنا کہ میں مظلوم ہوں دعا کرو کہ خدا چور سے انتقام لے۔ چور نے اس کو قتل کر دیا اور دیہات میں داخل ہوا

وہاں پر اس کا ایک جاننے والا تھا اس کے پاس گیا اتفاق سے صاحب خانہ کے گھر میں چکور کے گوشت کے کباب تیار کئے گئے۔

جب اس چور نے اس چکور کے کباب کو دیکھا تو ہنسنے لگا مالک مکان نے پوچھا کہ ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ اس چور نے کہا میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ میں ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا تھا تو اس وقت دو چکور ایک پتھر پر بیٹھے تھے مقتول نے ان کو خطاب کر کے کہا کہ تم دونوں گواہ رہنا کہ میں مظلوم مارا جا رہا ہوں اور دعا کرو کہ خدا اس شخص سے انتقام لے صاحب خانہ نے کہا ان دو چکوروں کی دعا قبول ہوئی اور چور کے سر پر مارا اور اس کو بہلاک کر دیا۔



# جملہ حقوق بحق مترجم حفظ طبیعی

آقا علی حاج شیخ ذیح اللہ حلاقی

مُوَلَف

موسیٰ بیگ نجفی

مُتَرَجم

پروفیسر چودھری مظہر عباس

شیخ

قریان علی ناصر رشدی

کپوزیٹ دیزائینگ

نیکھار 2005ء

اشراف

1000/-

تعداد

قیمت